

واللہ اعلم بالصواب
وہاں کی تحریر و حالہ ہاتھ اور کلمہ کی نسبت کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

منہج علم حضرت علامہ مفتی
محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ

پیشکش
پیشکش

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد دوم

کتاب لعنہ، کتاب السُّلوك والطَّريقۃ، کتاب لتفسیر والتجوید
کتاب الحدیث والآثار، کتاب التَّاریخ وَ السَّیَر، کتاب الجہاد، کتاب الحدود
والمجنایات، کتاب الاکرام والاضطرار، کتاب اللقیط واللقطۃ، کتاب الیمین و
النذر، کتاب لقضاء والافتاء، کتاب الظہارۃ، کتاب الجنان والنفاض.

دارالافتاء
اردو بازار کراچی

فون: 021-2213768

کاپی رامنٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تحریر و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : ضلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۰ء تکمیل پریس کراچی۔
صفحات : 3780 صفحات درجہ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے پتے﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰-۱۸ مارگلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادی بی بی بیہوش مارگلی لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸-اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 مارگلی لاہور
مکتبہ رحمانیہ لاہور
مکتبہ رحمانیہ لاہور
مکتبہ رحمانیہ لاہور
مکتبہ رحمانیہ لاہور

دیباچہ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على نبيه الامي الامين وعلى

آله واصحابه الطاهرين المهديين

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد دوم کا نمونہ کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سر روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں، ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ لکھا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد دوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۹ الجمعیت سے ۵۵ متفرق ۸۷ کل ۳۷۱

کفایت المفتی جلد اول اور جلد دوم کے کل فتاویٰ کی تعداد سات سو نوے (۷۹۰) ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد سوم بھی جلد شائع ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

احقر حفظ الرحمان واصف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

فہرست مضامین کفایت المفتی جلد دوم

کتاب العلم

ہدایا باب : دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول : تعلیم کی فضیلت

- (۱) دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں..... ۲۹
- (۲) (۱) تبلیغ کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے..... ۳۰
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے..... ۹
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں..... ۹
- (۴) پست اقوام کے نو مسلم بھی عام مسلمانوں کے بھائی ہیں..... ۹
- (۵) ہر مسلمان پر ہر معلومات تبلیغ لازمی ہے..... ۶
- (۲) مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے..... ۳۱
- (۳) (۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحابہؓ، تابعین اور متبع تابعین کے زمانہ میں بھی تھا؟..... ۳۲
- (۲) صحابہ کرامؓ، افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے..... ۹
- (۳) تبلیغ فرض کفایہ ہے..... ۹
- (۴) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟..... ۹
- (۵) تبلیغ پھونکنے پر جہاد پھونکنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں..... ۹
- (۶) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟..... ۹
- (۷) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے..... ۹
- (۵) خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم..... ۳۵

فصل دوم : تعلیم قرآن

- (۱) (۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا..... ۹
- (۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے..... ۹
- (۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے..... ۹
- (۷) قاعدہ ”یسرنا القرآن“ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟..... ۳۶
- (۸) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا..... ۳۷

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۳۸ | (۹) پیوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں |
| ۱ | (۱۰) مجلس میں تلاوت و نظم و غیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے |
| ۳۹ | (۱۱) کیا غیر مسلم کو قرآن مجید پڑھانا جائز ہے؟ |
| ۱ | (۱۲) معنی و مطلب کچھ بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا |
| ۱ | (۱۳) دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے |
| | دوسرا باب : تعلیم کے احکام و آداب |
| | فصل اول : تعلیم کا معاوضہ لینا |
| ۳۰ | (۱۴) دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے |
| ۴۱ | (۱۵) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے تراویح و شبینہ کی جائز نہیں |
| ۱ | (۲) پیشگی وعدہ اور ملے کے بغیر اگر حافظہ صاحب کو کچھ دیا جائے تو تنخواش ہے |
| ۱ | (۳) شبینہ پڑھانا کیسا ہے |
| ۴۳ | (۱۶) (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے؟ |
| ۱ | (۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا |
| ۱ | (۳) غریب اور مالدار دونوں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت کرنے پر ثواب ملے گا |
| ۱ | (۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے |
| ۱ | (۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم |
| ۱ | (۶) ”میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا“ تم اللہ واسطے تنخواہ دو ”سوال ممنوع میں داخل نہیں |
| ۱ | (۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبد العزیزؒ کے ایک قول کی تشریح |
| ۱ | (۸) حضور ﷺ کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ |
| ۴۴ | کہ بطور اجرت |
| ۱ | (۱۸) طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہجر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے |
| ۴۵ | (۱۹) (۱) داخلہ فیس کا حکم |
| ۱ | (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے |
| ۱ | (۲۰) متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے |
| | فصل دوم : آداب تعلیم |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۵۰ | (۲۱) عید گاہ میں بچوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟ |
| ۵۱ | (۲۲) شریعت میں عاق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں |
| | تیسرا باب : تعلیم زمان |
| ۶ | (۲۳) اسلام میں خواتین کی تعلیم |
| ۶ | (۱) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے؟ اور مستہتاب کب ہوتی ہے؟ |
| ۵۲ | (۲) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق |
| ۶ | (۳) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل |
| ۶ | (۴) قرآن وحدیث سے مستحب علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟ |
| ۶ | (۵) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے |
| ۶ | (۶) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟ |
| ۶۹ | (۲۴) مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں |
| ۶ | (۲۵) پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کابر خیر میں حصہ لے سکتی ہے |
| ۶ | (۲۶) مجلس سے مجمع میں تلاوت کرانا |
| ۷۰ | (۲۷) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم |
| | چوتھا باب : متفرقات |
| ۶ | (۲۸) بھینسی زبور مفید اور معتبر کتاب ہے |
| ۷۱ | (۲۹) علماء کو شیطان بد معاش عالم کہنے والا فاسق ہے |
| ۶ | (۳۰) نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے |
| ۷۳ | (۳۱) غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے |
| ۷۴ | (۳۲) کیا حکومت کا مدین صحابہ کو رد و کناہہ اغلیت فی الدین نہیں |
| ۶ | (۳۳) قسش کو فساد و عطا کرنے کے لائق نہیں |
| ۷۵ | (۳۴) بچوں کو "قاعدہ دیرنا القرآن" پڑھانا کیسا ہے؟ |
| | کتاب السلوک والطریقة |
| | پہلا باب : اذکار و اشغال |
| | فصل اول : ذکر جلی و خفی اور ختم وغیرہ |
| ۷۷ | (۳۵) مار مٹی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۷۷ | (۳۶) (۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں۔ |
| ۷۸ | (۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے۔ |
| ۷۸ | ۷۳ علم انعقاد النواقل الموہوبۃ حلالۃ الذکر |
| ۸۰ | (۳) (۱) ختم قرآن کے بعد چند سورت اور صل علی موبعا فتح پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟ |
| ۸۱ | (۲) تہارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں۔ |
| ۸۱ | (۳) مجلس ذکر میں انبیاء اور اولیاءؑ کے ارواح کے آنے کا عقیدہ کیسا ہے؟ |
| ۸۱ | فصل دوم: اسماء حسنی |
| ۸۱ | ۸۳ اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم |
| ۸۱ | جواب از مولوی وزیر الدین دہشتی |
| ۸۱ | جواب از حضرت مفتی اعظم |
| ۸۱ | فصل سوم: توسل |
| ۸۳ | ۸۰ آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟ |
| ۸۵ | ۸۱ توسل بالذات میں اہل السنۃ اجماعاً کا مسلک |
| ۸۵ | ۸۲ بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی ماقبول ہوتی ہے |
| ۸۶ | ۸۳ ”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم |
| ۸۶ | ۸۴ مدوطلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول ﷺ کا نام شریک کرنا جائز نہیں |
| ۸۷ | ۸۵ نقشہ فعل مبارک مسجد میں لگا کر ہر نماز کے بعد اسے لاسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں |
| ۸۷ | ۸۶ حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں |
| ۸۸ | ۸۷ حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم |
| ۸۸ | ۸۸ (۱) نقشہ فعل مبارک سے تحویق توسل اور اس کو شائع کرنے کا حکم |
| ۸۸ | (۲) نام سے پہلے ”خادم دربار محمدی“ لکھ دینا کیسا ہے؟ |
| ۸۸ | (۳) ملا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں |
| ۹۰ | ۸۹ معروف نقشہ کیا حضور اکرم ﷺ کے فعل ہی کا ہے اس کو لاسہ دینا کیسا ہے؟ |
| ۹۲ | خط و کتابت ماخوذ از اتمام المقال |
| ۹۲ | نقشہ فعل مبارک سے توسل کے مسئلہ پر حکیم الامتہ کے ہم مفتی اعظم کے مکتوب کا خلاصہ |
| ۹۲ | جواب مکتوب از حکیم الامتہ |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۹۳ | مکتوب حکیم الامت نام مفتی اعظم |
| ۹۵ | جواب مکتوب از حضرت مفتی اعظم |
| ۹۶ | مکتوب از حکیم الامت |
| | فصل چہارم : درود و دعائے سنج العرش وغیرہ |
| ۹۹ | ۵۰ درود تاج اور دعائے سنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں |
| ۹ | ۵۱ حضور اکرم ﷺ کا تعلیم کردہ درود کیا ہے؟ اور "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" کا حکم |
| ۱۰۰ | ۵۲ ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام ہے اصل ہے |
| ۹ | ۵۳ جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم |
| ۲ | ۵۴ کیا درود شریف کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟ |
| ۱۰۱ | ۵۵ درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں |
| ۹ | ۵۶ (۱) درود تاج کے جائے تاثر و دعا پڑھنا افضل ہے |
| ۹ | (۲) درود اکبر اور دعائے سنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر انکی اسناد بے اصل ہیں |
| | دوسرے باب : پیری و مریدی |
| | فصل اول : بیعت |
| ۱۰۲ | ۵۷ بیعت تو پے مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے |
| ۵ | ۵۸ ایک زرگ سے صرف و خیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے زرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں |
| ۱۰۳ | ۵۹ (۱) بیعت کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے اٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں |
| ۹ | (۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے اٹھا کر ذکر کرانا حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور نہ کسی زرگ سے ثابت ہے |
| ۹ | (۳) کرامت بیعت کے اختیار میں نہیں |
| ۲ | ۶۰ کہاڑ کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں |
| ۲۵ | ۶۱ کہاڑ کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں |
| | ۶۲ مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑھتا |
| ۱۰۶ | ۶۳ پیری و مریدی کے بارے میں چند سوالات کے جوابات |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۱۰۷ | ۶۲ تستحب البیعة فی طریق من طرق المشایخ..... |
| ۱۰۸ | ۶۵ (۱) مرید ہونے کا مطلب..... |
| ۶ | (۲) مرید ہونا مستحب ہے..... |
| ۶ | (۳) بیعت کرنا مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے..... |
| ۶ | (۴) کیا بغیر مرید ہونے سے نقصان پہنچے گا؟..... |
| ۶ | (۵) مرید ہونا ضروری نہیں..... |
| ۶ | (۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے بیروں کا مرید ہونا جائز نہیں..... |
| ۱۰۹ | ۶۶ حرام افعال کے مرتکب ہونے کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے..... |
| | فصل دوم : ریاضت |
| ۱۱۰ | ۶۷ تزکیہ نفس کے لئے کئے جانے والے مراقبہ میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے..... |
| ۱۱۱ | ۶۸ تصور شیخ کا حکم..... |
| ۶ | ۶۹ نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا ضم..... |
| | تیسرا باب متفرقات |
| | ۷۰ شعر "اللہ کے پلے میں سوا وحدت الخ" لکھنا ہے ایسی غزل خوانی کی مجال میں..... |
| ۱۱۲ | شرکت سے چنا ضروری ہے..... |
| ۷ | ۷۱ تتبع شرع نام کی توہین اس سے طہ کی وجہ سے کرنا کفر ہے 'تصوف شرعی علوم میں داخل ہے |
| ۱۱۴ | ۷۲ پھلت میں مذکور تمام چیزیں صحیح ہیں..... |
| ۱۱۵ | ۷۳ کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟..... |
| ۷ | ۷۴ کرامت بعد الموت ممکن ہے..... |
| ۱۱۶ | ۷۵ حضور اکرم ﷺ کا ہم سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا ضم..... |
| ۷ | ۷۶ شجرہ کو فخر میں دین کرنا جائز نہیں..... |
| ۱۱۷ | ۷۷ نامحرم عورت کا مہر شدت سے ساتھ رہنا جائز نہیں..... |
| ۱۱۹ | ۷۸ ماثور و مائتہ حالت شد و تر تیب سے بڑھنا چاہیے بغیر ماثور میں اختیار ہے..... |
| ۷ | ۷۹ مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود اشرف پڑھنے کا اہتمام درست نہیں..... |
| ۷ | ۸۰ حضور اکرم ﷺ کا معراج کے وقت ہفت مہلات عبد القادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر..... |
| ۷ | براق پر سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے..... |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۱۲۰ | ۸۱ سماع صحارف: قوالی، ماحول، طلبہ سارنگی سنا منوع ہے..... |
| | کتاب التفسیر والتجوید |
| | پہلا باب: آیات کی تشریح |
| ۱۲۲ | ۸۲ آیت "ولو علم اللہ فیہم حیرا لاسمعہم (الایہ)" کا صحیح مطلب |
| | ۸۳ "قل اما انا بشر مثلکم" کا ترجمہ "مرد و خلیق نہیں ہوں" کا مانند تفسیر کے ساتھ اور |
| ۱۲۳ | تحریف ہے..... |
| ۱۲۳ | ۸۴ آیت "وات ذالقربی حقہ (الایہ) وما لوالدین احسانا (الایہ)" "و نیز ذی تشریح..... |
| ۱۲۵ | ۸۵ آیت "ان عبادی لیس لک علیہم (الایہ)" "لا غو یہم اجمعین" میں شبہ تفسیر کا رفع |
| ۱۲۶ | ۸۶ (۱) آیت "یعسی اسی متوفیک ورا فعلک (الایہ)" کا صحیح معنی |
| | (۲) آیت "مرح البحرین" سے حق اور فاجر اور "یحرج مہما اللؤلؤ والمرجان" |
| ۶ | سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے..... |
| ۱۲۷ | ۸۷ (۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا..... |
| ۶ | (۲) قوانین اسلام مختلفہ مسائل کے موافق ہیں |
| | دوسرا باب: رموز و اوقاف |
| ۶ | ۸۸ قرآن مجید میں مواضع وقفہ کرنا حکم |
| ۱۲۸ | ۸۹ "غلوۃ" پر سانس ٹوٹنے میں "ہم" سے بعد اُترنے میں کوئی مضائقہ نہیں |
| ۱۲۹ | ۹۰ "یے لفظ پر سانس ٹوٹنے جہاں وقف نہ ہو تو مآدوا افضل ہے..... |
| ۶ | ۹۱ ایضاً..... |
| ۶ | تیسرا باب: مخارج حروف..... |
| ۶ | ۹۲ ضاد، آثر، ضات میں غاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے |
| ۱۳۱ | ۹۳ ضاد کو مشابہہ ظاہر حنا درست ہے یا دال پر پڑھنا..... |
| ۶ | جواب از قاری محی الدین پانی پتی..... |
| ۱۳۲ | جواب از مفتی اعظم..... |
| ۶ | جواب از قاری سید طاہر حسین..... |
| ۱۳۳ | ۹۴ "ضاد، آثر، ضات میں مشابہہ" غاء "بے ضاد کو دال پر پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی |
| ۶ | ۹۵ ضاد کو مشابہہ ظاہر پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۱۳۳ | ۶۶ "ضاد" صحیح مخرج سے ادا کیا جائے مشابہ "خا" ہوگی یا نہ؟ "ضاد" کو مشابہ "وال" پڑھنا کیسا ہے؟ |
| ۱۳۴ | جواب از مولانا خدام رسول بنوئی |
| ۱۳۵ | جواب از حضرت مفتی اعظم |
| ۶ | ۶۷ جواب دیگر |
| ۶ | ۶۸ غیر معضوب یا اخصالین میں "ضاد" کو قصداً "ط" پڑھنا غلط ہے، صحیح ادا کیا جائے تو |
| ۶ | مشابہ خا ہوگی |
| ۱۳۶ | ۶۹ جواب دیگر |
| ۶ | ۱۰۰ "ضاد" کو خاص "خا" یا "وال" پڑھنا غلط ہے |
| ۱۳۷ | ۱۰۱ "وال" اخصالین "کو" و "الف" لیں "یا" (یا ظا) پڑھنا غلط ہے |
| ۶ | ۱۰۲ اخصالین کو و الف لیں پڑھنا درست ہے بلون الدوالین؟ |
| | چوتھا باب: اعراب قرآن |
| ۱۳۹ | ۱۰۳ قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟ |
| ۶ | ۱۰۴ پیش کو واد معروف اور زیر کو یا و معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے |
| ۱۴۰ | ۱۰۵ جواب کی توضیح |
| | پانچواں باب: متفرقات |
| ۶ | ۱۰۶ سورہ توبہ کی ابتدا میں اعوذ باللہ من النار الخ پڑھنا ثلاث نہیں |
| ۶ | ۱۰۷ مولوی مذہب احمد دہوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں |
| ۱۴۱ | ۱۰۸ آیت سہری ایک آیت ہے |
| ۶ | ۱۰۹ آیت "وما امرل علی الملکین سان ہاروت و ماروت (الایہ)" کی صحیح تشریح |
| ۱۴۲ | ۱۱۰ عربی حیرت کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرنے کا حکم |
| ۱۴۳ | ۱۱۱ قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے |
| ۶ | ۱۱۲ کیا حروف مقطعات کے معنی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟ |
| ۶ | ۱۱۳ سورہ بقرہ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ |
| | کتاب الحدیث والاثر |
| | پہلا باب: متفرق احادیث کی تشریح |
| | ۱۱۴ حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں تدوین حدیث کا |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۱۳۷ | اہتمام خطبہ قرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا |
| ۶ | ۱۱۵ حضور ﷺ کا فخر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ |
| ۱۳۸ | ۱۱۶ حدیث "محس احق بالشک من ابراہیم" الحج کا صحیح مطلب |
| ۶ | ۱۱۷ "خلق اللہ الثریۃ یوم السبت" الحج صحیح حدیث ہے |
| ۱۳۹ | ۱۱۸ حدیث "فمن وصلہا وصلہ ومن قطعہا قطعہ" الحج کا صحیح ترجمہ |
| ۶ | ۱۱۹ حدیث "یا عباد اللہ اعیوبی" الحج کا صحیح مطلب |
| | ۱۲۰ معراج کی رات حضور ﷺ کا عبد القدوس جبریلؑ کی نردان پر قدم رکھ کر ابراق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے |
| ۶ | ۱۲۱ "حدیث منکر - مثل موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی" منہا صحیح نہیں |
| ۱۵۱ | ۱۲۲ کیا احادیث مثل قرآن ہیں |
| | ۱۲۳ حدیث "سفترق امنی علی ثلث وسبعین" الحج میں امت سے امت دعوت مراد ہے |
| ۱۵۲ | یا امت اجامت |
| | ۱۲۴ محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین و شعب الایمان و بیہقی نوران عساکر سے حدیث لینے کی وجہ |
| ۱۵۳ | ۱۲۵ (۱) حدیث "ثَلَاث لَا يَطُرُ اللَّهُ إِلَيْهِنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" الحج کا حوالہ |
| ۶ | (۲) حدیث "لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعِدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ الْحَجَّ كَالْحَالِ" |
| | ۱۲۶ حضرت سعد بن معاذؓ پر قبر کی تنہی کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر نازلہ خاص رحمت الہی پر لکھی نہ ہو کر قرار دینا غلط ہے |
| ۱۵۶ | ۱۲۷ حدیث "اتَّبِعُوا السُّلُوكَ الْعَظِيمَ" میں "الاعظم" سے رفعت شن مراد ہے یا کثرت تعداد |
| ۱۵۷ | ۱۲۸ (۱) بخاری شریف کا اصح الکتاب ہونے کی وجہ |
| ۶ | (۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری شریف کتاب اللہ کے حد صحیح کتاب ہے |
| ۶ | (۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے |
| ۶ | (۴) اخبار "انعمیہ" میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیئے جاتے ہیں |
| ۶ | (۵) اخبار "الجمعیہ" کے اراکین حنفی ہیں |
| ۶ | (۶) فتویٰ رشیدیہ و مجموعہ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتویٰ ہیں |
| | کتاب التاریخ والسیر |

مضمون

صفحہ

پہلا باب: سیرت و شامل (علی صاحبہا التحیة)

۱۲۵ آیت "واقصد فی مشیک" اور حدیث "اذا مشی تکفأ تکفأ کانما ینحط من

صبا" الح کی تفسیر

۱۳۰ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشہ کے نام نہ لکھا یا دستخط کیا ہے؟

۱۳۱ حضرت نبویہ کا نعم

۱۳۲ حضور اکرم ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں

۱۳۳ (۱) حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فرادہ والو کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی۔

دوسرا باب: اہل بیت و اہل قریش

۱۳۴ روایات محمد سے ابو طالب کا حال کفر پر مرثا ثابت ہے۔

۱۳۵ کیا "قدموا قریشاً ولا تقدموھا" الح صحیح حدیث ہے؟ اسکا صحیح مطلب کیا ہے؟

۱۳۶ ابن زبیر کا حضرت حسین کے سر کو بیہ سے مارنا ثابت ہے۔

۱۳۷ میدان برد میں اشرار سے صف اول کے آدمیوں کا سر تن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ

کی نسبت حضرت حسین کی حرف صحیح نہیں

۱۳۸ حضرت علی حضور اکرم ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ

کے چچا تھے

۱۳۹ قحطان حسین کو گالی دینے کیسا ہے؟

۱۴۰ یزید ابن زبیر کے ہاتھوں حضرت حسین کی شہادت سن کر کھد رہا۔

تیسرا باب: صحابہ و تابعین

۱۴۱ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز تھی

۱۴۲ (۱) صحابہ اور اہل بیت دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں

(۲) حضرت معاویہ صحابی ہیں عشر و مبشرہ میں داخل نہیں۔

(۳) حضرت علی کے بالوں کی حالت میں ایمان لانے پر عمر رضی اللہ عنہ

(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔

(۵) حضرت علی کے حسنین کو حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بچھنے کو دکھاؤ خیال کرتا

بدگمانی ہے۔

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۱۴۳ | کیا حکومت کا دین صحابہ سے روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ ان حالات میں مسلمانوں کو |
| ۱۴۱ | کیا کرنا چاہیئے؟ |
| ۱۴۲ | جواب از مولانا محمد اسحاق |
| ۱۴۶ | جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند |
| ۱۴۷ | جواب مفتی اعظم |
| ۶ | جواب از مفتی مظاہر علوم |
| ۱۴۴ | کیا حکومت کا دین صحابہ اور روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں کو خصوصاً طلبہ |
| ۶ | دارالعلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیئے؟ |
| ۱۴۵ | صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا پچیس کا ایک سو ستہ ہجری اور پچیس تا پچیس کا دو سو پچیس ہجری تک ہے |
| ۶ | ۱۴۶ شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال |
| ۶ | ۱۴۷ حضرت معاویہؓ کا ترمذیہ تھے ان سے بڑھ کر کوئی محدثانہ میں اجتہادی غلطی ہوئی |
| | چوتھا باب: ائمہ و مجتہدین |
| ۱۴۸ | ۱۴۸ امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟ |
| ۶ | ۱۴۹ ابن ابی شیبہؒ پر کیا کتاب "فتیۃ القدر" نہایت مستند و معتبر کتاب ہے |
| ۶ | ۱۵۰ امام ابن امیر النجفیؒ مذہب و رکن حق صاحب مدظلہ اعلیٰ ہیں |
| | پانچواں باب متفرقات |
| ۱۸۱ | ۱۵۱ مسجد اقصیٰ کے المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں |
| ۶ | ۱۵۲ مقدس انبیاء اور تہذیبہ اویاء معتبر و مستند کتاب ہیں؟ نہیں؟ |
| | کتاب الجہاد |
| | پہلا باب: ہجرت و جہاد |
| ۱۸۳ | ۱۵۳ حکم الهجرة من الهند والجهاد فيها |
| | دوسرا باب: شہادت |
| ۱۸۷ | ۱۵۴ کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی کرنا ناجائز ہے؟ |
| ۶ | ۱۵۵ اہل الحرب میں غیر مسلم شہر رسول کی مر قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے؟ |
| ۱۸۸ | ۱۵۶ بانیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے نعیم میں نہیں |
| ۶ | ۱۵۷ مذہبی مفاد پر مسلمان اور گونہ گونہ مذہب کے افراد میں بھڑپ اور برائی حکومت کی |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۱۸۹ | فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟ |
| ۱۹۰ | ۱۵۸ تحریک کشمیر میں نظمہ مارا جائے گا۔ مسلمان شہید ہے |
| ۹ | ۱۵۹ نظمہ مارا جائے گا۔ مسلمان ثوب شہادت کا مستحق ہے۔ |
| | تیسرا باب: غلام و جاریہ |
| ۱۹۱ | ۱۶۰ اہل بجزوہ شہداء المروءۃ المشرکۃ من امویہا المشرکین - بمن معلوم؟ |
| ۱۹۴ | ۱۶۱ ہندوستان میں خریدی ہوئی ہندی سے ہسبستری کا حکم |
| ۶ | ۱۶۲ ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں |
| ۱۹۸ | ۱۶۳ آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں |
| ۶ | ۱۶۴ نیپال اور سنی پور میں فرہشت ہونے والی عورتیں اصول شرعی کے موافق لونڈیاں نہیں۔ |
| | چوتھا باب: متفرقات |
| ۱۹۹ | ۱۶۵ حکایت کی لڑائی شرعی جہاد نہیں، فساد ہے۔ |
| ۶ | اقدامی جہاد بھی جائز ہے۔ |
| | کتاب اللہ و دوا الجنايات |
| | پہلا باب: اقامت حدود شرعیہ |
| ۲۰۳ | ۱۶۶ ادار الحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے۔ |
| | دوسرا باب: تعزیر |
| ۶ | ۱۶۷ استاذ شاگرد کو کتہا مار سکتا ہے؟ |
| ۲۰۳ | ۱۶۸ بلا عذر منکوحہ بالغہ کی رخصتی نہ کرنے والا قاتل مؤاخذہ ہے۔ |
| | تیسرا باب: تعزیر یاخذ المال |
| ۲۰۵ | ۱۶۹ چٹائی بکھری ہوئی سے جرم نہ جہاں جائز نہیں، زجر اس وقت توبہ قطع تعلق جائز ہے۔ |
| ۲۰۶ | ۱۷۰ مالی جرم نہ جائز نہیں۔ |
| ۶ | ۱۷۱ مجرم سے مالی جرم نہ لینا جائز نہیں، اس وقت توبہ قطع تعلق کر لینا جائز ہے۔ |
| ۲۰۷ | ۱۷۲ مالی جرم نہ جائز نہیں۔ |
| ۶ | ۱۷۳ قاضی کو مالی جرم نہ کرنے کا حق نہیں۔ |
| ۲۰۸ | ۱۷۴ جبراً فیصلہ کرنے کی اجرت اور مالی جرم نہ لینا جائز نہیں |
| ۶ | ۱۷۵ مالی جرم نہ جائز نہیں۔ |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۳۰۹ | ۱۷۶ جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے |
| ۴ | ۱۷۷ (۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔ |
| ۴ | (۲) تمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لیتا جائز نہیں۔ |
| ۴ | ۱۷۸ مالی جرمانہ جائز نہیں اگر رقم مالک کو واپس کی جائے |
| ۲ | ۱۷۹ مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے |
| | چوتھا باب : قصاص و دیت |
| ۳۱۱ | ۱۸۰ شہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت معطلہ اور کفارہ لازم ہے |
| ۴ | ۱۸۱ تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا حسب تلوار کے کوئی ہے |
| | ۱۸۲ مظلوم متوفی محمد کے لئے کو بھی قتل کر دے تو حاکم کا خون رائیگاں ہے مفہوم کا |
| ۳۱۳ | قصاص یا دیت واجب ہے |
| ۲۱۵ | ۱۸۳ استاذ کے جائز ذرائع دھمکانے سے چہ چاہ دیرے تو استاذ پر گناہ نہیں |
| | پانچواں باب : قتل اور خود کشی |
| | ۱۸۴ قاتل غیر مسلم حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کا مستحق ہو جائے تو گناہ سے بری الذمہ |
| ۴ | سمجھا جائے گا؟ یا اور نام کو خون بہا دینا ہوگا؟ |
| ۲۱۶ | ۱۸۵ کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی گناہ کبیرہ ہے؟ |
| ۲۱۷ | ۱۸۶ خود کشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے درجاء صدق و استغفار کریں۔ |
| ۲۱۸ | ۱۸۷ قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے۔ |
| | چھٹا باب : سرقہ |
| ۴ | ۱۸۸ چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے |
| ۴ | ۱۸۹ ایضاً۔ |
| ۲۱۹ | ۱۹۰ سرقہ مال مالک کو واپس کرنا یا اس سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے |
| ۴ | ۱۹۱ بغیر جارت کافی ہوئی سرکاری جنگلات کی کمزریوں کا خریدنا درست نہیں |
| ۲۲۰ | ۱۹۲ شکایت چوری جیسے شرکت کا مال بچنے والے سے خریدنا جائز نہیں |
| | ساتواں باب : بدکاری و زنا |
| ۲۲۱ | ۱۹۳ زنا کرنے والا فاسق ہے ایسے شخص سے توافقت توبہ قطع تعلق کیا جائے |
| ۴ | ۱۹۴ چور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے چنانچہ بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۲۲۲ | جواب دیگر |
| ۲ | ۱۸۵۔ اگر عہد میں زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سلی ان سے ہدایت تو یہ قطع تعلق کیا جائے۔ |
| ۲۲۳ | ۱۸۶۔ کیا زانیہ اور زانیہ کو فیصلہ کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟ |
| ۱ | ۱۸۷۔ چٹائی کی زوجہ سے باجائز تعلق رکھنے والا شخص فی حق ہے اس سے ہدایت تو یہ قطع تعلق کیا جائے |
| ۲۲۴ | ۱۸۸۔ چور سے بدکاری کرنے والی فی حق ہے اس سے ہدایت تو یہ قطع تعلق کیا جائے |
| ۱ | ۱۸۹۔ ساس سے زنا کے اقرار سے ہجری حرام ہو جاتی ہے..... |
| | آٹھواں باب: متفرقات |
| ۲۲۵ | ۲۰۰۔ بکنادہ پر تمت زنا لگانے والے گناہ گار ہیں..... |
| | کتاب الاکراہ والاضطرار |
| | پہلا باب: مجبوری میں ارتکاب کفر |
| ۲۲۸ | ۲۰۱۔ حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے.. |
| ۲ | جواب از مولانا عبدالحلیم شاہ |
| ۱ | جواب از حضرت مفتی اعظم |
| ۲۲۹ | ۲۰۲۔ حالت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے |
| ۲۳۰ | ۲۰۳۔ حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں |
| | دوسرا باب: بھکاری میں ارتکاب حرام |
| ۱ | ۲۰۴۔ حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم |
| ۲۳۱ | ۲۰۵۔ مسلمان ماہر معائنہ ہماری کاماں شہ اب میں مخلص ہوا۔ تو شراب سے جان کی اجازت ہے |
| | کتاب اللقیط واللقطہ |
| | پہلا باب: پڑی ہوئی چیز پانا |
| ۲۳۳ | ۲۰۶۔ ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے.. |
| ۱ | ۲۰۷۔ مالک سے ہامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کی جائے |
| | ۲۰۸۔ ملی ہوئی چیز کے امان نے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا محتاج ہو تو خود استعمال کرے ورنہ |
| ۲۳۴ | کسی فقہی کو دیتا ہے۔ |
| | کتاب الیمین والنذر |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| | ہدایا باب : عمد و بیان اور حلف |
| | فصل اول : حلف کی تشریحات |
| ۲۰۹ | دوسرے قسم دینے پر بیعت قسم "ہاں" نہ کہ "قسم نہیں ہوگی" |
| ۲۱۰ | قرآن مجید کی قسم کھانے پر کسی نہ کہ تو کفارہ واجب ہوگا |
| ۲۱۱ | کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا |
| ۲۱۲ | ایک چم کو معہ دے کر معہ دوسرے سے پیسے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں |
| ۲۱۳ | قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے بچ کر چناخت نہ دے |
| ۲۱۴ | تبیہ سے زندگی کروں تو اس کے خطہ سے ہوں کا قسم |
| ۲۱۵ | گواہت نہ دہانے کی قسم کھانی قسم کا یا عہد کھانے سے حاکم نہ ہوگا |
| ۲۱۶ | حلف یا قرآن جاری ہے حاکم نہ ہونے پر کفارہ لازم ہوگا |
| ۲۱۷ | قرآن کی قسم کھانے میں نیت اللہ منعمہ اور حروف متوالہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی |
| ۲۱۸ | شرع کا نہ کرنے کی قسم کا حکم |
| ۲۱۹ | خدا کی قسم کا توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا |
| ۲۲۰ | نہ کہ ہر حال میں توبہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو "قسم کا حکم" |
| | فصل دوم قسم توڑنے کا کفارہ |
| ۲۲۱ | قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی حاجت نہ ہو تو |
| ۲۲۲ | تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے |
| ۲۲۳ | قسم توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو |
| ۲۲۴ | تین دن مسلسل روزہ رکھنا واجب ہے |
| ۲۲۵ | مہد میں نہ آنے کی قسم کے بعد دوسرے کئے پر مہد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا |
| ۲۲۶ | بچہ لائے کی قسم کے بعد جھوٹ لگنے سے کفارہ لازم ہوگا |
| ۲۲۷ | ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا |
| | دوسرا باب : منت ماننا |
| ۲۲۸ | عمر کی منت صحت پر مہد نے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم |
| ۲۲۹ | شیخ عبد القادر جیلانی سے مراد چار چڑھانے کی نذر کا حکم |
| ۲۳۰ | یصح النصیحة بالاشارة المشتركة قبل ایام النحر بنية النصیحة الواجبة |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۲۵۱ | ۲۲۹ مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں..... |
| ۴ | ۲۳۰ نذر کی قربان میں عید قربانی کی شرائط کا ہونا ضروری ہے..... |
| ۲۵۲ | ۲۳۱ حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں..... |
| ۲۵۳ | ۲۳۲ نذر کی قربانی میں قربانی پور حقیقت سے جانور کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے..... |
| ۴ | ۲۳۳ (۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے..... |
| ۶ | (۲) پانچ سو ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے..... |
| ۱۵۲ | ۲۳۵ کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ پورہ فیصد دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟..... |
| ۶ | ۲۳۶ مسجد میں چراغ جالتے اور کھانا رکھنے کی نذر واجب الاداء نہیں..... |
| ۲۵۵ | ۲۳۷ نذر کا بحر اعتیق یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں..... |
| ۶ | ۲۳۸ عزیز کی سلامتی وانجسی پر جانور کی نذر ماننی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے..... |
| ۴ | ۲۳۹ بحر ذبح کرنے کی نذر ہے۔ بعد بھجور ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی..... |
| | کتاب القضاء ورافضاء |
| | پہلا باب: ثالث بنانا |
| ۱۵۷ | ۲۴۰ فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے..... |
| ۲۵۸ | ۲۴۱ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے..... |
| ۲۵۹ | ۲۴۲ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے..... |
| ۲۶۰ | ۲۴۳ (۱) عورت تین طلاق کی حد میں ہے شوہر دو کی تو کیا حکم ہے؟..... |
| ۶ | (۲) دی ہوئی حد قوں کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟..... |
| ۶ | (۳) عورت تین طلاق کی حد میں ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟..... |
| ۶ | (۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے..... |
| | (۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معصوم کر کے اسکے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے..... |
| ۲۶۱ | ۲۴۴ پنچائیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے..... |
| ۲۶۲ | ۲۴۵ رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح صحیح کر سکتا ہے..... |
| | دوسرا باب: عمدہ قضاء |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۲۶۶ | (۱) مسلمان ہند کے ذمہ قرضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں " حکومت سے قرضی مقرر کرانے کا مطالبہ کیسا ہے؟ |
| ۲۶۳ | (۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے یا نہیں؟ |
| ۲ | (۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قرضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے |
| ۲۶۸ | ۲۶۷ (۱۲) عہد وقفہ کے صلہ صحت واستعدا شرط ہے |
| ۲ | (۳) قرضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے ورنہ ہو تو مسلمان بدعت کو |
| ۲ | (۴) قرضی کن اوصاف کے آدمی کو نہ چاہیے؟ |
| ۲ | (۵) قرضی کے خدمات اجازت کے بغیر کسی کو انجام نہیں دینی چاہیے۔ |
| ۲۶۹ | ۲۶۸ زوجین کے درمیان انگریزی عدالت کے مسلم حق تفریق کر سکتے ہیں۔ |
| ۲۷۰ | ۲۶۹ (۱) کہار کے مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں۔ |
| ۲ | (۲،۳) ذوق کے سر کو محمد شرعیہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تحفیر کے لئے |
| ۲ | آنا جائز نہیں |
| ۲۷۱ | (۴) کہار کا مرتکب مرد و اولاد شہادہ ہے۔ |
| ۲ | (۵) حرام مجلس کے انعقاد سے چند دین موجب فسخ ہے |
| ۲ | (۶) حق چھپانے والا مولوی بھی قاسق ہے۔ |
| ۲ | (۷) متبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔ |
| | میر لباب و عولی اور گواہی |
| ۲۷۲ | ۲۷۰ نیلی فون پر عادل گواہوں کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ |
| ۲۷۳ | ۲۷۱ جس گواہ سے حقوق اعباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے |
| ۲ | ۲۷۱ (۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبہ و نو راک نہیں لینا چاہیے |
| ۲ | (۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے۔ |
| ۲ | (۳) عدالت میں موجود شخص چال و چمن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا۔ |
| ۲ | (۴) شہادت کی تعریف۔ |
| ۲ | (۵) زبان کو شش سے ہو سکتا ہے واکار کی اجرت لینا کیسا ہے؟ |
| ۲۷۴ | ۲۷۲ ہندوؤں کو ذہنی ہندو کے سے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں |
| ۲۷۵ | ۲۷۳ طباقی یا ذہنی کو چھپنے کی گواہی دینا جائز بعض صورتوں میں واجب ہے |

مضمون

صفحہ

| | |
|-----|---|
| ۲۴۵ | ۲۵۵ شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں |
| ۲۴۶ | ۲۵۶ زانیہ کی شہادت یا نکاح سے نکاح منعقد ہوتا ہے |
| ۲۴۶ | ۲۵۷ مدعی ایک اور مدعی علیہ وہ ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے |
| ۲۴۸ | ۲۵۸ عاٹ کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو میاں وہی مکرر ہوا تو کیا نیکم ہے؟ |
| ۲۴۸ | ۲۵۹ عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا قلعہ نکاح قضاء صحیح ہوگا... |
| ۲۴۹ | ۲۶۰ بہت پر مبنی شہادت بلا وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے..... |
| ۲۴۹ | ۲۶۱ (۱) مرض الموت میں مسکوک زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے.. |
| ۲۴۹ | (۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی واپسی معتبر ہے |
| ۲۴۹ | (۳) شہادت کے لئے فقط "اشہد" کافی ہے |
| ۲۴۹ | (۴) مادی گواہ کی واپسی پر کذب کا عقلی احتمال شرعاً و عرفاً معتبر نہیں. |
| ۲۴۸ | ۲۶۲ عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں |
| | چوتھا باب : منصب افتاء |
| ۲۴۸ | ۲۶۳ متفقہ مفاد بصورتی واپسی و دعویٰ پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی |
| ۲۴۸ | ۲۶۴-۲۶۵ بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے..... |
| ۲۴۸ | ۲۶۶ یہ فیصلہ کرنا اہل شوری کا کام ہے کہ فدان کام دارالعلوم کے مندرجہ یہ نہیں؟ |
| ۲۴۸ | ۲۶۷ مسند پر پہنچنے پر عامہ کا یہ "نہا میں مسند نہیں جانتا" کیسا ہے؟ |
| ۲۴۸ | ۲۶۸ مفتی پر نہ ہونی جو بہ اہل بیت ہے تحریری نہیں |
| ۲۴۸ | ۲۶۹ (۱) مفتی کے سے صاحب حم نامہ "حوالہ زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے |
| ۲۴۸ | (۲) غیر عام فتویٰ دینے کا عمل نہیں بلکہ تحقیق، تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے |
| ۲۴۸ | (۳) مفتی کا قصداً کسی مسند کے خلاف نامی تھانے کے ساتھ غلط فتویٰ دینا نکتہ نہایت |
| ۲۴۸ | (۴) تنبیہ و تادیب و نمائندگی سے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو احمق بنانا نہایت |
| ۲۴۸ | ۲۷۰ دینی مسند بغیر علم کے دینا نکتہ نہایت |
| ۲۴۸ | ۲۷۱ فتویٰ دینا اور نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے |
| ۲۴۸ | ۲۷۲ ایضاً |
| ۲۴۸ | ۲۷۳ بغیر علم کے مسند دینا نہایت |
| ۲۴۸ | ۲۷۴ جواب کے تحریر میں "اللہ اعلم" علماء کا طریقہ مسکوک ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا |

| صفحہ | مضمون |
|------|--|
| ۲۸۶ | ۲۷۵ غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں |
| ۲۸۷ | ۲۷۶ ایک شخص مدعی نکاح ہو عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا قسم ہے؟ |
| | کتاب الطہارۃ |
| | پہلا باب: حوض اور کنوئیں کے احکام |
| ۲۹۰ | ۲۷۷ بحری کنوئیں میں اگر کرم جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |
| ۲ | ۲۷۸ کنوئیں میں بحری یا اونٹ کی تختی بیگنیاں اگرچہ نہیں تو نپاک ہوگا؟..... |
| ۲ | ۲۷۹ چشمہ دار کنواں نپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |
| ۲۹۱ | ۲۸۰ کنوئیں میں پیشاب کا اصرار جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |
| ۲ | ۲۸۱ کنوئیں میں جو کرم جائے تو کیا حکم ہے؟..... |
| | ۲۸۲ کنوئیں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنوئیں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو |
| ۲۹۲ | نواب پاک ہے..... |
| ۲ | ۲۸۳ جب تک نپاک کا یقین نہ ہو محض بند کھدک کے پانی بھرنے سے کنواں نپاک نہ ہوگا.. |
| ۲۹۳ | ۲۸۴ ۱۰۰ کنواں جو تارے سے نپاک نہ ہوگا..... |
| ۲ | ۲۸۵ مشت پسونٹوں کا رقبہ دودھ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے..... |
| ۲۹۴ | ۲۸۶ (۱) نواب میں عورت اگر زندہ نکال جائے تو کنواں پاک ہے..... |
| ۲ | (۲) کنوئیں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |
| ۲۹۵ | ۲۸۷ کنوئیں چیلگی کے سرگرم نہ پھولنے پھٹنے سے نپاک نہیں ہوتا..... |
| ۲۹۶ | ۲۸۸ حوض کے دودھ نہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہو ناکافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں..... |
| ۲ | ۲۸۹ غیر مسلم کو نصاب حد کنوئیں میں داخل کیا جائے تو کنواں نپاک نہ ہوگا..... |
| ۲۹۷ | ۲۹۰ شرعی گز نہری گز سے ساڑھے آٹھ گروہ کا ہوتا ہے..... |
| ۲ | ۲۹۱ بندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں نپاک نہیں ہوتا..... |
| | ۲۹۲ دودھ دودھ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس میں |
| ۲ | وضو اور غسل چاہئے..... |
| ۲۹۸ | ۲۹۳ چشمہ دار کنواں نپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |
| ۲ | ۲۹۴ اوپر سے تنگ اندر سے کشودہ حوض میں نجاست گرنے سے وضو کا کیا حکم ہے؟..... |
| ۲۹۹ | ۲۹۵ کنوئیں میں اگر کرم جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے..... |

مضمون

| | |
|-----|---|
| ۲۹۹ | ۲۹۶ مینڈک کے مرنے سے کنواں ٹپاک نہیں ہوتا..... |
| ۲۹۷ | ۲۹۷ کنویں سے زہر و یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟..... |
| ۲۹۸ | ۲۹۸ چوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ٹپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے..... |
| ۳۰۰ | ۲۹۸ دوردرد کی گمرانی کتنی ہونی چاہیے؟..... |
| ۳۰۱ | ۲۹۹ شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ٹپاک ہے.. |
| ۳۰۱ | ۳۰۰ وحوں میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم..... |
| ۳۰۱ | ۳۰۱ پیشاب کی پان سے لئے ذہیز اور پنی کا استعمال..... |
| ۳۰۲ | ۳۰۲ لیام حیض میں قرآن مجید یا تہاب سے جس ورق پر آیت ہوں ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں..... |
| ۳۰۳ | ۳۰۳ لیام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار پڑھ سکتی ہے..... |
| ۳۰۴ | ۳۰۴ شوہر نے بے خبری میں لیام حیض میں جماع کیا تو گنہہ نہیں..... |
| ۳۰۵ | ۳۰۵ نفاس والی عورت کے پھوٹے ہونے پر عورتوں کو ٹپاک سمجھنا اور دیگر حرم افعال سے مرکب شخص سرداری کے لائق نہیں..... |
| ۳۰۶ | ۳۰۶ عورت کو کھس کا خون وقفہ وقفہ سے چائیس دن سے زیادہ آئے تو تینے دن نفاس کے شمار ہوں گے..... |
| ۳۰۷ | ۳۰۷ تہ سوال..... |
| ۳۰۸ | ۳۰۸ فصل سوم : آدمی کا جسم اور جھوٹا..... |
| ۳۰۹ | ۳۰۷ (۱) بھیجی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھیجی ہے ناجائز نہیں..... |
| ۳۱۰ | ۳۰۹ (۲) بھیجی سے مسجد میں جھڑو دلوانا کیسا ہے؟..... |
| ۳۱۱ | ۳۰۹ بھیجی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا ناجائز ہے، تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ..... |
| ۳۱۲ | ۳۱۰ عمل قبل قسین ہے..... |
| ۳۱۳ | ۳۱۰ غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے تبہنی مقصد سے..... |
| ۳۱۴ | ۳۱۱ پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے..... |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۳۱۱ | ۳۱۱ کا فرقہ کچن پاٹ ہو تو اس کا جہاد باوجود چار ہزار آسمان کمانا با عزت تہنیتی و تہمت سے یہ تمس |
| ۳۰۸ | موجب اجر ہے..... |
| ۳۱۰ | ۳۱۲ نسبت کا یقین یا کھن غالب نہ ہو تو کافر کا جہاد کمانا با عزت ہے |
| ۳۱۳ | ۳۱۳ جواب دیگر |
| | فصل چہارم: وضو غسل اور تیمم |
| ۳۱۳ | ۳۱۳ اعتناء تیمم پر خبر آؤد با تھ پیچہ یا فرض ہے کوئی منظور واجب تو تیسری ضرب |
| ۳۱۱ | ضرورت نہیں..... |
| ۳۱۵ | ۳۱۵ خوں سے نیچے پاؤں نہ تھکتا دے اس سے وضو نہیں ہوتا |
| ۳۱۳ | ۳۱۶ غسل جنابت میں سونے کے آلات سے نیچے پانی پانی یا ضروری نہیں |
| | جواب دیگر..... |
| ۳۱۱ | ۳۱۱ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعتناء کون سے کرنے کی وجہ |
| ۳۱۳ | ۳۱۸ دانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا غول یا غلغلہ وضو نہیں |
| ۳۱۹ | ۳۱۹ حالت جنابت میں آسمان کمانا با عزت ہے تیمم یہ ہے کہ وضو یا تھکتا دے وضو کر رکھائی جائے |
| ۳۲۰ | ۳۲۰ دانت صاف کرنے کے لئے برش میں آکر خوراک کے بل ہوں تو اس کا استقبال با عزت ہے |
| ۳۲۱ | ۳۲۱ (۱) وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہئے؟ |
| | (۲) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے..... |
| | وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے..... |
| ۳۲۳ | ۳۲۳ دانت صاف کرنے کے لئے برش میں خوراک کے بل ہونے کا شبہ ہو تو استقبال نہیں کرنا چاہیے |
| ۳۲۴ | ۳۲۴ ناک اور آنکھوں سے آنے والے پانی کا حکم..... |
| ۳۲۵ | ۳۲۵ سونے کا لکھا ہوا دانت یا غلغلہ وضو نہیں |
| ۳۲۶ | ۳۲۶ سیبلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقص وضو ہے..... |
| ۳۲۷ | ۳۲۷ وضو یا غسل میں کوئی جہد خشع رہ جائے تو صرف ای جہد ہو سونین کافی ہے خواہ باقی |
| ۳۲۸ | اعتناء خشع نہ دینا..... |
| ۳۲۹ | ۳۲۸ دخول حشفہ سے میوی پر بھی غسل واجب ہو گا..... |
| ۳۲۹ | ۳۲۹ جنابت کے لئے ہونے والے غسل و غواض پر صحت با عزت ہے |
| ۳۳۰ | ۳۳۰ (۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا غول چڑھانا با عزت ہے نہ کہ اس کے لئے مکروہ ہے |

| صفحہ | مضمون |
|------|---|
| ۳۴۹ | ۳۴۹۔ نہ بچے و بچیل اور جو ہے نہ بچہ حق چار گنا ریب کے لئے غیر مسموم کو سرائے پر دینا جائز ہے۔ |
| ۳۵۰ | ۳۵۰۔ جنین کا دھویہ ہو اپنے آپکے آپکے ہے۔ |
| ۳۵۱ | ۳۵۱۔ دھوئی کے دھوئے ہوئے پتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ |
| ۳۵۲ | چوتھو باب : صاویں وغیرہ ۳۵۲۔ واریتی صحن جس میں خدائی چربی پڑتی ہے اسے استعمال کا حکم |
| ۳۵۳ | پانچواں باب : متفرقات ۳۵۳۔ مستعمل پانی سے وضو کا حکم |
| ۳۵۴ | ۳۵۴۔ دیوں کے پیشاب سے نہ کو پاک کرنے کے لئے نہ کسی کوئی مقدار کال دینا |
| ۳۵۵ | ۳۵۵۔ راستوں کے کچھ اور پانی میں شمار نہ ہوتے ہیں۔ |
| ۳۵۶ | ۳۵۶۔ جنی شخص کے لئے بہر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ و منہ دھو کر کھانا کھائے۔ |
| ۳۵۷ | ۳۵۷۔ (۱) مشرکوں میں بھی اسے اعتقادی ہے ان کا جھوٹا پاک ہے۔ |
| ۳۵۸ | (۲) ملی کا جھوٹا ضرور ہے۔ |
| ۳۵۹ | ۳۵۸۔ کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔ |
| ۳۶۰ | ۳۵۹۔ تو یہ یاد رکھو کہ پانی یا جو تاجھڑنے کے بعد چروہ یا چھنڈیا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ |
| ۳۶۱ | ۳۶۰۔ مقعد میں تھو یا میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ |
| ۳۶۲ | ۳۶۱۔ درمی یا پاٹ جو چھنڈنے کے پاک کرنے کا طریقہ۔ |
| ۳۶۳ | ۳۶۲۔ جلتے تھو میں ستر کر کے درج کر رہا ہے تو تھو کا یہ حکمت ہے۔ |
| ۳۶۴ | کتاب اختلاف و اختلاف |
| ۳۶۵ | ۳۶۳۔ بے خندہ باغ شخص اور اسے خندہ کراستہ ہے۔ |
| ۳۶۶ | ۳۶۴۔ خندہ کی تعریف میں رحمت و ناصر و رسی نہیں۔ |
| ۳۶۷ | ۳۶۵۔ کیا عورتوں کا خندہ بھی بنت ہے۔ |
| ۳۶۸ | ۳۶۶۔ (۱) کیا بے خندہ مسلمان کا خندہ ضروری ہے؟ |
| ۳۶۹ | (۲) بے خندہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔ |
| ۳۷۰ | (۳) بے خندہ مسلمان کی اولاد کا نکاح با خندہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے۔ |
| ۳۷۱ | (۴) بالغ نو مسلم کا خندہ کرنا بہتر ہے۔ |
| ۳۷۲ | (۵) کیا بے خندہ بالغ مسلمان پر خندہ کے لئے جنتی جہنمی ہے۔ |

| صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|---|
| ۳۳۵ | (۶) ایسے فقہاء سے ٹکرائیں جن پر ۷۰۰ عاقل و بالغ ہو سکتی ہے |
| ۴ | (۷) ایسے فقہاء جن پر ۷۰۰ مسلمان ہونے چاہئے |
| ۶ | (۸) ایسے فقہاء مسلمان ۷۰۰ کا جواز ہے |
| ۶ | (۹) ایسے فقہاء باغی مسلمان طہارت میں اعیانہ کثرت تو ہونے پر مسلمانوں کی امامت کر سکتے ہیں |
| ۳۳۷ | ۳۶۷ فقہاء کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے |
| ۶ | ۳۶۸ کیا عورت کا فقہاء مسنون ہے؟ |
| ۳۳۸ | ۳۶۹ فقہاء کی دعوت جائز ہے |
| ۶ | ۳۷۰ فقہاء کی کثرت اور مسلمانوں کا شہرہ ہونا انہوں سے قطع تعلق کیا جائے |
| ۳۳۹ | ۳۷۱ غیر مسلم ماہر ذاکتر سے فقہاء کراہہ جائز ہے |

تم الفہرس بعون اللہ تعالیٰ و منہ العمیم والحمد للہ علیٰ ذلک

کتاب العلم

پہلا باب، دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول، دینی تعلیم اور تبلیغ کی فضیلت

دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں (سوال) ہمارے یہاں آٹھ حصہ سے ایک مدرسہ قائم ہے جس کی آمدنی کے یہ ذریعہ ہیں کہ ہم سب بستی والے اس کا چندہ بھی دیتے ہیں اور گوک، بھی ہر ایک کے یہاں رہتی ہے اور آنے کی چنٹی، بھی لی جاتی ہے گوک میں ہر شخص حسب حیثیت وقتی فوقی آٹھ ڈالار ہوتا ہے سال بھر کے بعد گوک سب سے واپس لی جاتی ہے لہذا مسکمی عمر جو بستی میں ایک سو سو روپے آدمی ہے اس کے پاس جب محصل چندہ گوک لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تو ماہواری چندہ گوک سے دیتا ہوں محصل کے پوچھنے پر کہا کہ میرے والد بھی اسی طرح دیتے تھے میں تو ان کی تقلید کروں گا محصل نے کہا کہ وہ تو وعدہ کر چکے تھے کہ گوک انک دیں گے اور چندہ انک دیں گے مگر وہ نہ کہا کہ جائز ان کی قبر پر پوچھو۔ محصل واپس آیا جب اس کو منتظران مدرسہ نے زیادہ کہا تو اس نے کہا چندہ کار جسر دکھاؤ، منتظران نے کہا کہ تم کو پہلے جواب دینا چاہیے تھا پھر ہم جسر دکھائیں گے غرضیکہ اس پر بہت دیر تک جھگڑا رہا اور اس نے جواب نہ دیا بعدہ عمر و نے دو چار دیگر لوگوں سے مل کر گاؤں میں گھر یہ اعلان کر لیا کہ جو کوئی شخص مدرسے میں چنٹی اور گوک دینا، اس سے ہم سمجھ لیں گے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ اس شخص سے اسلامی تعلقات منقطع کر دینا چاہیے یا نہیں؟

جیہ اتوجروا

(جواب ۱) فی زمانہ جب کہ دیگر اقوام روز بروز اسی فکر میں ہیں کہ ترقی کی جائے اور خود بائبل من ذمک اسلام کو کھینچ دین سے آگاہ کر پھینک دیا جائے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ایسے اسباب مبادی میں جس کی وجہ سے دیگر اقوام کو ان کے مقابلہ میں اول تو جرات مقابلہ ہی نہ ہو سکے اور آخر کسی وقت جرات نہ آئے یہ جیس تو ان کو پسپائی نصیب ہو اور وہ اسباب جن کی وجہ سے مخالف اقوام کا وار مسلمانوں پر نہ چل سکے ان کی اپنی دینی تعلیم ہے جس قدر تعلیم عام ہوگی اسی قدر مخالفین کو زک انکھا پڑے گی۔ اس لئے ہم جبکہ اور ہر ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کی ترقی میں کوشاں رہیں۔ جو خدا کے ہند اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسے کو رائج نہیں قائم کرتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ان کی امداد و اعانت

(۱) قول گوک: روز بروز کی جری (آمدنی) کا ظرف (فیروز اللغات)

(۲) قول چکی: منکھی تھر آتا (فیروز اللغات)

(۳) قل لعلامی فی فصولہ من قرأ فی الاسلام علما ما یباح الیہ العمد فی اقامة دینہ و احلاص عملہ للہ تعالیٰ و

معاشرۃ عادیہ (رد المحتار: مقدمہ ۱/۴۴ ط سعید)

رہنا۔ اب پتے جو کوئی شخص اس کے برخلاف ان کی ترقی میں روزے انکے وہ درحقیقت ان پانچ دنوں کا ہی، لیکن شمس سے بلند ہو کر کاوشن ہے وہ رسول عربیؐ کو لے گا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات زجراً منقطع کر دینے چاہئیں ایسا شخص ہرگز اس قبل نہیں کہ مسلمان اس سے خاندان نہیں جو شخص اسلام کی شہائی خود اپنے ہاتھوں سے کرے وہ کب اس قبل ہے کہ مسلمان اس سے اسلامی موت کو قائم رکھیں۔ ۱۰۷

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خوشن فریاد واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) تبلیغ اسلام کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے مجرم

تیب۔
(۴) ہم نسب اقوام کے نو مسلم عام مسلمانوں کے بھائی ہیں
(۵) ہر مسلمان پر بقدر معصومات تبلیغ لازمی ہے

(رسول) بعض مقامات پر ملاقات دینا چاہیے کہ خود مسلمان جو احکام اسلام سے ناواقف ہیں یا بنوہاں صحبت سے متاثر ہو کر یا بنوہاں سے آپ بونے بونے کے سبب یا بنوہاں کا دست نگر ہوئے کہ یا بنوہاں اپنی ذاتی ثروت و ثروت پر مغرور ہوتے ہوتے پست اقوام کے مسلمان بننے میں حارِج و مانع نظر آتے ہیں اس جہات و مد نظر رکھتے ہوئے امت المسلمین کی آگاہی کے لئے ارقام فرمایا جائے۔

(۱) تبلیغ اسلام، تالیف، قلوب کی نیت ہے ہر مسلمان کو غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری دینے چاہیے اور جاذبانہ حسن سلوک یا نعمت ہے۔

(۲) جو لوگ خود مسلمان ہو مگر نو مسلموں و ذلیل سمجھیں ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ کریں ایسے دلوں سے یہ یا نعمت ہے۔

(۳) جو لوگ خود مسلمان ہو مگر پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کریں اور عنایت پر آگاہ و

۱. ذلت الہیہ اضطراب حسن لاس فی لامہ و سر سرع فی اسہا تو کبر لہیں فی افردہ ولا سہ۔
ہذا لا یصل لاس۔ وجہ غی لایع، اسلودہ لمفع ہذا المفسد و اولہ ہذا الصراۃ لحفظ المصباح لعدم
(تفسیر المزمع البقرة ۲۵۴ الجزء الثالث ص ۹ ط شركة مکتبة مصطفى، مصر)

۲. فس ہذا السب لسبوح بہر و هو لمن صمرت مہ معصہ یسوع لمن طلع علیہا مہ ہجرہ علیہا لیکف
عب۔ فی المہلب، عرض الحارۃ فی ہذا لای ان ہیں صفہ الہجران الحارۃ وانہ یسوع بقدر الحرم، فس
کہ۔ من اہل العباد یسبح الہجران سبک المکالمہ کما فی صفہ کعب و صاحبہ (فتح الباری شرح صحیح
الحارۃ، باب ما یحوز من الہجران لمن عسی ۱۰/۱۵ ط المطبعة الکبریٰ المیریہ مصر)

ہوں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) جدید مسلمان پست اقوام کے ساتھ محبت، اخوت، کھانے پینے، مسجدوں میں پہلہ پہ پہنونا نہ ہونے
ان کو کلمہ کا شریک بھائی جاننے کا کیا حکم ہے؟

(۵) تبلیغ اسلام کیا صرف علماء کرام کا کام ہے؟ یا ہر مسلمان کو سرگرمی سے اپنی اپنی وسعت و وسعت کے
مطابق اس خدمت کو انجام دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۶ کے محمدؒ فرمایا: ”ما فہم جمعیت تبلیغ اسلام بمصری۔“
۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲) (۱) نہایت مناسب بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے کیونکہ حسن سلوک بھی ایسا اجر
سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ہے۔ (۱)

(۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا سخت گنہگار قرآن و حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے۔ (۱)

(۳) یہ لوگ خدا اور رسول کے مجرم اور اسلام کے باغی ہیں۔ (۲)

(۴) ضروری ہے اور اسلام کی تعلیم میں ہے کہ سب کلمہ کو بھائی بھائی ہیں۔ (۱)

(۵) ہر مسلمان پر بھروسہ اس کی معلومات کے تبلیغ فرض ہے۔ (۱) (محمدؒ کا تہ امت کا اہم۔)

مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے

(سوال) ایک مشرک فرض قبول اسلام مسجد میں آیا اور امام مسجد نے کہا کہ مجھ کو کلمہ پڑھنا کہ مسلمان
ہوئے اور سند دے دیجئے جس میں چندہ خیرات کا ذکر نہ ہو۔ امام صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے سے
ہر مسلمان ایمان کی سند نہیں دے سکتے مشرک نے عاجزی سے کہا کہ آخر مسلمانی کے اعلان کی سند دینے
سے آپ کا کیا نقصان ہے امام صاحب نے کہا کہ متولی صاحب سے دریافت کروں گا وہ شخص بٹھارہا پھر امام

۱۔ او فی مجموع البوارق، ادخل یهودی الحمام، ھن یباح للحدادۃ المسلمۃ ان یخدمہ۔ بطریق ان فعلی دلت لیس
لہ فی الاسلام فلا یسہ۔ و علی ہذا اذا دخل دمی علی مسلمۃ فقل لہ، ان قد صلب فی اسلامہ فلا یسہ۔

۲۔ علی شکرہ، الباب الرابع عشر فی اہل ائمہ والاحکام الی بعد الیہ ۵، ۳۴۸، ط م حیدرہ۔ کتبہ

۳۔ او فی الجامع لاحکام القرآن لقرطبی، من ان یسمی نرجس کافر، و اب بعد اسلامہ و یوسہ۔ و فی برک
فی عکرمہ من امی جہل حبس فہو المذنبہ مسلمہ و کان المسلمون اذا رآوہ قالوا، من فرعون ہذہ الامۃ فیکذب
الی رسول اللہ ﷺ فہزل۔ (الحجرات ۱۱-۱۶، ۲۱۳ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

۴۔ فی۔ ھن لکب لم یصدون علی سبیل اللہ من امن تعویذ عود (الآیۃ) (ان عمر ۹۹)

۵۔ اب ایہ لیس ان حنفیہ کہ من ذکر وانی لانا، و فی تفسیر القرطبی، انزل اللہ ہذا الایۃ و رحمہ من لدنہ
لا یسب و لکثیر لا یامون و لا یؤولون لقرآن، فان لمد و علی العزیز، لحدیث ۱۶، ۲۲۳ ط دار الکتب
العلمیۃ، بیروت، لبنان)

۶۔ معوا علی ولو آتۃ (الحدیث) و فی المرقۃ، ای یقولوا الی الناس و یقولوا ھوہما معکم او ما استطعتم
معکم و ما حدتہم علی من قول او فعل او تقریر بواسطۃ و غیر واسطۃ و لو ایۃ) ای ولو کان الصلح ایۃ
مرادہ المقدیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم، ۱، ۲۶۶ ط امدادہ ملتان)

صاحب اور متولی صاحب سے گفتگو ہوئی یا نہیں ہم کو اس کا ہم نہیں عشاء کے بعد امام صاحب نے کلمہ نہیں پڑھایا اور سرہ کی طرف چل دیئے ایک مصلیٰ نے متولی صاحب سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتے ہیں متولی صاحب نے کہا کہ سدھر کا، ذخیرہ چمار ہے ہم پہچانتے نہیں مسلمان شد دیکے مسلمان نہیں بنا سکتے غرضیکہ اس مصلیٰ اور متولی میں بہت جھٹ ہوئی اور متولی نے الٹی سیدھی جو اس کی اور اس کو کلمہ نہ پڑھایا۔ المستفتی نمبر ۷۲۰ ایم اے مصلیٰ (برما)۔

۲۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) جو شخص مسلمان ہونے کے لئے آئے اس کو مسلمان کر لینا ضروری ہے اور اسلام نے ہی سندید بنا ضروری تو نہیں ہے مگر جائز ہے، ناجائز یا ممنوع نہیں مسلمان نہ کرنا یا اس کو حقیر و ذلیل سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کر دینا یا برا بھلا کہنا یہ سب گنہ کی باتیں ہیں متولی کا یہ فعل سخت گنہ تھا جس نے ایمان جاتے رہنے کا خطہ ہے۔ امام کا فعل بھی گناہ تھا۔ ان دونوں کو فوراً تو یہ کرنی لازم ہے اور اگر وہ آدمی مل سکے جو مسلمان ہونے لیا تھا اور انہوں نے اس کو زجر کر کے مسجد سے نکال دیا تو ان پر لازم ہے کہ اس سے معافی مانگیں اور وہ مسلمان ہو گیا ہو جب بھی اور نہ ہو ابوجب بھی اور اگر مسلمان نہ ہو ابوجب کو ترغیب دیکر مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحیح ہے، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی تھا؟

(۲) صحابہ کرام فرد افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے

(۳، ۴) تبلیغ فرض کفایہ ہے

(۵) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟

(۶) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں

(۷) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟

(۸) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے

(سوال ۱) کیا حضرت مولانا محمد الیاس کی تبلیغی تحریک کذا فی قرون اولیٰ میں پائی جاتی ہے؟ (۲)

کیا صحابہ کرام فوراً کر مسلمانوں میں کلمہ و نماز سکھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے یا بعد سلفہ دین مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ و نماز وغیرہ کے لئے جماعتیں بنا کر اپنا ایک امیر بنا کر تشریف لے جاتے تھے؟ (۳) یہ تحریک فرض میں ہے یا فرض کفایہ؟ (۴) اس تحریک میں شامل ہونے کو فرض میں

۱۔ خان کافر لمسلم اعرض عنی الاسلام فقال لا افوزی، او قال، ذهب الی علمہ، ووقام کافر فی المجلس وازداد
 سلم فقال له، لعالمہ اخلص الی احمر المجلس - پھر فی ہدہ کلہ جامع الفصول فی الفصل الثامن والنسب
 ۲، ۳، ۴، ط مطبعہ ازہریہ، ناشر اسلامی کتب حوالہ کراچی)

سنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟ (۵) اس تحریک پر جہاد متعارف جو قرآن و حدیث میں آتا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ نیز انغزو احقاق و تقالا، آیات جہاد و لعدوة و روحہ فی سبیل اللہ، آیات جہاد کا اس تحریک کو مصداق مہرنا درست ہے یا نہیں؟ (۶) جو میدیں قرآن و حدیث میں ترک جہاد پر وارد ہوئی ہیں اس تحریک میں شامل نہ ہونے والوں پر چسپاں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ (۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ عام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا مخصوص طبقے کے ساتھ خاص ہے؟ (۸) جب کہ کلمہ و نماز کا بہ شخص قائل ہے اور اس کو کلمہ کی حقیقت اور نماز کی فرضیت معلوم ہے لیکن اپنی سستی و کاغذی وجہ سے ان کا پابند نہیں ہے یا کلمہ کے صحیح الفاظ کا تلفظ نہیں کر سکتا تو اب نماز کی پابندی کے متعلق کیا کلمہ کی صحت القاطنی کرنا یہ تبلیغ ہے یا ترغیب؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۳-۲۷۹۴ ص ۱ حلیف اندین صاحب بدوق والے۔ دہلی مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۴) (۱) یہ تحریک اصل حقیقت کے اعتبار سے تو اسلام کی بنیادی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچانا اور ان کے گھروں پر جا کر خود پہنچانا ہی اصل تبلیغ ہے قرون اولیٰ میں یہ شخص جس نے خود یہ خدمت انجام دینا اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو پیش نظر رکھنا تھا۔ اس لئے اس وقت جس عیسائی بنائے اور کسی نظام کی جد گاہ نہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ (۲)

(۲) صحابہ کرامؓ فرد فرد اور کئی کئی کل کر یہ خدمت انجام دیتے تھے مگر اس وقت یہ خدمت کلمہ پڑھنے اور نماز سکھانے کی صورت میں ہوتی تھی یعنی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے اور نماز وغیرہ سیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے اور یہ کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے بعض کو فرمایا، اور بعض کو دوسرے رفقاء کے ساتھ تبلیغ اسلام و تعلیم احکام کے لئے بھیجا ہے اور آج کل بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلمہ صحیح یاد کرایا

(۹۱ التوبة : ۴۱)

۲. بخاری باب العدة والروحة فی سبیل اللہ ۳۹۲، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی
(۳) وقد كنت المسلمون في الصدر الاول على هذا المذهب من المرافقة للقتانين بالاعمال العامة فقد حطب عمر بن الخطاب وكان مما قال: يا ايها الناس اعرجوا فقوموه، فقام احد رعاة الابل وقال لور ايا فليك اعرجا فاقولوا سيوف - وكان العاصم من الصحابة متكاثرا في اراء هذا الواجب، يشعر كل منهم، بما يشعر الاخر من الحاجة الى نشر لواء الاسلام وحفظه ومقاومة كل من يمس شيئا من عقائده وادابته واحكامه ومصلح اهله، وكان سائر المسلمين يخالطهم (تفسير المراتي، آل عمران: ۱۰۴ - ۲۲/۴ ط مصر)

۴. عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لمعاد بن حنبل حين بعته الى اليمن انت ستاني فوما من اهل الكتاب قد احبهم فويعهم الى ان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله، فان هم ادعوا اليك بذلك فخيرهم ان الله فرض عليكم خمس صوره كل يوم وليلة (الحديث) (صحيح البخاري باب بعث ابي موسى ومعاذ الى اليمن قبل حجة الوداع ۲/۲۳، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

۵. عن انس قال بعث النبي ﷺ سبعين رجلا لحاجة فقال لهم القراء (الحديث) و في المنتج قدم ابو رافع عامر بن مالك المعروف علاء بن ابی السرة عن رسول الله ﷺ فعرض عليه الاسلام فلم يسلم ولم يعد وقال محمد بن سعد رجلا من اصحابنا الى اهل الجحجوج ان يستحيوا لك واما حارث بن عوف عن عمرو بن ابي ربيع رجلا الى (باب غزوة الرحيق و رعل و زكوان و بنز معوية ۷/۲۹۸، ط مطبعة مبرية مصر)

جاتا ہے اور ان کو حجہ سر مسجد میں نماز کے لئے لایا جاتا ہے غیر مسموں میں تبلیغ کے لئے جانے کا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا ان نام کے مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر ہو تو پھر غیر مسموں کی طرف توجہ کی جائے۔

(۴، ۳) فرض عین تو ضعیف ہے مگر فرض کفایہ ہوئے میں شبہ نہیں ہے۔

(۵) جہد کے توایف مخصوص معنی ہیں یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے قتال کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ تحریک اس معنی کے لحاظ سے جہد نہیں ہے ۱۰۱ جہاد کے دوسرے معنی اللہ کے راستے میں کوشش اور ریاضت سے کام لینا اس معنی کے لحاظ سے اس تحریک کو جہد کہہ سکتے ہیں اور آپؐ کریمہ انصروا حفاظا وثقلا اور حدیث شریف لعدوۃ اور وحۃ فی سبیل اللہ کے حکم میں اس وداخل کر سکتے ہیں۔

(۶) ترک قتال کی وعیدیں اس پر چسپاں کرنا صحیح نہیں ہاں ترک تبلیغ اور مہجرت کی وعیدیں اس کے ساتھ متعلق ہوں گی۔

(۷) امر بالمعروف اور بھی عن المنکر کے بہت سے درجات ہیں اس کا ابتدائی اور مادہ درجہ : مسلمان کے ساتھ متعلق ہے۔

(۸) اس کو تبلیغ کہاجاے یا ترغیب اسکا چھ فرق نہیں کھدکا جائے ؛ جہاں قائل بھی اس سے صحیح مفہوم اور صحیح حفظ کی تبلیغ کا محتاج ہے اسی طرح نماز کو فرض جاننے والا اور ماننے والا ؛ بھی احکام و مسائل نماز کی تخصیصات کی تبلیغ کا محتاج ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ، دلی

- ۱۔ ان الدعوة لاسلامیة و سرہ فی فای العلم ، و الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من فروع لاسلام الکفایہ التفسیر المبرر فی العقدہ والسیرۃ والمہجۃ ال عمر ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۳۵ ط دار الفکر - بیروت
- ۲۔ الجہاد هو الدعا الی الدین الحق والفتن مع من مع و نمرود عن القرون اما دینس او دالمون عالمگیری الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ۱۸۸ ط ماجدیہ کوفہ
- ۳۔ الجہاد احتمال المشقة و مکافحة الشدائد فیشمیل الحرب لدفاع عن الدین والہفہ واعلاء کلمہ او حیدد النفس الی سماء السلف الجہاد الاکبر ومن دلتل محاهدة الانسان لشہوته خصوصا فی سن السبات والمجاهدة بالبدن لا عمال البحر الی دفعه للامة والدین الخ (تفسیر المبرر علی) ال عمر ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۸۳ ط مصر
- ۴۔ عن حدیثہ ان النبی ﷺ قال والدی یبغیہ لہدعہ ولا یسجد لکم مشکوۃ لمصابیح باب الامر بالمعروف ص ۱۳۶ ط سعید
- ۵۔ و فی المرفقہ لملاعلی القاری وقد فی بعض علمائنا الامر الاول (ای الہی بالید) للامیر و سنی ، ج نسبی دینس (لعلبہ و الثالث) ای الہی باستنکار القلب (لعمۃ المسلمین) باب الامر بالمعروف ۲۳۸ ، ۲۳۹ ط امدادیہ ملتان
- ۶۔ و فرض عینی کل مکلف و مکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین والنہد ید تعلم علم الرضو والغسل والنسوة الخ ج د المحتار : مقدمہ ۱/ ۲۷ ، ط سعید

نواہین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم

(سوال ۱) کیا عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا معہرہ کے درست ہے؟ (۲) مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کہاں تک درست ہے؟ (۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے؟ یا واجب یا سنت؟

(جواب ۵) تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ و کم کے۔ زمرہ یکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان کوں پر جو تبلیغ کی بیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز ہے فرض۔ زمرہ ہر مسلمان کے ذمے نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ علیحدہ طور سے ممکن نہ ہے۔ ہم میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تبلیغ کے لئے سفر کریں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں حج فرض کے لئے بھی بغیر محرم کے جانا ہر نہیں تو صرف تبلیغ کے لئے ایسے چا سکتی ہیں۔ واللہ اعلم محمد کا حکایت اللہ کا نالہ۔ دہلی

فصل دوم، تعلیم قرآن

(۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے
(سوال ۱) قرآن شریف ب سمجھے پڑھنے سے کیا قرآن شریف کی عزتی ہوتی ہے اگر نہیں تو کیا ب سمجھے پڑھنا داخل ثواب ہے؟

(۲) قرآن شریف سمجھ کر پڑھنا کیا مسلمانوں پر فرض ہے؟

(۳) جو شخص مطلقاً قرآن شریف نہ پڑھا ہو تو یہ وہ گناہ گار ہے؟ (نیاز مند محمد سلیمان، ولکڑا)

(جواب ۶) قرآن شریف کی عزت کی تلاوت خواہ سمجھ کر ہو یا ب سمجھے ہو موجب اجر و ثواب ہے ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہو گا اور ب سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ لیکن ثواب دونوں کو ملے گا یہ خیال کہ ب سمجھے ہوئے پڑھنے سے قرآن کی عزتی ہوتی ہے غلط ہے۔ بلکہ اس میں تو اس بات کا ثبوت ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں قرآن مجید کی اتنی عزت ہے کہ باوجود معنی نہ سمجھنے اور معنی سے قطع اندوز نہ ہونے کے بھی وہ اس کی تلاوت میں اپنا وقت اور قوت خرچ کرتا ہے حدیث شریف

(۱) ومع روح و محرم بالغ - لا امرأة حرة ولو عھوداً فی سفر، التوسیر و شرحہ کتاب الحج ۲: ۴۶۴، ط سعید
(۲) قال من ححر اما الثواب علی قرائتہ ای القرآن، فهو حاصل لمن فہم و لمن لم فہمہ بالکتابۃ للعبد - وان کان مضروب من القرآن وعمره و سن من فہم و سن من لم فہمہ، مرقۃ المفاتیح - باب بعد کتاب فضائل القرآن
الفصل الثانی ۵، ط اعدادیہ، ملتان

میں آیات کے حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں اور مثال میں فرمایا کہ اَلَمْ ایک حرف نہیں بلکہ تین حرف ہیں۔ الف ایک حرف ہے اور اِیم ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے تو اس کلمہ اَلَمْ کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی، باوجودیکہ اس کلمہ جتنی حروف مقطعات کے معنی کو کوئی نہیں سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے معنی خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ حضرت حق اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہے۔

(۲) سمجھ کر قرآن شریف پڑھنا اور اس کے حلال و حرام امر و نہی کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو قرآن پاک کے معانی اور مطالب سمجھتے ہوں اور وہ لوگوں کو بتاتے رہیں ہر ایک مسلمان کے ذمے یہ فرض نہیں ہے، یہاں ہر مسلمان کے ذمے قرآن مجید کی اتنی عبارت یاد کرنی فرض ہے جس سے نماز پوری ہو سکے۔ (۳)

(۳) اگر نماز درست ہونے کے لائق بھی قرآن مجید اس نے نہیں پڑھا اور یاد نہیں کیا تو سنہ گار ہوگا وہ ہر طیکہ پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت پایا ہو اور قدرت رکھتا ہو، یعنی وہ مسلم اس وقت تک معذور ہے کہ اسے پڑھنے اور یاد کرنے کے لائق وقت ملے اور وہ ٹکا مہاجر کے لئے معذور ہے۔ (۱)

قاعدہ ”سیرۃ القرآن“ پھولوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید کے پاس چند چھوٹے چھوٹے قرآن شریف پڑھتے ہیں جنہیں ابتدائے میں قاعدہ سیرۃ القرآن (جس کے مصنف ایک قدیانی ہیں) پڑھایا جاتا ہے محض اس خیال سے کہ قاعدہ مذکورہ بہت مروجہ قاعدوں کے آسان ہے آیا جب ترتیب یا نہیں؟ علیٰ ہذا غیر مترتب قرآن شریف سیرۃ القرآن مطبوعہ قدیانی پر مسلمان کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ عبدالحق کراچی ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن عبدالمہدی بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فہو حصہ من حصہ عسیر۔ احتلہا، لا یقول اَلَمْ حرف ولكن الف حرف و لام حرف و میہ حرف (جامع الترمذی، باب ما جاء فی من قرأ حرفاً من القرآن مالہ من الاجر ۱۱۹/۲، ط سعید)

(۲) قال تعالیٰ: فلو لا نقر من کل فرقۃ فہم طائفۃ یتفقہو فی الدین (الآیۃ) قال القدوسی ابو السعود فی تفسیرہ وفہ دلیل علی ان النفع فی الدین من فروص الکتبہ (النوۃ ۲۲۰، ۲۱۷، ط مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض)

(۳) و فرض القراءة علی المذنب و حفظہ فرض عین، و حفظ فحۃ الکتاب و سورۃ واجب علی کل مسلمہ التوبیر مع الدین المختار، باب صفۃ الصلاۃ ۱، ۵۳۷، ط سعید)

(۴) لان تعلم بعض القرآن فرض عین علی الکل فدا لہ یوحّد ہذا احد بقر، التوحید حمید، مرقۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۳۶۲/۴، ط امعادیہ، ملتان)

(۵) ولا یلزم العذر النطق کاخرس والی تحریر لسانہ و کذا فی حق القراءة، هو الصحیح لنعذر الواجب، التوبیر و شرحہ: باب الاذان، مطلب فی حدیث الاذان حزم، ۴۸۱/۱، ط سعید)

حواص ۷) اس قاعدہ اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قاعدہ اور قرآن مجید کے ساتھ قدوسی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا مضمون چھپا ہوا نہ ہو۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

معنی و مطلب سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
سوال (زید کہتا ہے کہ بغیر معنی اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا تسمود اور ب ثواب ہے۔ المستفتی عبدالعیم عزی اللہ معلّم عربک کان ولی - ۲۹ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء
حواص ۸) قرآن مجید کی عبارت اور نظم کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مرتبہ اہم ہے، حضرت نقی قدس نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۱۰ میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل نہ مانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا رعبہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اسی حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت و حتی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف - ا - م - نیم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی (۱) کتب سہویہ میں سے تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تنقویٰ کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ بنائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا جائے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ رائج و فائق ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں بونی بڑا فرق نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، الجواب صحیح حبیب امر سلین عفی عنہ - الجواب صحیح

(۱) قاعدہ شریف شریعت قدوسی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا کوئی مضمون نہیں، اس لئے جوں کو اس کا پڑھنا مباح ہے۔

(۲) (الححر : ۹)

۳، عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشرة مثليات. لا الحرف الہ حرف و لکن الہ حرف ولا ہ حرف، و میہ حرف، جامع الترمذی باب ما جاء فی من قرأ حرفاً من القرآن ماله من الاجر ۲ ۱۱۹ ط سعید

۴، قال ابن حجر: اما الثواب علی قراءة (اسی القرآن) فهو حاصل لمن فهمه ولم یفهمه بالکلیة للتعبد - وان کان سبوت من القرآن وغیره و من من فهمه و من من لم یفهمه (مرقاۃ المفاتیح، باب بعد کتاف فصائل القرآن ۹ ط مدادہ، ملتان)

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین عفی عنہ، مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح محمد منظر اللہ غفرلہ۔ امام مسجد تحفہ ری، دہلی۔

سیا غیر مسلم کو قرآن شریف پڑھانا جائز ہے؟

(سوال) ایک شخص ہندو اپنے شوق سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہے بلکہ قرآن مجید پڑھنے کا دل سے بہت شوق رکھتا ہے پڑھانے والا جب حرمت و ادب کا دم پاک تامل کرتا ہے اس لئے تعذیب و خدمت ہے کہ ایسے غیر مسلم کو قرآن مجید کا پڑھنا زور سے شرع جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۶ امام عبدالغنی صاحب (یے پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء (جواب ۶۶) غیر مسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے معلم اس کو احترام کلام مجید کی تعلیم بھی دے اور اپنے اوپر حرمت کا کام نہ ہونے سے اس قدر کافی ہے۔ اس کا بھی اندازہ کرے کہ غیر مسلم کی نیت تو خراب نہیں ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

(سوال) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی یا وجود مترجم قرآن کے باعث اجر و ثواب ہے یا نہیں؟ مع والہ تحریر فرمائیں المستفتی نمبر ۲۷۶۵ حکیم محمد ایوب مرواؤگوار ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی کے بھی موجب ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُمّ ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اور ا م ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی صرف الم پڑھنے والے کے لئے تیس نیکیاں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف نظم قرآن کی عبارت پڑھنا بھی موجب اجر ہے اور اُم تو معلوم المعنی بھی نہیں ہے مشابہات میں سے ہے ہاں قرأت قرآن فہم معانی کے ساتھ ہو تو اور زیادہ ثواب ملے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ ابن لادون محمد فی السیر الکبریٰ و ذلک انحرى او الدمی للمسلم علمى القرآن فلا یس یاد بعلمه و بعلمه فی الدن لعن اللہ یقتلہ و الخصال مما سبق ان وقوع المصحف ماید الکفر اما یجمع منہ اذا حیف منہ اھمہ اما اذا لم یکن من ہذا حروف فلا من بدلت لا سیما تعمیم القرآن و تلیغہ۔ واللہ اعلم انکملہ فتح الملیم شرح صحیح الامام مسلم۔ باب لہی الدافر بالمصحف لج ۳ ۳۸۶ ط مکہ دار العلوم، کراچی، ۲۔ علی عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرا حرفا من کتاب اللہ قلہ بہ حسہ والحسہ بعشرۃ امتلأ لا اقول بہ حرف ولكن الف حرف۔ و لام حرف۔ و میہ حرف (جامع الترمذی باب ما حدیث من قرا حرف من القرآن قلہ من الاخر ۲ ۱۹۹ ط سعید) (۳) قال اس حجر اما الثواب عنی قراۃ ای القرآن، فہو حاصل لمن فہم و لمن لم یفہم للتعب بالکسہ۔ وان کن تفاوت بین القرآن و غیرہ و بین من فہم و من لم یفہم (مرقۃ لمسبح باب بعد کتب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۵ ۹ ط امدادیہ ملتان)

دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے
(سوال) چونکہ آج کل جبریہ تعلیم کا نفوذ روز بروز ترقی پاتے ہوئے اور اس میں بعض جہد میں پس کشینی وغیرہ نے
استثنائے تعلیم مذہبی کو برقرار نہیں رکھا جو کہ اصل قانون میں موجود ہے (ایکٹ نمبر ۷ و ۱۹۱۹ء دفعہ ۱۰
میں درج ہے کہ (ب) لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناء پر کمیٹی حاضری مدرسہ سے حاضر ہونے سے معاف
کر دیا جائے) ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۳) مسلمانوں کے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) ضروری ہے (۱) اور یہ بھی
خاص ہے کہ اس کے لئے گیارہ سال سے کم عمری کا وقت ہی مناسب ہے (۲) اس لئے ضروری ہے کہ جو
بچے قرآن مجید کے مکتبوں میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں خواہ حفظ یا ناظرہ، ان کو اس شرط کے ساتھ کہ وہ
قرآن مجید پڑھتے رہیں اس جبریہ تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے لیکن جب وہ قرآن بھی نہ پڑھیں، پکار پتہ نہ
لیں تو پھر ان کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ نفلہ
(۱) خود از رسالہ جبریہ تعلیم شائع کردہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی (۱۳۳۶ھ)

دوسرا باب تعلیم کے احکام و آداب فصل اول، تعلیم کا معاوضہ لینا

دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے

(سوال) امامت یا تعلیم قرآن و شریعت دینیہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴) امامت و تعلیم قرآن کی اجرت لینا (۱) برائے متاخرین (خفیہ) جائز ہے۔ قال فی الہدایہ
و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استنجاز علی تعلیم القرآن الیوم لظہور
التوائی فی الامور الدینیۃ ففی الامتاع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتوی و زاد فی
مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن المجمع الامامۃ و مثله فی متن
الملفتی و در البحار (رد المختار ۳) مختصراً

۱) باریف فی اطلاقہ اسماء الی قولہ الامامہ ان حفظ القرآن من فروض الکفایات فیحاطب بہ کل الامۃ فی کل زمن
نعم ان حفظہ جمیع مہمہ بقوم بہم الکفاۃ سقط الخرج عن جمیعہم والا انما کہم (مرقۃ المفاتیح کتاب
فصل القرآن، الفصل الدلت ۴، ۵۸۰، ط امدادیہ ملتان) و فیہا و طہر کلام الورکشی ان کل بلد لا بد فیہ
یکون ممن ینقل القرآن فی الحملۃ لان تعلم بعض القرآن فرض عن کل کل، فاذا لم یوجد هناك احد یقر التور
جمیعاً (مرقۃ، کتاب فضائل القرآن، ۴/ ۶۲، ط امدادیہ، ملتان)

۲) و حجتہ من احادیث تعلیم القرآن الصبیان انہ الذی لی لولہ و رسوۃ عدہ کما ینقل العلم فی الصغر
کلفش فی الحجر (فتح الباری، شرح صحیح البخاری، باب تعلیم الصبیان القرآن، ۷۵۹، ط مطبعہ کبری
میریہ، مصر، ۴) کتاب الاحارۃ، مطلب فی الاستحارۃ علی الطاعات ۶۰، ۵۵ ط سعید

(۳) تین دنوں میں دو سو تیس چار عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً ہر روز میں سرورہ ہیں اور
پڑھنے والے اور سننے والے سب کے سب مخصوص ہوں اور ہر نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور سنیں تو
تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ ۱۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ،

(۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے

(۲) تنخواہ لیبر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا

(۳) غریب اور مالداروں کو تنخواہ لیبر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت پر ثواب ملے گا

(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے

(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم

(۶) میں اندوالتے امامت یہ خدمت سروں گا، تم اندوالتے تنخواہ دو سوال ممنوع میں داخل نہیں

(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیز کے ایک قول کی تشریح

(سوال) زید ایک جگہ ملازم ہے وہاں دینی کتابیں پڑھاتا ہے اور امامت کرتا ہے اور اس کو تنخواہ ملتی ہے

کتنی پڑھانے کو وہ کارکردگی سمجھتا ہے یعنی اگر ملازمت نہ رہے تب بھی وہ تنخواہ بہت پڑھانے کا کام چاری

رکھے اور امامت کے کام کو وہ کارکردگی نہیں سمجھتا یعنی اگر امامت کی تنخواہ نہ ملے تو وہ امامت نہ کرے

امامت کرنے کو پسند نہیں کرتا امامت کے پندرہ روپے اور مدرسے کے دس روپے ملتے ہیں اگر امامت و

چھوڑ دے تو اس جگہ مدرسے کا نام مشکل ہو جاتا ہے تو عرض یہ ہے۔

(۱) صورت مذکورہ میں تنخواہ بیکر امامت کرنے سے امامت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۲) صورت مذکورہ میں تنخواہ لیبر دینی کتابیں پڑھانے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۳) دینی شخص تنخواہ بیکر امامت کرے یہ تعلیم دینی کرے تو کن وجوہ میں ثواب ہوگا اور کن وجوہ میں

ثواب نہ ہوگا کس طرح نیت کرنے سے ثواب ہوگا مالدار اور غریب میں فرق ہے یا نہیں؟

(۴) تعلیم دینی و امامت پر تنخواہ قصداً کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) طلباء سے استاد کو ملے تو پڑھانے پر ثواب ملے گا یا جاتا رہے گا؟

(۶) اگر کوئی شخص محدواں کو یا متولی مسجد کو یوں کہے کہ میں امامت کروں گا یا مسجد کا کام کروں گا اند

وائے اور تم مجھے کو اند کہہ دیتے آجاتا اور تنخواہ دو تو اس طرح خدا مانگنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مانگنا سوال

ممنون میں داخل ہے یا نہیں؟

(۷) شاہ عبدالعزیز نے سورۃ تیت وفي دلکھ ملاء من ریمکم عظیم کے تحت میں فرمایا ہے کہ

اجرت پر عبادت سر فتن دراصل صورت چہ نداشت کہ نیت فی محل محض برائے خدا باشد و بدن نبیون
اجرت پر ابر سرود۔ ان عبادت رکاز سرودنی خود و اند خواہ کسے برائے اجرت بہ بدیانہ و بدو ابر مانند حرمتیہ
مز ۱۰۰ رہا ہے و نیوی کل عبادت را معقوب سر فتن اجرت ساز کہ ابر اجرت و دلوند چہ کورد و "ترک کر۔
پس او محض مز دور است از ثواب بہرہ ندارد بکہ خوف عقاب دارد کہ کار دین را برائے دنیا کرد و آخرت را
بدنی فدایت، معوذ اللہ من ذلک۔" عبارت مذکورہ کا کیا مطلب ہے؟ فی زمانہ اہمیت کو شاید ہی کوئی کار
سرودنی سمجھتا ہو اس لئے کہ اس میں بہت ذمہ داری ہے ابر تنخواہ نہ دی جائے تو اکثر مساجد خالی رہیں۔

المستفتی نمبر ۵۲۰ محمد ابراہیم (احمد آباد) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(حوا ۱۶) نمبر اسے تیر ۴ تک کا جواب یہ ہے کہ اہمیت اور تعلیم و تدریس کی تنخواہ بھرا آمین
چاہئے، اور اسی کی نیت یہ ہو کہ رفع ضروریات کے لئے تنخواہ دیتا ہوں اور اسی کاموں و دینی کام
بجائے اختیار کرتا ہوں تو اس کا ثواب بھی ملے گا اگرچہ بلا تنخواہ نسبت بعد یہ کام سرے تو ثواب زیادہ
ہوگا۔ (۱۰)

(۵) طلباء سے عرفی طور پر کوئی کام لینا جو وہ طبیب خاطر خدمت است و سمجھ کر سروریں اور خوش بول جائز
ہے اور اس میں اس کے ثواب تعلیم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

(۶) یہ قبیح تو ممنوع نہیں اور یہ نہ مال میں داخل ہے نہ عہدہ کی نیت معاوضہ کی ہو تو اس کا مست پتہ
فائدہ نہیں۔ (۱۲)

(۷) شادی و عہدہ کی عبادت اس قول پر مبنی ہے کہ عبادت پر اجرت لینا چاہئے اور جو صورت جواز کی
تحریر فرمائی ہے وہ درحقیقت اجرت کی حد میں داخل نہیں ہوتی اور جو صورت عدم جواز کی تحریر فرمائی
ہے وہ اجرت ہے جیسا کہ ان کا فقرہ "پس او محض مز ۱۰۰ راست" اس کی دلیل ہے اور یہ متقدمین کے
نزیفہ جائز اور متاخرین کے فتوے کے عہدہ چاہئے۔ (۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ یعنی لیوہ بصحبہا لعسہ لقراب والفقہ والادبۃ ولادن۔ فحجب لمسمی عقبہ (المحرر مع رد
المحتار، مطلب فی الاستسجار علی الطعات، ۵۵۶، ط سعید)

۲۔ بعد قد بدین کتب قصده وحده اللہ یعنی بکن عمر عبادۃ لثواب۔ ولا سفلہ بقی الاکتساب عند یقفہ
نفسہ و عبادۃ فی حد الاحرف لدریغہ الاکتساب عن افعہ مدہ لثوابہ السربہ۔ ولولا ذلک لم یجد حر مدہ
اسو اب اسدکور بن یگون قد جمع بن عباس و ہما لادان۔ والسعی عنی العال، واما الاعتصام بالثبات و رد
المحتار باب الادان، مطلب فی المودن اذا کان غیر محتسب فی ادانہ ۳۹۲، ۱، ط سعید)

۳۔ ان الاعتصام بالثبات الحدیث، بحری باب کیف کانہ لوالی رسول اللہ ص ۲۱ ص لدینی
کتب حادہ، کراچی)

۴۔ اما لا حرج علی المذہب و اصول المذہب الحنفی انہ غیر صحیحہ یثاب۔ لکن المسحوس من
الحنفیہ نظر و الی حالہ ضرورۃ صارتہ و فو حواحد الاحرف عن بعض لطاعت لضرورۃ و کتب بفقہ عنی
المذہب الاربعہ۔ محث ماتحوز احارثہ و ما لا تحوز ۱۱۰۳، ط دار الفکر، بیروت)

حضور ﷺ بھی بکھار صحابہ کرام کے گھر بطور محبت
۱۔ صد اہانت کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور اجرت

(سوال) عوام رسول اللہ ﷺ سے کھانا کھیا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر سے
کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی مزدوری یا اجرت لیتے تھے اور قرآن اس حکم کو کئی جگہ فرماتا ہے اس کے مخالف
آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھائی جنازہ نکاح پڑھائی کی اجرت لے لیتے
ہیں۔ المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبد اللہ شاہ دہلوی ۹ شوال ۱۳۵۳ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) قرآن مجید میں ہمیں پیغمبر ﷺ کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا نہیں یا اس نے
امت کے افراد کو بھی حضور ﷺ کے دوست خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ کبھی بھی اپنے متبعین
کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا
بلکہ محبت و صداقت کی بناء پر ہوتا تھا جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے (ارہاج کل مساجد کے اماموں،
مؤذنوں یا استاذوں کا اجرت امامت و اذان یا اجرت تعلیم یا تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ تھا۔ امام
و ضیفہ عبادت کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے متاخرین
حنفیہ نے بھی دوسرے کے قول کے موافق تعلیم و امامت و اذان کی اجرت کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے
یونٹکے بغیر اجرت ان چیزوں کا بناء اور حکم کا قیام مشکل ہے۔ ۱۲۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ

طاب علم کوائر تعلیم کے ساتھ بنہ بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے

(سوال) دینی علماء کو آج کل علمائے کرام دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بنہ کیوں نہیں سکھاتے تاکہ بنہ
کے ذریعے اپنی روزی مائیں اور علم دین سے دوسروں کو بلا کسی مزدوری کے فیض پہنچا سکیں؟
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبد اللہ شاہ دہلوی (دہلی)

۱۔ عن ابی ہریرۃ قال حرق رسول اللہ ﷺ ذات یوم اولیۃ - فاتی رجلا من الانصار فاذا هو لیس فی ینہ فقام
بہ المراء فالت مرحب (ابی ہریرۃ) ما یضو فحاء ہم بعدق فہ سر و تسو و رطب فقال کلوا من ہذہ، واحد المدینہ
فقال لہ رسول اللہ ﷺ ایاک والحلوب، فذبح بہم فاکلوا من الشاة ومن ذلک العذق (الحديث) (صاحب الاممہ
مسلم باب حوازل استاعہ غیرہ الی دار من یلق ۱۷۶/۴، ط قدیمی مکتبہ خاتمہ، گرجی)

۲۔ وہی تفسیر لقرطبی قولہ تعالیٰ قل ما سالتکم من اجر، ای جعل علی تلحیح الرسالۃ (فیہو لکم، ی دلت
لنعم لکم ان کنت سالتکم وہ، ان احرى الاعی اللہ وهو علی کل شیء شہید، (سا ۴۷-۱۹۹۷ ص ۵۰
الفکر، بیروت)

۳۔ ولا حل الطاعات مثل الادان والحد والامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ، و یقنی الیوم یصحہا لتعلیم القرآن والفقہ
والامامۃ والادان، تسویر الانصار و سرحہ، قل المحقق فی الشیۃ (قولہ و یقنی الیوم الحد) قل فی الہدیہ و
بعض منابہا استحسنوا الاستنحار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوہب فی الامور الدینیہ - و زاد فی متن
المجموع الامامہ - و زاد بعضہم الادان (رد المحتار مضب لحریر مہم فی عدہ حوازل الاستنحار علی البلاۃ
۵۵۶ ط سعید)

(جواب ۱۸) ہاں یہ بات کہ طالب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے بہتر ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر عمل شروع بھی کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی علوم کی تعلیم دینا ناجائز یا غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) داخلہ فیس کا حکم (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی مالی حالت نہایت خراب ہے، یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ باوجود خدمات کے اعتراف کے مالی امداد کی طرف راعب نہیں ہوتے اس مدرسہ میں نہ گورنمنٹ سے کوئی مالی امداد لی جاتی ہے نہ کسی بورڈ وغیرہ سے اندریں صورت (۱) آرہوں کے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) درجہ قرآن یا حفظ و ناظرہ اردو یا فارسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے لڑکوں پر ماہوار فیس شرعاً مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟
المستفتی مفتی محمد رفیع الاسلامیہ، غازی پور (یو پی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۹) (۱) داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں... (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے۔

متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے
(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعلیم قرآن مجید اور اذان و امامت کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ بیہ اتوجروا

(جواب ۲۰) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی اور امام بن ضبیل (۱) اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی اطاعت پر جو اجیر کے ذمہ متعین نہ ہوں منعقد اجارہ منعقد کرنا اور اجرت لینا دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن مجید، اذان، امامت وغیرہ اور امام ابو حنیفہ اور زہری اور قاضی شریعہ اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ عبادت پر اجارہ ناجائز ہے ہمارے اصحاب متقدمین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ

(۱) "موتوں میں جہاں سے نہیں کہہ سکتے فیس اس چیز کی اجرت ہے، خصوصاً جب داخلہ فیس کے ساتھ ماہوار فیس بھی لی جائے۔" (۲) "مالیاتی احباب یہ مانتے ہیں کہ یہ حد سے متحقق ہو، نہ کہ ان کی اجرت ہے۔" (۳) "یہ حد بن ضبیل نے متحقق نہیں کی۔" (۴) "ماہوار فیس پر اجرت لینا مجوز نہیں ہے، تو ضیف یا قول قدیم یہ ہے کہ اجرت لینا جائز ہے۔" (۵) "ماہوار فیس پر اجرت لینا جائز ہے، (۶) "یہ حد بن ضبیل نے متحقق نہیں کی۔" (۷) "ماہوار فیس پر اجرت لینا مجوز نہیں ہے، تو ضیف یا قول قدیم یہ ہے کہ اجرت لینا جائز ہے۔" (۸) "ماہوار فیس پر اجرت لینا مجوز نہیں ہے، تو ضیف یا قول قدیم یہ ہے کہ اجرت لینا جائز ہے۔" (۹) "ماہوار فیس پر اجرت لینا مجوز نہیں ہے، تو ضیف یا قول قدیم یہ ہے کہ اجرت لینا جائز ہے۔" (۱۰) "ماہوار فیس پر اجرت لینا مجوز نہیں ہے، تو ضیف یا قول قدیم یہ ہے کہ اجرت لینا جائز ہے۔"

حالت پر اجازت دینا جائز ہے اور قدامتِ حنفیہ اسی کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے رہے ہم
 دین پر جانے والوں، اذان سننے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیتِ اعمال سے مقرر ہوتے
 تھے اور یہ لوگ نہایت احمقان اور فاسق البالی تھے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

پچھلے عرصے کے بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بیتِ المال کے مصارف میں بعض مسلمان
 یا شاہزادوں کے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان علماء اور مؤمنین و ائمہ کے وظائف بند
 ہوئے اور تعلیم حرم دینیہ یا اذان و امامت کی انجام دہی میں جو فراغت تھی انہیں حاصل تھی وہ جاتی
 رہی چونکہ یہ وہ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریاتِ معاش کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل
 تھیں اس لئے ان کو مجبوراً حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا جس کے وسیلے سے اپنی اور
 اپنی اولاد و متعلقین کی اوقاتِ عمر کی برائیاں ذرائعِ معاش چونکہ مختلف اقسام کے ہیں کسی نے کوئی طریقہ
 اختیار کیا کسی نے کوئی۔ کسی نے تجارت، کسی نے زراعت، کسی نے ملازمت، کسی نے صنعت و دستکاری
 اختیار کی سی طرح ضرورتیں بھی کئی تھیں انہیں مختلف تھیں اس لئے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک
 بڑا حصہ کسبِ معاش میں خرچ کر دیتے کے باوجود بھی بعض افراد کی ضرورتیں پوری نہ ہونیں۔

ان حالات کی وجہ سے بہت سے علماء بہت سے موزن، بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ
 سے تعلیم یا اذان یا امامت کی خدمت کو ہاتھ دھو کر رہ گئے اور بلا تخرامیں اضطرار کی حالت سے ان
 خدمات کو چھوڑنا پڑا لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا
 نیز کہ جب پڑھانے والوں کو اپنی ضروریاتِ معاش میں مشغولی کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملے گی کہ طلبہ و
 پڑھائیں تو پھر علم دین کی زندگی اور تہذیب کی صورت تھی اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان متصور تھا۔
 نماز کے اوقات کا انضباط جو مصلحت موزن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے وہ ہم پر ہم ہو گا چونکہ اس
 زمانے میں بڑے بڑے شہر وں باہر بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور
 محلوں میں مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کرنے کے نماز اور جماعت کے لئے اجازت
 حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس
 کے موافق وہ کارخانوں سے ٹھیک وقت پر آجائیں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر پہنچ جائیں
 اور اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا اپنے کام میں زیادہ
 دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائعِ معاش کو کھو گئیں امام
 مصلحت نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا انتظام درست نہیں رہ سکتا، اور پورے انضباط سے نماز نہیں
 ہو سکتی جن مساجد میں کوئی موزن اور امام مقرر نہیں ہے نماز کے وقت جو پہلے آجیا اس نے اذان کہہ دی
 اور جس کو مناسب سمجھا امام بنا دیا ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا اور اس
 لئے ان لوگوں کو جو وہاں نہ تھے بعد کی میں پہنچتے ہوئے ہیں اکثر اوقات ایسی مسجدوں میں جماعت سے

نہاڑ نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شریعہ کی وجہ سے حضرات امام شافعی کے قول کے موافق یہ فتویٰ دیا ہے کہ مواقع ضرورت میں طاعات پر اجرت لینا جائز ہے اور قرآن مجید وحدیث وفقدان تعلیم اور اذان و امامت پر اجرت لینے کی جواز کی قطعاً تردید کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کے تمام کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

بہر ذیل میں فقہاء کی وہ قطعہ حیات نقل کرتے ہیں جن میں آج کل اذان و امامت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے۔

و بعض مشائخنا رحمہم اللہ استحسنوا الاستیحار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التواہی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تصبیح حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ اہ کذا فی الہدایۃ -
اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے آج کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے دینے کا جواز بھی سمجھا
کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی خاتم ہو گئی ہے تو ممانعت کے حکم میں اندیشہ ہے کہ حفظ قرآن شائع ہو جائے اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

و مشائخ بلخ جو روو الاستیحار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلك مدة وافتوا
بوجوب المسمی کذا فی المحيط -
اور مشائخ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کا جواز فرمایا ہے جب کہ اس کی مدت معین کی جائے
اور معین شدہ اجرت کے واجب تسلیم ہونے کا فتویٰ دیا جائے۔
و کذا جوزو والاستیحار علی تعلیم الفقہ و نحوہ والمختار للفتویٰ فی زماننا قول ہولاء
کذا فی الفتاویٰ العتاییۃ فتاویٰ عالمگیری ماحضار -
اسی طرح تعلیم فقہ اور اس کے امثال (اذان و امامت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے اور ہمارے زمانے میں
فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مختار ہے۔

الاستیحار علی الطاعات کتعلیم القرآن و الفقہ و الدریس و الو عطا لا یجوز ای لا یحب
الآخر و اهل المدينة طیب اللہ ساکنہا حوزہ وہ اخذ الامام الشافعی قال فی المحيط و
فتویٰ مشائخ بلخ علی الحواز قال الامام الفضلی والمتاخر و علی جوارہ و کان الامام
الکرمانی یفتی "بدرنا رسیده" معمر رانوشو دکنید و فتویٰ علمائنا علی ان الاجارة ان صحت
یحبت المسمی وان لم تصح یجب اجر المثل الخ فتاویٰ نزازیہ -

۱ کتاب الاحراء، مطلق بحریر مجید فی عدم حواز الاحراء علی البلاوة الخ ۵۵۶ ط سعد،

۲ کتاب سادس عشر فی مسائل التبویغ فی الاحراء والاستیحارة علی الطاعات ۴۴۸ ط محدثہ کونہ،

(۳) نوع فی تعلیم القرآن والحرف ۳۷۱۵ ط محدثہ کونہ۔

۱۰۔ ہر حقہ اجارہ مثلاً تعمیرِ قنات، فتنہ اور تدریس اور وعظ پر اجرت لینا جائز نہیں یعنی اجرت واجب نہیں ہوئی اور اہل مدینہ حسب اس سائنات پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں اور امام شافعی اسی کے قائل ہیں محیط میں فرمایا کہ مشائخ کا فتویٰ جواز پر ہے۔

امام فضلیؒ نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور امام کرمانی فتویٰ دیتے تھے کہ ”دروازے تک پہنچنے سے پہلے معصوم کو خوش کر دو“ اور ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر حقہ اجارہ صحیح طور پر کیا گیا تو اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجرت مثل لازم ہوگا۔

وقال محمد بن الفضل كره المتقدمون الاستيجار لتعليم القرآن وكرهوا اخذ الاجرة عليه لوجود العطية من بيت المال مع الرغعة في امور الدين و في زماننا انقطعت فلو اشتعلوا بالتعليم بلا اجر مع الحاجة الى معاش لضاعوا او تعطلت المصالح فقلنا بما قالوا - فتاوى بزازیہ ۱، ۲، مثله فی الخانیۃ - ۱۰،

امام محمد بن الفضلؒ نے فرمایا کہ حقہ میں حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس لئے مکروہ فرمایا تھا کہ بیت المال سے معلم کے لئے عطیات مقرر تھے اور لوگوں کو امور دین کی رغبت بھی تھی اور ہر زمانے میں عطیات منقطع ہونے کو اب اثر تعلیم میں مشغول ہوں اور اسباب معیشت کی حاجت اسی طرح باقی رہنے کے باوجود اجرت نہ لینے کو مرنے لیں گے اور مصائب زندگی و رہم بدہم ہو جائیں گے اس لئے ہم بھی اسی بات کے قائل ہوئے جس کے (یعنی امام شافعی و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے حنفی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی دے دیا ہے۔

قال الشيخ الامام شمس الانمة السرخسی رحمه الله تعالى ان مشايخ بلخ جوزوا الاجارة على تعليم القرآن واخذوا في ذلك بقول اهل المدينة وانا افتي بجواز الاستيجار ووجوب المسمى - فتاوى قاضی حاد ۲،

امام شمس السرخسیؒ نے فرمایا کہ مشائخ بلخ نے تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے دینے کو جائز فرمایا تھا اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے دینے کے جواز اور اجرت معینہ کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

والفتوى اليوم على جواز الاستيجار لتعليم القرآن وهو مذهب المتأخرين من مشايخ بلخ استحسوا ذلك لظهور التواصي في الامور الدينية وكسل الناس في الاحتساب -
آج کل تعلیمِ قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اور یہ متاخرین مشائخ کا مذہب ہے، انہوں نے

(۱) نوع فی تعلیم القرآن والحرف، ۳۸/۵ ط ماحدیہ، کوئٹہ

(۲) باب احارة الفاسدة ۳۲۵/۴، ط ماحدیہ کوئٹہ

(۳) حوالہ بالا

اس جوازِ اجرت کو اس لئے بہتر سمجھا کہ امورِ دینیہ میں لوگوں کی سستی خراب ہو رہی ہے اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ کسل کرنے لگے ہیں۔

و کذا يجوز علی الامامة فی هذا اليوم لان الانمة كانت لهم عطیات فی بیت المال وانقطعت اليوم بسبب استیلاء الظلمة علیہا۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے کیونکہ پہلے اماموں کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر ہوتے تھے وہ اب بند ہوئے۔ کیونکہ بیت المال ظالموں کے قبضے میں ہیں۔

و فی روضة الزند ویستی کان شیخا ابو محمد عبد اللہ الحیز اخیزی یقول فی زماننا يجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة - انتہی عینی، ۱، شرح کنز الدقائق اور روضہ زند ویستی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبد اللہ الطبریزی فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں امام، اور مؤذن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

ویستی اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان - انتہی (در مختار) ۱۰،

اور آج کل قرآن و فقہ کی تعلیم اور امامت اور اذان پر اجرت لینے دینے کے جواز پر قوی دیا جاتا ہے۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل کی وضاحت ثابت ہو گئے۔

(۱) متقدمین حنفیہ صامات پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متاخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر بیتِ امال کے عطیات موقوف ہو گئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہوئیں اور امور دین میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہو گئی پس ایسی حالت میں عدم جوازِ اجرت کا حکم دینے سے دین اور شعائر مذہب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا جیسے کہ متاخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے زوجہ مفقود کے بارے میں امام مالک کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متاخرین حنفیہ کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورت شرعیہ پر مبنی تھا پس جن ضرورتوں میں یہ ضرورت تحقق ہوگی وہیں یہ حکم ہوگا اور جہاں یہ ضرورت نہ ہوگی وہاں یہ حکم جاری نہ ہوگا چنانچہ صدمہ شامی نے رد المحتار (۲۱) میں تصریح کر دی ہے کہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل بغرض ایصالِ ثواب پر اجرت لینا دینا اب بھی جائز ہے کیوں کہ اس میں کوئی ضرورت نہیں اور ان کے چھوڑنے سے دین اور شعائر مذہب کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح وعظ کی اجرت اس صورت سے کہ وعظ

(۱) کتاب الاحارۃ باب الاحرفۃ الفاسدہ ۲ ۱۵۴ ط اداره القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستنحار علی الطاعات ۶/۵۵ ط سعید

(۳) کتاب الاحارۃ مطلب تحریر معہ فی عدم حوار احد الاحرفۃ علی التلاوة الخ ۶/۵۶ ط سعید

دی جاتی ہے وہ بھی بضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعتیں پیدا ہوئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہے تو کوئی قباحت نہیں اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں اس کے متعلق آپ شریعت کا حکم بتائیں۔ المستفتی نمبر ۴۴ سید احسن علی (بھنگپور) ۲ محرم ۱۳۵۴ھ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) عید گاہ کا حکم مسجد کے احکام سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتیٰ الامکان مسجد یا عید گاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچہ پائی ناپائی اور احترام مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یہ عید گاہ میں بھی تعلیم دینا جائز نہیں اباب معظم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عید گاہ کے احترام و صفائی کا لحاظ رکھے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له

شریعت میں عاق کر دینے کا اختیار کسی کو نہیں!

(از مجموعہ دہلی، مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) استاد شاگرد کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عاق کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۲) عاق کر دینے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے جو شخص استاد کا فرماں اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرے یعنی عاق کرنے کا اعلان کرے یا نہ کرے اور جو فی الحقیقت تافرن نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان بھی کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

تیسرے باب تعلیم زنان

(۱) اسلام میں خواتین کی تعلیم

(۲) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے اور مشہد کب ہوتی ہے؟

(۱) وما المعلم الذي يعلم الصبيان اذا جلس في المسجد يعلم الصبيان للصورة الحرة وغيره لا يكره (عالمگیریہ فصل كره غلق باب المسجد ۶/ ۱۱۰ ط ما جلدیہ كوتہ)

(۲) فمن نادى مه استاذ به يحرم بركة العلم لا قليلا (تعليم المتعلم وطريق النعم مترجم فصل في تعليم العلم واهله ص ۵۷ ط مير محمد كتب خانہ كراچی)

(۳) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق

(۴) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل

(۵) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟

(۶) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے

(۷) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟

(سوال) استفتائے وزارت جلیہ معارف (افغانستان) از جمعیت عالیہ علمائے ہند درویشی نمبر ۱۰۵۳

مورخہ ۱۴ ربیع سنبلہ۔

معلوم فقہ و درایت حضرات علمائے حقیقی است کہ دریں روز ہمارے کز خلافت و دارالافتاء

اسلامی

(ترجمہ) یہ فتویٰ حکومت افغانستان کی وزارت معارف کی طرف سے جمعیت علمائے ہند سے طلب کیا گیا۔ متنازع فیہ افتادہ مصالح و حوائج طبقہ اہل اسلام درجہ مملکت بنابر سبب فوق متشتمل بر دیدہ و نہادان حکم نسبت باختلاف آراء مجتہدین سابق و لاحق در مسائل متفرعہ متزلزل ماندہ بحالہ فیصلہ احتیاجات فتنی و عقلی بدون اشتباہائے متفرق و مفرد امکان تلمیق نمی یابد خاصہ مسائل اجتماعیہ است محمدیہ علیہ السلام عمدہ آل و دریں عصر بصد ہالغ می شود۔

ازاں جملہ امور و با مسئلہ تحصیل مستورات بنابر آراء علماء ایں واسطہ انجامیدہ حال آنکہ بیشتر علمائے ہند ایں ترکستان کا فکاس ترک عربستان و افریقہ جواز و لزوم آل بدعت حسنہ (عموما در سر و خصوصاً در سرہ اناشید) را تقویت فرمودہ اند۔

الحامدائے افغانستان و اہل نصی و اصولی سائر قطعات اسلامی را طلب می نمایند۔

ایضاً کہ وزارت جلیہ معارف دولت مقبوعہ استفتائے مسئلہ فوق را از مقام رفیع استدہال افتائے شہ استثنائی کند کہ "آیہ جمیعہ در مدارس تحصیل اثاث استحسان شرعی دارد یا نہ؟ کیفیت اجراء آل چگونہ باید کرد؟"

ایں قدر را کا طر نشان خدمت شامر شد ایں دینی میدارد کہ در فتوائے فوق بہت ہائے ذیل نظر گرفتہ می شود۔

(۱) سن بلوغ جنی ابتدائے مکلفیت صنف اثاث اصغری چیست؟ و اعظمی کدام؟ بشرط آب و جو و نسل و اصول معیشت) مشتبہا چہ در چہ وارد؟ ستر مشتبہا تا چہ اندازہ است؟

(۲) حقوق و وظائف تربوی آئینہ پیش از بلوغ چیست؟ و بعد از بلوغ تا چہ اندازہ است؟ یعنی جبر و اختیار آئینہ انقل (شرع) چہ حدود گزاشتہ؟

(۳) رکن و شرط ستر حقیقی چیست؟ یعنی استدر عورت آئینہ؟ پیش از سن تکلیف بعد از تکلیف بچہ پیش قبل از

ناہل و بعد ازاں برائے اجنبی و محارم چہ فرما دے چنانچہ تسر احتیاطی یعنی شعار عصمت برائے آئنا چہ شرائط اجتماعی و دینی و لہو؟

(۴) حوم مفروضہ و استحسان یہ کہ از آیات کریمہ و احادیث صحیحہ مستنبط میگردد کد ام با ست یعنی در چہ تفصیل آئنا را شریعت اسلامیہ تا کجا لزوم و جوازی و ہد؟

(۵) ممنوعیت اجتماع نسواں نظریہ لاکل اربعہ تا کد ام حد ست و در کد ام مقام ما ست؟

(۶) حقوق و وظائف نسواں محترم تھا تا قواعد اجتماعی و مدنی علوہ بر حقوق شرعی نسبت حالت امروزہ مسلمانان چہ باید شد؟ از حوم و منکح نظر، حقیقہ تمدنی - کد ام با پے در پے لزوم و ارد؟

(۷) حکمائے فوق عموم، در مذاب اہل سنت و خصوصاً در مذہب امام ابو حنیفہ سنجیدہ شود چیست؟ و تلبیق نما چہ ذریعہ ممکن می شود؟

نہاد - مسئلہ فوق یکے از مسائل اجتماعی و اخلاقی است کہ حل و فصل اور از دین و مذہب استنباط کردہ اہل حقیقی باید اثبات نمود و علامتے ایں و لا در بسیار مسائل مختلف فیہ کہ از امور مہمہ انام اسلام است تا شکل و تمرکز مقام خلافت و مکتب اسلامیہ درویزہ و استثنائی نمایند - بریں وجہ پے در پے مسائل مغلقہ با جماعہ علمائے امت اگر ممکن باشد استدعائے فیصلہ دارند -

حاشیہ) تأیید فتوائے مذکورہ بواسطہ تاریخ اسلام نیز کردہ شود جائے اتمان است - فیض محمد وزیر معارف حقیقت شناس علمائے حق پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانہ کوئی ایک اسلامی و شرعی مرکز نہ ہونے وجہ سے ہر ملک کے مسلمانوں کے دینی و شرعی ضرورتیں اور احکام مختلف فیہ ہو گئے ہیں اور فروعی مسائل میں متقدمین و متاخرین کے اختلاف رائے کی وجہ سے کسی قطعی فیصلے پر جلد پہنچنا دشوار ہو گیا ہے - خاص کردہ فقہی و عقلی مسائل جو اس زمانے میں اجتماعی طور پر امت محمدیہ کو پیش آرہے ہیں پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ متعدد مقامات سے استفتاء طلب نہ کئے جائیں -

ان سیکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ تعلیم نسواں کا ہے جو مقامی علماء کی رائے کی بناء پر مرض اتواء میں ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان، ایران، ترکستان، انگلستان، ترکی عرب و افریقہ کے علماء عام اسکولوں میں اور خاص کر زنانہ اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم کو جائز اور ضروری (بدعت نہ) قرار دیتے ہیں -

لیکن علمائے افغنستان تمام دنیائے اسلام کے علماء سے اسکے جواز و استحسان کے لئے واضح اور یو لائل طلب کرتے ہیں -

اس بناء پر ہماری واجب الطاعت حکومت کی وزارت معارف کی طرف سے مذکورہ بالا مسئلے آپ کا مدلل فتوے مطلوب ہے کہ آیا اجتماعی طور پر اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو تعلیم دینا شرعیاً تحسن ہے یا نہیں؟ اور اس کو جاری کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

رہنمایان دین کو اتنا بنائیں نہیں کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) لڑکیوں کی عمر بلوغ لحاظ آب و ہوا نسل اور پیشوں کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے؟ مضبوط کب ہوتی ہے اور مضبوطی کا ستر کس قدر ہے؟

(۲) لڑکیوں کی تربیت کے حقوق والدین پر قبل بلوغ کیا ہیں؟ اور بعد بلوغ کس قدر ہیں یعنی لڑکیوں کو شریعت نے کس عمر میں خود مختار قرار دیا ہے اور کس عمر تک ہپ کی ولایت میں رکھا ہے؟

(۳) ستر عورت کی تفصیل کیا ہے؟ مکلف ہونے سے پہلے اور بعد تاہل سے پہلے اور بعد اجنب سے اور محرم سے کتنے ستر ہیں اور کیا فرق ہے اسی طرح پردہ کے کیا حدود و شرائط شریعت نے اور اسلامی معاشرے نے مقرر کئے ہیں؟

(۴) وہ فرض اور مستحب حرم و بوقرآن و حدیث سے مستحب ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ شریعت نے ان کے حصول کے لئے کڑو و جواز کے یہاں درجات مقرر کئے ہیں؟

(۵) اندر اور باہر کے مسلک کے حقائق سے عورتوں کا اجماع کس حد تک ممنوع ہے اور کن مقامات میں؟

(۶) عورتوں کے حقوق شرعی کے مدہ محض اجتماعی و شہری حقوق عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کیا کیے ہوئے چاہئیں اور موجودہ طرز تمدن کی ضرورتوں کے پیش نظر کون کون سے حرم و فہون اور بند ورجہ درجہ ضروری ہیں؟

(۷) مذکورہ بالا مسائل میں تمام اہل سنت کے مذہب اور خاص کر مذہب حنفیہ کے مطابق حکم دیا جائے اور قابل عمل بنانے کا سہل طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

غرض کہ مذکورہ بالا مسئلہ اخلاقی و اجتماعی مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ ہے اس کا فیصلہ دین و شریعت سے مضبوط و مکمل کے ساتھ ہونا چاہیے ہمارے متمدنی معاہد اسلام کے اور بھی بہت سے اہم ترین اور مختلف فیہ مسائل میں آپ سے استصواب کرنا چاہتے ہیں مثلاً خلافت اور اسلامی مرکزیت کی تشکیل اور مقام خلافت کی تعیین اور اسی قسم کے اور بہت سے پیچیدہ مسائل بشرط امکان تمام علمائے امت کے اجماع کے ساتھ حل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

(نوٹ) فتویٰ مذکور کی تائید میں اگر اسلامی تاریخ سے بھی کچھ شاہد پیش کئے جائیں تو موجب ممنونیت ہوگا۔

(جواب ۲۳) باسمہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطنتہ انسان را خلد علم و حیدر بنہ آراستہ لوائے تکریم او معشور و القدر منا بنی آدم، برفا شیت و صدور ہسی آدم را مستودع امانات ربانیہ و مستقر و دیات رحمانیہ گردانیدہ چہ پر توفیائے علو لدنیہ منور سائنات و امت محمدیہ

راہی صاحبہا فضل الصلوۃ والیہ خطبہ کتم حیرامہ اخروجت للماں (۱) سر بلند خشیدہ و علمائے ایشیاں را
میراث انبیاء و مرسلین بہرہ ور فرمودہ شریعت اسلامیہ را برائے ایشیاں مکمل و ختم نازل فرمودہ
بفرائے "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" (۲) مکتبہ نمود ختم الانبیاء سیدنا و
موبنا محمد رسول اللہ ﷺ ازہ مفارقت نہ و زید تا آنکہ شریعت مقدسہ اسلامیہ درجہ شریعت بیضاء لیجاو
نہا رہا سو غم گرفتہ - باب از ابواب معاش و معاد نگذاشتہ کہ توضیح احکام او فرمودہ و نوے از انواع نفسیات و
اجتماعیات نمائندہ کہ کشف حقائق آن نہ نمودہ -

تکمیل تعلیم اسلامی برائے نجات اسلامیاں کفیل و منار شاہ نبوی برائے ہدایت ایشیاں خیر
میں است از خزانہ و مجتہدین از تفصیلات احکام مملو و مشون و از تظہیرات اغیار مصون و مامون -

اقوام غیر اسلامیہ از تعلیم و تہذیب اسلامی خوشہ چین و حامیان تہذیب نوع انسانی بحجت
ہدایت اسلامیاں پناہ گزین اسلام تہذیبہ دارد کہ ہر دور اعصار و ہر مبدل نہ شد و نخواہد شد و تازہ و
نصارت آن ہمو و حرور و خدوٹ پر مردی نہ پذیرفت و نخواہد پذیرفت مکون ال کو ان و مقدر ال اقدر چہ
تہذیب کہ بقہ اسلامیان راست فرمودہ تھا کہ کجی و خرق و رال را دیا فتن نمی تواند -

طبقات انام کہ با جماعت حکم ارکان حقیقت واحدہ دارند ہر یکے را از ایشیاں مرتبہ مقرر ہر
رہن را محلے مقدرہ جائے معین بست آرزو کورمزیتے شرف دارند اثاث ہم خصوصیت ممتاز اند -

عملیہ است کہ مردان را شاید و بنہ با است کہ زنان را نمی بد در جماعت مردان را حدیث
مقرر و زہال را مقرریت محدود ہر یکے را از محل و مقرر خویش اعمد انباید (۳) و ایس سخن شے و شبیتہ نشاید -

مسئہ تعلیم زنان کہ امر و با محل اختلاف است دو مرتبہ دارد مرتبہ اولی تحصیل علم فی حد ذاتہ و
مرتبہ ثانیہ صورت و تشکیل تحصیل

مسئہ اول اختلاف را نشاید کہ از بدیہیات اسلام است خطابات افتراض تحصیل علوم و اوامر تفقرو
تذہر و آیات نفس و آفاقی مخصوص بذکور نیست (۴) و ضرورت توجہ و علم اختصاصی ہر مردان و اقتضای
بصنفیہ نہ و در و چہ علم از لوازم حیات نفس انسانی ہست -

(۱) ال عمران: ۱۶۰

(۲) المائدہ: ۳

(۳) ان اللہ کلف کلاما من الرجال والناس اعمالا فما کون خاصا بالرجال لہم نصیب من اجرہ لا یشارکہم فیہ
النساء وما کان خاصا بالنساء لہن نصیب من اجرہ لا یشارکہن فیہ الرجال و لیس لاحد ہما ان یتیمی ماہو
محتضن بالآخر وقد اراد اللہ ان یحتضر النساء بعمال البوت والرجال بالاعمال الشاقۃ التي فی خارجہا لیتقی
کل مہمہ عملہ و یقوم بما یحب علیہ مع الاحلاص (تفسیر المراعی النساء ۵۳۲ ۵۳۳ ط مصر)

۴. و مہد فیل ما حکمہ المسلمات فی ذلک لانه ذکر جمع التذکیر واجب بان ھد من باب التعلیم فان
المسلمات یدخلن فیہ کما فی سائر النصوص والمحاطات (عمدة القاری) باب من سلم المسلمون من لسانہ
وبدہ ۱۳۳۹ ط منیرہ بیروت

انسانے مرد ہاشد یا زن کہ بہرہ از علم نہ دلدرد و در حقیقت از حیات انسانیہ خطے نہ دلدرو و از پنجا است کہ حق تعالی شانہ عالم راجی و جاہل را میت خواندہ حیث قال و ما نستوی الا حیا و لا الا موات (۱) رسول کریم

ﷺ فرمود طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمہ (۲) (اگر زیادت فقط مسلمہ کہ در اکثر طرق نیست صحیح نہ رسد ثبوت حکم خلل نہ پذیرد۔ زیرا کہ عموم خطبات شرعیہ ذکر و اثبات را شامل است پس فقط مسلم بمعنی صاحب اسلام است مرد ہاشد یا زن چنانکہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ و دیگر نصوص متعددہاں خصوصیت نہ دارد۔ و اندا اعظم محمد کفایت است)

صحابیات کبار برائے تحصیل علم افتخارے بیغ فرمودہ و وصاحات سلف بہ علم عموم اہتمام سے عظیم نمودہ۔

زنان پاک طینت برائے اکتساب فوائد عمیہ و در ذات اقدس رسالت پناہ راہ منافست اختیار نمودند و گفتند کہ یشمنا علیک الراحات فاجعل لنا یوما من نفسک (۳)

و مر فی اعظم سوال ایشان را در چہ اجابت عہ فرمودہ مکان یک صحیہ تشریف ارزانی داشتند و زنان مجتمعہ را درس و تعلیم فرمودند (۴)

در خطبہ عید مرد و آل را خطبہ دادہ و مال بردند کہ شاید زنان از سماع خطبہ محروم نہ ماند پس خود بہ نفس نفیس نزد جماعت زنان رفتند و ایشان را خطبہ دادند (۵)

پس افتراض تحصیل علوم ضروریہ و انتخاب اکتساب علوم مستحبہ و باہت افتد علوم مباحہ برائے زنان محل تردد نیست و دلیل فارق میان مرد و آل و زنان دریں باب در شرح بیت مقدمہ وجود ندارد (۶)

(۱) الفاطر: ۲۲

(۲) سنن ابن ماجہ باب فصل العلماء والحث علی طلب العلم ص ۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی و فی المرقۃ ای و مسلمہ کما فی روایۃ (کتاب العلم الفصل الثانی ۲۸۴/۱ ط امدادیہ ملتان)

(۳) بخاری باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۶۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی
(۴) عن ابی سعید الحدادی قال قال النساء لئن لیس فیہ فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدهن یوما لقیہن فیہ فو عطیہن و امرہن (الحديث) (صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوما علی حدی فی العلم ۲۰۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (۵) ووقع فی روایۃ سهل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ یحیی ہذہ القصة فقال موعدها کن بیت فلا تہ فأتاہن فیحد لہن فتح الاری شرح صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوما علی حدہ ۱۷۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

(۶) قال عطاء شہید علی ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ خرج و معہ بلال فطی انہ لم یسمع النساء فو عطیہن و امرہن ما تصدقہ فجعلت المرأة یسئ القراط والحاتم و بلال یأخذ (صحیح البخاری باب عطیہ النساء و تعبیہن ۲۰۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) و اعلم ان تعلم العلم قد یكون فرض عین و هو بقدر ما یحتاج لہ فیہ و فرض کفایہ و هو ما زاد علیہ لیسع غیرہ و مددہا و هو السحر فی الفقہ (المر المحتار) قال المحقق فی الشامیہ قال العلانی فی فصولہ من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیہ العبد فی اقامۃ دینہ و اخلاص عمنہ للہ تعالیٰ و معسرۃ عبادہ و فرض عینی کل مکنت و مکنتہ بعد تعلمہ علی الذین و الہدایۃ علیہ الوضو و الغسل (قوله فرض کفایہ) و اما فرض الکتبۃ من العلم فہو ان عہدہ یستعنی عہ فی قوام امور الدنیا کالطلب والحساب والحوالہ رد المحتار مطلب فی فرض کفایہ و فرض لعی (۴۲/۱ ط سعید)

اہم مسئلہ ہے کہ جو رت تحصیل و تکمیل آں تعلق دارد پس بیان آں تمہید مقدمہ را می خواہد و آن مقدمہ
این کہ حق تعالی شانہ انسان را حیوانی گویند و مقلوبیات و مقلوبان آفرید۔

اکل و شراب و ازدواج و غیرہ از ضروریات طبعیہ انسان است۔ لہذا برائے ہر یکے حدود و ضوابط
معینہ بہت کسے را نمی رسد کہ بوقت جو مال غیر یا چیزے حرام را بخورد۔

و نمی رسد کہ بوقت تشنگی آب نجس و حرام نبو شود و نمی رسد کہ بجز زنان مباحہ راہ استعمال نبوید۔
چنانکہ برائے تحصیل مآکل و مشرب و جوہ معینہ بہت نجس برائے تحصیل ازواج طرق محدودہ
است و چنانکہ اعتدائے از حدود تحصیل غذا و شراب و لباس بجز اہم قلم و عدوان و غضب و سرکرد و رشوت و غیرہ
می رساند و مغضوب خالق می سازد و نجس اعتدائے از حدود مخالفت بخواہش زنا و نظر محرم و قبلہ محرم می برد
محموت ختم حقیقی کند۔

برگاہ کہ قند اعتدائے حدود مخالفت خیل عظیم و فساد و فساد باکل بود شریعت مطہرہ اسلامیہ
دریں باب خیل احتیاط مرعی داشت و مردان و زنان را بہ تجنب از دواغی فسادناکد آید امر فرمود۔ رب
احزاب جناب رسالت پناہ صحاب فرمودہ غنت قل للمؤمنین يغضوا من ابصارهم و يحفظوا
فروجهم و نگفت و قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن ولا يبدین
زینتهن الا ما ظہر منها و لیضربن بخمرهن علی جویہن و لا یبدین زینتهن الا لبعوثھن او
آباءھن (الآیۃ) (۱)

و حضرت رسالت پناہ ﷺ زنا را از حضور محلیس رجال و اجتماع یا پیش بازداشت تا آنکہ نماز
زنا را اندرون خانه از نمازش بدیان و نمازش را بدیان از نمازش بجن و نمازش را بجن و از نمازش مسجد
محد و نمازش را مسجد محد از نمازش مسجد جامع الفضل و بیتر فرمود (۲) و زنا را ابتاع چنانکہ منع فرمود (۳)۔
بکہ مطلقاً خروج زنا از بیت غیر ضرورت مستحسن نشمرده (۴) و فرمود المرأة عورة و انہا اذا

(۱) البور: ۳۰-۳۱

(۲) عن ام حنید الساعدة انہا حاءت الی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول اللہ انی احب الصلوۃ معن قل قد
عسنت انک تحب الصلوۃ معی و صلوٰتک فی بیتک حبر لک من صلوٰتک فی حجرئتک و صلوٰتک فی حجرئتک
حبر لک من صلوٰتک فی دارک و صلوٰتک فی دارک حبر لک من صلوٰتک فی مسجد قومک و صلوٰتک فی مسجد قومک
حبر لک من صلوٰتک فی مسجد الحماقہ و فتح الباری شرح صحیح البخاری باب خروج النساء الی المساجد
باللیل بالعلس ۲/۳۹۰ ط مصر

(۳) عن ام عطیہ انہا قالت یسأ عن اتباع الحمار ولم یعرف عسا صحیح الحدی باب اتباع النساء الحمار
۱/۱۷۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) قال اللہ تعالی و فرق فی یونکن (الایۃ) قال القرطبی فی تفسیرہ معنی ہذہ الایۃ لا امر بمرور النساء وان کان
الحمار لیساء البی مآۃ فقد دخل غیرہن فیہ بالمعنی ہذا لولہ برد دلیل بھی جمیع النساء کیف و الشریعہ
صافحہ مرود النساء بویہن و لا نکشف عن الحروج الا لضرورة و الاخرات ۱۱۷۳۳ دار الکتب العربیہ
سروت لبنان

خروجت استشرافہا، انشطان وانہا اقرب ما نكون الى الله وهي في تعزینہا (رواہ الطبرانی فی الکبیر، سنن الروائد)، دینیہ، نہ وہا من امراة تخرج فی شہرة من الطیب فیظفر الرجال البہا الا لہ یزل فی سخط اللہ حتی ترجع الی بیتہا (مجمع الزوائد من الطبرانی)۔
 ان میں تمام خصوص شریعہ واضح شد کہ شریعت مقدسہ مطہرہ برائے زنا اطلاق تاجب نہ
 نہ اشد کہ برائے مردان مہیاں است قدر سد باب مناسبت و دوائی، عتداء از حد و استقامت خلیۃ انتقام، تاکید
 فرمود۔

وہا رب کہ مسلمانان پہ برست اتباع او امر الہیہ و تعمیل ارشادات نبویہ در معشرات امم
 معاشرے دارند کہ از ہمہ فسادات مبراء از جمیع فواحش منزہ است۔
 پر وہ متعارف اسلامیاں شعبہ از شعب ہمیں معاشرہ و تمدن است۔ مناسبت نسائیہ کہ در اقوام
 غیر مسلمہ ایشیا و یورپ و افریقہ و امریکہ مشاہدہ می رود در شرقات اہل اسلام اثرے ازال یافتہ نمی شود۔
 اسلامیاں راہی منزہ کہ بر جمیع اقوام عالمہ در خصوص اس امر نازند و طبل افتخار بر آید۔ امر وزہ
 مناسبت احتیاق زنا در ممالک یورپ بر ہمہ عالم ہویدہ است۔
 درین زمانہ پر فتنہ بر ذمہ اہل الامر سلطین اسلام متحمل است کہ مراقبہ احوال مسلمین بکنند۔
 ایشان را از جنسین تنزل باوج ترقی برسانند۔

ضروریست زمانہ نہ با سبب سعۃ تعلیم و اشاعت عموم در جماعت زنا احتیاج شدید پیدا نہ و ہم
 ترین فوائد از تعلیم زنا حاصل و سبب جہالت ایشان فوت می شود لیکن شک نیست کہ فقط کف حفظ حد و
 الہیہ و حیثیت شعار اسلامیہ و ترویج سنت نبویہ و اہتمام قوانین متعارفہ قومیہ نسبت بہمہ و خائف اقدام اہم
 است۔ چہ سلطین اسلام، مقتضای سلطان ظل اللہ فی الارض، اہتمام حضرت احدیت و تائید
 حائنین راست اند و خلشے را باید کہ از ذی ظل متفاوت نباشد۔

نظر بریں زمانہ کہ سلطین اسلام اہل ولذات احیائے امت و سلوک سالک تمدن اسلامی
 و رعایت آداب معاشرہ سلف صالحین الزم و دارند و صبیات را حد سے احتیاق نہ و بند کہ ایشان عادات و اطوار
 زنا یورپ آموختہ از معاشرہ اسلامیہ و تمدن سلف مطلق و آزاد شوند و عواقب و خیمہ اطلاق و آزادی
 با ایشان رسد۔

اگر اسلام میں از قوانین و شعائر اسلامیہ بے نیاز شدہ ترقی کردند (اگر تسلیم کردہ شود کہ اس چہنیں

(۱) کتاب الادب باب حروج النساء ۲، ۵۷۰، ط بیروت

(۲) حوالہ بالا

(۳) عن ابن عمر بن النبیؓ عن النبیؐ عن لسلطان ظل اللہ فی الارض (الحدیث)، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارۃ

والقضاء ۲، ۳۱۹، ط سعد

ترقی (ترقی بست) ترقی اسلام و اقوام مسلمہ نباشد - واللہ لن یفلح آخر هذه الامة الا بما اقلح به اولها - (۱) نظر بر امور فوق جواب استفتاء ایس کہ

افتتاح و اجراءے دار خاصہ زنان و اجتماع صبیحات برائے تعلیم - و تعلیم فنون الائنہ و زنان تعلیم کتابت و زبان ہند امور مشروعیہ بہت و استحسان شعری و اردو - چہ اصل آن نظم تعلیم است و از اصل نوائے رسالت جنتی فی الجملہ زنان بہ تعلیم بمقدار مکاتے مروی شدہ و ازین است کہ امام بخاری عقیدہ بایں ترجمہ نمودہ ہل یجعل للنساء یوما علی حدۃ و اثبات حکم حدیث کہ مشعر است بوزن اجتماع زنان در مکاتے برائے تعلیم فرمودہ - و تجربہ شہد کہ نامکہ کہ در تعلیم اجتماعی میسر شود در انفرادی حاصل نمی گردد -

اجراءے مدارس زنان اگرچہ ہر صورت تشویع در قرون اولیہ نبود مضافتہ ندارد چہ قیام مدارس صبیان ہم چہ ہر صورت تشویع در زمان سلف نشانی ندارد مع بذاتہا ہمہ امت محمدیہ بخوارش قائل و در مدارس رجال بحکیم و تعلم شامل اند - (۲)

تعلیم فرائض اسلامیہ و واجبات شرعیہ معانیہ و معاشیہ فرض و تعلیم علوم مرتبہ مثل یہ سائنس و غیر و حکم مستحب و تعلیم فنون مباحہ مباح است - (۳) و تفسیر سلطان اسلام و المسلمین ظل اللہ فی الارضین اینکہ صیانت اوضاع اسلامیہ و مراقبہ احوال مدارس صبیات و سد باب تغلب و رفع اسباب زلل بذمہ ہمت مبارکہ خود و بحیرندہ و تفسیر قوما اینکہ

۱، کتاب الاعصام الشاطی ۲۱۵۲ ط بیروت امداد المعین کتاب المسۃ و لدعہ ۲۰۸ ط دورہ المعارف کراچی

۲، عن الشفاء بنت عبد اللہ قال دخل علی النبی ﷺ و ان عند حفصۃ فقال لی الی تعلمین هذه رفۃ الصدۃ کتب عنہا الکتاب سنن ابی داود کتاب صیاح فی التوفی ۱۸۶۲ ط سعید قال للبحر فی بیان الحبیور فیہ قال عنی حواء کتابہ النساء و اما حدثت لا تعلمون لکنہ فصحیح عن من بحسب عیال لفساد بدل لموجود فی حل سنن ابی داود ۸/۵ ط معہد التحلیل الاسلامی کراچی

۳، عن ابی سعد الخدری قال قال النبی ﷺ علیا علیک الرحمن فاحمل لیا یوما من عسک فوعده من یوما لتلیق فیہ فوعظہ و امرہ (الحدیث) صحیح البخاری باب ہل یجعل للنساء یوما علی حدۃ ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۴، و فی المرقۃ لملاعلی الفاری قال الشیخ عر الدین بن عبد السلام فی احقر کتاب القواعد البدعۃ اما واحده کتبلہ لبحر و اما مدوہ کتبات الریظ و المدارس و کل احسان تم یعہد فی المصدر الاول - کتاب الاعصام بالکتاب والسۃ الفصل الاول ۲۱۶/۱ ط امدادیہ ملتان

۵، و علما ان تعصم العلم یكون فرض عنی و هو یقدر ما محتاج لہ و فرض کفایہ و هو ما زاد عنہ لرفع عہدہ و مدوہ و هو البحر فی الفقه و علم لقلب الذکر المحذور و المتحقق فی الشاہدہ قال العلما فی فصولہ من فرائض الاسلام تعلم ما محتاج لہ العبد فی اقامۃ دینہ و احلاص عہدہ لہ بدلی و معاشرف عبادہ و فرض عنی کل مکلف و مکلفہ بعد بعصمہ علم الدین و الہدایۃ بعصمہ علم الرضو و العین - فلو لہ و فرض کفایہ) فہر کل علم لا یستعنی عنہ فی فوائد امور الدب کالتب و الحسب و الحواح (مقدمۃ مطلب فی فرض الکفایۃ و فرض العین

باعتقال او امر نسل اللہ تقدم نمايند آ رہ و حقيقہ جے خود بحمل انجاميد خيے فوائد مہمہ و فوائد فاضلہ بقوم و ملک حوالہ پر سپرد انشاء اللہ تعالیٰ۔

کیفیت اجزائے آل ہے نہایتیکہ سلطان الاسلام والمسلمین ظل اللہ فی الارضین مشورہ الاسلامین عم و ح میان تہذیب اسلامی و محافظین شعائر اسلامیہ و قومیہ نظر خصوص احوال افغانستان مناسب بیژند بکشد (۱)

جمہۃ الامر ایس کہ مدارس صبیات مختصہ بہ بصیبات باشد و اجتماع و حضور آمد و رفت ایشان مدارس بطورے منضبطہ کردہ شود کہ احتمال تطرف فساد باقی نہاند۔ (۱۰)

نسائے صاعات را اند مت قیمہ و تہذیب تفویض کردہ شود اگر زمان مغلہ میسر نہ آید بانظر از رجال صالحین معتمد علم را معین نمایند و مراقبہ احوال ایشان لازم داند۔ (۱۱)

(۱) ابتدائے سن بلوغ نہ سال و انتہایش پانزدہ سال است یعنی امکان دارد کہ صبیہ نہ سالہ بالغہ و مکلفہ شود۔ و باختلاف قوت و استعداد و صلاحیت جسمانیہ و تنوع آب و ہوا و خصوصیات نسلیہ و قومیہ سن بلوغ و تکلیف مختلف می شود و باب بصیرت در ہر مقام تعیین سال می تواند کرد۔

درجہ مشتبہ نیز باختلاف مقام و احوال متفاوت می شود ممکن کہ صبیہ ہشت سالہ بہ ہفت سالہ مشتبہ گردد و ممکن کہ تا پانزدہ و دوازہ سال حد مشتبہت نہ رسد۔

حکم ستر صبیات آنکہ عمر دہ سالگی ستر واجب می شود حد ستر صبیہ دہ سالہ مثل حد ستر بالغہ بہست در در مختار می آرد ثم کہ بغ۔ صاحب رد المحتار می گوید ای عورتہ تکنون بعد العشرۃ کعورۃ البالغین ہ۔ و صاحب رد المحتار در بیان درجہ مشتبہت می آرد و اختلافوا فی حد المشتہاء و صحیح الریلعی و غیرہ انہ لا اعتبار بالسن من السبع علی ما قبل او التسع وانما الاعتبار بتصلح للجماع بان تکنون عبلۃ ضخمة والعبلة المراء النامة الخلق (۱۲)

(۲) و خلافت تردیت او از ہمدہ پد متعلقہ قدو لباس و تہذیب و تعلیم بر درجات متفاوتہ منقسم

۱) بحسب علی الامام ان بشاور اهل الحس والعقد فی مہمات الامور الئی لایص فیہا (تکملة فتح المہم کتاب الامارۃ ۳/ ۲۷۵ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) و اما کات الشرع اذن للمرأۃ ان تعلم ما یفعل فی امر دینہا و دنیا ہا فیحب ان یکون ہذا التعلیم بمعزل من الذکور دینی عہم حتی یسلمہ الست عرصہا و شرفہا الخ (تربیت الاولاد فی الاسلام مسئلۃ الواجب التعلیمی ۱/ ۲۷۶ ط دار الاسلام قاہرہ سروت)

(۳) امرأۃ متعلمہ من الاعمی ان تعصمت من المرأة احب (خلاصۃ المناوی القراءة خارج الصلوۃ ۱۰۳ ط امجد اکڑمی لاہور)

(۴) وادی مدتہ لہ اثنا عشرۃ سۃ ولہا نسع سین ہو المحار کما فی احکام الصغار (توسیر الابصار و شرحہ مع رد المحتار: فصل بلوغ الغلام ۶/ ۱۵۴ ط سعید)

(۵) کتاب الصلاة مطلب فی ستر العورۃ ۱/ ۴۰۸ ط سعید

(۶) باب صلفۃ الصلاة باب الامارۃ ۱/ ۵۷۳ ط سعید

است تعلیم فرافض و واجبات شرعیہ فرض و تعلیم محاسن اخلاق و حسن معاشرت و فنون مدہ معیشت و حرف و صنایع مستحب و مباح بقدر درجہ ہائے شرعیہ و طبعیہ بہت (۱۳)

پدر رانی رسد کہ او را بر علم فرافض و واجبات مجبور کند و تادیب نماید۔

قال النبی ﷺ علموا الصی الصلوۃ ابن سبع سنین و اضربوه علیہا ابن عشرة

(ترمذی) ۱۰، وقال النبی ﷺ لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی)

۱۱، وقال ﷺ ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی) ۱۱،

(۳) سترے کہ در نماز شرط است سوائے وجہ و یدین و قد یمین ہمہ جسم را شامل است (دوسرے

عرفی کہ نظر فقط غصمت است وجہ و یدین و قد یمین را نیز شامل است زیرا کہ نیطت قنہ بخت و وجہ انقب

است (۱۰) و حکم و اثر بعلت خدا باشد۔ بخت تقسم ستر عرفی قول باری عز اسمہ و اذا سالتموهن متاعا

فاستلوهن من وراء حجاب (۱۱) و قول نبی ﷺ الفعمیا وان انتما ۸۱، بہت نعم فرق در میان

اجانب و محارم چیزے است معتمد علیہ چہ در محرم احتمال فساد منعدم و ضروریات معاشرۃ مقتضیہ تسامح

موجود است (۱۰) و ہمچنین در میان صبیان صغیر السن (۱۱) و صبیات صغیرۃ السن کہ غایت پندہ سائی

باشند (۱۰) میان زاندا امر فرقی بہت کہ اشارتے بآں در فوق رفت اما قبل تا قبل و بعد تا قبل فرقی بنظر

۱۰ فی القنیۃ لہ اکراه طفله علی تعلیم قرآن و ادب و علم لغریضۃ علی الوالدین (الدر المختار باب العربیہ ۷۸/۴ ط سعید)

(۲) باب ماجاء من یؤمر الصی بالصلوۃ ۹۳/۱ ط سعید

(۳) باب ماجاء فی ادب فی ادب الولد ۱۶/۱ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) بدن الحرہ عورۃ الا وجهها و کتفہا و قدیمہا کد فی المتون (عالمگیریۃ الفصل الاول فی الطہارۃ و ستر العورۃ ۵۸/۱ ط ماجدہ کوئٹہ)

(۶) و لمنع الشایۃ من کشف الوحہ بین راحل لایہ عورۃ قبل لحوق الفتنۃ کمسہ (توہب الانصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ والمعنی تمنع من الکشف بخوف ان یرى الراحل و جہا فتنع الفتنۃ لایہ مع الکشف قد یقع النظر الیہا بشہوۃ (کتاب الصلوۃ) مطلب فی ستر العورۃ ۴۰۶/۱ ط سعید

(۷) الاحزاب: ۵۳

(۸) من ابی داؤد باب قوله تعالیٰ و قل للمز مائت بعض من ابصر ہی ۲۰ ۲۱۴ ط سعید

(۹) و یطر الراحل من محرمة ہی من لا یحل لہ مکاحہا ایدہا بسبب او سبب ولو برنا الی الراس والوجہ والصدر والساق والعصۃ ان من شہوتہا (توہب الانصار و شرحہ مع رد المحتار فصل فی المس والنظر ۳۶۷ ط سعید)

(۱۰) قال اللہ تعالیٰ ولا یمدین ریتنہن الا لبعوثنہن (الی قوله تعالیٰ) واطفل الدین لم یطہر وعلی عورات النساء (الایۃ) (النور: ۳۱)

(۱۱) و فی السراج لا عورۃ للصبغر حدہ لم مادام لم یشتہ فقل و درہ لم تعبط ابی عشر سبب ثم کتاع (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ واحتجوا فی تقدیر حد الشہوۃ قیل سع و قیل سع (مطلب فی

ستر العورۃ ۴۰۷/۱ ط سعید)

نیامد۔

(۴) موم فراغت و اجابت اسلام سے از عبادات و معاملات و معاشرت و اجتماعات فرض موم

مستحب موم مباحات مباح۔ حسب تفصیل نمبر ۲۴ بید مفید۔

(۵) اجتماع نسوان فی حد ذاتہ مخلوق نیست۔ آرزوئی در جائے مجتمع شوند و اجتماع را غرض مفید

و ناسیۃ نافع باشد شرط ماحظہ از مزیادہ۔ اما اختلاط زمان بر چاہل در جماع نظر بر تطرق فتن ممنوع است۔ و ازین است کہ زمان از اجتماع جنازہ و خروج از خانہائے خود بلا ضرورت شدیدہ بازداشتہ شدند و ترخیب نمودن در خانہ ایشان را روا نہ شد۔ و نماز خواندن در حق ایشان از نماز مسجد محلہ بلکہ مسجد نبوی ہم افضل شمر و شد۔

(۶) حقوق نسوان محترم تمام قواعد اجتماع عیوہ فی ہمیں قدر است کہ ایشان بعد اوائے حقوق دینی

خاصہ اوائے حقوق اقارب و زوج و تربیت اور دو تنظیم امور منزل شعار خود سازند و از اجانب احتراز و اجتناب در زیدہ اُمر صحتہ بدست دارند و فرصت بکمر صدمہ ال مشغول باشند۔ در مجالس و محافل با کاندہ آمدن و در جماع سو و لعب ب نہبانہ شریک شدن و راه اختلاط با جانب پوئیدن نہ صرف ذاتیات نسوان را مضرت بکلمہ مساند بلکہ تمذیب اسلامی را از بین ببرد۔ (۷)

(۸) این ہمہ لواحق کہ بر رے قہاس آوردهیم بر طبق اصول رسالت حنیفہ و شواہد و نقل و

برکت در کتب مشائخ و اخبار مذہب موجود است و اللہ اعلم۔

کتبہ الرائی رحمتہ موئمہ کفایت اند مقامہ ربہ و کتہ ۱۳ اجماعی الاولی ۱۳۳۳ھ

(پیدا داشت) فتوائے حیثیت شخصیت کاتب احرار و مفکر بید داشت

۱. و اعلم ان تعبد العلم یكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لخدمه و فرض كفايه وهو مراد عليه لمع غيره و
 مسدودا وهو لشعر في الفقه و علم الكتاب المدر المحتار قال لمحقق في الشاميه و فرض على كل مكلف و
 مكلفه بعد تعلمه علم لدني و التجديده علمه الوصو و تعلم (و فرض كفايه) و اما فرض لكفايه من تعبد
 فهو كل علم لا يستغنى عنه في فوائده امور الدنيا الحج مقدمه مقلد في فرض الكفايه و فرض المعنى ۱۴۲ ط
 سعيد

۲. عن امي سعيد بن الحديري قال جاءته امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ذهب الرجل بحديثك
 فجعل لما يوم من فسئت يومئذ فيه تعلمت مما علمتك الله فقال اجتمع في يوم كذا و كذا في مكان كذا و كذا
 و اجتمعوا فاما من رسول الله ﷺ فليس من علمه الله الحديث و صحيح البخاري ما تعلم السى اعنه من الرجال
 و النساء ۸۷/۲ ط قديمي كتب حابه كراچي

(۳) عن ام حبيب الساعديه انها جاء الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله امي احب الصلوة معك قال قد
 غيبت لك حبيب الصلوة معي و صلوتك في سبب خير لك من صلوتك في حجرتك و صلوتك في حجرتك خير
 لك من صلوة في دارك و صلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك و صلوتك في مسجد قومك خير
 لك من صلوتك في مسجد الجماعة و فتح الباري ما جروح النساء الى المساجد (بالليل و بالعلم ۲ ۲۹۰ ط
 مصر) و في رواية احمد في مسند (۷۲۶۵۵ ۵۱۴-۵۱۵ ط دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

(۴) فلا تخرج الا لحق لها او لزيارة ابوها كمن جمع مائة او المحارم كل سنة و لكونها قانلة و عاسلة لا فيما عدا
 ذلك (المدر المختار مع رد المحتار مطلب في مع الروحه لمصيا ناقص المهر ۱۸۳۳-۱۸۴۴ ط سعيد)

(ترجمہ) اس کے نام اور تشریف کے ساتھ پاک اور بلند ہے وہ بارگاہِ منعم حقیقی جل شانہ و عہد سلطنت جس نے انسان کو لباسِ علم اور زیورِ بندہ سے آراستہ کر کے اُس کی عظمت کے جھنڈے کو بفرمان "ولقد کرمنا بنی آدم" بلند کیا اور اولادِ آدم کے سینوں کو انانتِ ربانی اور ودیعتِ رحمانی کا مستقر بنا کر خدا وادِ غفور کی روشنی سے منور کیا اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الفضل الصلوٰۃ والتحیۃ کو کسمتہ حیرانہ احرارِ جنت اللہ سے سرفرازی بخشی اور اس امت کے علماء کو انبیاء و مرسلین کی میراث سے بہرہ مند فرما کر ان کے لئے اسلام کی مکمل اور آخریت شریعت نازل فرما کر "اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کی سرگامی خاتم الانبیاء سیدنا و مولاانا محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے شریعتِ اسلام کو ایک واضح روشن اور معتدل شریعت بنایا چکا تھا دنیا و آخرت کا کوئی ایسا باب نہیں چھوڑا جس کے متعلقہ احکام و ضابطہ کے ساتھ بیان نہ فرمائے ہو اور نفسیات و اجتماعیات کا کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جس کی حقیقت کا اکتشاف نہ کیا ہو دین کی مکمل تعلیم مسلمانوں کی نجات کی تحفیں اور ارشادات نبوی کا مینار ان کے لئے بہترین رہنما ہے ائمہ مجتہدین کی تصانیف مفصل احکام و مسائل سے معمور اور اغیار کی تسمیہ سے دور ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم اقوام نے اسلام کی تعلیم و تہذیب سے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے اور حرمینِ تمدن و تہذیب نے اسلام کی رہنمائی میں ہی پناہ لی ہے اسلام ایک ایسا مضبوط کچھر رکھتا ہے جو تغیراتِ زمانہ کے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا اور اس کی تازگی و رعنائی میں حوادث کی گرم ہواؤں سے کوئی پڑھمردی پیدا نہیں ہو سکتی مومن کے قدروقامت پر پروردگار عالم اور کارکنانِ قضاء و قدر نے جو مخصوص شگفتگی لباس چست کیا ہے اللہ اس کو بھی سیدگی و کھنگی! حق نہ ہو سکے گی۔

مختلف انسانی طبقات و اجتماعیات میں حقیقت و وحدہ کے ارکان کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے ایک رکن کا ایک خاص درجہ مقرر اور ہر ایک کا ایک موقف و مقام معین و مقدر ہے اگر مرد کو خاص احکامات ملے ہیں تو عورت کو بھی خاص خاص امتیازات عطا فرمائے گئے ہیں۔

حاصلِ کام مردوں کے مناسبت ہیں اور بعض کام عورتوں کے ادا ہیں اجتماعی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لئے جدا جدا حدود مقرر ہیں ہذا ہر ایک کو اپنے مقام اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اور یہ ایک ایسی ناقابلِ تردید بات ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جو آج کل زیرِ بحث ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہیے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ان کو تعلیم دینے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

صورتِ اول میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ حصوں علمِ اسلام کے فرائض میں سے ہے تحصیلِ علم کی فرضیت کا خطاب اور انفرادی و اجتماعی آیات قرآنیہ میں تدبیر و تفرق کا حکم صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے علم کی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت صرف مردوں یا کسی ایک

صنف نے لئے مختصر نہیں ہے کیونکہ ہم حیات انسانی کے لوازم میں سے ہے۔

کوئی انسان مرد ہو یا عورت جو علم سے بیروہ مند نہیں ہے وہ حقیقتہ حیات انسانی سے محروم ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے عالم کو زندہ اور جاں اور مردہ کہا ہے جیسا کہ فرمایا وما یستوی الاحیاء ولا الاموات اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ" فقہ مسلمہ جو اکثر روایتوں میں نہیں ہے اگر صحیح تسلیم نہ کیا جائے تب بھی ثبوت حکم میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ شریعت میں خطابات کا عموم ذکور و انثا کو شامل ہوا کرتا ہے پس مسلم سے مراد صاحب اسلام ہے خواہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ اور اسی قسم کے دیگر نصوص صرف مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بڑی بڑی صحابیات نے تحصیل علم کے لئے سخت جدوجہد فرمائی ہے اور سلف میں سے بہت سی اصحابات نے علم حاصل کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں ان پاک طینت مجددات عصمت نے استفادہ علم کے لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے گلے شکوے کئے اور کہا کہ ہمارے مقابلے میں مردوں نے آپ کو گھیر لیا ہے پس آپ ہم کو بھی اپنا ایک دن عطا فرمائیے چنانچہ عمر فاروقؓ نے ان کی درخواست قبول فرمائی آپ ایک صحابہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں بہت سی عورتوں کا اجتماع ہوا اور آپ نے ان کو احکام شریعت کی تعلیم دی۔

اسی طرح ایک عید کے موقع پر آپ نے عید کا خطبہ دیا اور پھر خیال ہوا کہ عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں لہذا آپ خود بے نقس نفیس عورتوں کے اجتماع کے قریب تشریف لے گئے اور دوبارہ خطبہ دیا۔ پس علوم ضروریہ کی تحصیل کی فریضت اور علوم مستحبہ کے حصول کا انتخاب اور مباح علوم سے استنباط کی اہمیت عورتوں کے لئے محل تردد نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عورتوں مردوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانے کی صورت اور طریقہ کیا ہونا چاہیئے پس اس پر بحث کرنے سے پہلے تمیز ذیل پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو انواع و اقسام کی احتیاجات و خواہشات کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً کھانا پینا اور ازدواج وغیرہ انسان کی فطری ضرورتیں ہیں لیکن ہر ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ حدود اور ضابطے مقرر ہیں کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بھوک کے وقت غیر کمال یا کوئی حرام چیز کھالے یا پیاس کے وقت ناپاک یا حرام مشروب پی لے اور جائز نہیں کہ جائز و حلال عورت کے سوا کسی عورت سے حظ نفس حاصل کرے۔

جس طرح معاش حاصل کرنے کے لئے جائز طریقے مقرر ہیں اسی طرح زوجہ حاصل کرنے کے لئے بھی خاص حدود ہیں اور جس طرح کہ تحصیل رزق و لباس کے مقررہ طریقوں سے تجاویز کرنا جرائم و ظلم عدوان و غضب سرقہ و رشوت کی طرف بھیجتا ہے اور خالق کا غضب کا سبب بنتا ہے اسی طرح

نسبتی تحقیقات کے حدود سے تجاوز کرنا بدکاری و بد نگاہی اور ناجائز اختلاط کی طرف لے جاتا ہے اور غلط فہمی کے عتاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

یہ ناجائز اختلاط کا فتنہ چونکہ عظیم الشان فتنہ ہے اور اس کے نتائج بہت تباہ کن ہوتے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط مد نظر رکھی ہے اور مردوں اور عورتوں کو دوامی فساد سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے۔ "وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغْضُوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ" اور فرمایا "وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ رِیْثَہِنَّ الْاِطْفَافَ مِنْہَا وَ لَیْضُرْنَ بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُیُوبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَہُنَّ الْاَلْبَعُورَ لَہُنَّ اَوْ اَبَآءُہُنَّ"

اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے عورتوں و مردوں کے اجتماعات میں شریک ہونے سے منع فرمایا ہے یہاں تک فرمایا کہ عورت کا کوئی ٹھکانہ کے اندر نماز پڑھنا و ان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور وہ ان کی نماز صحن کی نماز سے اور گھر کے صحن کی نماز مسجد محلہ کی نماز سے اور مسجد محلہ کی نماز مسجد جامع کی نماز سے بہتر ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا۔ بلند مقامات کے لئے بد ضرورت عورتوں کے کھٹنے نا اچھی نہیں سمجھا۔ فرمایا "المرأة عورة" و انہا اذا خرجت استسمر فہا الشیطان و انہا اقرب ما تكون الی اللہ و ہی فی فقر بیتہا (رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد) اور فرمایا "ما من امرأة تخرج فی شہرة من الطیب فینظر الرجال الیہا الا لم تنزل فی سحط اللہ (مجمع الزوائد من الطبرانی)

ان تمام نصوص شرعیہ سے واضح ہے کہ جو آزادی مردوں کو دی گئی ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے جائز نہیں رکھی اور صطی تعلقات کی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب اور اس کے مناسبات کے سدباب کے لئے بے انتہا سعی و بلیغ فرمائی ہے بیشک احکام خداوندی کی اطاعت اور ارشادات نبوی کی تعمیل کی برکت سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا معاشرہ بدکاری و فواحش سے پاک اور محفوظ ہے۔

پر وہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسی تہذیب و معاشرہ کا ایک حصہ اور شعبہ ہے صحتی بگاڑ جو ایشیا یورپ افریقہ اور امریکہ کی غیر مسلم اقوام میں دیکھا جا رہا ہے شرفائے اہل اسلام کے اندر اس کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

خاص کر اس باب میں اگر مسلم قوم تمام اقوام عالم پر فوقیت کا ناز کرے اور فخر کرے تو زیبا ہے دورحاضر کی عورتوں کی مطلق العنانی سے ممالک یورپ میں جو تباہی برپا ہے وہ دنیا پر روشن ہے اس عہد پر فتن میں سلاطین اسلام کے ذمہ واجب ہے کہ مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کو تنزل کی پستی سے بوج ترقی پر پہنچانے کی کوشش کریں۔

زمانہ حاضر کے مقدمات نے عورتوں کے اندر تعلیم کی توسیع و اشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے وہ اہم فوائد جو ان کی تعلیم کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں وہ محض ان کی جمالت کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حدود و الہیہ کی نگہداری اور شعائر اسلامیہ اور ترویج سنت نبویہ کی پاسداری اور قومی تہذیب و معاشرہ کا باقی رکھنا دوسرے تمام امور سے زیادہ اہم اور مقدم ہے کیونکہ سلاطین اسلام خدا کے واحد کے سائے اور انبیاء کے قائم مقام ہیں اور کسی چیز کا سایہ اس چیز کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ان امور کے پیش نظر لازم آیا کہ سلاطین اسلام سب سے پہلے اور بذات خود دین کا احیاء کریں اور اسلامی تہذیب کے راستے اختیار کریں اور سلف صالحین کے آداب معاشرہ کی حفاظت ضروری سمجھیں اور لڑکیوں کو اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ زمان یورپ کی عادات و اطوار سیکھ کر اسلامی معاشرہ اور اسلاف کی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں اور پھر اس آزادی کے خطرناک نتائج اور ان کو بھگتنے پڑیں۔ اگر مسلم قوم اسلامی قوانین و شعائر کو چھوڑ کر ترقی کرے (بشرطیکہ اس کو ترقی مانا جائے) تو یہ ترقی اسلام کی اور مسلم قوم کی ترقی نہ ہوگی خدا کی قسم اس امت کے متاخرین ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے جب تک کہ متقدمین کے اسوہ حسنہ کو اختیار نہ کریں امور مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے استفتاء کا جواب یہ ہے کہ۔

زمانہ مدارس کا کھولنا اور جاری کرنا اور لڑکیوں کا تعلیم کے لئے وہاں جانا اور عورتوں کو انکی حنف کے مناسبت عوم و فنون سکھانا اور سات سکھانا یہ تمام امور شریعت کے مطابق اور مستحسن ہیں کیونکہ ان کا مبنی تعلیم و تعلم کی تنظیم اور تشکیل ہے تعلیم کے لئے اجتماعی طور پر عورتوں کا ایک مقام پر جمع ہونا احادیث سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاری نے ایک باب اس عنوان کا باندھا ہے کہ هل یجعل للنساء یوما علی حدة اور اس کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس سے تحصیل علم کے لئے کسی مکان میں عورتوں کا اجتماع ثابت ہوتا ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ اجتماعی طور پر تعلیم جس قدر مفید ہے انفرادی طریقے سے اتنی مفید نہیں۔

زمانہ مدارس کی تشکیل اربعوں اولیٰ میں نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ لڑکیوں کے اسکول اور مدارس بھی زمانہ ماضی میں نہیں تھے پھر بھی امت محمدیہ کے تمام علماء کے جواز کے قائل ہیں اور مردانہ مدارس کے اندر پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔

فرائض اسلامیہ اور واجبات شرعیہ خواہ عبادات میں سے ہوں خواہ معاملات میں سے ان کی تعلیم فرض ہے اور علوم مستحبہ مثلاً صحاح و علماء کے تذکرے اور عبرت آموز تاریخی روایات اور اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم مستحب ہے اور فنون مباحہ کی تعلیم مباح ہے۔

سلطان اسلام کل اللہ کا فرض ہے کہ اسلامی طرز معاشرت کی حفاظت کرے اور زمانہ

مدارس کے حالات کی نگرانی اور مفاسد و فتن کی روک تھام کو اپنے ذمہ لازم سمجھے اور رعایا کا فرض ہے کہ خلیفہ اللہ کی اطاعت کریں اگر ہر کام کو حد و دوشی کے ساتھ عمدہ طریقے سے انجام دیا جائے تو ملک و قوم کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔

زندہ اسکولوں کے ابراہامی طریقہ پادشاہ اسلام مشورہ ارکان دولت و علمائے ملت و صہمی امت طے کرے خاص کر افغانستان کے حالات کو مد نظر رکھ کر جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کیا جائے۔

اجمالاً یہ کہ لڑکیوں کے اسکول صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں اور ان کے لئے اسکولوں میں جمع ہونے اور آمد و رفت کے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ خدہ کا احتمال باقی نہ رہے نیک نژاد اور پاک دامن عورتوں کو تعلیم و تربیت کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے اگر معلمات نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قبیل اعتماد مردوں کو معین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔

(۱) سن بلوغ کی عمر کم سے کم نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے۔ یعنی نو سال کی لڑکی کا بالغ اور مکلف ہو جانا ممکن ہے اور جسمانی قوت و استعداد اور نوعیت آب و ہوا اور نسلی و قومی خصوصیات سے اختلاف سے بلوغ و مکلفیت کی عمروں میں اختلاف ہوتا ہے ارباب اہمیرت مختلف مقامات کے مطابق عمر بلوغ متعین کر سکتے ہیں۔

مشتہات کے درجات بھی احوال و مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ سال کی لڑکی مشتہات ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ گیارہ بارہ سال تک مشتہات نہ ہو۔

لڑکیوں کے لئے ستر عورت کا حکم یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں ستر واجب ہو جاتا ہے اور دس سال کی لڑکی کے لئے ستر کی حد مثل بالغ عورت کے ہے در مختار میں ہے ثم کبالغ صاحب رد المحتار فرماتے ہیں ای عورتہ تكون بعد العشرة كعورة البالغین اور صاحب رد المحتار نے درجہ مشتہات کو اس طرح بیان کیا ہے و اختلافوا فی حد المشتہاء و صحح الزیلعی وغیرہ انہ لا اعتبار بالسن عن السبع علی ما قبل او التسع وانما المعتبر ان تصلح للجماع بان تكون عبلة ضخمة والعبلة المرأة التامة الخلق

(۲) باپ کے اوپر اولاد کی تمیز کی ذمہ دار ایلاد جو غذا لباس اور تادیب و تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں چند درجات پر منقسم ہیں فرائض و واجبات شرعیہ کی تعلیم فرض ہے اور حسن اخلاق و معاشرت اور روزگار اور پیشہ و ہنر وغیرہ کی تعلیم شرعی و طبعی درجات کے مطابق مستحب و مباح ہے۔

باپ کا حق ہے کہ اولاد کو فرائض اور واجبات شرعیہ کے سیکھنے پر مجبور کرے اور ضرورت ہو تو سزا دے۔ قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیہا ابن عشرة (ترمذی) وقال النبی ﷺ لان یؤدب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی) وقال ﷺ ما نحل والد ولدا من نحل الفضل من ادب حسن (ترمذی)

(۳) عورتوں کے لئے جو ستر کہ نماز میں شرط ہے چہرے اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ تمام جسم پر مشتمل ہے اور پردہ عرنی کہ شعار عصمت ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بھی شامل ہے کیونکہ چہرے سے ہی فتنے کا قوی تعلق ہے اور عکس اپنی حسرت پر ہی جاری ہوتا ہے اس پر ۰۰ عرنی کے وجوب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ **وَإِذَا سَأَلَكَوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ** اور نبی ﷺ کا فرمان **اَلْعَمِيَاوَانِ اَتَمَتَا الْبَيْتِ الْاِجْنَبِيَّ** اور محرم کے فرق کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ محارم میں بدعتی کا احتمال نہیں ہوتا اور حاشری ضرورت کشف حجاب کی اجابت کی مقتضی میں اسی طرح چھوٹے لڑکوں اور زیادہ سے زیادہ نو سال کی لڑکیوں اور زیادہ عمر والوں کے درمیان بھی فرق ہے جس کے بارے میں کچھ اشارات اوپر گزر چکے ہیں لیکن قلیل تاہل اور بعد تاہل کا فرق میری نظر سے نہیں گزرا۔

(۴) شرعی فرائض و واجبات کا علم حاصل کرنا فرض ہے 'خولوہ علوم عبادات و معاملات سے تعلق رکھتے ہوں خولوہ معشرۃ اور تہذیب و تمدن سے اور مستحبات کا علم مستحب اور مباحات کا علم مباح بیسہ کہ نمبر ۲ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۵) مجلس اجتماع عورتوں کا ممنوع نہیں ہے اگر صرف عورتیں کسی جگہ جمع ہوں اور اجتماع فی غرض و غایت مفید ہو تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع بہت سے فتنوں کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اسی وجہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے اور پانا ضرورت شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد محمد سے اور مسجد نبوی سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) اجتماعی و تمدنی حیثیت سے محترم خواتین کے صرف اتنے ہی حقوق ہیں کہ وہ حقوق دینیہ کی ادائیگی کے بعد شوہر اور اقارب کے حقوق ادا کریں اور ان کی تربیت امور خانہ داری میں دلچسپی لیں اجتماعی سوسائٹی سے دور رہیں اور اگر کوئی بہتر آتا ہو تو اور فرصت ملے تو اس میں مشغول رہیں اور بیابانہ مردانہ اجتماعات اور جلسوں میں شریک نہ ہوں اور بے حجابانہ لموداعب کے جمعوں میں جائے اور غیر مردوں سے بے تکلف ہونا نہ صرف یہ کہ نسوانی خصوصیات کو فاسد کر دے گا بلکہ اسلامی تہذیب کو بھی تباہ کر دے گا۔

(۷) یہ جو کچھ مسائل لکھے گئے ہیں ان کا ہر حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں ہر مضمون کے متعلقہ دلائل و شواہد مشائخ مذہب کی تصانیف میں موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ مولاہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفاه - ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ
(نوٹ) فتویٰ ہذا کو راقم الحروف کا ذاتی جواب سمجھنا چاہیئے۔

مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں
(سوال) بعض کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو لکھنا پڑھانا ہی نہیں چاہیے بس قرآن شریف پڑھا دینا چاہیے
یونکہ بڑے اسکولوں کی نازیبا افواہیں پکٹی ہوئی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بستی ہے اکثر گھرانے
مذہب میں پردہ کی پابندی ہے لیکن اس عمر کی لڑکیاں ملاجی کے پاس تقریباً تیس تیس جاتی ہیں اس
مدت کی مدد کرنی چاہیے نہیں۔^۱ المستفتی نور محمد صاحب بیڈما ستر جو نہ لہ ضلع کرنال۔ ۷ اذیقعدہ
۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴) لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سیکھنا جائز ہے حساب اردو وغیرہ پڑھانے اور ہنر سینا پکانا کاڑھنا
غیرہ سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہاں پردے اور صلاحیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔^(۱) محمد کفایت اللہ

پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے
(سوال) شریعت عورت کو کار خیر یا فادہ م میں اقدام کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں حضور ﷺ
نے تعلیم یافتہ خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے لہذا عرض ہے کہ پنجاب میں بڑی بڑی قبل ترین
عورتیں مل سکتی ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۵ مختار جہاں نغم معرفت آغا محمد حفیظ اللہ صاحب
(جائیدھر) ۱۰ ارجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ عورتوں کو کسی اسلامی خدمت سے جوان کے لائق ہو منع نہیں
کرتی پردہ کی محافظت کے ساتھ عورت مردوں کے مجمع میں تقریر کر سکتی ہے۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان
اللہ اعلم بالصواب

چچی سے مجمع میں تلاوت کرانا

(از اخبار المجمعۃ دہلی۔ موریہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک صاحب جو ہم دین کے مدعی ہیں اور ایک اسلامی جامعہ کے پرنسپل ہیں اپنے وصال کا
اختیار ایک نابالغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین

۱. عن الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی النبی ﷺ واما بعد فقصہ فقل لی الا تعلمین ہذا رقیۃ السملۃ کما
عصبت الکتابۃ سنن ابی داؤد باب ما جاء فی الرقیۃ ۱۸۶/۲ ط سعید قال النسخ فی بدل المحجورۃ فیہ دلیل
عی حوار کتابۃ النساء واما حدیث لا تعلمو فی الکتابۃ فمحمول علی من یحسب علیہا الفساد۔ (بدل المحجور فی
حل سنن ابی داؤد ۱۸۶/۵ ط معیاد الحلیل الاسلامی، کراچی)
(۲) عورت کی آواز کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت بتائے سکتی ہے مضرہ و غیر محرم کے سامنے نہ پڑے۔
وفی الشامیہ (قال علیہ الصلوۃ والسلام) النسخ للرجال والصق للنساء فلا یحسب ان یسمعها الرجل و فی الکافی ولا
یسی جہراً لان صوتها عورة و منی علیہ فی المحیط فی باب الادان مطلب فی ستر العورة ۱/۴۰۶ ط سعید

حفاظ موجود ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۲۶) ناہاذہ جی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ جی اتنی چھوٹی ہو جس کی طرف ہر نظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ندر سر امینہ دہلی

لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینی بروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء سداً الذریعہ الفساد منع کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ ۱۰۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چوتھا باب مترقات

بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے

(سوال) بہشتی زیور مولانا اشرف علی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہمارے مدرسہ میں چلانے کا ارادہ ہے اس کے پڑھانے میں کچھ برکت ہے یا نہیں اس کتاب میں غلط مسئلہ ہے یا نہیں جابلوں میں یہ بات مشہور ہے اس لئے آپ کا جواب آنے کے بعد اس میں چلانے کا ارادہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۲۰ محمد اسماعیل جی ٹیبل (ضلع سورت) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) بہشتی زیور بہت اچھی اور معتبر اور مفید کتاب ہے اس کے مضامین اور مسائل جو اس میں کیے ہیں معتبر اور صحیح ہیں اور بچوں طالب علموں کو اس سے دینی اور دنیوی فائدے پہنچنے کے لئے تعلیم الاسلام بھی بچوں کے لئے مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وفي السراج لا عورة للصغير حداً ثم مادام لم يشته فقبل و دبر ثم تعلط الى عشر سنين (الدر المنجى) قال المحقق في التامية - قوله لا عورة للصغير حداً وكذا الصغيرة كما في السراج (مطب في ستر العورة ۱۷۰ ۱۸۰ ط سعيد)

(۲) عن النشاء بب عبدالمع قال دخل على النبي ﷺ واما عند حفصة فقال لي الا تعبين هذه رغبة المصم كمد علميتها الكتابية - ساسي داؤد باب محاء في الرقي ۲ ۳۱۶ ط سعيد قال الشيخ في بدل المجهود فيه دليل على حوار كناية النساء واما حديث لا تعلموا من الكناية محمول على من يحشى عيبها الفساد (۵ ۸۰ ط معيد الحليل الاسلامي كراچی)

علماء کو شیطان بد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے!

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ فی زمانہ جتنے علماء واعظ ہیں وہ سب شیطان ہیں اور بد معاش اور ظالم اور پور ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۸۴۷ محمد عبدالحق صاحب (ضلع ہوڑہ) ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۹) یہ کہن کہ فی زمانہ جتنے واعظین ہیں سب شیطان اور بد معاش اور ظالم اور پور ہیں غلط ہے اور کہنے والا ظالم اور فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اندلہ دہلی

نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے

(سوال) میں ایک نو مسلم ہوں آغوش اسلام میں آئے ہوئے صرف پانچ سال ہوئے ہیں لیکن تعلیم اسلام اور دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا یہ اعزاز مجھے میرے محسن استاد مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب ورنگپور پنچر مشن ہائی اسکول لاہور کی بدولت نصیب ہوا قصہ بڑا طویل ہے اور آزمائشوں سے بھر ا ہوا ہے لیکن اللہ کریم نے میری ہر حال میں مدد فرمائی اور لغزش سے محفوظ رکھا مختصراً عرض ہے کہ میں نے ایک متول ہندو گھرانے میں پرورش پائی ہے میرے والد لالہ بھیر لال صاحب جائیداد ہیں اور سات سو روپیہ ماہوار کے قریب صرف مکانات کا برایہ آمدنی ہے مجھ کو انہوں نے فی اسے تک تعلیم دلائی اور میرے اسلامی خیالات سے ہمیشہ خائف رہے اور فی اسے وی کاغذ میں خاص طور پر مجھ پر نگاہ رکھی جاتی تھی اور ہندو مذہب کی تعلیم میں کوشاں تھے لیکن میری رغبت دن بدن اسلام کی طرف ہوتی گئی اور میں نے اپنے رہبر مولانا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا انہوں نے بھی مجھے قرآن شریف اور دینیات اور دیگر اسلامی مسائل کا درس دیا یہ سب تعلیم بالکل خفیہ طریق پر ہوتی رہی میں نے اس اثناء میں اپنے اسلام پاک کا اعلان کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے اخراجات ایسی ہی ہوں گا گزار دہوں گی تعلیم دینی کا اپنے ہی مذہب پر رہنے کا اصرار والدین کی محبت اور دیگر امیرانہ زندگی تھی الغرض شیطانی وسوسے تھے لیکن میں مولوی صاحب کے دست مبارک پر اسلام قبول کر چکا تھا اور صوم و صوۃ پر پابند تھا میرے والدین ہر ممکن طریقے سے میرے اس مبارک کام میں مدد فرماتے تھے لیکن میرا ذوق اور مولوی صاحب کا اخلاص بالکل بھی اثر نہ ہونے دیتا تھا والدین روپیہ

(۱) یہ قسم اس وقت جب علماء کی توہین ہو چکی تھی کہ انہوں نے جو جسے کہے: "و فی جامع المصوفین بعض علماء اوفقیہنا بلا سب اظہر حیف علیہ الکفر جامع الفصولین" الباب الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۳۰۹۲ ناشر اسلامی کتب جامعہ کراچی "در بر علماء توہین و تمسیل" نے جہنم میں ہونے کی وجہ سے کہے تو جاشد کافر ہوگا۔ قال فی الاشیاء والظنن الا سہرہ والعلماء کفر" فی الدنای کتاب السیر ص ۱۹۱ ط دار الکتب العلمیہ

چیسہ مجھ پر بہت خرچ کرتے اور تمام جائیداد کا مجھ کو انچرفقہ دیا لیکن میرے مذہب نے مجھ کو دنیا تدارکی کی بنا اور سچائی کی حمایت کا درس پہلے ہی دیا تھا لہذا میں نے اپنے ملازموں سے اچھے منافع و تحفہ خانہ میں میری بیوی بھی قبول اسلام پر رضامند ہو گئی اور میرے دو بڑے لڑکے جو انٹریس کا اس میں پڑتے تھے تعمیر اسلام مجھ سے لیتے اور پورے طور پر مجھ سے متعلق تھے اور ۱۹۳۲ء کے درمیان میں ۱۵ جون کو ہم نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتے ہوئے قبول اسلام کر لیا اس کے بعد جو مجھ پر اور میری ٹیب دیوی پر کمزری وہ خدائی بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے صبر سے برداشت کیا میرے والدین نے میری بیوی کا تمام زیور اور جینز جو اس کے قبضے میں تھے طلب کیا یہ امتحان عورت کے لئے بہت سخت تھا لیکن خدا کا فضل شامل حال تھا بلا درغی سب پیش کر دیا اور ہم لوگ تنہا علیحدہ رہے اور کسی کے سامنے دست و پا نہیں کیا میں نے محنت مزدوری کی اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالیا البتہ چھوٹی رقم جاری نہ رکھ سکا لیکن ایک ماہ کی آزمائش کے بعد بچوں کو میری والدہ نے کالج میں داخل بلائی شرط کے کروا دی۔ اس وقت دوپہ بڑائی ایس سی اور چھوٹا ٹاف ایس سی میں تعلیم پاتا ہے ذہین تھقی اور اسلامی رکن پر پابند ہیں لیکن اب جب کہ میرے اپنے اعلیٰ تعلیم کے اختتام پر ہیں میرے دیگر عزیز واقارب نے والدین کو مجبور کر دیا ہے اور انہوں نے میرے بچوں کو حلیمہ دوانے سے اُسٹ ۱۹۳۲ء سے انکار کر دیا ہے اور فیس وغیرہ بچوں کی نہیں دی چند مسلم بھائیوں نے مل کر بچوں کی چار چار ماہ کی فیس اور ان کے خور و نوش کا انتظام کر دیا تھا لیکن آئندہ کے لئے ان کا خرچ مشکل نظر آتا ہے بچوں کو اتنے اعلیٰ مقام تعمیر پر لے جا کر چھوڑنا ایک صدمے سے خالی نہیں لیکن یہ قربانی بھی میں اور میرے بچے کرنے کو تیار ہیں اسلام قبول کرنے سے چھٹہ ہم لوگوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ اسلام پر بار ڈالنے کے لئے اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور کسی مسلم بزرگ و تکلیف نہیں دیں گے مولوی صاحب مرحوم کا رشتہ تھا کہ خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے لیکن میرے چند دوست مصر ہیں ہذا اب از روئے شرع جو مناسب احکام ہیں اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مندرجہ بالا بیان دیکھ کر غور رکھتے ہوئے کیا اسلام مجھے اجازت دیتا ہے کہ اپنے متمول مسلم بھائیوں سے امداد کے لئے عرض کر دوں (۲) کیا امداد کو کسٹھ دینا کسی کے روپے کا مصروف جائز ہوگا (۳) کیا اس قسم کی امداد کی درخواست میرے لئے خدائی ورکاء میں قابل مواخذہ تو نہ ہوگی جبکہ امداد دینا وہی حلیمہ کے لئے طلب کی جائے کیا امداد کو کسٹھ گان کو اس کا اجر ویسے ہی ملے گا جیسا کہ دیگر اسلامی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے سے ملتا ہے۔

(نوٹ) میری مستقل آمدنی اس وقت ۵۶ روپیہ ماہوار ہے بچوں کا خرچ تعلیم تقریباً ۸۰ روپے ہے موجودہ تعلیم سے فرخ ہوئے میں ۸ ماہ باقی ہیں میں اپنی آمدنی میں سے ۲۲ روپے ماہوار ان کو دے سکتا ہوں باقی تقریباً ۶۰ روپے ماہوار کا خرچ ہے اس طرف سے مجھے تقریباً ۳۸۰ روپے کی ضرورت ہے یہ

فتویٰ نہ فرماتے چند مہینوں کے اندر آپ پر طلب کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ جسے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی میرا خدا میرا خود کفیل ہے بچوں کے لئے بھی وہی کفالت فرمائے گا یہ میرے بچوں پر امتحان کا موقع ہے دعا فرمائیے اللہ کریم صبر عطا فرمائے میں اپنے کافر والدین کے سامنے دست سوال دراز نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ محمد عبد اللہ نو مسلم معرفت سید محمد احسان صاحب۔ نیو دہلی ۷۷ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۳۰) آپ اپنے مسلم دوستوں کے سامنے یہ تمام حالات بیان کرنے میں مواظہ و وارفتگی ہوں گے پھر مسلم احباب آپ کے بچوں کی تعلیم کی تکمیل میں جو خرچ کریں گے ان کو اس کا ثواب ضرور ملے گا آپ ان کی امانت قبول کرنے سے انکار نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی آپ کے بچوں کی صداقت و اخلاص کا نعم اہل اور اجر جزیل عطا فرمائے گا یہ تعلیم اگرچہ دنیوی ہے لیکن یہ بھی صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ دینی حیثیت حاصل کر سکتی ہے کیونکہ فراغت کے بعد اس کے ذریعہ سے بھی دین کی خدمت کی جاسکتی ہے (اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے آپ کو نوازے۔ محمد کنیت اللہ کان اللہ لا ولی

غیر علم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے!

(سوال) تبلیغ کا کام اگر کوئی شخص اردو یا فارسی خواں کتاب دیکھ کر بیان کرے تو جائز ہے یا نہیں ایک شخص کو چھپی ہے اور اکثر اشخاص کو امر معروف نہی منکر کرتا ہے اور کئی برس سے دینیات سے شوق ہے تو ایسا شخص کسی کو وعظ و ہدو وغیرہ کہنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ المستفتی عبد العزیز نوٹکی (جواب ۳۱) اگر یہ شخص خود علم نہ ہو تو تبلیغ کا کام کتابوں سے کر سکتا ہے مگر صرف کتابیں سنا دے اپنی طرف سے کچھ بیان نہ کرے اور کتابیں بھی معتبر اور معتمد علیہ ہوں (۱۲) محمد کنیت اللہ کان اللہ لا ولی

۱۔ و لعلی لا یمنع من ما ولیہا عبد الحاحہ کس السبل بحر عن البدائع 'وہذا التعلیل بقوی ما نسب لواقعات من ان طلب العلم یجوز لحد الزکوۃ ولو عادا فرغ منہ لا فادۃ العلم واستغناء لعمورہ عن الکسب والحاجۃ دعوہ الی ما لا یدعمہ کذا ذکرہ المصنف (الدر المختار) قال المحقق فی الشامہ 'یکون طلب العلم مباحا لحوائج سواہ من الزکوۃ وغیرہا وان کان قدر علی الکسب۔ (باب المصروف ۲/۳۴۰ ط سعید)

۲۔ قال النبی ﷺ بعد الاعمال بالیات الحدیث (صحیح البخاری) باب کیف کذبہ الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲/۱ ط قدیمی مکتب خانہ کراچی)

۳۔ ثم انہ کان یمر ویبہی من کان علما بما یمرہ و یبہی عہ و ذلك یختلف باختلاف الشی فان کان من الرجال الطہرۃ والمحررات المشہورۃ کالصلوۃ والصلیاء والحد و الحمر و نحوہا فکل مسلمین عالمہ یاء وان کان من ذلانی الاعمال والافعال وما یتعلق بالا حیات فہم یکن لعمروہ مدخل فہ مرفقۃ المقتبج شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الامر بالمعروف ۳۲۹/۹ ط امدادیہ ملتان)

کیا حکومت کی طرف سے مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت کا ایک دل آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں بالکل جہد اندہ طور پر ہو رہا ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ کی ممانعت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر خاموش رہنا حرام ہے لہذا ہم طلبہ دارالعلوم آپ کی رائے دریافت کرتے ہیں کہ تعلیم کا خیال کریں یا قانون شکنی کے لئے تیار ہو جائیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد غازی پوری معلم دارالعلوم دیوبند ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیکڑوں پہلو ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتنا مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھ جسے مقامی حکومت نے انتظام نافذ کر دیا ہے۔

میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ نہ بے باکھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلار ہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اہلہ

فحش گو فسادی وعظ کرنے کے لائق نہیں

(از اخبار سہ روزہ المجتہد دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص جو اپنے آپ کو مولوی اور واعظ اسلام کہتا ہے مسجد میں سڑے ہوئے نمیت بیانی سے فحش کلامی کرتا ہے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا ہے مسلم خادمان قوم کو مسلم نہا بندہ کہتے تفرقہ انگیز کے مقابلے میں ہر برہم دیو کا جیکارہ لگاتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی اس جیکارہ کی تعین کرتا ہے مسلمانوں پر جسوعے بہتان باندھتا ہے ملاں پٹوں ٹوڑھوں کی موجودگی میں مسجد کے اندر فحش مقذلات گالیاں زبان سے نکالتا ہے جن کا نکل کر نا بھی خداف تمذیب ہے مسلمان شہداء مقتولین کو کوئی شہید کے نام سے یاد کرتا ہے وغیرہ۔

(جواب ۳۳) ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس کو وعظ کی اجازت دی جائے وعظ و تذکیر کا مقصد لوگوں کو اصلاح اور ان کے اخلاق کی درستی ہے ان میں اسلامی اتفاق و اتحاد پیدا کرنا وعظ کا پسلا فرض ہے ہر برہم دیو کا جیکارہ لگنا سگری نشہ کی اور کافروں کا شعار ہے۔ مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اہلہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ قال ليس من تشبه بعمرنا ولا تشبه اليهود ولا بالنصارى (الحديث) (جامع الترمذی باب ما جاء فی کراهیۃ اشارة الید فی السلام ۲۹۹ ط سعید)
 ۲۔ خلاف وضع فلسفۃ المجوس و سد الزور لای امارۃ الکفر کالاحتان امارۃ لاسلام۔ (الفتاویٰ البراریۃ علی هامس البندہ الثالث فی الحظر والاباحۃ ۳۶۱ ط ماحدہ کوئٹہ)

بچوں کو قاعدہ ”سیرنا القرآن“ پڑھنا کیسا ہے؟

(المجمیعہ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص میر زادہ منظور محمد نام نے ایک حویلی قاعدہ بچوں کی تعلیم کے لئے بنایا ہے جس کا نام قاعدہ سیرنا القرآن ہے یہ شخص قدیانی ہے اور مرزا غلام احمد قدیانی کو نبی اور صاحب وحی مانتا ہے اس قاعدہ کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام سیرنا القرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴) میں نے قاعدہ سیرنا القرآن اب تک نہیں دیکھا اور اس قاعدہ میں قدیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً اسے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہیے ایسا نہ ہو کہ اللہ ہی سے ان کے دل میں گمراہی کی طرف میلان ہو جائے اور صرف حروف اور تراکیب حروف کی پہچان کرانے اور تعلیم دینے کے طریقے ہی مذکور ہوں اور قدیانیت کی کوئی بات نہ ہو تو اس کی تعلیم مباح ہوگی، لیکن بہر صورت اس سے احتراز اور نا انساب ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم کے لئے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں قاعدہ کا نام ”سیرنا القرآن“ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) قاعدہ سیرنا قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے قدیانی مشن کی تبلیغ ہو گیزہذاں اس کی تعلیم و ترویج مباح ہے۔

كتاب السلوك و الطريقة

پہلا باب اذکار و اشغال فصل اول ذکر جلی و خفی اور ختم وغیرہ

عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے!

(از اشہار سہ روزہ الجمعیت مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے اور عمر و کتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے؟

(جواب ۳۵) ذکر جلی جائز ہے اور مثلاً نفع صوفیہ کا معمول و متواتر ہے احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کارم ہی نہیں کر سکتا جیسے لائن تکبیر، تلبیہ، نوحۃ، تشریق وغیرہ۔ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم میں ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائے گا مواقع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ۔ اور جہاں یہ مواقع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ!

(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں

(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے!

(سوال) (۱) وقت خطبہ جمعہ سورہ کاف کا دور بآواز بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں نو وارد مصلیٰ کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر بہتہر کیا کرتے ہیں تین مرتبہ اس طرح لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ یتیشہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیّدہ قاسمہ باپو ولد حسین باپو (مسی کاٹنجا) مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء۔

(۱) اما رفع الصوت بالذكر حينئذ كما في الأذان والحطه والجمع وقد حرر المسئلة في الحبرية و حمل ما في ليدى القاصى على الجهر المصغر وقال ان هك احاديث انصبت طلب الجهر و احاديث طلب الاسر او الجمع يثبت بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فلا سراً فصل حيث جف الرباء او تادى المصلين او الله الخ (رد المحتار) كتاب الحظر والاباحه فصل في البيع ۳۹۸/۶ ط سعید

(۲) وما الادعه والاذکار فاحتمة اولی (رد المحتار) قبل مضط اللہ عفی الکرہ دعا ۲۰۵۷ ط سعید

(جواب ۳۶) سورہ کہف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے تا جائز

۱۔

(۲) اتنی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں ۱۰۱ اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے ۱۰۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یذل

حکم انعقاد المحافل الموسومة بحلقة الذكر

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال ۱) ان فی دیارنا انعقدت محافل متعددة فی اماکن مختلفة موسومة بحلقة الذكر بین معاشر المسلمين فمن الناس من یعتقدها فی اسبوع مرة و منهم من یحضرها فی شهر مرة فیها یدکرون الله تعالی و یکبرونه و یسبحونه و یمجدون و یهللون و یتستغفرون و یمجدون و یتلون القرآن و یصلون علی السی الکریم و احیاناً یقرأ فیها المولد و یدکر و غیر ذالک من الاوراد یقرؤن مجتمעים و الغرض من ذالک ان یؤلف الله تعالی بهذه البرکات بین قلوب المؤمنین و ینور قلوبهم بنور الهدایة فیفوزوا بالصلاح و النجاة یوم الدین -

(۲) وقوافل من شأن الاسلام متعلقة بها الموسومون بالمبلغین وهم یتعلمون المواعظ الحسنة و المسائل الشرعیة منظومة لتکون اقرب الی الحفظ و القبول فاحیاناً هم یحرجون مزیناً بالاعلام و البیاض و یطوفون فی اماکن مختلفة و ینشدون المنظوم المذکور مبلغاً و یکبرون الله تعالی بین ذالک لکلمة الله معلیاً فوجدت زهاء ثلاثة آلاف من شأن المبلغین انهم صاروا مصلیاً و محسناً مزکیاً فما قول جمعیة علماء الهند فی ذالک الامر؟

(ترجمہ) ہر سے ملحقے میں مختلف مقامات پر متعدد مجلسیں قائم ہیں جن کو جملہ ذکر مابجا تائے بعض لوگ ایسی مجلسیں بنتے ہیں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مینے میں ایک مرتبہ ان مجلسوں میں

(۱) و فی حاشیة الحموی للشعرانی اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرہ الا ان بنوش جہرہم علی قلبہ او مصنی او قاری الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۶۶۰ ط سعید

(۲) نہ قال فی البہر عن المعراج وان ما یفعل عقب الصلوة من السجدة فمکروہ اجماعاً لان العوام یعقدون اہی و احیة او سہ - ای و کل حائر ادى الی اعتقاد ذلک کرہ (رد المحتار) کتاب الصلاة ۳۷۱ ط سعید

(۳) والا سرار الفضل حیث حیف الرباۃ او تاذی المصلین او الیام (رد المحتار) کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی السجۃ ۳۹۸ ط سعید

وگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور تکبیر و تسبیح و تہجد بیان کرتے ہیں کلمہ طیبہ استغفار تحمید کا ورد کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور ورد شریف پڑھتے ہیں کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت و الفت پیدا کر دے اور نور ہدایت سے منور کر دے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

ان محفلوں سے مسلم نوجوانوں کی کچھ نویں ولس ہے جن کو مبلغین کہا جاتا ہے وہ وعظ و نصیحت کے مضامین اور مسائل شرعیہ و صورت نظم سیکھتے ہیں تاکہ جلدی اور بآسانی یاد ہو جائیں پھر کبھی کبھی وہ نویں جمنڈیاں اور روشنی لیکر نکلتی ہیں اور وہ نظمیں بآواز بلند پڑھتی ہوئی آبادی میں چکر لگاتی پھرتی ہیں اور اس سے مقصد تبلیغ اور اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے چنانچہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ کئی ہزار ایسے مبلغ نوجوان نمازی اور نیک بن گئے تو اس مسئلے میں ہندوستان کے علماء کی جمعیت کی رائے رکھتی ہے؟

(جواب ۳۷) اعلموا رحمکم اللہ انہ لا خیر الا فی اتباع سیدنا و مولانا محمد المصطفی ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس مہ الا یكون مردوداً علیہ ما احدث . وما من حدث الا وقد یری المحدث انہ احدث خیراً فیصل و یضل وقد رای ابن مسعود قوما یجتمعون فیذکرون اللہ تعالیٰ . یسبحون و یهللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا اراکم الا قد احدثتم ما هکذا وجدنا اصحاب النبی ﷺ فمن کان منکم ذاکراً فلیذکر اللہ فی نفسه و فی بیته او کما قال ۱۰ . وانکر ابن عمرؓ علی قوم کانوا یجتمعون فی المسجد لصلوة الضحی و یهتمون لہا کالفراتض وقال انہا بدعة ۱۱ . فہذہ الحلق المستول عنہا من الاحداث التي یری محدثوها انہا خیر و ذریعة للاصلاح وماہی الا وبال و کال اذ لیس لہا فی الشریعة الاسلامیة اصل یعتمد علیہ ۱۲ . ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

و کذا انشاد الا شعار فی الطرق و الاسواق لیس من التبلیغ فی شئی وانما هو تہییج النفوس المستعدة للشہوات

و تزکیة النفوس بکتاب اللہ و السنة و احوال صالحی الامة و سیر الصحابة

(۱) عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس مہ فہورد (مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب و السنة ۲۷/۱ ط سعید)

(۲) رد المحتار کتاب الحظر و الاباحۃ ۳۹۸/۶ ط سعید

(۳) وما ما صح عن ابن عمرؓ انہ قال فی الضحی ہی بدعة محمول علی ان صلاتہا فی المسجد و انتظارہا کما کنوا یفعلونہ بدعة لان اصلہا فی البوت و نحو ہا مدموم . او یقال قولہ بدعة ہی المواظبة علیہا (شرح الروی علی الصحیح لمسلم باب استحباب صلوة الضحی ۲۴۹/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) و المستند قدم ہوی بنفسہ علی ہدیۃ مکان اصل الناس و هو یطی انہ علی ہدی (کتاب الاعتصام للشاطی ۵۲/۱ ط مصر)

والتابعین اولى من هذا الطريق واللہ الموفق -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(ترجمہ) جان لو خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اُترے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رو کر دی جائے گی یعنی نامقبول ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام چرائی کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حضرات مہدائدہ ان مسعود نے ایک جہد دیں کہ چھ لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں امن مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دس سرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے اور اللہ تعالیٰ اور حضرت مہدائدہ ان کے لئے ان لوگوں کو منع کیا جو نماز چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے اور اس کے لئے فرائض کی طرف اہتمام کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔ پس یہ حلقہ ہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعت میں سے ہیں جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ گنہ اور موجب مذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے) حلقہ ہائے ذکر کے اہتمام و انتظام کا کوئی قلیل اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنے اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدا نے بزرگ و برتری کی طرف سے ہوتی ہے۔

اور یہی حکم ہے نظمیں پڑھنے اس طرح ٹوٹیاں بنا کر جھنڈیاں اور روشنی لیکر بازاروں اور گزرگاہوں میں نظمیں پڑھنا کوئی تبلیغ نہیں ہے یہ تو محض رنگین طباخ کے لئے حظ نفس کا ذریعہ اور تحریک ہے۔
نفس کی اصلاح و تزکیہ قرآن و حدیث اور امت کے صحابہ کے حالات اور صحابہ و تابعین کی ہمت کے ساتھ بہتر ہے یہ نسبت دینے میں گمراہی طریقیوں کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ختم قرآن کے بعد چند سورتیں اور "صل علی نبینا الخ" پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں

(۳) مجلس ذکر میں انبیاء و اولیاء کے ارواح کی موجودگی کا عقیدہ کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ہستی میں عام طور سے یہ طریقہ رائج ہے کہ لوگ ثواب کی خاطر قرآن ختم کراتے ہیں اور ختم کے بعد کچھ سورتیں یعنی قل یا ایہا الکفرون سے لیکر مفلحون تک پڑھتے ہیں اور صل

علی نبینا صل علی کریمنا صل علی محمد اس ختم کا ایک سلام پڑھتے ہیں اور اس کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اکثر اوقات فرض نماز بھی قضا کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ لوگ تبارک پر صوف ہیں اور کوئی شیئ نہیں پڑھتے تو اس کو ذلیل مانتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مجلس میں ذکر ہو تا ہو اس میں تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے۔

(جواب ۳۸) (۱) ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا اور اس کی وجہ سے نماز فرض قضا کروینا جائز نہیں اس طریقہ کو مذکور کر دینا چاہیے (۱)

(۲) تبارک پڑھتے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں یہ بھی لوگوں کا خود ساختہ طریقہ ہے اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے (۲)

(۳) یہ قول بھی بے اصل ہے تمام انبیاء اور اولیاء کی روحوں کا آنا بے دلیل ہے (۳) اور یہ بات کہ مجلس ذکر میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے وہی ہے فریضہ نماز اندھن کی کافر سے کیا ہوا ہے اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی نہ اس پر نالہ آسکتی ہے (۴) محمد خدایت اللہ کا نالہ نہ

فصل دوم اسمائے حسنی وغیرہ

اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم

(سوانح) (نود و نہ (۹۹) اسمائے الٰہی کے مندرجہ کام شریف میں ہیں مثل رحیم بکریم علی وغیرہ میں سے کوئی اسم بہار کیوں اور اس کی دعوت کریں اور حسب شرائط علم عمل کے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ متقدمین نے ہر اسم الہیہ کو باشرائط مزیدہ جدا جدا دعوت کے ساتھ مع موکلمات الانباء کے قبضہ عمل کا کیا ہے عبادات کا یہ اور محنت تمام اپنے سے باتیں ان متقدمین کے صاحب مذکور عمل اسم الٰہی کا کریں اور مؤکل اسم کو کہ اثر اسم ہے اور ضر کریں کہ جس کا نام حاضرات سے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز مناظری موکلمات کے جو اللہ پاک کے نام کے مؤکل ہیں ان کے توسط سے اکثر دخل آسیب و خدائی

۱۔ وی کل حار ادی الی اعتقاد ذلك كره (رد المحتار: کتاب الصلاة ۶/۳۷۱ ط سعید)

۲۔ وقراءه الکافرون الی اخره مع الجمع مکروهه لانها بدعه لم یقل عن الصحابة ولا عن التابعین عالمگیری
الرب الرابع فی الصلوة والمسیح وقرآه القرآن ۵/۳۱۷ ط ماحدیه کوئٹہ

(۳) حتی کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی اسم الٰہی سے کوئی اثر نہیں ہے۔ وعن هذا قال علمائنا "من قال ارواح
المشايخ حاضرة بکفر" (الفتاویٰ البریة علی هامش العالمگیری الدی لما يتعلق بالہ تعالیٰ ۶/۳۲۶ ط ماحدیه
کوئٹہ)

(۴) ان الصلوة کانت علی المومنین کما موفوا (سورة النساء) و فی تفسیر الحلالین کتاب مکون ان مرفوعا
موفوا مقدرا وقتها فلا نور حرعه (تفسیر الحلالین ۸۶ ط قدیمی کتب حدیث کراچی)

امراض جسم انسانی وغیرہ کے جو بالکل مہوہویت سے متعلق ہیں دریافت کا ذریعہ وہ موکھا کے چار افادہ عامہ ہونے خلاق عمل کا رجوع ہونا اور فیض عام جاری کرنا خلقت کی طرف شریعت پاک کی قسم نافذ کرتی ہے یہی تواجر واد۔

(جواب) (از مولوی محمد وزیر اندین چشتی تھانی سلیمانی) اسمائے صفات الہی کی دعوت دعوت الیہ از روئے شرع شریف کے جائز ہے اس دعوت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ دلائل کے ساتھ دعوت اسمائے الہی کا حکم نافذ ہے اور آئندہ پاک زمر کے ساتھ اپنے بندوں کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ واللہ الاسماء الحسنی فادعوه بها (و خدا اسمائے نیک پس بخوانید اور پاں نامہ سورہ اعراف ۹) اور منکر دعوت اسمائے الہی کا ہر لیل نفس سر مع قطع کا فر ہے اور وہ نفوس صریح یہ ہے وذرو الذین یلحدون فی اسمائہم سبجوں ماکانہا یعملون (و بخوارید آسمان را کہ کجروی می کنند در نامہ خدا اوہ خواب شد مرا ایشان را جزائے آنچه می کردند - سورہ اعراف) اور مشکوٰۃ کے عذاب قبر میں کہتے ہیں کہ جو کوئی نوذون ناموں کا منکر ہووے اس کو قبر میں ننانوے سانپ آویں گے کہ بہت زہر دار ہوں گے اور اس کو کھائیں گے۔

از عمائے صوفیہ طریق شریک خواندن اسم اعظم یا بدیع القباب یا خیر یا بدیع زریہ یا بدیع مشترک ہم جہت جلی و ہم جہت بھائی موصوف است و دعوت اسم نہ کو ر جمع اولیاء اند متقدم و متاخر سرورہ اند۔ چنانچہ حضرت میران سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اند سرہ العزیز و حضرت شاہ مدار بدیع الدین و حضرت نور قطب عالم و حضرت شیخ حسام الدین مالک پوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف اس اسم متصرف ہوئے اند چنانچہ میر سید عطاء الدین کنوزی خلیفہ حضرت سلطان نصر الدین محمود چشتی یک رسالہ جدا خاصیت اسم نہ کو نوشتہ است کہ علم ہمیں در میسایا و سہیایا و یکھیاب چہار علم از دعوت اسم نہ کو نوشتہ اند و از ارواح انبیاء و اولیاء و شداد و بیداری ملاقات کنند و صاحب عمل ہر مقام را کہ خوابد پند و در ساعت یہ کند و سیر افدک نیز از اندک توجہ میسر آید۔ عالم ملکوت و جبروت و ہوت را معائنہ کند۔ و اند اعظم بالصواب در جوابہ خمسہ شیخ محمد غوث گوالہری در جوہر سوم می نویسند عبارت بدیناں دعائے کہیہ منزل است بر مقرر آدم علیہ السلام و صحف آدم بدین ہندی و دورال اس دعا مسطور است و از تورات و صحف ابراہیم علیہ السلام ہم روایت کردہ اند و اکثر انبیائے عظام و اولیائے کرام اس دعا خواندہ اند و قوم عینی بنو زید دعوت اس دعا عمل اند و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اسناد اس دعا بے نہایت فرمودہ اند و بعضے مشائخ نیز گفتہ اند کہ اس دعا را مقید بابت و عند بہر نیت کہ خواند مستجاب گرد و دریں دعا اللہ بگویند۔ افادہ اند زیر کہ بہر اسم آدم علیہ السلام سخن کردہ اند حق تعالی ایشان را اسمائے الہی و کوئی معلوم نہ ہو۔

کفرہ تعالیٰ و علم آدم الاسماء کلہا ، شاید بر آناست دعائے کبیر این است یا حی حین لا
 حی فی دعوة ملکہ و بقائہ یا حی اوام ہوام (حسن سرین پرین رانی پر م بسا لوگ بائک رہنگ
 پرنگ سرنگ انگ اء نگ نمو۔ بعد بعض اسمائے فرقان شریف کے علاوہ صحیفہ آدم علیہ السلام نازل
 ہوئے ان کے دعوت بھی ہمارے اولیاء اللہ و مشائخ عظام نے بہت کچھ کئے ہیں بلکہ تعلیم و تلقین دعوت
 اسماء الہی کا سلسلہ ہمیشہ تاقیام جاری رکھا گیا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ایہ البشر کو تمام اسم تعلیم ہوئے ہیں
 براقیم کی زبان میں ان اسموں کی دعوت آدم علیہ السلام نے کی اور اولاد میں بھی دعوت اسماء کا سلسلہ
 جاری ہوا۔ الولد سر لایہ جس نبی علیہ السلام نے جس اسم کو نبی اور اپنے عمل میں ، ناپا جامع موکل
 اس کی دعوت کے وہی اسم ان کے لئے اسم اعظم بن گیا اللہ پاک کے تمام ہی نام اسم اعظم ہیں ، علی ہذا
 امت محمد رسول اللہ ﷺ میں اولیاء اللہ و مشائخ حقہ میں و متاخرین اسی طرح تمام دعوت کرتے رہے ہیں
 اور اسم اعظم وہی اسم ان کے حق میں ہوا عمل و طرح ہیں ایک ورد اور ایک عمل ورد وہ ہے جو سحر کا
 پڑھا جاوے عمل وہ ہے کہ بموکل ترک حیوانات کے ساتھ واسطے حاضری موکلا کے پڑھا جاوے اگر با
 موکل پڑھا گیا اور اثر خاص ہو جائی موکل حاضر ہوئے اسم اعظم ہو گیا اللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد وزیر
 الدین چشتی الطائی السیانی

(حواہ ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہو المصوب خدا تعالیٰ و تقدس کے اسماء بطور رد کے پڑھنا اور ان
 کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کو اپنی دعا میں پکارنا شریعت مقدسہ میں ثابت اور محمود و مستحسن ہے و باقی
 رہا بطور عمل کے پڑھنا اور موکلوں کو تاج یا حاضری کا جواب یہ ہے کہ اگر اس طریقہ عمل اور قواعد
 دعوت میں کوئی بات قوانین شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو حد جواز و اباحت میں داخل ہے اور اگر اس میں کوئی
 بات خلاف شریعت یا اس دعوت سے غرض کوئی بری بات ہو تو قطعاً جائز ہوگا۔

اور جواب مذکور پیر و جوہ مخدوش ہے اول تو جواز دعوت پر آیہ کریمہ فادعوه بہا سے
 استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارو
 نہ کہ اور گھڑے ہوئے ناموں کے ساتھ اور نہ اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارنے کو برا سمجھو آیت
 میں یہ مراد نہیں کہ دعوت اصطلاحی اسماء کی ادا کرو کیونکہ یہ دعوت جس کو عامل اپنی اصطلاح میں دعوت
 کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرامؓ سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پس اس دعوت
 اصطلاحیہ کے منکر کو کافر کہنا سخت جرات ہے اور کافر کہنے والے کے ایمان کی خیر نہیں اور جواب ہر قسم

(۱) (القرۃ ۳۹)

(۲) و فی التنازع حانیہ معرباً لللفظی عن امی یوسف عن امی حبیہ لا یسعی ان یدعو اللہ الایہ والدعاء المددویہ
 المامورہ ما سجد من قولہ تعالیٰ "وللہ اسماء الحسی فادعوه بہا" الذر المحر۔ قال المحقق فی الشامیہ (قوله
 نہ ای مدانہ و صفاتہ و اسمائہ) کتاب الحظر و الاماحۃ فصل فی البیع ۶ ۳۹۶ ط سعید
 (۳) و عذر الشامیہ "فما کافر" و ہل یکفر "ان اعتقد المسلم کافراً بعم (توضیح و شرح) قال المحقق فی الشامیہ
 قوله "ان اعتقد المسلم کافراً بعم" ای یکفر ان اعتقدہ کافر لا بسبب مکفر (باب التعریر" ۴ ۶۹ ط سعید)

اور اس قسم کی اور اعمال کی کتابیں اس بارے میں حجت نہیں ہیں اور نہ ان کے مضامین فتوے میں بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں اور عالموں اور صوفیہ کے اقوال شرعاً دلیل نہیں ہیں (۱) پس سوال مذکور کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہے تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فصل سوم - توسل

آیت ”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

(سوال) یا ایہذا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ (۲) زید کہتا ہے کہ اس آیت میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد ہیں جنہی اولیاء اللہ کو وسیلہ بناؤ نیز حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی مترجم حمال کے ص ۸۳ پر ۱۲۸ سورہ مائدہ رکوع ۶ کے حاشیہ میں یہ عبارت مندرج ہے۔ ”حضرت ابن عباس نے کہا مراد وسیلہ سے قربت ہے یہی قول مجاہد اور بہت سے مفسرین کا ہے قتادہ نے کہا یعنی تقرب حاصل کرو اللہ کا اطاعت کر کے اور عمل پسندیدہ جلال کے بعض چیل لوگوں نے فقہ و وسیلہ کو اس جگہ پیری مریدی پر اتارا ہے یہ تفسیر حقیقت میں مجرورانے کے ساتھ کہی بہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس شخص نے قرآن شریف کی تفسیر اپنی برائے کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے (ان کی کثیر و فتح)“ (۳)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حمال شریف کی یہ عبارت صحیح ہے یا زید کا قول؟

(جواب ۴۰) آیہ کریمہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ یا قرآن پاک پر عمل کرنا ہے (۲) اور اگر نبی ولی بھی مراد ہو تو ان کی اطاعت اور فرماں برداری امور شرعیہ میں مراد ہوگی نہ ان کی ذات اور شخصیت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

(۱) ولا یحییٰ ان مسی الاعفد ولا یكون الا علی الادلة القیبة ”و مثل هذا المعنی الی اسامہ علی ذلك المسی لا یصلح ان یكون من الادلة الطیبة ولذا لم یصر احد من الفقہاء حوار العمل فی المقروع الفقہیہ بما یظهر لمصوفہ من الامور الكشفیة او الحالات المسمیة (مرقاۃ المصابیح باب اشراط الساعۃ) ۱ ۱۷۹-۱۸۰ ط ۱۸۰ء ملتان

(۲) المائدة: ۳۵

(۳) وقد التفسیر بمعرج الرای فحرام لما رواه محمد بن حرب عن ابن عباس عن المسی حجتہ من قول فی الثغیرن برابہ او بمنالہ یعم فیسوا مقعدہ من لبار (ہقدہ تفسیر ابن کثیر ۱ ط سہیل اکیدمی لاہور)

(۴) قال فی روح المعانی ”الوسیة“ فعلیہ معنی ما یتوسل بہ و یقرئ الی اللہ عزو حل من فعل الطاء ۲۰ ترتب المعصی الخ (المائدة ۳۵) ۱۸۲/۵ ط دار الفکر بیروت لبنان

توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعت کا مسلک

(سوال) جناب نبی کریم ﷺ و دیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی حضور ﷺ و دیگر حضرات انبیاء کرام و اولیائے کرامؑ کے توسل سے دعائیں قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اہل سنت والجماعت و دیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۰۰ مولانا محمود احمد صدیقی حسن پور - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱) توسل بالہائے حق کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں قاضیین بالجواز کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ فلاں اپنے مقرب و مقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (۱) اللهم انی اتوجه الیک بنبیک نبی الرحمة الخ (۲) حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کے لئے دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بزرگانِ دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے!

(سوال) عمر کہتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی شخص کو بغیر وسیلہ امیر و وزیر کے بادشاہ تک رسائی نہیں ہو سکتی، ٹھیک اسی طرح بغیر بزرگانِ دین کا وسیلہ کچھ ہمارے دعا درگاہ رب العزیز میں قبول ہونا تو درکنار وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی اگر کسی بزرگ کا وسیلہ نہ بھی لیا جائے تو حرج نہیں مگر حضور ﷺ کا وسیلہ لینا تو ضروری ہے آپ کے وسیلے کے بغیر کوئی مراد پوری نہیں ہو سکتی یعنی یوں دعائیں چاہیے "اے معبود حقیقی مالک دو جہاں اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے یا طفیل سے میری یہ دعا قبول فرما" بحر جواب دیتا ہے کہ یہ صریح شرک ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کا مقرب سمجھ کر ان کا وسیلہ لیتے تھے اور اسی فاسد عقیدے کو منانے کے لئے خداوندِ عالم نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا البتہ یہ دعا جائز ہے کہ "اے معبود حقیقی مالک دو عالم اپنے محبوب پاک کی برکت سے میری یہ دعا قبول فرما"

براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ طفیل صدقہ اور برکت میں کیا فرق ہے؟ دعائیں اگر لفظ طفیل یا صدقہ استعمال کیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے اور اگر برکت کہا جائے تو جائز ہو جاتی ہے کیا ان کے معنی میں جتنے فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سُور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(۱) ابوہریرہ بالغریۃ والعظیمة فیکون من باب الوسيلة وقد قال تعالیٰ واتعوا الیہ الوسيلة وقد عد من ادب لدعاء التوسل (رد المحتار باب الاستساراء وغیرہ ۳۹۷/۶ ط سعید)

(۲) عن عثمان بن حنیف ان رجلاً صبر البصر الی النبی ﷺ فقال یدعو بهذا الدعاء اللهم انی اسئلك وأتوجه الیک صلیک محمد نبی الرحمة جامع الترمذی باب ما دعا فی الدعاء لسی آتے و تَعُوذُ فی ذکر کل صلوٰۃ ۱۹۸ ط سعید

(جواب ۴۲) بجز کا جواب صحیح ہے، حضرت حق کی جناب مقدس میں کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے، دعا میں وہی الفاظ جو بجز کے بیان میں ہیں سنے جائیں یا لفظ وسیلہ کہا جائے اور اس سے وہی مطلب مراد ہو تو جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم

(سوال) اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور یہ کہے کہ حق النبی وآلہ الامجاد کیلئے جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۹۵ مولوی عبدالغنی (پشور) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۳) بحق النبی وآلہ الامجاد کہنا منع ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول کا نام شریک کرنا جائز نہیں

(سوال) عوام الناس میں مشہور ہے کہ حاجت اور ضرورت مصیبت کے وقت اللہ و رسول ﷺ کی مدد مانگتے ہیں اور اللہ و محمد کی مدد یا اللہ و رسول ﷺ کی مدد یا یوں کہتے ہیں یا اللہ و رسول ﷺ مدد کریں یوں کہتے ہیں یا اللہ و رسول اللہ ﷺ مدد کریں سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنا غلط مذکورہ سے یا اس کے ہم معنی غلط سے جائز ہے یا نہیں جو شق اختیار کی جائے مدلل بیان ہو در صورت عدم جواز امداد الفاظ مذکورہ کے ساتھ چاہنے والے اور مانگنے والے کا حکم کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۲ مولوی محمد صدیق صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ (پنجابک جیش خاں دہلی)

(جواب ۳۳) ہر حاجت اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے والے کا امر قہر یہ ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا اور درخواست کو سنتا ہے اور جانتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی سنتے اور جانتے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہیں اور اس قہر اور اس خیال سے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ناموں کو استمداد و استعانت کے وقت جمع کرتا ہے تو یہ کھلی ہوئی بدعتیہ گئی اور اسلامی تعلیم کی مخالفت ہے (۲) اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جو خود آنحضرت ﷺ سے ترمذی شریف میں مروی ہے اذا سالت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله

۱ و ذکرہ ن بقول فی دعائہ حق فلاں او بحق اسباتک و رسلک لایہ لاحق للمخلوق علی الحالو (سور و سرحہ) قل المخلوق فی التمامہ اولہ لایہ لاحق للمخلوق علی الحالو (قد نقل امہ لاحق لیمہ و حوا علی اللہ تعالیٰ (کتاب الحظر والاباحہ) فصل فی البیع ۳۹۷/۶ ط سعید)

(۲) حوالہ بالا

(۳) والہامی امہ دعاء و مادہ: ای لرسول ﷺ بالتضرع و اظهار الدعا والاصطرار الیہ و سألہ مدد المظاہر النبی لا تطلب الامن اللہ و دلالت ہو اشترک فی الالہیۃ (تفسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب الوحید باب من لشرک ان يستغث بعزائلقہ من ۱۸۷ ط المکتبۃ السلفیہ)

۱. (او کما قال) یعنی حضور انور ﷺ کا ارشاد اور حکم ہے کہ جب کچھ مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اس تعلیم اور اس حکم کے موافق مسلمانوں کو مدد طلب کرتے وقت صرف حضرت حق کا نام لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا نام شریک نہ روادست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کا اللہ، وہی

نقشہ فعل مبارک مسجد میں لگا کر نماز کے بعد اسے پوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں (سوال) مسجد کے ایک امام صاحب نے محراب پر ایک چھپا ہوا نقشہ غفلین کا لگا کر کہا ہے اور وہ اس کو حضور پاک کی غفلین مبارک کی صورت قرار دیکر ہر نماز پڑھانے کے بعد اس پر ہاتھ پھیر کر اور آنکھوں سے لگا کر اس کو پوسہ دیتے ہیں اور تمام مقتدیوں کو مسجد میں وہ اپنے اس نئے فعل کی اور مصافحہ کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے کراتے ہیں آیا یہ ایسا عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۶ حافظ محمد رحیم بخش صاحب اہل دروازہ مقرر ۱ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) آنحضرت ﷺ کے فعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو پوسہ دے تو مضائقہ نہیں (۱) لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور پوسہ دیں یہ جائز نہیں کہ اس میں ایک رسم پڑ جانے اور تعظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے۔ (۲) اور نماز کے بعد خصوصیت سے مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کا اللہ وہی

حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں! (سوال) کیا حضور ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمعبود صاحب (منہج ایون) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) حضور اکرم ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا صحیح نہیں دعا اور سوال سب اللہ تعالیٰ سے ہونے چاہیے خود آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے فرماتے ہیں اذا سألت فاسئل اللہ واذا

(۱) جامع الترمذی باب ۷۸/۲ ط سعید

(۲) فی ہذہ الاحادیث 'الشرک بائنا الصالحین و بیان ما کانت الصحابہ علیہ من الشرک بائناہ' و تبرکھم بادحالہ الکریمہ فی انہم و تبرکھم بشعرہ الکریم (شرح النووی مع الصحیح لسلیم باب قرینہ ﷺ من الناس و تبرکھم بہ ۲۵۶/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) ثم قال فی البہر عن المعراج واما ما یفعل عقب الصلوۃ من السجدة فمکروہ اجماعاً لان الناس یعنفون انہا راجح اوسف۔ ای وکل حائر ادى الی اعتقاد ذلك کمرہ (رد المحتار - کتاب الصلاۃ ۱ ۳۷۱ ط سعید)

(۴) وقد صرح بعض علمائنا و غیر ہم بکراهۃ المصافحة المعتادۃ عقب الصلوۃ مع ان المصافحة ستۃ و ماداک - الہ لکونہا لہ نثر فی خصوص ہذا الموضع (رد المحتار - مطلب فی دفع المبت ۲ ۲۳۵ ط سعید)

استعنت فاستعن بالله، کہ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کرو اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اس پر عمل کرنا۔ امانتی کو لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم!

(سوال) اثر ۷۰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگا سکتے ہیں اور کسی کے نام سے آگے نہیں لگوں گے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگایا گیا تو غوث پاک ان کی لود میں سے ہیں اُمیر غوث کر کے یہ کیا پکارا تو یہی حرج ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۱۸۔
کی منظوری (ممبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۷) آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ بھی یا لگانا جائز نہیں ہاں درود شریف میں صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہتا جائز ہے وہ بھی اس خیال سے کہ فرشتے یہ درود حضور ﷺ کو پیشادیں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱۴) نقشہ فعل مبارک سے توسل و تہرک اور اس کو شائع کرنے کا حکم

(۵) نام سے پہلے خادم و رہبر محمدی لکھ دینا کیسا ہے؟

(۶) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں

(سوال) استفتاء ہذا کی پشت پر رسول کریم ﷺ کے فعل مبارک کا نقشہ ہے اور اسی کے ساتھ فعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اس کی حریف میں بعض بزرگوں کے اشعار اور اس فعل مبارک کے وسیع سے اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے زید نے یہ نقشہ فعل مبارک مع امور بالا حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زوال السید سے ملحقہ رسالہ نیل عنہ بفعل المصلیٰ سے نقل کر کے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ وہ اس کی برکات سے بہرہ ور ہوں حضرات کابر تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ فعل ناجائز ہے (۲) اس کے آثار و خواص میں جن برکات کے تصور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو باعث برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشہ مبارک کے وسیع سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کرا کے اپنے نام سے پہلے خادم و رہبر محمدی لکھ دیا کیا یہ مسلمان ناجائز ہے (۶) زید نے صبح کو یہ مبارک نقشہ مسلمانوں میں تقسیم کئے دوسرے دن صبح کو زید کی کمر میں

(۱) جامع الترمذی: باب ۷۸، ۲ ط سعید

(۲) ابن جریر، تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۰۷، کہ ”ما شاک ہے الناس من دعاء و ناداء الرسول ﷺ بالصبر و لا طهار الفداء و لا صطرار الیہ و سال من هذه السطال التي لا تغلب الا من الله و ذلك هو الشرك هي الا بهیة (بصبر العزیر الحمید شرح کتاب الواحد باب من اشرك و استعنت بعیر الله ص ۱۸۷ ط لمکتة السیعة)

پڑے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں لینے کی وجہ سے درد ہو گیا اس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا اور تم دونوں ترجمہ نہ کر سکے یہاں اس شخص کا یہ قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوہ اور جڑوا

المستفتی نمبر ۱۵۵۷ مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد حوض والی محلہ چوڑی دایان دہلی مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) آنحضرت ﷺ کے آثار مجربہ کہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء محققین اور صحابہ کرام سے ثابت ہے، لیکن آثار و اشیاء مجربہ کہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور ﷺ کی استغاثہ کی ہوئی اشیاء (مثل جبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثل مونے مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثل اس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک رکھنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر بنا کر اس سے برکت حاصل کرنے کا معتد اہل علم و ارباب تحقیق سے ثبوت نہیں ہے۔

اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوئی بلکہ جبہ مبارک، قمیص شریف، مونے مبارک اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویر بنانے اور ان سے تبرک و توسل کرنے کا حکم اور نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل کا حکم ایک ہو گا اور ایک ماہر باشریعت اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے بے خبر نہیں رہ سکتا جن بزرگوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر رکھا وہ دیا اس سے توسل کیا وہ ان کے وجدانی اور انتہائی محبت پانہی ﷺ کے اضطراری افعال میں ان کو غم حکم اور تشویش لگنا کے موقع پر استعمال کرنا بھی نہیں ہے۔

نیز اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے نعل

(۱) عن انس بن مالك قال كان رسول الله ﷺ اذا صلى العداة حاء حدم المدينة بأبيهم فيها الماء فما يزني ماء، الا عيسى يده فيها - وعنه قال للقدري: بت رسول الله ﷺ والحلاق يخلقه واطاف اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في يده رجل (صحيح الامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث - الشرك بأنار الصالحين وبيان ما كتب الصحابة عليه من الصلوات بأنارده و سر كهم ما دحا له الكريمة في الآية و تركهم بشعره الكريم (باب قرءة من الناس و تركهم به ۲/ ۲۵۶) ط قدیمی کتب حاشہ کراچی

(۲) عن ابي الحوراء السعدية قال - قلت لحسن بن علي - ما حفظت من رسول الله ﷺ قال - حفظت من رسول الله ﷺ (۱) دع ما يربك الى مالا يربك (الحديث) (ترمذي - قيل ابواب صفة الجنة ۴/ ۷۸ ط سعید)

وفي لمرقاة - والمعنى انك ما تشك فيه من الاقوال والا عمال انهم مهيي عه اولاً و سة او دعة واعمل الى مالا يست فيه مهبما والمقصود ان سى المكلف امره على يقين الحث والتحقيق والنصرف و يكون على بصيرة في دينه (كتاب البوع باب الكسب وطلب الحلال ۶/ ۴۳ ط امداديه ملتان)

(۳) ولا يحق ان مى الا عمداً ولا يكون الا على الا دلة النفسية و مثل هذا المعنى الذى اسسه على ذلك المسى لا يصلح ان يكون من الادلة الظنية ولذا لم يعتبر احد من الفقهاء حوار العمل في العروع الفقهية بما يظهر للتصوفه من الامور لكشفية او من الحلال لاسامة مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح باب اشراط الساعة الفصل الثاني ۱۷۹/ ۱-۱۸۰ ط امداديه ملتان)

مبارک کی صحیح تصویر ہے یعنی حضور ﷺ کے نعل مبارک کے درمیانی پٹھے (شراک) کے وسط میں اور آٹے سے تمبوں (قبیلین) پر ایسے ہی پھول اور نقش و نگار بنے تھے جیسے اس نقشے میں بنے ہوئے ہیں اور با ثبوت صورت و بیعت کے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے اندیشہ ہے کہ من کذب علی متعمداً الخ ۱ کے منہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ اس بیعت کے ساتھ اس کو مثل نعل مصطفیٰ قرار دینے کا غایہ مطلب یہی ہے کہ اس کو مثل قرار دینے والا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پٹھوں اور اگلے تمبوں پر اس قسم کے پھول بنے تھے اور اس طرح کے نقش و نگار بھی تھے۔ *

پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ یہ نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کاپیوں اور زری سے تھے یا محض ٹمپے تھا اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت میانہ ہو گا اور اختلاف ابوت مختلف حکم لگانے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا احکام شرعیہ سے ثابت نہیں اگر حضور ﷺ کی نعل مبارک جو حضور ﷺ کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو زبے سعادت اس کو بوسہ دینا سر پر رکھنا سب صحیح مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر اسے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خدام و دربار محمدی لکھ دینا ناجائز نہیں ہے اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے اور لا تقف ما لیس لك به علم ۔ کے تحت اس کو ایسا حکم لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

معروف نقشہ کیا حضور ﷺ کے نعل ہی کا نقشہ ہے؟ اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟ (سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ مع ہدایت شائع ہوا ہے جس میں شان کف پائے مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے یا اس کی اصل احادیث شریف یا اقوال خاندانے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشتہر نے یہ بھی تحریر کیا کہ بوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہیے یہ نقشہ مع تحریر ارسال ہے لہذا شرع شریف میں اس نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۸۵ انوار احمد صاحب (دریہ کلاں دہلی) مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵

جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۴۹) اگر آنحضرت ﷺ کی استعمل کی ہوئی نفل شریف کسی کو مل جائے تو بے سعادت اور فطرت محبت سے اس کو بے دینا سر پر اٹھالینا بھی موجب سعادت ہے۔ مگر یہ تو اصل نفل نہیں اس کی تصویر بے اور یہ بھی یقین نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں معذور نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پائے مبارک مونے مبارک اور قمیص مبارک چپہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں اور اُتران میں بھی اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی چھ شمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک قند عظیمہ کا دروازہ کھل جائے گا (۱) جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا وہ ان کے والہانہ جذبات محبت کا نتیجہ تھا مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ ۲۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

خط و کتابت (ماخوذ از رسالہ اتمام المقال)

(سوال) مذکورہ بالا دو فتویٰ کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہوئے لگا۔

حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اُنہ

۱. عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى العشاء حاء حدم المدينة ما بينهم فيها الماء - فما يوتى ماء الا غمس يده فيها - وعنه لقدر ايت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعره الا في يد رجل (صحيح الامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث - الترتك باناء الصالحين و بانه ما كانت الصحابة عليه من الترتك باناءه و ترتكهم باذخا ليد الكريمة في الآية و ترتكهم شعره الكريم (اب فرہ ﷺ من الناس و ترتكهم به ۲/۲۵۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲. عن الحسن بن علي قال حفظك من رسول الله ﷺ دع ما يربط الي مالا يربطك (جامع الترمذی - قيل جواب صفۃ الحجة ۲۷۸ ط سعيد) وفي المرقاة والمعنی الترتك ما تشك فيه من الاقوال والاعمال انه مبيہ عنه اولاً و بئس و بدعة واعدل الي التشك فيه مبيها و المقصود ان يسي المكلف امره على اليقين البحث والتحقيق الصرف و يكون على بصيرة في دية (مرقة كتاب البوع باب الكسب وطلب الحلال ۶/۴۳ ط امدادہ ملتان)

۳. ولا يعني ان مسي الاعتقاد لا يكون الا على الادلة القبيحة و مثل هذا المعنى الذي اساسه على ذلك المسمى لا يصلح ان يكون من الادلة الطيبة ولذا لم يعتبر احد من الفقهاء حوازل العمل في الفروع الفقهية بما يظهر للنصوف من الامور الكشفية او من الحالات العارضة (مرقة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح باب اشرط الساعة الفصل الثاني ۱۰/۱۶۹-۱۸۰ ط امدادہ ملتان)

ممکن ہو تو اسی وقت اس کا تدارک کر لیا جائے چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کر دیئے افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (غالباً حضرت حکیم الامت مدظلہ العالی نے یہاں محفوظ ہوگی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا :-

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

خدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دامت فیہم

حضرت محترم دام فیوضہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اہل حق مستعد عالم نے یہ نقشہ جو ارسال خدمت ہے چھپوا کر شائع کیا لوگوں میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق سوالات ہو رہے ہیں میرے پاس بھی دو سوال آئے ہیں میں نے جو جواب تحریر کئے ہیں وہ مدظلہ اقدس کے لئے ملفوف ہذا میں براہ کرم مدظلہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں بلا تکلف رجوع کر لوں گا یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل الشفا میں نے مطابقت کیا ہے وہ میرے لئے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ والسلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی کا جو گرمی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ

جواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیہم

تصحیح الجواب وثبوتہ من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنہ

حمد الحمد والصلوة المقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ

اسلوب (۱) کا میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابلِ داد ہے جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے اب ان کے مضامین کے متعلق غرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نمبر اول بہانہ ثبات ہو چکا کہ یہ اعمال (۲) شرعیہ نہیں اور ایسے اعمال کے لئے جن کا فتاویٰ و شوق طبعی دواب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے کما قال عثمان ولا مسب

ذکری یمینی مذبا یعت رسول اللہ ﷺ راوہ ابن ماجہ ۲۰

(۱) ہذا مفاد کلامہ مدظلہ و لفظہ لفظی ادب

(۲) یدلہ فی مکتوبہ الاحیر با مقاصد الشرعیۃ

(۳) باب کراہیۃ من الذکر بالیمین والاستحباب بالیمین ص ۲۷ ط سعید

ظاہر ہے کہ یہ رعایت نہایت حکم شرعی نہیں ورنہ ثواب بخش کا دلکیا عصر بھی یحییٰ سے جائز نہ ہوتا۔
 نمبر ۲۔ جب ان اعمال کی بنا اوب وحب وشفق طبعی ہے اور بعض اوقات صرف تشاکل و تشابہ بھی مثالان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جائے گی۔ کما فی فتاویٰ العلامة عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۲۲۔ نقل عیاض عن احمد بن فضلہ یہ الراہد الغازی قولہ ما مست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ ﷺ احد القوس بیدہ۔ ظاہر ہے کہ معنی اس کا جزو دونوں قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا پھر تشابہ و تشاکل عام ہے ناقص ہو یا تمام اور کسی میں کا ہو یا تمثال کا چنانچہ حضرت مولانا گیسوی نے تصویر روضہ منورہ و نقشہ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ واقعہ و احوال الخیرات کے باب میں جواب دیا ہے کہ یا سر داؤن و چشم مایدن بریں نقشہ باثبات نیست و اگر باز غایت شوق سرزد مامت و مقام ہم پر نہ باشد اھ من الفتویٰ الہیاء یہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۰ اور نقل شریفی تمثال آخر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسا روضہ شریفہ کا نقشہ واقعہ و احوال الخیرات پس غایت مافی الباب اطلاق نام کا دعویٰ و اعتقاد ناجائز و محتاج نقل صحیح ہو گا باقی مطلق تشابہ تو ان دیش سے ثابت ہے۔

نمبر ۳۔ ایسے احکام صبیہ شوقیہ میں تحدید نہیں ہوتا اس لئے ضروری نہیں کہ نقل مبارک کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو دوسرے تبرکات کے تمثال کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو۔ کما قال بعض العشاق۔ امر علی الدیار دیار لیلی۔ اقبل ذالحدار و ذالجدار۔
 و ما حب الدیار شغض قلبی۔ ولكن حب من سكن الدیار۔ ولم یقل اقبل ذی النمار و ذی النمار۔ اور مشابہ مساجد میں مستعمل ظاہر جو یہ پسن کرنے جا جس کی بناء مخض اوب طبعی عربی ہے اسلوب مستلزم نہیں کہ جرائیں پسن کر بھی جائے مساجد میں قیسا خداف اوب سمجھا جوئے اور مشابہ تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جو از مذکور نمبر ۲۔ اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے بلکہ اس کا ہر اہل اوب کے ذوق و محبت پر ہے باقی تمثال نقل شریف کی تخصیص اول تو جو ذوق ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ داعی اس تخصیص ہادی کا ظاہر کا اپنے لئے غایت مدلل اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی چیزوں تک میری کمال رسائی ہوتی۔ کہ نہیں۔

نسبت خود بہت سرد و منقطع زائدہ نسبت سب کوئے تو شدہ ادنیٰ

واللہ اعلم باسمنا و عبادہ۔

نمبر ۴۔ یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں احتمال غائب من سد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا اندام بھی شرط عدم ہانت و شرط عدم لزوم البتہ مطلوب و مامور ہے ہو گا جیسا حضرت عمر کا قصہ قطع شجرہ کا مقلوب ہے۔ (۱)

(۱) ابن الناس باتون الشجرۃ التي نخل لها شجرة الرصوان فصبوا عندها فبلغ ذلك عمر بن الخطاب فاورعدهم فيها وامر بها فقطعت (طقات ابن سعد غزوة الحديبية ۱۰۰/۲ ط بیروت)

نمبر ۵۔ میں نے جب رسالہ نعل الشفا، نعل المصطفیٰ لکھا تھا جس کو گناہا چھتیس سال کا زمانہ ہو گیا تو اس میں بھی کافی احتیاطیں کر لی گئی تھیں مگر ابھی بھی کہ ثقات سے نقل کیا گیا اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غلو سے اجتنام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اسے منہ سہ حملہ سے ذہن خلی تھا لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گزری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں اس کے چند روز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہو گیا یہ جواب انور محرم ۱۹۴۲ھ کے صفحہ ۹ میں، ان تنبیہ بر اصلاح معامد، بمثال نعل شریف شائع ہوا ہے پھر مزید احتیاط کے لئے انور شوال ۱۹۴۴ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کر دی کہ نعل الشفاء کے متعلق انور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب حمد اللہ دوسرے ماہ کی تحریر سے بھی مزید مقصود کی تائید ہو گئی پس کسی کو غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کر رہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جوے اور میری تحریر کو مرجع مجروح و ممنوع عندہ مرجوع عندہ سمجھا جوے۔ فقط ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مفتی صاحب قبلہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام غلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ
نام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مواہبات۔ السلام حیکر۔ اتر اصل جواب شائع ہو تو شرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (۱) بھی شائع فرمادی جائے خواہ جینہ خواہ بعد تحقیق و حذف اجزاء مضمرہ و لغو ام۔ البتہ صورت غائبہ میں اتر تحقیق کو میں بھی دیکھ لوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کر دوں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے

اور جینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضمرہ کا جواب درود بھی ساتھ ساتھ حواشی میں شائع کر دیا جائے اور اس صورت میں مجھ کو دخل نہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ

(۱) اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو ان صحیح الجواب و توفیقہ نقل کی جا چکی ہے

تہ ف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسا تخصیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی لقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (۱) تمام النفل فی بعض
الحکام التتال یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں النور کا مضمون بحوالہ تنبیہ (۲) بھی شائع ہو جائے تو اس
پے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے فقط۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامے کے موصول ہونے پر حضرت
مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب
ذیل ہے۔

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ
خدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فو ضہم

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ۔ مدرسہ امینیہ دہلی
حضرت محمد و م محترم و ام فضلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کمرمت نامہ نے معزز و منقح فرمایا جزا لہم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو
باتیں عرض کرنی ہیں امید کہ تسلی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے حضرت عثمان کی حدیث کے ان
ماجد (۱) میں یہ الفاظ ہیں ما تغیب ولا تعین ولا مسبت ذکر یمینی من ذابعت بیا رسول
اللہ ﷺ اس میں وہ باتیں مذکور ہیں اور عینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہو سکتا
ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے جیسے حضرت عمرؓ
کا قول ہے ماہلت قانماً منذ اسلمت (رواہ البزاز و رجالہ ثقات کذا فی الزوائد) (۲) اگر یہ
مطلب ہو تو کس ذکر بالہین نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور ﷺ کے
دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر بالہین ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن فضلہ کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ الخ
قوس کے متعلق ہے یا القوس میں لطف لام عہد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے
متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور کے دست مبارک میں چھبے کا شرف حاصل ہوا ہے
میرے خیال میں قوس معبود کا مراد پیدائش ہے کیونکہ م قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ نعمان

(۱) اس مشورہ مفید ہے۔ تحت یہ مجموعہ کی قسب سے متبرک فرمایا ہے حضرت اقدس کی پوری تحریر شریفہ کی کئی کئی
تخصیص میں کی گئی

(۲) یہ مضمون اللہ کے رسالہ اتمام النفل میں ہے

(۳) باب کراهیۃ مس الذکر والیمین والاستحشاء بالیمین ص ۲۷ ط سعید

(۴) باب البول قانماً ۲۰/۶/۱ ط دار الفکر بیروت لبنان

کو حضور ﷺ نے ہاتھ میں لیا ہے اس لئے تمام کمائیوں کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھوٹا موجد نہیں حضور ﷺ نے صرف تمان دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار عکین ازار زرداء علماء قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پایا جاتا اگر دوسرا احتمال مزاوہ ہو تو معقول بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آتی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی صرف کوئی تمان ایسی یا تھم غمی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس تمان کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی بک صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں براہ کرم جلد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیاری ہوں گے یا اضطراری اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ (و جو بحدیث مذکورہ دست مبارک سے نہ لیا ہو) میں سے ان کے ساتھ کوئی ختم ضرور متعلق ہوگا ہاں اگر اضطراری ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہوگا تو تصویر اور نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہوگا یا بصورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہنا چاہئے گا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

اختیاب کی صورت میں اس کی تشریع اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر اضطراری ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تحقق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (بوسہ دینا سر پر رکھنا تو تسلیم کرنا) جواز یا اختیاب یا اجابت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا بدھ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہوگا اور تشریع لدعوام اور ترغیب للناس کے لئے حجت بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ امور اضطراریہ کی تشریع اور ترغیب غیر معقول ہے وہ تو اضطرار اور غلبہ شوق سے خود بخود سرزد ہو سکتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے۔

میری جرات کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

اس کے جواب میں حضرت نسیم رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ارشاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے
ارشاد نامہ دوم حضرت نسیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

نام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الفاف نامہ نے ممنون فرمایا ببارک اللہ تعالیٰ فی صوکم

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست
وگر نہ مجالِ خنِ جنگ نیست

اس لئے مناظران کا یہ کہہ کر کے ناظرانِ عرض کرتا ہوں کہ "واعتی علی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا چنانچہ مکتوباتِ خیرت کے حصہ سوم بہت ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردید ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلافِ آراء سے نفسِ مسکد میں تردد پیدا ہو گیا پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلافِ ابواء سے جس سے میرا ذہن خلی تھا مصافحہ یہ ان و مقتضی ہیں کہ حکمِ دعِ مایوریک الی مایوریک (الحديث) اپنے رسالہ نیلِ اشفاق سے رجوع کرتے ہوں اور کوئی درجہ سببِ لغو کا اثر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشقِ صادق کے اس فیصدہٗ اختصار اور تکرار کرتا ہوں۔

علی انبی راض بان احمل الہوی واحصل منہ لا علی ولایا والاسلام
(نوٹ) اگر ممکن ہو ہم از ہم اس مضمون کو معمولاً ملخصاً جدیدی شائع فرمادیں پھر خواہ مسئلہٗ ابواء یا انہار میں۔ اشرف علی ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۶۸

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول گواہ میں سو کتاب کا بھی احتمال ہے نیز اس کی وئی دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں احتمالِ کافی ہے اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض ماشقانہ لب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بنا پر حضرت عثمان کے قول ما مسست الخ کو ظاہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیلِ اشفاق اس احادیث سے رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیلِ اشفاق سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہٗ فعل شریف سے استنباط و توسل کی مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور نقشہٗ کی تشبیہ و اشاعت کی تحریض مقصود ہے اب حضرت مولانا داماد فیضیہ نے عوام کے تجاوزِ من اند اور نحو نہ نظر رکھ کر استنباط و توسل کی ترغیب اور تشبیہ و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرمایا ہے رہا کسی عاشقِ صادق اور مجذوبِ محبت کا والہانہ طرزِ عمل تو وہ بجا خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے اسی طرح نفسِ مسئلہ میں تردید پیدا ہو جائے گا جو ذکر ہے اس کا اصل بھی جائے جزم جو از سابق کے عدم جزم جو از ہے نہ کہ جزم عدم جو از پس عاشق پر طعن نہ یہ یا۔

حضرت مولانا کے احادیث رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نظر سے یہ ضروری توضیح درج کی گئی۔
اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر غائب آیا تو جواب میں فرمایا :
اشاعت (یعنی مطلوب ہے اور سہجہ ہی یہ دعا بھی ارشاد فرمائی جزاکم اللہ تعالیٰ وبارک فیکم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم۔ درود شریف اور دعائے گنج العرش وغیرہ

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔

(سوال) درود تاج، درود کی دعائے گنج العرش وغیرہ کی اسناد جو لکھی ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۰۱ خادم ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر
۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰) درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دینی

حضور ﷺ کا تعلیم کر دہ درود کیا ہے؟ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا حکم
(سوال) آج کل مروی درود صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ صلی
ایچاہے اور یہ غنا کے طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی ﷺ کی بات دریاقت ہو تو آپ نے کون سا
ارشاد فرمایا؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امرتہ) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۱) یہ درود بھی جائز ہے، اور اس کی اصل نماز کی یہ تعلیم السلام علیک ایہا الہی
حضور ﷺ کا تعلیم کر دہ درود یہ ہے اللھم صل علی محمد وازواجه وذریئہ کما صلیت علی آل
ابراہیم وبارک علی محمد وازواجه وذریئہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید
مجید، اس کے علاوہ اور بھی درود حضور ﷺ کے تعلیم فرمودہ ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) یہ بحث میں غرض سے اسباب اُشتاب نہ ہو، میں نے کتاب (امداد الفتاویٰ) کتاب العقائد والکلام ۴/۵: ۴۰۲
طہ در العلوم کراچی) اور اس مقدمہ سے مناسبت کے طور پر مناسبت والثنائی اہ دعاء و مادہ، ای
لرسول ﷺ، بالنصر و اطہار الفائق والا صراط الہی و سنن مہ ہذہ المطالب الثنی لا تطلب الا من اللہ تعالیٰ
وذلك هو الشریک فی الالہیۃ، تیسرے القبر الحمید فی شرح کتاب التوحید باب من الشریک ان یستعین بغير اللہ
ص ۶۸۷ ط مکتبہ سلفیہ، (۲) صحیح الحدادی باب الصلوۃ علی الہی ۴: ۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ
کراچی، (۳) حوالہ بالا

بر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام ہے اصل ہے
(سوال) بر جمعرات کو ایک جگہ پر جمع ہو کر درود شریف کا ختم سوا لاکھ کا مسلمانوں کی بہبودی کے لئے
پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے اس مجمع میں شریک ہونا اور درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہ پڑھنا چاہیے؟
المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں صاحب (صلیٰ بر دوئی) ۲۲: یقعدہ ۵۵ ۱۳۵۵ مطابق ۶ فروری
۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶) ایسے اجتماع کا التزام کرنا ہے اصل ہے اور درود شریف فرداً فرداً پڑھنے کا بہت ثواب
ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم
(سوال) چند لوگوں کا مجمع ہو کر زور زور سے درود شریف پڑھنا یا ذکر کرنا کیسا ہے اگر جواب نفی میں
ہے تو دلیل کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ
مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳) اس طرح جماعت بنا کر درود پڑھنا ثبات نہیں اس لئے اس نیت کا التزام نہ چاہیے۔
بلکہ خود درود شریف جس قدر پڑھا جائے موجب ثواب ہے اور زور سے پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی
نماز پڑھنے والے یا مریض کو تکلیف نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

کیا درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟
(سوال) کیا درود شریف کا ثواب مخصوص بذات آنحضرت ﷺ ہے یا اس کا ثواب دوسروں کو بھی بخش
جاسکتا ہے عموماً مشہور ہے کہ ہر سرور عالم ﷺ کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ المستفتی نمبر ۲۳۶۹ مولوی
محمد ابراہیم صاحب (گورگاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) ایک ثواب تو درود شریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کو ملتا ہے اور اسے اختیار ہے
کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے اور ایک وہ ثواب ہے جو درود میں آنحضرت ﷺ کے لئے

(۱) صحیح عن ابن مسعود انہ اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ جهرًا، وقال لهم: اراكم لا
متدعين (رد المحتار) فصل في البيع ۳۹۸/۶ ط سعید

(۲) صحیح عن ابن مسعود انہ اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ جهرًا، وقال لهم: اراكم
لا متدعين (رد المحتار) کتاب الحظر والا باحة فصل في البيع ۳۹۸/۶ ط سعید

(۳) والا سراج فصل حيث جف الرباء او نادى المصلين او النيام (رد المحتار) کتاب الحظر والا باحة فصل في
بيع ۳۹۸/۶ ط سعید (۴) صرح علمائنا في باب الحج عن الغير بان لا تسأل ان يجعل ثواب عمله لغيره

و في البحر من صام او صلى او تصدق و جعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء حار و يصل ثوابها اليهم عبد اهل
السنن والجماعة (رد المحتار) مطب في القرآ لثميت واهداء ثوابها ل ۲۴۳/۲ ط سعید

اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ لفظ صلوٰۃ یا اس کے مشتقات سے صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ طلب کرتا چاہئے۔ قصداً بالذات دوسروں کے لئے اللہ صلی علی فلان نہ سماتا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ دلی

درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں (سوال) درود تاج کا ثبوت کسی حدیث سے ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵) درود تاج کوئی ایسا درود نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو اور اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہیں (۱۰) اس سے بہتر وہ درود ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں جیسے نماز کے درود۔ یہ افضل والی ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

(۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے

(۲) درود اکبر اور دعائے خیر العرش پڑھنا جائز ہے مگر ان کی اسناد بے اصل ہیں!

(اخبار جمعیت حبیب نمبر مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) درود تاج کے پڑھنے میں جناب کا کیا ارشاد ہے؟ (۲) درود اکبر اور دعائے خیر العرش کا پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۶) (۱) درود تاج ۵ پڑھنا کوئی گناہ نہیں ہے مگر دوسرے ماثور درود اس سے افضل ہیں (۱۰)

(۲) جائز ہے مگر ان کی اسنادیں معتبر نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

۱. وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی السی (الدر المحار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله وکذا لا یصلی احد علی احد) ای استقلاً (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۳۹۶/۶ ط سعید)

(۲) ۱۰. تاج سے بعض الفاظ مثلاً دافع الہلا والوباء والفحط والمصر والالیم الخ موثر نہ ہے۔ دوسرے کوچہ سے قابل اعتبار (۱۰) (مجموعۃ الفتاوی) (اردو) ۲/۱۹۷ ط سعید

(۳) ان السی ﷺ حرح عبداً فلاناً قد عمداً کیف یسمی علیہ! کیف یصلی علیہ! فقال قولوا اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم (الحدیث) (صحیح البخاری باب الصلوۃ علی السی ﷺ ۹۴۰/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴. ولا تلتزم الیہ الا داعیہ الماثورہ اولی وارحی للقبول . تکملة فتح الملہم مسله التوسل ۵/۶۲۲ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

دوسرا باب پیری مریدی فصل اول - بیعت

بیعت توہ مسنون ہے، معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے!

(سوال) اکثر علمائے دین فی زمانہ بغیر ان پانچ طریقوں کے توہ نہیں کرتے، خصوصاً بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا نامین ضروری نہیں، معروف و مشہور طریقہ محمدیہ کافی ہے، کیا حسب شرع ان میں توہ کرنا فرض ہے یا حسب سنت؟

(جواب ۵۷) بیعت توہ مسنون ہے، اور چاروں طریقے جو مروج ہیں اور معروف ہیں ان میں مرید کرنا مستحب ہے، واجب فرض یا سنت مودہ نہیں، پس ان طریقوں کے حدود بھی مرید کرنا اور توہ کرنا جائز ہے، سنت شہود اللہ محدث، ہونی قول نہیں میں فرماتے ہیں اعلم ان البيعة سنة وليست بواجبة لان الناس يبعون المولى لله و تقربوا اليه الى الله تعالى وله بدل دليل على تاقبهم تاركها وله يسكر احد من الائمة على تاركها الح ، اور اسی میں ہے اعلم ان البيعة المتواترة بين الصوفية على وجود احدها يبعد التوبة من المعاصي والثاني بيعة المترك في سلسلة الصالحين الح ، اور ان میں ہے ولا بأس أن يلقه فيقول قل احترت الطريقة القتسدية او القادرية او الجشتية - الى آخره اور غلط فہمی ہے کہ اس امر پر ضابطہ ہے کہ ان طریقوں کا نامین لینا بھی جائز ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کا بیان تھا ان اعداء اولی

ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں

(سوال) خادم نے ایک بزرگ سے کچھ درود وظیفہ خط کے ذریعہ دریافت کیا تھا اور ہاتھ پر بیعت نہیں ہوا، اب اگر میں کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۸) صورت مسئلہ میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ

(۱) الفصل الثاني: سبب البيعة ص ۱۲ ط کلکتہ

(۲) حوالہ بالا ص ۱۹

(۳) حوالہ بالا ص ۲۳

۴: فکلمة لا بأس وان كان اعداء يستعاض بها فيما تركه اولي الكفاية قد تستعمل في المعصية كما صرح به في المحرر، رد المحتار، کتاب تصدق وطلب كرامة لا بأس قد يستعمل في المذنبات ۱۱۹ ط سعید

نہیں کسی دوسرے سے اس وقت حاجت ہو نامن سب نہیں جب کہ پہلے سے حاجت ہو چاہے اور ہاں جو اس سے فائدہ پہنچنے کے دوسرے سے حاجت کی جائے لیکن اگر پہلے سے حاجت ہی نہ کی ہو تو دوسرے سے حاجت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں (واللہ اعلم)

- (۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
- (۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرنا حضور ﷺ یا خلفاء راشدین یا کسی بزرگ سے ثابت ہے؟
- (۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں۔

(سوال) (۱) پیر بلند جہد تخت پائے اور دوسروں کو نیچے بٹھا کر بغیر ضرورت ذکر کرانے اس طرح خدا کے نام کی جنگ و بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) پیر داماد دوسروں کو نیچے بٹھا کر ذکر کرانے تو ایسا فعل حضرت سرور کائنات ﷺ یا خلفائے راشدین نے یا حضرت عبدالقادر جیلانی نے کیا ہے؟

(۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی بنے پیر کی طرف سے؟

المستفتی نمبر ۳۱۴ فقیہ محمد دکاندار (ضلع بڑا ۵) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء (جواب ۵۹) (۱) یہ فعل پیر کا تھا نہیں ہے (۲) حضور ﷺ و صحابہ کرام اور بزرگان دین کی یہ عادت نہ تھی (۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی بنے پیر کے اختیار میں نہیں ہوتی (۴) محمد کفایت اللہ

نہاں کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں۔

(سوال) زید، تصویب کی اور تصویروں کی زیارت سے اپنے مکانوں کو زینارش دیتا ہے اور اس کو بجز خیال کرتا ہوا روگوں کو مرید کرنے میں کسی مذہب و ملت کی قید نہ رکھتا ہو مسلم ہندو عیسائی پارسی کو بلا دعوت اسلام پیش کئے اور بلا توبہ کرائے مرید کرتا ہو اور اس طریقہ کار کو جائز اور اچھا سمجھتا ہو اور طوافوں کا کانا سنتا ہو اور ریہو پر غور میں اور کانا بھی سنتا ہو اور نماز جماعت کا پابند نہ ہو عین نماز جماعت کے وقت سینما ہال میں تماشا اور تفریح و رعب دیکھتا ہو اور اپنی مرید بھائیوں کو اور دوستوں کی عورتوں کا حلیہ اور خد و خال اور زینتوں جمال اپنے اخبارات میں لکھتا ہو اور اس سے و جہتی اور مزہ لیتا ہو اور موبویوں کو برا بھلا کہتا ہو اور جہد تقضی میں مقید نہ ہو کہ وہ بڑا قرار دیتا ہو اور اپنے اخبار میں بھی تحریر کرتا ہو کہ نہ میں سنی ہوں نہ

۱۔ ف۔ ک۔ مہیور جیل فیس - بعد فلائس و کڈلٹ بعد موتہ اور عیہ مستضعفہ و ملا عذر - فہ ہشہ المصلاص و بدھ مالہ کدہ و تصرف حقوق النسخ عہدہ - معون الحسل الفصل الدہم ص ۲۰ ط کلکتہ

۲۔ مہیور الکرمہ لیس م۔ لورہ لونی ولا ہی استضعفہ کل م۔ لورہ و مرام شرح شرح العقائد ص ۵۵ ط امدادیہ ملتان

میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی بفضلہ رکھتا ہوں بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہو عورتوں کو چہانہ اپنے سامنے رکھتا ہوں اور اپنی اولاد کو تختہ سینما اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہوں تو کیا یہ شخص کو جس کے اندر اس قدر منہیات شریعت مذکورہ بالا موجود ہوں اس سے ذہت جائز ہے۔ المستغنی نمبر ۱۲۰۹ ہجری حین صاحب (وبلی) ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰) تصویر بنانا اور، بولنا اور تصویروں سے حر کو مزین کرنا صریح اور صحیح احادیث کے بموجب ناجائز ہے۔ اندھ ب رات میں ہے کہ تصویر کی حرمت دستی تصاویر اور فوٹو اور تصویروں اور نصف تصویروں کو شامل ہے، غیر مسموں کو مرید کرنا اگر ان کو اسلام میں داخل کرنے کی نیت ہو تو حد باہت میں آسکتا ہے لیکن غیر مسلم کے غیر مسلم رہنے اور رہنے دینے کے ساتھ اسکو مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرید کرنے کی غرض ارشاد حق اور تصفیہ باطن ہے اور غیر مسلم غیر مسلم رہنے کی حالت میں تصفیہ باطن کا اہل نہیں اسلام کے بغیر نور قلب کا حصول ناممکن ہے اور غیر مسلم کو مرید کرنا اور اس کو صحیح و ناجائز طور پر مرید سمجھنا عملی طور پر اس امر کا احاطہ ہے کہ نور باطن کے حصول کے لئے اسلام بتا ضروری نہیں اور یہ خیال بدعت اصول اسلامیہ کے خلاف اور باطل ہے ہوانوں کا کھانا سنہ حرام ہے، (۱۰) مرید جو چاہتا ہے سنا جائز ہے اور ناجائز باتیں سنا ناجائز، ترک نماز موجب مٹا کبیرہ اور ترک جماعت بلا حذر اہیانہ ہو تو موجب ملامت اور اذہ ہو اور اکثری ہو تو موجب گناہ ہے (۱۱) سجدہ تقطیعی غیر اللہ کو کرنا حرام اور سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا کفر ہے، (۱۲) ہر حال جو شخص امور مذکورہ فی السوال کا مرتکب ہو وہ ارشاد و تعین کا اہل نہیں اور اس کے ساتھ پردہت کرنی جائز نہیں، (۱۳) محمد کا بیت اللہ کان اندھ لہ وبلی

۱) ومن اجل هذه الاحادیث والآثار ذهب جمهور الفقهاء الى تحريم التصوير واتحاد الصور في الصوت سواء كانت محسنة لها طل او كانت غير محسنة ليس لها طل فيقول النووي تحت حديث الباب قل اصحابنا وغيرهم ومن العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكافرات لانه متوعد عليه بهذا الوعد السديد المذكور في الاحادیث وسواء صنع بما ينهون او بغيره فصنع حرام بكل حال لان فيه مضايقة لحق الله تعالى وتكملة فتح الملهم بشرح صحيح الامام مسلم حكم الصورة الشمسية ۱۶۲/۴ ط مکتبه دار العلوم کراچی، ۲) ولکن کثیر من علماء البلاد العربیہ حبیہ او کلہم فی البلاد الہندیہ قد اتفوا بانہ لا فرق بین الصور المرسومة والصورة الشمسية فی الحکم، وکملہ فتح الملہم کتاب الناس والربیة باب تحريم تصوير صورة الحيوان حکم الصور الشمسية ۱۶۲/۴ ط دار العلوم کراچی

۳) وان كان سماع علماء وهو حرام صاحب العلماء (شامیہ الحظر والاماحة ۳۴۹ ط سعید) ۴) استماع اشعار العرب لوفيد ذكر الفسق نكرة (الدر المختار) قال المحقق في الشامية فراءه لا بأس به بل يمكن فيها ذكر الفسق والعلاء ويحوى لا نكرة (در المختار الحظر والاماحة ۳۴۹ ط سعید) ۵) ترك الجماعة مستوجب اذلة ولا قبل شهادة اذا تركها اسحق ثلاث ومائة اذلة تركها سهو او تركها بداريل مان يكون الامانة من اهل الاخرة لا يستوجب الامانة (المحرر الراس باب الامانة ۳۶۵ ط سبزو) ۶) ان على وجه العظم والصدفة كثر وان على وجه النجاسة لا وضار انما مريكا للكثرة (الدر المختار) ۷) لا اعتبر ۳۸۳ ط سعید، ۷) ولولي هو العارف بالله تعالى حسب ما يمكن المواظب على لطاعته المحب عن المعاصي (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبه حیر کثیر کراچی)

کنائز کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں

(سوال) فی زمانہ مشائخ جو سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں عوام الناس کو عقد اطاعت میں انا فرض میں سمجھتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے ہزاروں اکھوں کو مرید بننے کی ترغیب دیکر مرید بنالیتے ہیں پھر مرید غیر مرید پیر صاحب کی قدم پوسی باعث برکت سمجھتے ہیں حتیٰ کہ پیر صاحب کے مبارک قدموں و آنکھوں سے لگاتے ہیں جاوہ بریں پیر صاحب طبقہ نسواں کو اپنے حلقہ میں بے پردہ داخل فرما کر رشد و ہدایت کرتے ہیں مذکورہ طبقہ بھی پیر صاحب کی قدم پوسی کا شرف حاصل کرتا ہے ازالہ بعد پیر صاحب اشغال ذکر میں مصروف رات میں ہزاروں عورتیں بے پردہ حلقہ ذکر میں مستغرق ذکر ہو کر شاد ہو جاتی ہیں آیا یہ طریقہ بیعت و طریقہ ذکر جائز ہے یا نہیں؟

دیگر پیر صاحب خوان طعام یا حاضر نوش فرماتے ہوئے گاہ گاہ اپنے مریدوں پر توجہ فرماتے ہوئے لقمہ زبان نکال کر مریدوں کے برتنوں میں ڈال دیتے ہیں لقمہ مذکور کو مریدان بہترین نعمت سمجھ کر نوش کرتے ہیں اس قسم کی حرکت پیر کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

پرچہ ہذا جو اس میں منقول ہے اس قسم کے مضامین ہذا چارہ حار مستہر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۶۳۷ سید افضل صاحب (میسور انیسٹ) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۱) بیعت توبہ کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ مرشد و گوی سے اس بات پر بیعت لے کہ وہ: گنہوں سے اجتناب کریں گے اور فرائض الہیہ پورے کریں گے، نیز لازم ہے کہ مرشد خود بھی سنت نبویؐ کا قیام ہو اور کوئی امر قصد استن کے خلاف نہ کرے پس پیری مریدی اگر اس حد تک محدود رہے تو وہ صحیح اور جائز ہے اور اگر اس حد سے متجاوز ہو مثلاً مرشد خود ہی بے شرع ہو سنت کے خلاف اعمال کرتا ہو مریدوں کو بھی اتباع شریعت اور پیری سنت کی تلقین نہ کرتا ہو گنہوں سے چپنے کی ہدایت نہ کرتا ہو ان سے کوئی نیکی وصول کرتا ہو عورتوں کو بے پردہ سامنے آتے دیتا ہو ان سے پاؤں دلاتا ہو یا بے پردہ حلقہ ذکر عورتوں کو منع کرتا ہو تو ان حالات میں بیعت اور پیری مریدی ناجائز ہے (۱)

اگر پیر صاحب نے یہ طریقہ بنالیا ہو کہ نیک قیام شریعت مریدوں کی درخواست کے بغیر اپنے من کا لقمہ نکال کر ان کے آگے حانے میں ڈال دیتے ہیں تو یہ ناجائز اور بدتمیز ہی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) اعلم ان لیلة المتواتر من الصوفیة علی وجود احد هاتعة التوبة من المعاصی (القول الحمیل الفصل الثاني ص ۲۳ کلکة)

(۲) والولی هو العارف بالله تعالی حسب ما تمسک المواقف علی الطاعات المحسب عن المعاصی (شرح العقد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حبر کثیر کراچی) ولی شرحه السراسخی ابیحرح بالکبیرة واصرار الصغیرة عن الولاية (ص ۲۹۵ ط اعدادیه ملتان)

مرشد منع نہ کرے تو یہاں معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے
نجات پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال) ایک شخص موصوفہ قنونی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہے اور ان کی رحمت کے بعد اس نے ان سے
ایک خلیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے ایک صورت میں وہ اس بات کے بھی خواہشمند ہیں کہ ان
حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جائیں اور کانگریس یا کانگریس کی مجلس دیگر
بمخبریں و جماعتوں میں سے کسی کے امیدوار کو انکیشن میں ووٹ دے پس کیا ایسا کرنے سے بیعت ختم
ہو جائے؟ (المستفتی مؤخر) (مضامین) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۶۲) سیاسی موصوفہ بیعت سے تجدید ہے مرشد کے خلاف رائے دینے سے نہ تو کوئی اثر
نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد اس بات سے منع نہ کرے اور ناراض نہ ہو اور اگر وہ منع کرے اور ناراض ہو تو
پھر اس کے خلاف کرنا معتبر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

پیر و مریدین کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(جواب دیگر ۶۳) پیر و مرید اسلام میں مکمل آپ کا ذکر موصوں ہوا کثرت مشاغل کی وجہ سے
جواب میں تاخیر ہوئی امید کہ معاف فرمائیں گے آپ کے سوالات کے مختصر جواب تحریر نہ کرنا ہوں
کیونکہ تفصیل بہت زیادہ وقت چاہتی ہے۔

(۱) پیر کی حیثیت یہاں اتنی ہے اگر استاد کی ہر شخص کو ضرورت ہے تو پیر کی بھی ہر شخص کو
نہ ہر مرتبہ ہے پیر اخلاق و فرائض کو حاصل کرنے اور اخلاق حسنہ کو حاصل کرنے کے طریقے تعلیم کرتا ہے اور
ان طریقوں پر عمل کرنے کے راستے بتاتا ہے (۲) تمام ان لوگوں کو پیر کی ضرورت ہے جو مذکورہ بالا
باتیں خود نہ سمجھیں اور اس سے استاد کے ذریعے سے تحصیل معارف آسان ہوتی ہے (۳) میں بھی
ایک مرتبہ بیعت رکھتا ہوں اب ان کا وصال ہو چکا ہے (۴) ہاں بزرگوں اور اولیاء اللہ سے سب سے
خاص ہوتی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ بزرگوں سے سب سے اہم ضرورتیں ہوں اور ایت پیر بھی ہوتے
ہیں جو اپنی روحانی قوت سے مریدین قلمی کثافتیں دور کر دیں (۵) موجود ہوں گے اگرچہ ہمیں

۱۔ ولا یسر ذلک الا بالمعہدہ علی سبیل قد حادہ فہو و حالف ہوا و تحلی عن الاحلاف و المعصیہ و
بحی الاحلاف الحیدہ و من طر من فہو نہ یطرق بدلت صحیحہ و علم و درس الکتاب فقد حل صلاۃ معہ فہو
و العلم بالعلم من لعمہ فکذبت لحدی بالحدی علی بد العرف و انقرون (اعلاء السنن باب سرحد و لزوم
۴۳/۱۸ ط اداره القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی)

۲۔ بطور التکرار لیس من یو۔ لولی و لا فی سطاغہ کل من اراد ان کل من دشر للمحدہات لطیور الحوزہ
لم یلع الولاية ولم یطوره التکرار الفراس شرح شرح العقائد : ص ۵۵ ط امداہ ملتان

۳۔ نفس العبدہ علی سبیل مکررہ لاهل لولاية حابر عبد اہل السنہ (رضا لمحدہ مطلب فی کرم
الاولیاء ۴ ۲۶۰ ط سعید)

”علوم نہ ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ بد خشوں کے پہاڑوں میں اہل موجود ہوں لیکن ان کا علم نہ ہو (۶) بزرگوں اور اولیاء اللہ کی حقیقی پہچان مشکل ہے ظاہری پہچان اہتمام سنت ہے جو شخص جس قدر زیادہ تحفہ سنت پہنچنے کی سنت اور طریقوں کا تتبع ہو گا اسی قدر زیادہ بزرگ ہو گا (۷) میرے خیال میں آنی کل تصدیق باطن کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ذات گرامی معتبر ہے آپ قصبہ تھانہ بہانہ ضلع مظفر نگر میں قیام رکھتے ہیں (۸) جب کہ کوئی شخص اس بات پر ایمان لے کہ خدا ہے اور اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجے ہے اور حضرت محمد ﷺ خدا کے چنے پیغمبر اور رسول تھے تو ان پاک خدا کی کتاب ہے تو اس کے بعد قرآن پاک کے تمام احکام و رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتنا ہی واجب ہونے میں کوئی شبہ اور تاویل باقی نہیں رہتا اور نہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازیں کیوں ہوئیں یہ ایک مینے کے روزے کیوں ہوئے یہ خدا کے احکام ہیں اور؟ شخص جو خدا اور رسول اور قرآن کو ماننا ہے اسے ان احکام کا ماننا لازم ہے (۹) دنیوی حیش و آرام سے اصرار کرنے سے اسلام نے منع نہیں کیا اسلام نہ صرف یہ چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق تیش و آرام اٹھایا جائے (۱۰) دنیا کی زندگی یقیناً فانی ہے اس میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا اس کے بعد جس عالم سے ساتھ پڑنا ہے وہ جاتی ہے عقل مند کا فرض ہے کہ وہ فانی پر ہائی و قربان نہ رہے شریعت کی متابعت اس کے مابقی کی بہتری کی تکلیف ہے اس کی فکر نہ کھنی اور ہمیشہ کا آرام حاصل کرنے کی ہمت پیدا کرنی عقل کا مقتضا ہے نہ کہ خلاف عقل (۱۱) جن صاحب کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے ”مہ“ خیال میں وہ ارشاد و ہدایت کے لئے منتخب کئے جانے کے لائق نہیں (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ“

تستحب البیعة فی طریق من المشایخ

از اخبار الجمعۃ و ملی مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

(سوال) اهل يلزم بیعة الطريقة للمشايع المعروف بالفادرية الشاذلية وغيرهما وبحس العمل بما يلقنه ام لا وان لم يخذ البيعة يحسني عليه سوء الخاتمة؟
(ترجمہ) مشائخ طریقت کے جو سلسلے مشہور ہیں مثلاً تدریہ شاذلیہ وغیرہ تو کیا ان میں سے کسی سلسلے میں کسی مرشد سے بیعت ہونا اور مرشد کی ہر ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص کسی مرشد سے بیعت نہ ہو تو کیا سوئے خاتمہ کا خطرہ ہے؟

(جواب ۶۴) لا يلزم بیعة الرسمية فی طريقة من طرق المشايخ نعم تستحب فمن اتى بها ووفى اجراها ومن لم يات بها و سلك الطريق المسقيم اخذ امن الكتاب والسنة واداب السلف الصالحين لا يحسني عليه سوء الخاتمة هذا والله اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۲) مشن طریقت کے مشہور، مروجہ سلسلوں میں بیعت ہونا (شرعا) لازم نہیں ہے یاں مستحب ہے تو جو شخص بیعت اختیار کرے اور کما حقہ عمل کرے تو ماہور ہوگا اور جو بیعت اختیار نہ کرے مگر تاب و سنت اور آداب صف و صالحین کے مطابق صراط مستقیم پر گامزن رہے اس کے سوائے خاتمہ کا فطرہ نہیں ہے، میری رائے تو یہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علیم و خبیر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

(۱) مرید ہونے کا مطلب

(۲) مرید ہونا مستحب ہے

(۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے

(۴) کیا بغیر مرید ہونے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟

(۵) مرید ہونا ضروری نہیں

(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں۔

(از اخبار الحرمینہ دہلی مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) مرید کرنے یا مرید ہونے کے کیا معنی ہیں؟ (۲) مرید ہونے کے متعلق شریعت میں کوئی تاکید یا ہدایت ہے یا نہیں (۳) کیا بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں ایک ہی طرح کا عمل ہے (۴) اگر کوئی شخص بغیر مرید ہونے کے مر جائے تو کیا آخرت میں اس کو کچھ نقصان پہنچے گا؟ (۵) اگر مرید ہونا زنی ہے تو مرید کرنے کا حق کس کو ہے؟ (۶) مرید ہونے کے متعلق اگر مزید تفصیلات ہوں تو تحریر فرمائیے۔ (جواب ۶۵) کسی بزرگ کے ہاتھ پر یہ معبدہ کرنا کہ میں آئندہ معصیت نہ کروں گا اور تصفیہ قلب کے لئے آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا اس کا نام بیعت کرنا یا مرید ہونا ہے (۱) کوئی تاکید نہیں صرف انتہاب اور لونیت کا درجہ ہے (۲) دونوں کا ایک ہی مطلب ہے (۳) اگر وہ شریعت کے احکامات مطابق عمل کرتا رہا تو اس کو نصف اس وجہ سے کہ وہ کسی کا مرید نہیں تھا کوئی نقصان نہیں ہوگا (۵) لازمی تو نہیں مگر جائز ہے اور مرید کرنے والا شخص واقف شریعت اور قبیح سنت ہونا چاہیے (۶) عام طور پر لوگ ایسے پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں جن کے افعال صریحا خلاف شریعت ہوتے ہیں مثلاً پیر صاحب

(۱) اعلم ان البیعة سنة وليست بواجبة لان الناس يقولون: انا عبد الله ونقولون: انا عبد الله تعالى ولم يدل دليل على نفيه تاريخيا، ولم يكر احد من الائمة على تاريخيا (القول الحميل: الفصل الثاني) ص ۱۲ ط کلکتہ

(۲) اعلم ان البیعة المودونة من الصوفیة علی وجوه احد ما سبعة التوبة من المعاصی الخ (القول الحميل: الفصل الثاني) ص ۱۲ ط کلکتہ

(۳) اعلم ان البیعة سنة وليست بواجبة ولم يدل دليل على تاريخيا، ولم يكر احد علی تاريخيا (القول الحميل: الفصل الثاني) ص ۱۲ ط کلکتہ

نماز نہیں پڑھتے یا نہ استعمال کرتے ہیں یا اور اسی قسم کی خلاف شرح حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور لوگ ان کو خدا رسیدہ سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز ہے۔ کوہلم مرتقی تین سنت پابند شریعت ہونا چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

حرام افعال کے مرتکب ہونے کے حلقہ نیت میں داخل ہونا حرام ہے
(از اخبار المحیۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں چاہا کہ قریب ایک قریب ہے جس میں ایک بزرگ کا درگاہ ہے جہاں نماز تہجد اور شریف رکھا گیا ہے اور جو بزرگ درگاہ میں ہیں اس کا نام مولانا مولوی احمد شاہ تھا جو حرمہ شمس سال قبل ان کا انتقال ہوا اور آج ان کا خلیفہ باغین خود کا بڑا مولوی خادم الرحمن ہے جو ہمیشہ مست رہتا ہے چہم حقہ خوب پیتا ہے کھانا پینا بھی کبھی کھاتا پیتا ہے غرض غسل وضو کبھی نہیں کرتا ہاتھ منہ بھی نہیں دھوتا بالکل ملامت زور بند رہتا ہے اس کی بوجھ بھی ہے لوگ مرد و عورت سب اس کے لئے اور درگاہ کے لئے جہد کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس کے ساتھ نکلتی ہیں چند مووی حضرات جو اس کے خلیفہ ہیں مولوی امین الحق فرہاد آبادی و مولوی عبد السلام وغیرہ کہتے ہیں کہ تہجد گھر ہزارکان دین کے لئے جائز ہے اس کے آخر مرید ملامت ہیں عربے نمازی ہیں زکوۃ بھی نہیں نکالتے ہر سال چندہ کر کے عرس منایا جاتا ہے اس میں ہزاروں مرد و عورت تماشے کے لئے جمع ہوتے ہیں طوائفیں بھی آتی ہیں خوب ناچا کا ہوتا ہے زائرین قربانیاں نذر و نیاز کے نام سے لے کر رائج کرتے ہیں ذبح کے وقت ستم بداری یا ستم احمد پڑھتے ہیں چولہا بارستہ مین برائے ذبح کرتے ہیں کہتے ہیں جنہوں نے چالیس بار زیارت کیا وہ حق کا ثواب ہو گا اس لئے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے وغیرہ۔

(جواب ۶۶) وضو و غسل نہ کرنا۔ نماز روزہ زکوۃ اور فرائض شریعہ ادا نہ کرنا اور اپنے لئے تہجد کرنا اور چاندیوں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا کرنا اور رندوں کو تاج کاٹنے کی اجازت دینا اور فواحش کے مرتکب ہونا یہ تمام افعال حرام اور سخت گناہ اور موبہات فحش ہیں اور ان کو حلال سمجھنا غریب ہے۔ یہ وہ جو ان فواحش کے مرتکب اور ملامت میں زندیق ہیں ان کے حلقہ نیت میں داخل ہونا حرام ہے۔ (۱) غیہ

۱. والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ حسب ما یسکى المواطى على الطاعات المحتب عن المعصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حبر کثیر کراچی)

(۲) و یحوز ان یکون مرتکب الکبیرہ موما یسفا غیر کفر (شرح اشفا الاکبر مرتکب الکبیرہ ص ۱۴۰ ط فطر)
۳. لکن فی شرح العقائد تفسیری استحلال المعصیہ کفر اذا لب کفریا معصیہ بدلی فطعی (رد المحتار باب زکوۃ المسمی مطلب استحلال المعصیہ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید)

(۴) والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ حسب ما یسکى المواطى على الطاعات المحتب عن المعصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حبر کثیر کراچی)

اللہ کو تہجد کرنا شریعت محمدیہ میں بہترین عبادت نہیں آیت تہجد مل تہجد اور تہجد اور ان حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے احکام ہمارے لئے اس وقت نیت نیت میں رہا کہ ہماری شریعت میں اس سے خلاف عمل نہ آیا ہو اور یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں تہجد وغیرہ حرام اور ممانعت نہ لایا ہو جو ہے۔ اگر غیر اللہ کو تہجد عبادت یا عبادت کو تہجد ہے اور تہجد تہجد جو تو حرام اور مویب فسق ہے۔ محمد خیرت اللہ کان اللہ

فصل دوم۔ ریاضت

تزکیہ نفس کے لئے کئے جانے والے مراقبے میں تاج نزکا منہ ہو تو مراقبے سے
(سوال) کیا از روئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ مراقبہ یعنی چند آدمیوں کا اندیشہ سے میں تہجد کر تہجد
کے ایک پہلو میں چار پانچ یا اس سے زیادہ کا ان پر توجہ، التایمان پر کچھ اذکار کر کسی کا تصور یا تہجد کر تہجد
و خلاف وغیرہ پر متوجہ نہ ہونے کا یہ سوال کریم ہے اس طرح کا فعل کیا کرنے کا حکم دیتا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۳۸۸ تاریخ ۲۲ ربیع الثانی مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۶۷) مراقبہ اور ان قسم کے اور افعال جو مشائخ نے یہاں تزکیہ نفس اور ریاضت کے سلسلے میں
معمول ہیں شرعیہ ان میں کوئی تاج پر تہجد شامل نہ ہو۔ مراقبہ میں فی حد ذاتہ مقصد میں داخل نہیں ہیں
بلکہ اصل مقصود یعنی تہجد یا تہجد یا تہجد کے ذریعہ میں سے ہیں۔ اس پر کوئی
ان میں عمل میں نہ لائے یا ان کو نہ مانے تو اس پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں حضور ﷺ یا صحابہ کرام سے ان
عمل کی موجودہ روایت نہیں ہے۔ ان میں ہاں اصول یہ چیزیں شریعت کے دائرہ کے اندر ہیں بشرطیکہ
بتائے والے شائخ کا نام متقی اور قبیح نہ ہو۔ محمد خیرت اللہ کان اللہ

۱۔ وقد كان هذا شاعرا في سر عبيد الله سمعوا عني الكسور سعدون له ولم يكون هذا حيا من لدن ددي صريحه
عسي عنه لسلامه فخره هذا في هذه السنة و جعل نسجود محبت بحسب الوت سبحانه و تفسير من كسر
يوسف ۱۹۰/۴۹۱ ط سبيل الكيدى لاهور

۲۔ ان عني وجه العظم والعدد كثر و ان عني وجه النجيه لا و صرنا من مركب كسره و بدر السجود و سرجه
كتاب الحظرو والا يا حيا باب الاستبصار ۳۸۳ ط سعد

۳۔ فليست السالكات الله حاصر الله في معنى ان سجن في الخلد به يصور حضوره تعالى وبطوره وعنه
بصور اجده مستغيب مع سربه عن نجده والمكان حتى يعرف في هذا للصور الخ القول الحسن لنفس الترمذ
ص ۳۸ ط كسكة و هي اعلا النسخ و بهذا الحد حتى امرار بعض الناس عني الصوفية بانهم احبوا الزكاه من
اعنيه لا اصل لها في السنة كذكر الاثبات بلفظ الا الله الا الله فلا دكار التي اجترعها المشايخ و ان لم يكن
ماورد فيها عقوبات القبول فبصلحته لذكر المالك و ادب الذكر ۱۸ ۱۵۳ ۱۵۱ ط اداره القراء
العلوم الاسلاميه كراچي

تصور شیخ کا حکم

(سوال) آج کل عموماً کہتے ہیں کہ مرشد ہوا کرتے ہیں وہ مرید کرنے کے بعد مرید کو پس و پیش بتلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میری صورت کا تصور کرہ اور اپنی صورت کو وسیع قرار دیتے ہیں ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے تصور کا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا رہبر کی صورت کا تصور جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو اس میں چارہ ثواب ہے یا نہیں اور یہ کہ اگر مرید کا جامہ تمام صورتوں میں ہر روز یا تو ایسا ہی صورت پر تہی پر ہو؟

المستفتی نمبر ۷۷۷ سید حمید شاہ (پارہ وضع کمن) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۸) تصور کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر ہے کہ مرشد کا خیال پیش نظر رہے تاکہ منہیات کے ارتکاب سے احتراز کرنا آسان ہو اس سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں اور عبادت یعنی نماز کے اندر یہ تصور اور خیال بھی نہ ہونا چاہیے نماز میں تو تعبد اللہ کامل تراہ کی تعلیم ہے یعنی یہ خیال رہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے سامنے ہوں اور گویا اس کو دیکھ رہا ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له!

نمازیہ مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم

(از اخبار اشعیۃ دہلی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) تصور شیخ جو کہ کثرت مشائخہ پر مریدوں کو تقنین کرتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

(جواب ۶۹) تصور کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نمازی حالت میں اصول فقہیہ کی روت اس کی اجازت دینی مشکل ہے۔ اللہ کفایت اللہ کان اللہ له!

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامان، فصل الاول ۱۱۱ ط سعید

۲۔ فی بودہ قول رسول اللہ ﷺ لا یزال اللہ عز و جل مقبلاً علی عبدہ و هو فی محبۃ مالہ بمقت صد الف انصرف عہ (سنن ابی داؤد باب الانتفات فی الصلوٰۃ ۱۳۸ ط امدادیہ ملتان)

تیسرا باب مفردات

شعر ” اللہ کے پہلے میں سوائے وحدت “ ان محمدانہ شعر ہے
ایسی غزل خوانی کی مجالس میں شرکت سے چنا ضروری ہے

(سوال) چار پانچ ڈاڑھی منڈ بے نماز، زانی و مہربانی مجلسوں میں بیٹھ کر نعت خوانی و غزل خوانی اور منڈھا خوانی نہایت خوش الحانی سے کرتے ہیں اور ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے مثلاً: ” اللہ کے پہلے میں سوائے وحدت کے رکھا ہی گیا ہے “ ہمیں جو کچھ لینا ہے بھر کار محمد سے لے لیں گے “ وغیرہ ایسی مجلسوں میں شرکت چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲-۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۰) یہ اشعار جو سوال میں مذکور ہیں سخت ملحدانہ اور عوام مسلمان کی گمراہی کا باعث ہیں اور اسی قسم کی غزل خوانی کو نعت خوانی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے درحقیقت شریعت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین ہے اور عورتوں کے مجمع میں نوجوان مردوں کا خوش الحانی سے گانا موسیٰ شیوع فق ہے لہذا یہ تمام باتیں جو سوال میں مذکور ہیں، چنانچہ حرام ہیں اور بعض تو زندہ والہاد میں داخل ہیں، مسلمانوں کو ایسی مجالس سے چنا فرض ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

متبع شرع عالم دین کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے، تصوف شرعی حوم میں داخل ہے

(سوال) ایک بزرگ عالم باعمل اہل سنت والجماعت ذکر الہی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں سنت جناب رسول اکرم ﷺ پر قربان و فدا، بدعات سے نہایت متنقہ اور ہر اہل اسلام کو ذرا الہی کرنے کی ترغیب، ہدایت دیتے ہیں جن کے عقائد ہدایت سے ایک سرور اہل اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ و تہجد و آراء و عقائد رابطہ مراقبہ محاسبہ میں مشغول ہے و در شریعت جناب سرور عالم ﷺ پر قائم اگر کوئی شخص یا بہت سے آدمی مل کر اس سرور الہی والوں کی خواہ مخواہ مخالفت کریں یا ان پر اہتمام کریں تو عند الشرع ان پر کیا حکم ہوگا۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان اور مقلد ظاہر کرے اور علم تصوف سے منکر ہو یا صم تصوف ہو، صوفیوں اور ذکر الہی کرنے والوں کو حقیر جانے اس پر کیا حکم ہے؟

(جواب ۷۱) جو لوگ کہ احکام شریعہ کے پابند نہ رہتے تو یہ علی صاحبہا افضل المسلوۃ والتبیۃ کے موافق حامل اور ذکر و اشغال مشرورہ میں مشغول رہتے ہیں ان کی توہین و تذلیل کرنا یا استخفاف و استہزاء سے بیش از حد ان کے عمل، اتباع شریعت و امتثال احکام الہیہ و نبویہ کی وجہ سے ہو تو بے شک شبہ کفر ہے۔ یہ وہ دور حقیقت شریعت و نبوت غر اکا استخفاف ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ترک النسی فان راها حقاً اثم والا کفر (در مختار) قوله والا کفر ای بان استحقاق عقوبت ہی فعل السی کفر وانا لا افعله الخ (رد المحتار) ۱۰. ولی العقائد النسفیة والا استهزاء علی الشریعة کفر انتہی ۱۱. بخصوص کی ضرورت مرن توہین یا تذلیل کرنا بہت سخت ہے نہ ہی اسی امامہ مرفوعاً ثلاثہ لا يستحقهم الا المساق ذو الشیة فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط (رواہ الطبرانی فی الکبیر انتہی) (کذا فی مجموعۃ الفتاوی) ۳. و فیہا بقلا عن الرازیة استخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالى محذوفاً علی حیار عبادہ لید لو احلقه علی شرعه نیابة عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه من یشود انتہی ۱۲

معم تصوف نے علم اخلاق و علم القلب، پانچ کتاب شرعی علوم میں داخل ہے اور اس میں سے اتنی مقدار کا سمجھنا جس کے ذریعے سے اپنے رذائل باطنیہ کا ازالہ اور اخلاق و عادت نفسانیہ کے استعصا تحرم سے اجتناب ہو سکے۔ زمزم فی تبیین المحارم لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیہ و علم الحلال والحرام و علم الریاء لان العائد محروم من ثواب عمله بالریاء و علم الحسد والعجب اذ هما یا کلان العمل کما ناکل النار الحطی الخ (رد المحتار) ۱۰. وقال فی رد المحتار لما علمت ان علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء فرض عین و مثلها غیرها من آفات النفوس کالکبر والشح والحقد والغش والغضب والعداوة والغضاء والطمع والبخل والبطور والخیلاء والحیاء والمداهمة والا استکبار عن الحق والمکرو والمحادعة والقسوة وطول الامل و نحوها مما هو مبین فی ربح المہلکات من الاحیاء قال فیہ ولا یفعل علیہا بشر فیلزمہ ان یعلم منها ما یری نفسه محتاجاً الیہ وازالتها فرض عین الخ (رد المحتار) ۱۱. بان صوفیہ

(۱) باب الوتر والنوافل ۲۲/۲ ط سعید

(۲) ص: ۱۶۷ ط مکتہ خیر کثر کراچی

(۳) کتاب الکراہیۃ ۴ / ۳۵۳ ط لکھنؤ

(۴) کتاب الکراہیۃ ۴ / ۳۵۲ ط لکھنؤ

(۵) مطلب فی فرض الکفر و فرض العین ۱/ ۴۲ ط سعید

(۶) مقدمہ ۳ / ۱ ط سعید

کے انکار و مرقبات وغیرہ کا معجزانہ اذیت ہو وہ فرض و واجب نہیں مگر مستحب ضرور ہے۔ اس علم کو ملاحظہ رکھنے والا فاسق ہے اور استغفار و استغما میں خوف کفر ہے ۱۰ محمد کفایت اللہ کا ناسد لہ

پمفلٹ میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں!

(سوال) ایک شخص نے جو اپنے آپ کو طبقہ فقر میں سے بتاتے ہیں اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور پر نغیہ و اٹھاروشنی ڈالی ہے۔

(۱) سلا و نمان پر فقر و غور زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے اور اسلام نے پتھر کے بتوں کی طرح اس کو بھی توڑا ہے۔

(۲) فقراء کو چھپے کر وہ سستی پائی اور سب عملی جمود اور نشہ بازی کی عادتوں کو ترک کر دیں۔

(۳) جو فقر و ادب اپنے سینک جاتے نامتھے پر بصورت الف نیکالگاتے بدن پر راکھ ملنے اور نغون باندھ کر بندہ رہتے ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اسلامی تعلیمات کے خلاف جارہے ہیں

(۴) فقیہوں کو شس کشی کے بہانے گد اگری کرنا اور مرید بنا کر لوگوں کو خلاف سنت اعمل کی ترغیب دینا عتس و خرد رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مذہب من موع ہے۔

(۵) اسلام علیکم کے جہاد و علمی جہاد اور تعلیم اسلام کے سوائے ہونے والے ہونا جائز ہے۔

(۶) جو لوگ سارنگی کے ساتھ گانا سنتا اسلامی عقیم کے ضد ہے۔

(۷) فقیری کو ایک مستقل پیشہ بنانا سخت معیوب ہے۔

(۸) فقر کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مدتوں میں اور ان میں نہ بھی تعلیم کا اتھ ماریں انہما رس میں دستکاری کی تعلیم بھی دی جائے۔

(۹) فقراء کو صرف خدا ہی کا محتاج ہونا چاہیئے۔

(۱۰) فقراء صرف خدا سے دلتا میں اس ذات کو مستعان اور دست روا سمجھیں

(۱۱) شادیوں میں گاتھ رنگ وغیرہ ترک کر دیئے جائیں۔

(۱۲) بارات میں ناچ رنگ اور تاشہ بچہ ممنوع ہیں۔

(۱۳) رخصت کے وقت لوگوں کو جیز وغیرہ نہیں دکھانا چاہیئے۔

(۱۴) چائے وغیرہ قبل تراب میں کھانے کی جو رسم جموٹ کے نام سے موسوم ہے ترک کر دینی چاہیئے۔

(۱۵) فنی کے موقع پر تعزیت کنندگان کے لئے پان حقہ اور کھانا مہیا کرنا قبل ترک ہے۔

۱. و مدونا. وهو السحر فی النعمہ و غمہ القلب (الدر المختار مع رد المحتار مقدمہ ۹، ۳ ط سعید)

۲. الاسہراء بالعلم والعلماء کفر (الاشاء والطائر العن الاول کتاب السیر ص ۱۹۱ ط مبروت)

(۱۶) تہجد و سوال چلم وغیرہ رسوم کا ترک کرنا مستحسن ہے۔

صاحب رسالہ نے مندرجہ بالا امور کے متعلق جو امور ذکر کئے ہیں وہ ضرورے شرعیات سے صحیح ہیں یا نہیں اور فقہاء
ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳ محمد عمر علی قصبہ پانچوہ ضلع میرٹھ ۲۳ رجب ۱۴۰۱
۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) یہ تمام امور صحیح ہیں اور شرعیات سے صحیح ہیں بلکہ یہ سب
مسئلہ اور حدیث پر فقہاء اور ائمہ کا جس سے دوسرے مسئلوں کی توہین ہوتی، دونوں پر نکتہ اور ہفتی
سب نمبر درست ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟

(سوال) جاہل آدمی صرف بن سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر قسمت کی تیزی سے ہو جائے تو اس و محمد بنی
نہ عمل ہوتا نہ ورنہ بن سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تاریخ ۲۹ مئی ۱۳۵۵ھ
مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۷۳) مرنے کے وقت جاہل آدمی بھی لوگ جس کو چاہیں سمجھتے ہیں وہ ولی بن سکتا ہے اور ویت

۱۔ عن عیسیٰ بن مردیاس عن رسول اللہ ﷺ قال: قد ذهب عنكم عبادة الجسد و فحرف لانا، مومن
عنی و فحرف عنی اللہ بنو دہ و دہ من مراب لیدعن رجل فحرف ہم دہ و دہ اس امی داود بن الدحور
بالاحساب ۳۵۰، ۲۔ ط اعدادیہ ملتان

۲۔ عن من عمر بن رسول اللہ ﷺ قال: کل مسکر مر و کل مسکر حرام، صحیح مسلم باب ان کل
مسکر حرام ۱۶۷، ۲۔ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۔ ابن ماجہ رحمہ اللہ یعدی: تسبیح و تہجد و الوضوء لندی یعدی المتصوفہ فی زہد حرام لا یجوز لنفسہ
بہ و یحرم عنہ و هو و نفہ و من مر مر سوء العائیکونہ کتاب السباح عشر فی نفہ و لہو ۳۵۲، ۵
ماحدیہ اکونہ

۴۔ و اما الناس بعدون دلوں دلوں و نجویات ویر کون و لجمع و لحدیث: فہم لدن صلی سبعمہ فی العبد
لدن و ہم یحسبون انہم یحسبون صفا: سراج العقیدۃ للطحاوی ص ۵۱۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۵۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال: کان رسول اللہ ﷺ اذا أتى باب قوم و یقول: السلام علیکم! و عن امی
داود: باب کہ مرۃ یسمی الرجل فی الاستیذان ۲ ۲۵۸ ط اعدادیہ ملتان

۸۔ و فی نفسہ نہ اکثرہ ففہ عنی نفسہ قرآن و ادب و علم لغرضہ عنی ابو حنیفہ و الدیر سحر باب
التعویذ ۷۸، ۴ ط سعید

۱۱۔ ۱۲۔ مسابغ صوب مدلی کشر قبض و بحود حرام و الدیر المحار: کتاب لحظہ والا حہ
۳۴۹، ۶ ط سعید

۱۵۔ ۱۶۔ و یکرہ حدیث الضیفہ من اهل السنۃ لانه شرع فی السور لا فی الشیء و ہی بدعہ مسفحہ
و روی الامام احمد و اس ماحدہ سادہ عن جریر بن عبد اللہ کہ بعد الاذان الی اهل السنۃ و صعبہ الطعمہ من

النساجہ و رد المحتار: کتاب المحار: مطلب فی کراہۃ الضیفہ من اهل السنۃ ۲ ۲۴۰ ط سعید
(۱۶) و یکرہ اتحاد الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاموع (مراجع سابق)

نے لئے جس قدر علم ضروری ہے وہ خود لوند تھی اس کو حلق فرما دیتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
کرامت بعد الموت ممکن نہیں

(سوال) کیا مرنے کے بعد کسی کی کرامت ماننا غریب؟ المستفتی نمبر ۹۵ مولوی مہدائیم
(ضلع پشاور) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۴) وہی کی کرامت بعد موت بھی ممکن ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور ﷺ کا نام سن کر انگلیوں چومنے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم

(سوال) (۱) اذان کے درمیان جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے قیام مبارک ثم
پر سامعین اپنے دونوں ہاتھوں سے ایہام کو چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد حوزہ خاں صاحب (ضلع دھاروڑ) ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ جنوری
۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵) آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر ایہام کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت میں ہے
حضور ﷺ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرام سے یہ عمل در آمد ہوا ہاں مسند فردوس دیلمی سے
ایک روایت اس کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت ضعیف ہے، بعض بزرگوں نے اس عمل کو
آنکھیں نہ دھونے کے لئے منوثر بتایا ہے تو اگر کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے اور آنکھوں کے نہ دھونے کے لئے
بلکہ ایک علاج کے عمل کرے تو اس کے لئے فی ظہر یہ عمل مہات ہوگا مگر وہ اس کو شرعی چیز اور سنت
سمجھ کرتے ہیں اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے تاکہ لوگ القباس میں مبتلا نہ ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں

(سوال) جو شخص کسی بیگماریہ ہو اور اس کا شجرہ دوسرے گاؤں کو رہ گیا ہو اور اس شخص کا دوسری جہد

(۱) والنہی هو العارف بالله معالي و صفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المحب عن المعاصي وشرح
العقائد السلفية ص ۱۴۵ ط مکتبہ حیر کبیر کراچی

(۲) عن عائشة لعامة لحدیثی ک سجدت لہ لا برای بری عنی فہو مور رواہ بوداؤد مشکوٰۃ لمصباح
باب المکرہات ۴ ۵۴۵ ط سعید

(۳) و کتاب الفردوس من قال طبری بھامۃ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان ا فہدہ و مدحہ
فی صفوۃ الحق و تمامہ فی حواسی و سحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسحاوی و ذکر ذلک الحرانی و صابر
ثم قال: ولم یصح فی المرفوع من کل ہذا شیء (رد المحتار باب الاذان ۱/ ۳۵۸ ط سعید)

(۴) ای وکل جائز ادی الی اعتقاد ذلک کبرہ (رد المحتار کتاب الصلاة ۳۷۱/ ۱ ط سعید)

انتقال ہو جائے تو اس شجرہ کو نیا کرنا چاہئے بعض کہتے ہیں کہ بعد میں اس قبر پر تھوڑا کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ الاسلام شیخ معظم دینی صاحب (مغربی خاندان) ۱۲۷۷ھ

۱۳۵۵ھ مطابق المارچ ۱۹۳۷ء

(حواص ۷۶) شجرہ کو قبر میں دفن کرنا چاہئے انتقال کے بعد شجرہ کسی دوسرے شخص کے کام میں آجائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

نامحرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔

(سوال) زید عمر ۷۵ سال ایک مستند ائمہ فاضل مدرسہ عربیہ دیوبند کا قدیم شہیدانہ حافظ قاری حاتی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہمارے ملحق ہیں۔ متبع سنت کہ شاید اس کی نظیر مکتبہ میں ہی نہ ہو۔ زید وفات میں آپ اپنی نصیحتیں ایسی بہت اور پر اثر کہ بہت سے نسبت مجددیہ سے سرشار ہو کر سلوک ختم کر چکے اور بفضلہ تعالیٰ اشاعت طریقت میں مشغول ہیں۔

ایک عورت مسماۃ خالدہ عمر ۳۰ سال انگریزی تعلیم یافتہ جدید تہذیب و تمدن کی دلدادہ اس کی اپنے خاوند سے اس بنا پر ناچاقی ہوئی کہ وہ قدیم مذہب پر تھا خالدہ کو بھی مجبور کرتا تھا کہ قدیم مذہب اختیار کرے خاوند نے خالدہ کو شیٹے پہنچا دیے اور کہہ دیا کہ میرے یہاں آنے پر تجھ کو حلاق ہے بلکہ اس کو کھانا دینا خالدہ نے سب سے آخر زید کی صحبت اختیار کی اور مرید ہو گئی زید کی صحبت اور توجہ کا خالدہ پر یہ اثر ہوا کہ انگریزی تہذیب و تمدن غائب ہو گیا خالدہ پر اب زید کی جدائی شاق ہے معمولات طریقت پر حسب ہدایت سختی سے پابند ہے زید کی خدمت مشاغل و کامیابی دینا سوتے میں چمکا جھلکا غسل کرنا اپنے سینے سب کچھ اپنے فٹے سے یا بے زید کو بھی اس سے منسلک نہیں کے ایسی ہی محبت ہے چنانچہ زید اس کو بے نیکی اور لکھتا ہے پردہ نہیں ہے چنانچہ جہاں جاتا ہے خالدہ بھی ساتھ جاتی ہے کھانا بھی ساتھ کھاتے ہیں ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں حتیٰ کہ زید کبھی اپنے ہاتھ سے خالدہ کے منہ میں رقم بھی دیتا ہے خالدہ کی یہ فیاضانہ استقامت شریعت ترقی پذیر ہے سوائے قریب القرب ہے لباس اور ہر چیز شریعت و طریقت ہے۔

وہ ان تعذبات پر فخر نہیں کرتا ہے جواب دیتا ہے کہ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہو چکی ہے شہوانی خیالت کا مجھ پر اثر بھی باقی نہیں ہے میں جو کچھ کرتا ہوں سب سے خالدہ کی تکمیل کے واسطے کرتا ہوں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ زید اس امر میں زہد کا مرتکب ہوں ان امور کو پوشیدہ

رہتے خاندان کے خاندان کے سب وک موجود ہوتے ہیں دلیل میں پارہ نمبر ۷۷ آیت نپ (غیر
اولی الارمہ) اور حدیث چہرۃ الوداع والحد فضل بن عباس اور حدیث ام بانی فتح مکہ بیان کرتا ہے۔
ان امور میں شرعی حرمت یہ عدم جواز ہے تو زیہ و خاندان کے باطنی امور سب ہو جانے چاہیے
تھے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ جملہ مشاغل شرعی ترقی پذیر اور صحبت و توجہ میں اثر بدستور ہے۔ المستفتی
نمبر ۲۷۸۱ ضمیمہ عبداللہ بن عباس۔ میر انج مورخ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۷) آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان بھی تک منکوحہ عورت ہے اس کے شہر
نے اس کو بیٹے پانچ دیات اور یہ مرد دیات یہ کھد دیات کہ اگر تو میرے یہاں آئی تو تجھ پر حلاق ہے اور
سوال سے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کے خاندان زوج کے یہاں بھی اور مطلقہ ہوئی پس اگر وہ اب تک
منکوحہ عورت ہے تو اس کو اپنے خاندان کی جائز کے بغیر میلے کے سوا کسی دوسری جگہ رہنا ہی جائز نہیں
پھر منکوحہ غیر منکوحہ کے امتیاز سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی وہ اپنے مرد شہرہ کی غیر محرم ہے یہ
مرد عورت کا مرد کے ساتھ ایک حجرے میں تنہا رہنا سونا زید کا اس کے منہ میں لقمہ دینا یہ اب
باقی باوجود ظنی نہ کرنے کے بھی قانون شریعت کے خلاف ہیں اور قانون شریعت کی خلاف ورزی
مرد کے ساتھ دوسروں سے زیادہ قابل گرفت ہے کیونکہ اس کا فعل دوسروں کے لئے حجت ہوتا ہے اور
خس پرست اس سے اپنی یا الوسی کے لئے استدلال کر سکتا ہے۔

یہی بات کہ "اگر یہ امور خلاف شریعت ہیں تو زیہ و خاندان کے باطنی امور سب ہو جانے چاہیے
تھے مگر ہمہ یکہ ہیں کہ ایسا نہیں ہے" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ ان کے باطنی
امور سب نہیں ہوئے تو یہ بات بھی ہمارے جواب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ جواب قانون
شرعی پر مبنی ہے اور سب ہونا نہ ہونا معاملہ خدا مدی پر موقوف ہے جو علیم بذات الصدور ہے ایک شخص
قانون کی رو سے مافوق اور مذہب ہی ہو سکتا ہے جیسے منصور حلاج اور اگر ہم اتنا تسلیم ہی نہ کریں کہ ان
دونوں کے باطنی کمالات سب نہیں ہوئے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ ہمارے پاس علم باطن کا کوئی
درجہ نہیں ہے وما یدریک ان اللہ اکرمہ واللہ لا اذری وانا رسول اللہ ما یفعل می ہ ہمت
ان کے مکلف ہیں کہ کسی شخص کے اعمال کو اسوہ حسنہ اور یہ مقدمہ جناب ختم ام سلمین رحمت
لعلیہ کی سولی پر چاہیں حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثہا

۱. فلا یخرج الا لحق لی وغیرہ ولزارة یوہا کل جمعہ و لحدہ کل مسہ او لکونہا فملہ او عسہ لا فیل
عد دلت الحد لحدہ مع رد لحدہ عطل فی مع البروحد فیسہا بقض المہر ۳ ۱۹۴۳ ط سعید
(۲) عن حاتم قال قال رسول اللہ ﷺ لا یستن رجل عد امرأۃ ثیب الا ان یکن باکحہ او دا محرمہ صحیحہ
الامام مسلم باب تحریم الحدہ لا حبہ ۲۱۵ ط قدسی کتب حدہ کراچی
(۳) مشکوٰۃ المصابیح باب البکاء والحدوف الفصل الاول ۲۵۶ ط سعید

الشیطان، اور حضور کا عمل یہ ہے واللہ ما مست یدہ ید امرأۃ قط، یعنی تمام عمر حضور ﷺ نے عورتوں کو دیکھ کر نہ وقت بھی عورت کے ہاتھ کو اپنا دست مبارک نہیں لگایا۔ ﷺ محمد کفایت احمد کا نندہ دہلی

ماثور و طائف کو شہادت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے، غیر ماثور میں اختیار ہے (سوال) متعلق و طائف ماثور و غیر ماثورہ

(جواب ۷۸) جو و طائف آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کو اسی ثابت شدہ ترکیب و ترتیب سے پڑھنا چاہیے اس میں برکت اور امید قویٰ ہے۔ اور جو و طائف، حضور ﷺ سے منقول نہیں ان میں اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ محمد کفایت احمد کان اندلہ

مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام اور دست نہیں! (سوال) متعلقہ التزام و طائف اجتماعی

(جواب ۷۹) نماز حشاء کے بعد روزانہ درود شریف پڑھنے کو لازم کر لینا بھی درست نہیں جو وہ فرسخ ہوں اور اپنی خوشی اور اخلاص سے پڑھنا چاہیں وہ پڑھیں اور جو نہ پڑھنا چاہے اس پر کوئی دباؤ اور جبر نہ کیا جائے۔ درود شریف کا یہ بول چال پیغامِ مخلص پر لازم نہیں جو پڑھنا چاہے پڑھے نہ پڑھے۔ اور جو نہ پڑھنا چاہے اور نہ پڑھنا چاہے۔ وظیفہ کے شمار کے تحت ان تکلیفیں ہوں یہ وہ ہوں دونوں، اور ہیں۔ محمد کفایت احمد کان اندلہ دہلی

حضور ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گروں پر قدم رکھ کر براق پڑھنا سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے۔

(سوال) آتش مولود، خواں صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے تو براق پڑھنا ہونے کے تو براق نے شوخی کرنا شروع کیا اس وقت حضرت غوث پاکؒ نے الدین دیدی، نے اپنی گروں مبارک حضور ﷺ کے قدم سے چپے رکھ

۱) جامع الترمذی باب کراهیۃ الدخول علی العیات ۲۰۲۶ ط سعید

۲) صحیح بخاری باب اذا جاء کلمۃ الموت فاجتنبہا ۷۲۶ ط لدیمی کتب حدیث کراچی

۳) ولا تلبس باساع الاذیۃ الملوذۃ ونی و حی لیسول مکسمۃ فح الملبس مسئلۃ التوسل ۶۲۵ ص مکتبہ دار العلوم کراچی

۴) لدرصح عن بن مسعود انه اخرج حیدرہ المسجد یهللون و یصون علی النبی ﷺ حیثما و قال ما اراکما لا متدعین (رد المحتار) فصل فی البیۃ ۳۹۸ ط سعید

یہ اس وقت آپ براق پر سوار ہوئے اور آپ پہنچنے سے فرمایا جیسا میرا قدم تیرا قدم پر ہے یہاں
تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی برکت پر ہو گا کیا یہ روایت صحیح ہے؟ المسند فی نمبر ۱۶۱۱ اندر پیر احمد عینی رحمہ
راست رویوں ۱۰ جمادی ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۹۱۹ء کی ۱۹۳ء
(جواب ۸۰) یہ قصد اصل ہے اس کی کوئی ممانعت اور ثبوت نہیں۔ محمد کا تعلق اہل کائنات سے ہے۔

سما متعارف، قوالی و حول، طبلہ، سارنگی، سننا ممنوع ہے۔

(سوال) سما متعارف یعنی قوالی مع مزمر اور حول، طبلہ، سارنگی وغیرہ حرمت شرعیہ کے ساتھ
از روئے شرع خواص و عوام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۱) قوالی اور مزامیر اور حول، طبلہ، سارنگی وغیرہ سب شرعاً ممنوع اور بدعت ہیں۔ کل
بدعة صلالة بدعت کورہج دینہ، اور اس میں شریک ہونے والا اور سننے والا سب فاسق ہیں۔
العی فی اللہو معصیۃ فی جمع الاذیان و علی ما یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ کذا فی
العینی، علی الہدایہ، وفی الحدیث نہیں رسول اللہ ﷺ عن الصوتین الاحمقین الباسحہ
والمغیۃ کذا فی الہدایہ، ص ۱۴۶، قال رحمہ اللہ تعالیٰ السماع والقول والرفض
الذی یقعہ المتصوفۃ فی رماسا حرام لا یحوز القصد الیہ والحلوم علیہ رہو، العبد،
والمزاکیر سواء کذا فی الہندیہ، واللہ اعلم بالصواب

۱ مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتقاد، لکنت والسنة ۱ ۲۰۰ ص سعید

(۲) زیارت ۳۰۰، فی ۳۰۰، ص ۱۰۰، کتاب فی بدعت، المعنی نسو معصیۃ فی جمع الاذیان، العبدۃ کتاب السنن والاعمال
باب من یقل شہادۃ ومن لا یقل ۴۰۸ ص مصر، میں اور و علی ما یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ، مرجع
سابق ۴۰۹، میں ۳۰۰، ص ۱۰۰

۳ کتاب السنن والاعمال، باب من یقل شہادۃ ومن لا یقل ۴۰۸ ص مشکوٰۃ سیرۃ علیہ السلام
(۴) الباب السابع عشر فی العباد واللہو و سائر المعاصی ۳۵۲/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

كتاب التفسير والتجويد

سلا باب آیات کی تشریح

آیت ”ولو علم الله فيهم خيرا لا سمعهم“ ایہ کا صحیح مطلب

(سوال) ولو علم الله فيهم خيرا لا سمعهم ولو سمعهم لتولواوهم معصون (۱) اور
امد جان ان میں بھائی توان کو سنا اور ان کو نہ سنا تو بھائی کے منہ پھیر کر۔

امد تعنی ان کو سمجھنا اور سنا کر پھر بھی وہ نہ سنتے اور نہ سمجھتے اور بھک جاتے یہ قتل میں نہیں آتا
اس سے قلم پر یہ اثر ہوتا ہے کہ تو یا اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے کہ میں کیا ان کو سنا تا میرا سنا بے کار ہے اگر
میں ان کو نہ سنا تو بھی وہ نہیں سنتے اور منہ پھیر کر بھک جاتے اس آیت کے صحیح مطلب سے آگاہ
فرمائی تاکہ یہ شرعی ہو۔ فقہ المسلمین نمبر ۲۳۸۳ اس محمد اسامیل صاحب۔ صدر بازار (دہلی)
۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ میں ۲۶ جون ۱۹۵۸ء

(جواب ۸۲) آیت کے شان نزول میں یہ مذکور ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے یہ کہہ
تھا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو قسمی کو زندہ کیجئے (قسمی عرب کے ایک جدِ اعلیٰ کا نام ہے) قسمی بڑا لڑکھن
مہارک آدمی تھا اور وہ زندہ ہو کر آپ کی نبوت کی تصدیق کرے اور ہم خود ان کی تصدیق ان کی زبانی نہ
کریں تو آپ کی نبوت پر ایمان میں نہ آئے۔

اس مقام پر جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا
کہ اگر امد تعالیٰ چاہتا کہ ان کے دل میں خیر ہے اور وہ ایمان لانے کے لئے تیار ہیں تو ان کو قسمی کی زبان
سے تمہاری نبوت کی تصدیق نہ دے (مگر چونکہ امد تعالیٰ کے علم میں ان کے دل میں خیر نہ تھی اور امد
تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کا یہ مصیبتہ نموس پر مبنی نہیں ہے اگر قسمی زندہ ہو کر بھی حضور ﷺ کی نبوت کی
تصدیق کرے اور یہ وہ قسمی و زندہ کیجیے میں اور اس کی زبان سے تصدیق نبوت سن میں پس بھکی
بیگانہ نہ کریں گے اس سے حضرت حق نے انکا مصیبتہ دور نہ کیا اور قسمی کی زبان سے ان کو تصدیق نبوت
نہیں سنائی) اور اگر وہ جبہ جو ان کی بدعتی اور مبشہطین کے علم کے ان کو قسمی کی زبان سے تمہاری نبوت
کی تصدیق نہ سنا بھی دیتے تو سب کچھ بیکار ہوتا کہ ایمان نہ آتے اور اعراض کرتے اور پست پھیر کر
جناج جاتے۔

اس شان نزول کے بعد و پیش نظر رکھ کر آیت کریمہ کا مطلب اور مضمون سمجھنے میں ہونی

دشواری اور پریشانی باقی نہیں رہتی اس کے مدد و اور بھی توجیہ ہے مگر مسلمانوں کے اطمینان قلب کے لئے یہ کافی ہے جو میں نے ذکر کر دی۔ فقط الحمد للہ کا ان شاء اللہ اولیٰ

”قل انما ابشر منکم“ کا ترجمہ ”کہہ دو تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے“ کرنا غلط اور محریف قرآن ہے۔

(سوال) ایک عالم مندرجہ ذیل آیت میں انما کے معنی اس طرح کرتا ہے قل انما ابشر منکم (۱)۔ وہ تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے۔ یہ ترجمہ بالکل بار بار وہاں لکھا گیا ہے کہ انما کے معنی میں تحقیق نہیں اب سوال یہ ہے کہ (۱) انما کے صحیح معنی کیا ہیں مدلل بیان فرمائیں (۲) اور ایسا شخص جو انما کے معنی ”تحقیق نہیں کرتا ہے“ شریعت کی طرف سے اس پر یہ عقوبت ہو تو کیا یہ شخص کی اہمیت جائز ہے یا نہیں؟ (۳) جو مسلمان ضد اور بحث سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ عام کے معنی (تحقیق نہیں) بنی صحیح ہیں اور ہمیں ان کے لئے شریعت کا عقوبت واضح فرمایا جائے۔ المسفنی نمبر ۲۳۰۹ ص ۱۰۰ محمد صادق صاحب۔ سیماوٹ عربیہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۸۳) یہ ترجمہ غلط ہے اور قرآن پاک کے مفہوم کی تحریف ہے انما کہہ کر ہے جس سے ترجمہ کاں صل یہ ہوتا ہے کہ جس جملہ پر یہ فعل ہو اس میں خبر یا مند کا مبتدایا مند الیہ کے لئے ثبوت لازم اور ضروری ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے انما هو الہ واحد۔ ہوئی ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور معنی یہ ہونے ضروری طور پر اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہے اور دوسری جگہ فرمایا انما الہک الہ واحد حق نہ رہی طور پر تمہارا معبود ایک ہے اس کلمہ کا ترجمہ بل ہم جڑیں نیست کے ساتھ کرتے تھے ایت ہی آیت ہے۔ انما ابشر منکم کا ترجمہ یہ ہے نہ ضروری طور پر ہوں بشر مثل تمہارے۔ معنی شریعت میں تمہاری طرح سے پید ہوا ہوں حیات پتہ سوتا پاتا اول و بر از کرتا اول چاہتا چاہتا ہے ہوں۔

اس غلط فہمی سے معنی میں نہیں آتا۔ نہ انما هو الہ واحد کے معنی یہ ہو چائیں جسے تحقیق نہیں ہو (یعنی مد) ایک معبود اور انما الہک الہ واحد کے معنی یہ ہوں کے تحقیق نہیں معبود تمہارا ایک معبود ہے وہوں معنی نہ کو مستلزم ہیں پس جو شخص کہ انما ابشر منکم کا ترجمہ میں کرتا ہے کہ تحقیق نہیں میں بشر مانند تمہارے وہ قرآن مجید کی تحریف کرتا ہے اس کی اہمیت بھی

تبدیراً -

ایت ”وات ذالقربی حقہ الخ وبالوالدین احساناً“ (الآیۃ) کو غیرہ کی تفسیر (سوال) آیت ذیل کا مطلب وضاحت کے ساتھ مع اس کی تفسیر کے بیان فرمائیں؟

(۱) وات ذالقربی حقہ والمسکین الخ (۲) وبالوالدین احساناً وندی القربی والیتامی والمساکین الخ (۳) واداصر القسمۃ اولو القربی والیتامی والمساکین فارقرقوہم منہ وقولوا لہم قولاً معروفاً : (۴) وات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبدر تبدیراً -

اب یہ بات ہے کہ غیرہ کے لئے ہیں زکوٰۃ خیرات چندہ وغیرہ خوش آمدت وصول کر لیتے ہیں اور دینے والے صاحب یہ فہم ہے کہ اگر ہمارا نام صف اول میں ہو گا تو ہم اور دینے کے بعد اپنے عزیزان کا منہ دیکھتے رہتے ہیں۔ لکن صاحب مال کو یہ معلوم رہتا ہے کہ ہمارے عزیز قرضدار ہیں ضرورت مند ہیں لیکن وہ ان کو خیال میں نہیں لےتے حالانکہ جو پوزیشن خاندانی ان کی ہے وہی ان کی بہ فرق اتا ہے کہ وہ صاحب مال ہیں اور یہ مال و زر میں شرم و حیا کے مارے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے وہ سلام میں سربز کیا جاتا ہے۔ اگر کسی رشتہ دار کو ملازم رکھ لیں تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے کہ غیر ملازمان سے بھی نہیں کرتے۔ اس پر بھی بس نہیں ہوتا تو قطعاً تشفی وغیرہ سے بھی سربز نہیں کرتے کاب ہوں یا خور و سب ہی سے ایک طرح کا ہی برتاؤ کرتے ہیں یا اسلام کے لوگوں نے یہی معنی خذ کئے ہیں؟

(نوٹ) صاحب مال کو چاہئے کہ وہ خود اپنے عزیزوں کو جو کچھ دینا ہے دے یا ضرورت مند کو چاہئے کہ وہ سوال کرے حالانکہ صاحب مال جانتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۲ محمد سرور مدینہ اند صاحب (جسم) ۱۷ محرم ۱۳۶۱ھ بمطابق ۳ فروری ۱۹۴۲ء (جواب ۸۴) ان آیت کریمہ میں ذوی القربى اور مساکین اور مساکین کا ذکر ہے ذوی القربى سے کلمہ کے لوگ مراد ہیں قریب و یاربون کے لحاظ سے ان کے درجات مختلف ہیں ان کے حقوق بھی مختلف ہیں بعض کے حقوق مکہ و مدینہ میں اور بعض کے مستحب اور موخر ہیں مثلاً مسئلہ پر اس کی اولاد اور

۱) (ویکرہ الممد) مستدعی صاحب بدعة وخی عدد خلاف المعروف عن الرسول، تویر الانصر و

شرح مع رد المحتار باب الامامة ۱ ۵۶۰ طبعید

(۲) ہی اسرائیل: ۲۶

(۳) النساء: ۳۶

(۴) النساء: ۸

مال باپ کا نفقہ واجب ہے، مگر ایسے شخص پر جو یا تو لاد کو نفقہ دے سکتا ہے یا مال باپ کو یعنی دونوں کو دینے کی استطاعت نہیں رکھتا لاد کا نفقہ مقدم ہے (۲)

صدقہ واجب یعنی زکوٰۃ فقہ و عشر کفارہ اپنے اصول و فروع و نہیں دے سکتا ان کے علاوہ باقی تمام قربات دہروں کو جب کہ وہ مسکین ہوں دے سکتا ہے بلکہ اجنبی مسکینوں سے ان کا حق مقدم ہے (۳)

صاحب مال کو جب علم ہو کہ اس کے سنبے میں غریب اور حاجت مند لوگ ہیں تو اس کو خود ان کو دینا چاہیے انکے مانگنے کا انتظار نہ کرنا چاہیے ضروری نہیں ہے کہ یہ ان کو زکوٰۃ یا صدقہ جتا دے بلکہ جتا نہ دینا ہی بہتر ہے کیونکہ زکوٰۃ صدقہ خیرات کا نام نہ نہ کر وہ قبول کرنے سے احتراز کریں گے۔۔۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ دلی

آیت ”ان عبادی لیس لك علیہم“ الایہ اور ”لا غوینہم اجمعین“ میں
شبہ تعارض کا رفع

(سوال) قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ انہیں کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اور خود انہیں کا اقرار بھی ہے کہ لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین حضرت آدم وحو علیہما السلام کے مخلصین میں سے ہونے میں شک نہیں اور سراسر اسی یہ بھی مذکور ہے کہ انہیں نے دونوں کو بھٹکایا مثلاً فاذلھما الشیطان و فیہ اس سے من وجہ سلطان اور انہیں بھی ثابت ہوتا ہے ان آیات کا تعارض رفع فرما میں۔

المستفتی نمبر ۲۷۸۳ مولوی عبدالحمید۔ مستمدر رسد رشیدیہ لدھیانہ۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۳ء
(جواب ۸۵) قرآن مجید میں ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اس بارے میں صریح ہے کہ شیطان کا مقترنین و مخلصین پر قبضہ اور غلبہ نہیں ہوتا بھٹکانا یا بھٹکانے کی کوشش کرنا منافی نہیں ہے اور لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین اس میں استدر اصل لا غوینہم سے نہیں ہے بلکہ

۱. قال و محر لولد الموسر علی نفقة الابویں المعسرین (عالمگیریہ: الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام ۵۶۴ ط ماحدیه کونہ) ۲. و ان کان للرجل اب و ابن صعب و هو لا یقدر الا علی نفقة احدھما فلا یسحق عالمگیریہ: الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام ۵۶۵/۱ ط ماحدیه کونہ)

۳. ولا یس من سہما ولا یسور شرحہ و فی التسمیہ ای صمد و ن غلام کابوہ و اجددہ و احدہ دہ من قبلہ و فرعہ و ان سہل و فہ مال الزلاہ لحوارہ لقبہ الا قارب کلا حوۃ و الاعمال و الاحوال الفقر بل ہم و ان لایہ صمد و صدقہ و فی الظہیرہ و مدہ مال صدقات فی الاقارب الخ رد المحتار: باب المصروف ۳۴۶ ط سعید

۴. و من اعطی مسکینا درامہ و سماھا ہا او قرص و بوی الرکۃ فانہ تحریرہ و هو الاصح (عالمگیریہ: الباب الاول فی تفسیر ہا و صفیھا و شرائطھا ۱۷۰/۱ ط ماحدیه کونہ)

اس کے مطاوع سے ہے تقدیرِ مہر کی یوں ہے لا غوینہم اجمعین فیکونون من الغاوین الا عبادک منهم المحضین سرچ نہ کہ مطاوع مذکور نہیں ہے (مور او ہے) اس لئے مستثنیٰ کا اعراب نصب۔ یہ آیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جو غرض ہوئی وہ ابلیس کے سلطان اور قیود پانے سے نہیں ہوئی بلکہ یہاں ہوئی انکی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولقد عهدنا الی آدم من قبل فسی ولم یحذلہ عزمہ فازلہما میں شیطان کی طرف نسبت اس کی سعی اور کوشش کے انکار کے لئے کی گئی ہے کہ اس نے اپنی چوٹی کا زور لگایا مگر آدم پر قیود نہ پڑا۔ کائنات آدم سے نسیاواہ فعل سرزد ہو گیا جو شیطان چاہتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کا انند لہ

(۱) آیت "یعسی انی متوفیک ورافعلک" (الایہ) کا صحیح معنی۔

(۲) آیت مرج البحرين سے ملن اور یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے

(از اخبار النبیہ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) (۱) یعسی انی متوفیک ورافعلک الی و مطہرک الی ۰ اس آیت میں متوفیک کے یہ معنی ہیں؟

(۲) مرج البحرين یلینس بہما بروخ لا یعیان ۰ یخرج مہما اللؤلؤ والمرجان : یہ دونوں صاحب نے آیت مذکورہ کی تشریح میں مولیٰ تفسیر روئے ایمان یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت علی و حضرت فاطمہ الزہرا ہیں اور آیت ثانی کا تحقق حضرت حسن و حسین سے ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۸۶) (۱) آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں ہی تم کو وفات دینے والا ہوں یہود تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبض کروں گا اور تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تم کو کفار کی تممت سے پاک کروں گا (د)

(۲) یہ مطلب لغت اور عرب کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایک تخیل ہے جو کسی طرح حجت نہیں

(۱) طہ: ۱۱۵

(۲) آل عمران: ۵۵

(۳) الرحمن: ۱۹، ۲۰

(۴) انصا: ۲۲

(۵) وہی التفسیر الکسر للامام المری "قوله تعالیٰ: انی متوفیک" ای متوفیک عمرک فحسبک توفیک "فلا یرکبکم حی ینزلکم بل یرافعلکم الی معنی و مقربکم لعلکم یکنی واصولکم عن ان یمسکوا من قبلک وہد، تاویل حسن ابن عمر ان ۶۷۰، ۵۵ ط ۵۵ (الکتاب العظمیٰ تفسیر ان)

ہو سکتا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم مؤقت تھا۔

(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعہ دہلی مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

(سوال) (۱) آیا کاپاک کی کوئی آیت منسوخ اکادم بھی ہے؟ یعنی ایک مرتبہ ایک بات کا حکم صادر ہوا اور پھر دوسرے موقع پر کاپاک میں اس کی تردید کر دی گئی ہو (۲) قانون مذہب اسلام کی بنیاد عقل پر ہے یا محض اعتقاد پر؟

(جواب ۸۷) (۱) ہاں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا حکم مؤقت تھا اور دوسری آیت کے نازل ہوجانے سے سابقہ آیت کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات نہیں کہ کوئی حکم دیا گیا تھا اور اس کی تردید کر دی گئی بلکہ سابقہ حکم ہی وقت تک کے لئے تھا جب تک دوسری آیت نازل ہوئی (۲) اسلامی قانون کی بنیاد قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات و تعلیمات پر ہے اور تمام اسلامی قانون مقتضائے عقل کے موافق ہے اسلام کا کوئی مسئلہ عقل صحیح و راستہ سیم کے خلاف نہیں البتہ بعض مسائل ایسے دقیق ضرور ہیں کہ عقل ان میں تک رسائی نہیں کر سکتی یہ بات نہیں کہ عقل ان کے خلاف کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے جیسے محمد ﷺ میں بعض جرم ایسے ہیں کہ قوت ہدایت ان کے اور اک سے قاصر ہے مگر ان کا وجود صحیح و عینیت ہے اور خورقین کے ذریعے سے وہ دیکھے جاسکتے ہیں ایسے ہی معقولات میں بعض مسائل ایسے ہر ایک میں کہ عقل غیر الہامی یا وحی کے ذریعے نہیں دریافت کر سکتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

دوسرا باب

رموز اوقاف

قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم

(سوال) ایک شخص اپنے کو قاری و ائق تجوید بتاتا ہے۔ وقت حیات میں قرآن مجید اوقاف پر وقف نہیں کرتا پتا آیت و مطلق وغیرہ حتی کہ رکوع پر نیز انتہاء سورت پر بھی وقف نہیں کرتا۔ ابراہام اب

۱۔ اختلاف نحو تاویل البحرین بعلی و فاطمۃ والولول والمرحان بالحسن والحسین قانہ من تاویل الحبلہ
الحمد، کاتب و قس (مرفوعہ المقاصح) کتاب عبودیت النبی ۱۹۹۲ طبع امدادیہ ملتان
(۲) لمعنی المسح عہدہم! و لہ بعض الاوصاف من الایہ بایہ حوی، انا بانہا، مدۃ العسل الخ لغو و الکسر فی
اصول التفسیر ص ۳۸ مکثہ حر کثیر کراچی

کے ساتھ پڑھے جاتا ہے جب ہم وہاں سے اس کے متعلق کما کہ متقدمین و متاخرین نے یہ حذمتیں مقرر کی ہیں تم اس کے خلاف نہ کہ اس کے جواب میں قاری صاحب نے یہ کیا کہ اول تو صحت نہ تو آخر طرف کی حرکت سے ہو جائے دوسرے علم تجوید و نیات مفقود کے قریب ہو چکا ہے صحیح نہ صحیح نہ پڑھتے ہیں سہیح یہ کہ قرآن پڑھنا اور مفسر نے کہ اس کو اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد اگر تھکا نہ ہو تو اور تھکا رہتا ہے کہ اس کا قاری وقت کرب کا تو راستہ طے نہ ہو گا اور اگر نہ ہو چلا جائے تو زیادہ تاوانت کرے گا ہاں سانس ٹوٹ جائے تو وہیں وقت کرنا اور واجب ہے ورنہ اور سب فاضل ہے وقت از م و غیرہ کسی وقت کے کرنے کی ضرورت نہیں ہذا غور و غوض سے جواب عنایت فرمائیں؟

(جواب ۸۸) شخص مذکور فی السوال کا قول غلط ہے اور اس کی تمام دہشتیں باطل ہیں آیات قرآن مجید توفیقی ہیں ان پر وقت کرنا میں اتنا جائز مانزل ہے بعض مقامات میں وقت کرنا ضروری ہے کیونکہ وقت نہ کرنے سے معنی فاسد ہو جاتا ہے یہ کہنا کہ وقت نہ کرنے سے آخر حرف کی صحت حرکت ہو جانے کی غلط ہے کیونکہ وقت کے موقع پر وقت کرنا ہی صحیح ہے نہ کرنے سے اخلاص نظم واقع ہو گا نیز وقت کرنا بھی عرب عرباء کی اسباب کلام میں داخل ہے پس اسباب عربیت کی رعایت نہ کرنے کا نام صحت رکھنا ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور یہ فرمانا کہ علم تجوید خربہ مفقود ہو چکا ہے یہ بھی مغالطہ ہے علم تجوید ویسا ہی موجود ہے جیسے پہلے تھا اور اس کی کتابیں اور قواعد تجوید ان کتابوں میں موجود ہیں اگر اس علم کے حاملوں کا جوہر کم بھی ہو تاہم علم کا فقدان نہ ہے لہذا وقت کے قواعد کتب تجوید میں موجود ہیں جو شخص مذکور کی بات کی صورت غلط کرتے ہیں قرآن پڑھنے والے کا مثل مسافر کے ہونا مسلم الیکن یہ کون غفلت مند ہے کتابت کے مسافر کو حالت غم میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کے مواقع میں بھی ٹھہرنا نہ چاہیے مثلاً حاسن پیشیا، غیر ضروریات کے لئے وغیرہ وغیرہ جو مواقع کہ وقت کے لئے مقرر رکھے ہیں وہ وہی ہیں جہاں ٹھہرنا سبب ضروری ہے۔ ہذا علم محمد کفایت اللہ کا ان ابدالہ

”غشاوة“ پر سانس ٹوٹنے میں ”ولہم“ سے ابتداء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) اگر سانس ٹوٹنے یا کسی اور مذکور کی وجہ سے ”غشاوة“ پر وقت کر دیا اور ”ولہم“ وغیرہ پڑھ دیا تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۱ اندر احمد (ضلع شہری پنجاب) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ مطابق ۲۹ گشت ۱۹۳۶ء

۱) قال المحاسن فہذا الحدیث يدل علی انہم کما یعممون الاوقاف کما یعملون القرآن و قول ابن عمر لقد عذب برہم من دہرا يدل علی ان ذلک اجماع من الصحابہ ذلت و عن عیسیٰ بن قریبہ تعالیٰ ”وروی القرآن قرینا“ دل السبیل تجوید الحروف و معرفۃ الوقف قل ابن الاسیری من تمام معرفۃ القرآن معرفۃ الوقف والاسداء والافتاد فی علوہ القرآن نوع لدس والعشرون فی معرفۃ الوقف والابتداء ۸۳ طہ سہیل اکیدمی لاہور

(جواب ۸۹) سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر سے ”غشاوۃ“ پر وقف کر دینا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۱)۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ دلی

ایسے لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو اے وہ افضل ہے
(سوال) اگر کسی غلطی پر سانس ٹوٹ جائے اور وہاں وقف نہ ہو تو اس لفظ کا دوبارہ ٹوٹنا کیسا ہے؟
(جواب ۹۰) سانس ٹوٹ جائے تو اس لفظ کو جس پر سانس ٹوٹا ہے اور وقف نہیں ہے دوبارہ پڑھ لینا
بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

(سوال) ایضاً

(جواب ۹۱) از استفتاء دیگر (سانس ایسی جگہ ٹوٹ جائے کہ وہاں وقف نہ ہو تو اوپر سے ملا کر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

تیسرے باب مخارج حروف

ضاد اکثر صفات میں خاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے۔

(سوال ۱) حرف ضاد کا مشابہ الصوت بقا جو کہ اکثر کتابوں میں اور زندہ قاریوں کے قبوے میں مصرح ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صورت صفائی میں تشابہ ہے سننے میں خاکی آواز کے مشابہ نہ ہو گا اس وجہ سے یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ صاحب استاذ کل ہیں تشابہ کے قائل ہیں اور اس کا قرأت یہ تھا کہ اس کا ضاد سننے میں خاکے برگز قریب نہ تھا۔
(۲) حرف ضاد اگر سننے میں نہ وال ہو نہ دال مفخم ہو نہ وال کے مشابہ ہو نہ مخلوط بہ ال ہو نہ مشابہ باظا ہو بلکہ مستقل صوت ہو یہ صحیح ہے۔

(۱) و هي البشر لائن الحرری لما لم يمكن لقاری ان یقرأ سورة او القصص فی نفس واحد ولم یحر النص من کلمیں حاله الوصل بل ذلك کالتفصیل فی النباء لکلمة واح حيثما احتیاج وقعة للتفصیل والا ستراحة و تعین ارتضاء و ابتداء و بعده و یمنع ان لا یکون ذلك مما یجلی المعنی ولا یجلی بالمفہم (الاتقان فی علوم القرآن النوع الثامن والعشرون فی معرفة الوقف والابتداء ۸۳/۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) وقال ابن الاساری الوقف علی ثلاثة اوجه تام وحسن و قبح والحسن الذي یحسن الوقف علیہ ولا یحسن الابتداء بما بعده کقولہ الحمد لله لان الابتداء بقولہ رب العالمین لا یحسن بكونه صفة لما قبلہ (الاتقان فی علوم القرآن النوع الثامن والعشرون ۸۴/۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) حوالہ بالا

(۲) فتاویٰ سعیدیہ ص ۴۴ میں مفتی سعد اللہ فرماتے ہیں کہ ”خال وال وضو مثل صاد صانعات وحائے طانعات کہ ہر کسے فرق قہما بلا مشقت حاصل تو ان کرد و زبان وقت اوائے ہیکے بردیگرے اغزش نہ کند نیست الخ“ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ ضاد صحیحہ اور داں کے درمیان کی نسبت کا ذکر ہے یا ضاد غیر صحیحہ اور وال کے درمیان ہے؟

(۳) مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ وال بر خود کوئی مستقل حرف نہیں بلکہ وہی ضاد ہے ضاد کے ہی مخارج سے پورے طور اور اندہ ہوا تو کیا ان کے کلام سے وہی ضاد ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ضاد جو کہ صحیح میں وال کے مشابہ ہے اور ظاکہ مشابہ نہیں صحیح ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۳-۹۴)

(۵) وال پر کی آواز میں پڑھنے والے کی نماز صحیح لکھا ہے قوری کا نماز بھی اس کے پیچھے صحیح لکھا ہے قصہ وغیرہ قصہ کا ذکر نہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ المستطیٰ نمبر ۳۳ خان محمد بوری محکمہ مدرسہ امینیہ دہلی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۲) (۱) کتب تجوید میں جو لکھا ہے اور قرآن موجودین جو فرماتے ہیں کہ ضاد صفات میں ظاکہ مشابہ ہے یہ صحیح ہے مگر یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ضاد مستقل اور ظاکہ جداگانہ حرف ہے اور اے وقت سماع میں بھی اسکو ظاکہ طبعہ آواز میں مسوم ہونا چاہیے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی آواز میں ظا کی آواز کے ساتھ مشابہت پنی جائے (۱) جس آواز کو وال مفخم کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ محض برائے تقسیم ہے ورنہ وال مفخم کوئی حرف نہیں اور نہ اس کی کوئی آواز ہے ضاد کی اور وہ قسم کی آواز سے کی جاتی ہے ایک آواز تو بالکل ظا کی آواز ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز ہے جو نہ ظا کی طرح ہے نہ وال کی طرح اس کو جو اس کے مستقل نام نہ موجود ہونے کے وال مفخم کی آواز سے بغرض تعبیر کر دیتے ہیں وہ ضاد ہی کی آواز ہے جو مختلف اور کرنے والوں کی قوت اورا کے اختلاف کی وجہ سے تفسیر مراتب و مدارج رکھتی ہے بعض مراتب میں وہ صحیح ضاد اور بعض میں اقرب الی اصحہ اور بعض میں قریب الی اصحہ اور بعض میں غلط اور بعض میں اقرب الی القبط ہو جاتی ہے مگر ہر صورت وہ ضاد اورا کے نیت سے اورا کی جائے تو اقرب الی الصواب ہے۔ (۲)

(۲) بیشک ضاد مستقل حرف ہے اور اس کے لئے مستقل صوت ہے نہ وہ وال ہے نہ ظا۔ اور نئے وال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے وہ ضاد کو اورا کرنے کی نیت سے مستقل آواز ہے جو وال سے بالکل جدا ہے اور صفات ظا کی حامل ہے۔

(۱) والنص والطاء اشترکاً فصلاً جہراً ورحوة و استعلاء و اطلاقاً وغیرہ محرراً واعدت الصاد بلا صلا
(الانسان فی علوم القرآن فصل من المهمات تجوید القرآن ۱۰۹ ط سہیل اکادمی لاہور)
(۲) المعینار عبدالمال انتہا لہائدا لفظ لا یصل الصلوة وید علی ان المشابہة حاصلہ سہما حدوا لیسر عمر
فوحب ان یقل التکلیف (الفسر الکبر المسألة العشرہ ۶۶۲ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)
(۳) حصل فی الصاد اسماط لا حین رجا ونہا و بهذا السب یقرح معرجه من محرر الطاء الخ (الفسر الکبر
المسألة العاشرة ۶۳ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۳) یہ عوام کے ضد اور دال کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سواوقات اس کو دال خالص کی آواز سے ادا کرتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ ظلم کا ابتدائی حرف ہو اور تسویر ہو۔ مثلاً ضد اک عوام اس کو خالص ودا پڑھ دیتے ہیں۔

(۵-۴) حضرت مولانا رشید احمد کا یہ فرمانکہ دال پُرولی حرف نہیں ہے صحیح ہے اور جس آواز کو دال پُرولی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ دال نہیں ہے بلکہ ضد ہے جو اپنے خرق سے پورا ہوا ہونے کی صورت میں صفات ظاکا مل ہو تا ہے اور نہ ہونے کی صورت میں اس کو انقباض کے لئے دال پُرولی سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس آواز کو اور کسی غلط سے تعبیر کرنا دشوار تھا۔ ایسے شخص کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور اس کی اقتدا بھی درست ہے اور اگر کوئی قاری مجہود ضد کو اپنے صحیح خرق سے ادا کرے اور وہ صفات ظاکا مل ہونے کے اس کی آواز خاکے مشابہ مسموع ہو وہ بھی درست ہے، محمد کفایت اللہ کا اندلہ

”ضاد“ کو مشابہ ”ظاء“ پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا۔

(سوال) حرف ضاد کو مشابہ ظا پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا درست ہے نیز کس طرح ادا ہونے سے نزدیک درست ہوگی اور کس طرح ادا ہونے سے فاسد ہوگی؟ المستفتی نمبر ۲۸۳ قاری امیر احمد صاحب۔ امام مسجد مورسہ دہلی ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب) (از قاری محی الدین سلم پانی پتی) حرف ضاد اکثر صفت میں خا سے مشابہ ہے لیکن خرق میں خا سے قطعاً جدا اور صفت استطاعت کی بنا پر صفت بھی ممتاز ہے (۱) صحیح یہ ہے کہ ضاد کو حاقف اسان یعنی زبان کی آواز اور اضراس سے ادا کیا جائے اس کی صورت میں تشابہ بالفاضل اور ہوتا ہے مگر عینیت نہیں ہوتی۔ ضاد کے ادا کرنے والوں کی کئی حالتیں ہیں بعض آدمی اس کو اس کے خرق سے برعایت صفت صحیح ادا کرتے ہیں اور بعض غلط ان میں سے جو لوگ ادا پر قادر نہیں ہوتے یا ان کو سکھانے والا نہیں ملتا وہ معذور ہیں اور جو لوگ صحیح ادا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے یا سیکھ سکتے ہیں مگر نہیں سیکھتے وہ غلطی میں غلط پڑھنے والوں میں سے بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کے سر (یعنی خاکے خرق) سے ادا

۱. حصل فی لسان اساط لا حل رجاوتها و بهذا السب یقرب محرجه من محرر الطاء الخ العسیر الکسر المسألة العاشرة ۱/۷۶۳ ط دار الکتب العربیہ بیروت

۲. وان کان لا یسکن الفصل بین الحرفین الا بمشفقہ کالطاء مع الضاد و الضاد مع السین والطاء مع النون الحذف لتشیخ و اکثرهم لا تعد صلاته و عالمگیریہ الفصل الخامس فی زلة القاری ۱/۷۹ ط ماحدیہ کربہ

۳. والضاد والطاء اشتر کا صفة جھرا و رجاوة و استعمال و اطباق و افتراق و محررا و معروفات الضاد بالاسطالہ الاتفاق فی علوم القرآن فصل من المهمات تحوید القرآن ۱/۱۰۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور

۴. ان الطاء وان کن محرجه من س طرف اللسان و اطراف النبا العلیا و محرر الضاد من اوج حافة اللسان و من ینہض الاخر من الایہ حصل فی الضاد اساط لا حل رجاوتها الخ العسیر الکبیر المسألة العاشرة ۱/۷۶۲ ط دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتے ہیں جو میں ظاہر ہے یہ غلط ہے اور بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کی جڑ (یعنی دال کے خراج) سے ادا کرتے ہیں۔ یہ دال بن جاتا ہے جو غلط تر ہے اگرچہ پر ہو۔ خلاصہ یہ کہ شاذ صحیح ایک ممتاز حرف ہے مگر اسے صدیقی تشابہ ضرور رکھتا ہے اور دال سے اس کو بہت بعد ہے یہ حضرات علماء بتا سکتے ہیں کہ نماز کس سے درست ہوتی ہے اور کس سے غلط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خدکسار ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی۔ دولت خانہ حضرت مولانا قاری محمد اعلیٰ صاحب مدظلہ دہلی۔ ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ۔ ما اجاب المحیب اللیب فهو حق صحیح و بالقبول حقیق احقر محمد اسحاق عفی عنہ میرٹھی مہر

(جواب ۹۳) از حضرت مفتی اعظم۔ جو لوگ قصداً لیس ظاہر ہیں یا لیس دال پڑھیں ان کی نماز نہیں ہوگی اور جو اوائے صحیح کا قصد کریں مگر صحیح ادا نہ کر سکیں گے وجہ سے مشابہ بظلم سموع ہو یا دال پڑھ سنی دے دال دونوں کی نماز درست ہو جاتی ہے مشابہ بظاہر ہنے والوں کے ادا اقرب الی الصحتہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی (جواب) (از مولوی قاری سید طاہر حسن) امام عید گاہ دہلی۔ حرف (ض) کے متعلق ایک فتویٰ اور بھی ہو چکا ہے جو جمعیتہ القراء والخطاط دہلی کی جانب سے شائع ہوا ہے جس پر اکثر علماء و قراء کے مفصل بیان اور دستخط ثبت ہیں وہ قابل ملاحظہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کو خراج سے ادا کرنا نہایت مشکل ہے جن حضرات سے اس کا خراج پورا ادا نہ ہو اسکا اہل فن سے حاصل کرنا ضروری ہے باوجود کوشش کے پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو معذوری خیال کی جائے گی اور نماز درست ہو جائے گی (۲) احقر الزمن سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عید گاہ دہلی۔ ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ

الجواب صحیح۔ احقر محمد یوسف عفی عنہ۔ ناظم اعلیٰ جمعیتہ القراء والخطاط دہلی
الجواب صحیح۔ حفیظ الدین احمد امام مسجد رنگریزاں۔ بازہ بند و راز۔ دہلی

(۱) الصاد والطاء اشترک صفة جہراً وروحاً و استعمالاً و اطلاقاً و افرق محرکاً و اعردت الصاد لا تستطاع .
الاتفاق فی علوم اللغویں فصل من الہیئات تحوید القرآن ۱۰۱ ۱۰۲ ط سہیل اکیدمی لاہور)
(۲) وہی حرامہ الا کمل قال القاصی ابو عاصم ان نعد ذلك تصد وان حرى علی لسانہ 'اولا يعرف المسمی لا تصد وهو المحتار' حلیہ و فی الرازیہ وهو اعدل الا قاعیل' وهو المحتار (رد المحتار مطلب مسائل ولة القدی ۶۳۴/۱ ط سعید)

(۳) وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالتاء مع الصاد قال اكثرهم لا تصد صلاته - ومن لا يعرف بعض الحروف يعني ان يصح ولا يحد في ذلك فان كان لا يطق لسانه في بعض الحروف ان لم يجد له ليس فيها تلك الحروف تحوز صلاته (عاصمگیرہ الب الحامس فی رلة القاری ۷۹۱ ط واحدہ کرسہ)

”ضاد“ کردار صفات میں مشابہ ”طاء“ کے ہے ”ضاد“ کو ”دال پر“ پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی

(سوال) ضاد مشابہ بالصوت طاء کے ہے یا مشابہ بالنصوت دال کے کس صورت میں نماز فاسد ہوگی مولانا عبداللہ لکھنوی فتاویٰ جلدی ہول ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ ”مشابہ بالدال پڑھنے سے نماز باطل ہے فاسد ہو جاتی ہے اور مشابہ بظاہر پڑھنے سے اکثروں کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی“ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۹۳ مولوی محمد سعید (سکھر ضلع انک) ۱۴ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۹۴) ضاد جب اپنے مخرج سے صحیح ادا ہو تو وہ خ کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر جو دال پر کے مشابہ ادا کرتے ہیں یہ اسی ضاد کی بجڑی ہوئی ادا ہے اور جو لوگ کہ بالکل خاکی آواز سے پڑھ دیتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں لہذا دال پر کی آواز پڑھنے والے اور مشابہ بظاہر پڑھنے والے دونوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

(سوال) ضاد کو مشابہ بظاہر پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۷۱ عبد الرشید (ضلع سلت) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۵) جو لوگ کہ ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سننے والے ان کی اوا میں صوت مشابہ بظاہر سننے میں ان کی ادا صحیح ہے اور جو لوگ اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والے کو دال محکم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ بھی درست ہے وہ بھی ضاد ہی کی آواز ہے کیونکہ صرف دال میں درحقیقت تنفہیم کی صلاحیت ہی نہیں ہے مگر ان دونوں لوگوں میں وہ اواجس میں صوت مشابہ بظاہر مسوع ہوتی ہے اقرب الی الصحتہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ صحیح طور پر مخرج سے ادا کیا جائے تو مشابہ ”طاء“ ہوگی یا نہ؟

ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حرف (ض) کو اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے قراء مجودین اور حفاظ متحنین کے صدور میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کی آواز مانند آواز طاء مجملہ کے ہوگی یا نہیں نیز آج کل عام طور پر حرف (ض) کو دال مفذم یا مشابہ دال کے پڑھتے ہیں اور عوام کا انعام سے کیا شکایت بہت سے

(۱) المحار عبد اللہ انشاء الصاد بالطاء لا یطل الصلوة ویدل علی ان المشاہدۃ حاصلۃ بیہما حداً والعیز عسر
فوحب ان یسقط التکلیف (التفسیر الکبیر المسائلۃ العاشرہ ۶۶/۱ ط دار الکتب العربیہ نہراں)

(۲) مرجع سابق

علاء اتقیا بھی بلا در بغیر تحقیق یہ ایک کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں موجودہ زمانے کے رسائل کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا جس کے رسائل الاقتصاد فی الضاد یا الارشاد فی الضاد وغیرہ ذلک تو ہم نے بحوالہ کتب معتبرہ تجوید و فقہ تفسیر و صرف کے مصرح پایا کہ حرف (ض) صحیحہ عربیہ صوت اور معنی ضاء کے مانند ہے اور غیر اس کے دال مغنہ یا مشابہ دال کے جو کہ آج کل مروج ہے نہ کہ دال جن معنی قرار دیا ہے برائے نمونہ عبارت جمل المتقل نقل کی جاتی ہے۔ فان لفظت بالضاد فان جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما يليها من الاضراس بدون اكمال حصر الصوت واغلبت لها الاطباق والتفخيم الوسطين و التفشى القليل فهذا هو الحق المؤيد بكلمات ائمة التجويد والتصريف في كتبهم و يشه صوتها حينئذ صوت الضاء المعجمة بالضرورة وما داعد الحق الا الضلال اور جمل المتقل کے منہ پر عبارت شعلہ (فارسی) کی یہ ہے۔ و اما اقول لو كان حق اداء الضاد المعجمة كالدال المهملة المطبقة او الدال الخالصة كما هو الداع بين اكثر الناس من الحواص والعوام في زماننا هذا يقدر عليه الشارع في اول الشروع ولا يتعسر على احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعاية بثمان مائة و ستين سنة انتهى اب ہم حیران ہیں کہ اگر دین کی کتابوں کو دیکھیں تو حرف (ض) صحیحہ عربیہ آواز میں مانند ط کے معلوم ہوتا ہے اور اگر چودھویں صدی کے عمل کو دیکھتے ہیں تو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں لہذا یہ بات قابل دریافت ہے کہ اگر ضاء مروج یعنی مشابہ دال کی صحت کسی کتاب میں کتب دین سے ہو تو ہر اہل علم نام کتاب مع عبارت درج استثنائاً میں اور اگر نہیں تو جو صحیح حرف ہے اس کی ترویج و اشاعت میں عضو علیہا بالنواجذ کا مصداق بن جائیں حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک سنت کو میری سنتوں میں سے حد امت کے رائج کرے تو اس کے واسطے اتنا ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱۱ سید ضیال احمد شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء (جواب) (از مولانا غلام رسول بوی) ہواموفق للصواب۔ حرف (ض) کو اگر صحیح قرار دینے تو ضرور اس کی آواز مانند آواز ضاء کے ہوگی کیونکہ ان سب میں باہم سخت مشابہت ہے تفسیر کبیر (۱) جلد اول میں ہے۔ والمختار عندنا ان اشتباه الضاد بالطاء لا يبطل الصلوة و يدل عليه ان المتشابهة حاصلة بينهما جدا و التمييز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق و يروى في حديثه ان من فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الضاد والطاء شديدة و التمييز عسير فيقول لو كان هذا الفرق معتبر الوقع السؤال عنه في زمان رسول الله ﷺ او في ازمة الصحابة لا سيما عند دخول العجم في الاسلام فلما لم ينقل وقوع السؤال عن هذه المسئلة علمنا ان

التمییز بین هذین الحرفین لیس فی محل التکلیف اور شیخ احمد کی نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے لو ابدل الضاد بغیر طاء لم یصح قرأته قطعاً فعلم من هذا انه لم یقع خلاف فی ابدالها الا کما وقع فی الطاء فالطلق بها دالاً لم یقل احد بصحته ۱۰ اور مولوی عبدالحی صاحب کنہوی نے مجموعۃ الفتاویٰ (۱۰) میں پوری تحقیق اس مسئلہ میں کی ہے جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے وما علیہما الا البلاغ فقط کتبہ خادم رسول نبوی۔ سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ هذا الجواب هو الصحیح العبد محمد صديق بقلم خود اصاب المجیب فیما اجاب باریک الله فی علمه و عمله سلطان محمود بقلم خود عفا عنه

(جواب ۹۶) (از حضرت مفتی اعظم) یہ صحیح ہے کہ ضاد کی آواز صحت ادا کی صورت میں خاکے مشابہ ہوتی ہے (۱) اور صحت ادا نہ ہو تو یہ آواز ایک ایسی آواز ہو جاتی ہے کہ وہ نہ خاک کی آواز ہوتی ہے نہ دال کی اور جو شخص صحت ادا پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ! (جواب ۹۷ دیگر ۸۵۶) ضاد کو جب صحیح طور پر اپنے خرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز طاء کے مشابہ ہے اس لئے جو لوگ کہ اس کو مشتبہ الصوت بظاہر سمجھتے ہیں وہ غلط نہیں ہے ہاں جو خالص ظاہر سمجھتے ہیں تو وہ غلط ہے اور خالص دال کی آواز سے پڑھنا جیسے اکثر عوام پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ! ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

غیر المغضوب یا ولا الضالین میں ضاد کو قصداً طاء پڑھنا غلط ہے، صحیح ادا کیا جائے تو مشابہ طاء ہوگی (سوال) قرآن پاک میں غیر المغضوب یا ولا الضالین طاء کے ساتھ قصداً اور دال پر کے ساتھ پڑھنا اور مقصود غیر المغضوب کو ادا کرنا ہے اور مروج یعنی دال پر ہے اور طاء سے قنہ پیدا ہوتا ہے اب دونوں جائز ہیں یا ایک اور آراء ایک جائز ہے تو کون سا جائز ہے اور اگر ناجائز کو کوئی پڑھے تو کیا سزا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۵۵ اکرم خاں طائب مہم مسجد چوری خیال (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۸) ضاد کو ظاہر طاء ہے یہی طرح دال پڑھنا بھی غلط ہے ضاد اگر اپنے خرج سے صحیح طور پر ادا ہو تو اس کی آواز خاکے مشابہ ہوتی ہے۔ پڑھنے کے سبب تا ہے وہ بھی ضاد کی آواز ہے اور ضاد ادا

(۱) فتاویٰ حنبلیہ، ص ۲۰۹ ط مصر

(۲) ۸۹/۱ تا ۸۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) والصاد والطاء شترکا صفة حیر اور حوة واستعلاء و طاقا و افتراق محرکا و ابروت الصاد بالاسطوانة و الانقاد فی علوم القرآن فصل فی المهمات ۱۰۹/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۴) حوالہ بالا

کرنے کی نیت سے ہی آواز نکالی جاتی ہے لہذا دونوں فریق ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۹۹ دیگر ۱۴۵۵) ضاد اپنے مخرج و صفات میں ظا کے قریب اور مشتبہ الصوت ظا ہے یہ بات تمام تجوید کی کتابوں میں مذکور ہے اور فقہ حنفی میں بھی اسی طرح مرقوم ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

”ضاد“ کو خاص ”ظا“ یا ”دال“ پڑھنا غلط ہے۔

(سوال) عام طور سے بعض جگہ ضاد کو مشابہ بہسخرج دال پڑھتے ہیں جیسا کہ رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ ولا الضالین کو ولا الدالین اور عید الضحیٰ کو عید الدجی وغیرہ مگر اکثر مقامات پر ضاد کو ضادی پڑھتے ہیں مثلاً ماہ رمضان کو ردان حضرت کو حدرت اور مرض کو مرد نہیں کہتے اور رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ کہتے ہیں تو معنی ہی بدل جاتے ہیں رد کے معنی پھیرنا انکار شوفی وغیرہ ہے جس امر پر اس کے یہ معنی نہیں لیتے مگر ظاہر میں ردی اللہ عنہ کہنا یہ ہے رسالہ زینت القاری میں لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں یہ ایک ایسی وہ پھیل گئی ہے کہ ضاد کو دال پڑھتے ہیں اور باوجودیکہ ضاد کا تلفظ ظ سے ملتا ہوا ہے دال سے نہیں ملتا جیسا کہ تمام تقاسیر اور کتب قرأت مثلاً فتح العزیز اور فتح القہد پر نیز اتقان وغیرہ میں لکھا ہے کہ ض ظ سے ملتا ہوا حرف ہے دال سے ملتا ہوا نہیں ہے لہذا ضاد کو دال پڑھنا غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۵۲۹۱۵۲۹ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۰۰) یہ صحیح ہے کہ حرف ضاد کو دال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ ظا کے ساتھ اپنی اکثر صفات میں مشابہ ہے مگر ظاء سے بھی وہ جداگانہ حقیقت رکھتا ہے پس جو شخص اس کو خاص ظا پڑھے وہ اور جو شخص خاص دال پڑھے وہ دونوں تبدیلی حرف کی مرتکب ہیں اور جو شخص ضاد کو دال کرنے کے قصد سے پڑھے اور اس کی آواز دال پر کی نکلے یا ظا کے مشابہ نکلے ان دونوں کی نماز صحیح ہوگی اور ظا کے مشابہ پڑھنے والا اقرب انی الصبیہ ہوگا۔ اور خاص دال کی آواز سے او آ کر نا غلط ہے دال پر جس آواز کو ہم نے کہا ہے وہ ضادی مجزوی ہوئی آواز ہے کیونکہ دال میں فی حد ذاتہ تفضیم نہیں ہوتی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی ۔

(۱) مرجع سابق

(۲) مرجع سابق

(۳) ایضاً

ولا الضالین کو ولا الظالین (بالظاء) پڑھنا غلط ہے

(سوال) شہر اکولہ میں کچھ روز سے ایک فتنہ پھیلا ہوا ہے کہ ایک شخص جو پیش امام ہے اس کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کو لفظ ظ سے پڑھنا صحیح ہے اور والظالین کو ض سے پڑھنا غلط ہے لہذا بروئے اہلدار حق یہ استدعا ہے کہ ولا الضالین پڑھتے چاہیے ولا الظالین اور شخص مذکور کا کہنا ہے والالضالین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۳، عیال خاں حسن خاں (برار) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۱) یہ کہنا کہ الضالین کو لفظ ظ سے پڑھنا صحیح ہے اور لفظ ض سے پڑھنا صحیح نہیں ہے درست نہیں ہے اس کو ض سے پڑھنا چاہیے ظ سے پڑھنا جائز نہیں ہے عربات یہ ہے کہ ض کو اصل مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظ کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور دال سے اس کو کوئی نسبت نہیں ہے وگرنہ یہ سمجھتے ہیں کہ ظ سے پڑھا جائے گا انکہ وہ ض دہی ہو تا ہے ظ نہیں ہو تا پس ضا پڑھنے کا قصد کر کے اصل مخرج سے نکالنے کی سعی کرنے والا ٹھیک پڑھتا ہے اگرچہ سننے والوں کو ظ معلوم ہو لیکن اگر وہ ظ پڑھنے کا قصد کر کے ظالین پڑھے تو یہ غلط ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟

(سوال) ولا الضالین کے ضا کو کوئی نماز میں (یا یا ہر نماز سے) مخرج بالظا مثلاً ظوالین پڑھتے اور کوئی ضا مخرج بالدال پڑھتے مثلاً دوالین پڑھا کرتے ہیں اب بتائیے کہ کس کی نماز صحیح ہوئی اور کس کی باطل اور کس کا پڑھنا غلط ہو گا۔

اکثر علماء کا فتویٰ مخرج بالدال پر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو عوام الناس و اکثر حافظ قرآن و علماء ضا کو مخرج بالدال کیوں پڑھتے ہیں آیا ان لوگوں کا پڑھنا غلط ہے یا صحیح عوام الناس خصوصاً مریدان مولفیر کے کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد مجمع فیوض البرکات مولانا محمد علی مولفیر ہی بھی ضا کو تازیست مخرج بالدال مثلاً دوالین پڑھتے تھے آیا حضور کا پڑھنا کیا غلط تھا پھر ایسا ہی مکہ و مدینہ منورہ کے قراء حرمین شریفین کے چاروں مصلوں کے امام و علماء محدثین پانچ تمام اہل عرب ولا الضالین کو مخرج بالدال مثلاً دوالین پڑھتے ہیں تمام جگہ سارے قرآن میں ضا کو مخرج بالدال پڑھتے ہیں آیا ان حضرات مجمع فیوض البرکات واقف حدیث و آیات مجدد العلم و آخر قرن کا پڑھنا کیا غلط ہے؟

مفتی اہل بیت شریف پیر و مولفیر شریف پٹنہ نے اس مسند کا جواب یوں دیا ہے کہ ض اور ظ یہ دونوں حرف قریب الخرج ہیں اس لئے اگر ضالین میں باوجود کوشش کے ض صحیح مخرج سے ادا نہ ہو اور اس کی جگہ ظ پڑھا گیا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی خلاف اس کے اگر دال پڑھا جائے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ

خلاف مخرج بھی ہے اور اس سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہیں (قوی قاضی خاں میں ایسی ہی کئی جگہیں ہیں) (ج ۱ ص ۶۹) باقی رہا قراء اور علماء جو قرائت و تجوید کے فن سے واقف ہیں وہ ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہیں وہ دو اولین نہیں پڑھتے لیکن جو لوگ اس فن سے ناواقف ہیں وہ قراء کی غلط نقل کر کے دو اولین پڑھتے ہیں تو ان کی نماز اس سے فاسد ہوتی ہے ایسے لوگوں کو کسی قاری سے سیکھ لینا چاہیے اور کوشش کرنا چاہیے کہ ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کریں۔ فقط المستفتی نمبر ۲۶۶۹ مفتی جلال الدین صاحب ۹ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۳ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۰۲) ضاد کو قصداً وال یا ض کے مخرج سے ادا کرنا غلط ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن ایسا کوئی شخص نہیں کرتا کہ قصداً وال پڑھے یا قصداً غلط پڑھے۔

دوسرا وہ قوی کرتے ہیں کہ ضاد کو صحیح اپنے مخرج سے ادا کریں لیکن ان سے صحیح ادا نہیں ہوتا اور اس میں تین صورتیں ہو جاتی ہیں اول تو عوام کی قرائت کہ وہ صاف وال پڑھتے ہیں اور دوسری کوشش بھی نہیں کرتے کہ اس کو اور وال سے علیحدہ کر کے اصل مخرج سے یا اس کے قریب قریب ادا کریں ان کا یہ فعل ناجائز اور عمل غلط ہے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی (۱)۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ وال سے تو ممتاز کر لیتے ہیں اور غلطے دور رہتے ہیں ان دونوں سے ممتاز اور جدا ایک آواز ہوتی ہے جس کو بتانے کے لئے کوئی صحیح تعبیر نہیں مگر محصور سے سہ وال مضخم کی آواز کہا جاتا ہے (۲) انکے حقیقت میں وہ وال کی آواز نہیں ہے کیونکہ اس میں تغنیہ ہوتی ہے اور اصل وال میں تغنیہ کا تصور اور وجود نہیں) یہ آواز چونکہ علیحدہ آواز ہے نہ وال ہے نہ ضاد ہے اور ضاد کو ادا کرنے کی نیت کی گئی ہے اس لئے ادا کے حرف ضاد کے لئے کافی ہوئی اور نماز ہو جائے نہ قراء اور علماء حضرات اسی طرح پڑھتے ہیں پھر ان میں سے جو مختارج کے عالم ہیں ان کی آواز بالکل صحیح ہوتی ہے اور جو اچھی واقفیت یا مہارت نہیں رکھتے ان کی ادا میں نقصان رہتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ادا کیا ہوا حرف وال اور غلط نہیں ہوتا (۳)۔

تیسری صورت یہ ہے کہ ادا کرنے والا غلطیوں پڑھنے جتنی بالکل غلط پڑھ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ چونکہ میں ضاد کو ادا نہیں کرتا اس لئے اسکو ض کی آواز کے مشابہ ادا کروں کیونکہ ضاد اور ض آپس میں قریب اصوات اور مشابہ صفات رکھتے ہیں تو اگرچہ یہ خیال تو صحیح نہیں مگر اس شخص کی نماز اس سے ہو جائے گی کہ یہ ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا نہیں کر سکتا اور جس طرح ادا کیا ہے وہ اس کے

(۱) مداد فی التصحیح والعلوم ولم یقدر علی فصلاتہ، حاترہ، وان ترک جہدہ فصلاتہ فاسدۃ کلامی المنحصر، رد المحتار، مطلب فی الاصح ۵۸۲، ط سعید

(۲) والصد والطاء اشترکا صفة جہدۃ ورحوۃ واسعلاء واطفاء وافتراق محرکات وافتراق الصد ولا سلطانہ لاج الاتقان فی علوم القرآن: فصل فی المهمات ۱۰۶، ط سہیل اکیدمی، لاہور

مترج کے جہد و صاف پر مشتمل ہے اور اگر یہ شخص یہ نیت کرے کہ میں خدا پرست ہوں تو اس کی نماز بھی تہ ہوگی۔ (۱)

نماز اسی صورت میں ہوگی کہ قصد تو کرے خدا کا اور اپنی میں مشقت و عسوت اپنی معلوم ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

چوتھا باب اعراب قرآن

قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟

(سوال) قرآن شریف کے اعراب کس زمانے میں اور کس نے لگائے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۹

حسین جمال الدین منہار رانی پور ۱۸ ستمبر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۰۳) قرآن مجید کے اعراب زمانہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ست برس کے بعد لگائے گئے ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

پیش (۲) کو واو معروف اور زیر (ـ) کو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے۔

(سوال) اعراب زیر اور پیش کو اس طرح پڑھا جائے۔ کوئی یہ سمجھے کہ زیر اور پیش کو باریک آواز سے پڑھنا صحیح ہے کوئی کلمات کہ موئی آواز سے پڑھنا چاہیے مثلاً الف زیر اسے ب زیر ہے۔ یا الف زیر ای ب زیری کو اس صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۷۵ عبد الغفور (دہ رانی پور تانہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۴) صحیح یہ ہے کہ پیش کو واو معروف کی طرف اور زیر کو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ کھینچنے سے پوری و او یا پوری یا ہو جائے اور وہ صحیح نہیں اور واو مجمل یا یا مجمل کی طرف مائل کرنا عربی سب کے حذف ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

۱. قال النحوی ابو عاصم ان بعد ذلك تصد وان جرى على لسانه اولا يعرف المبر لا تصد وهو المعتد حله وفي الرازي وهو عدل لا قول. وهو المحجاز. وقد المعتد مضطربا في له لغاري ۹۳۳ ط سعيد (۲) انظر تفسير القرطبي: مقدمه المؤلف ۴۵۱، ط دار الكتب العلمية، بيروت

۳. قلت دل الحديث على ان المعنى بان لا يجوز على الاطلاق بل هو بعد تصد عدة احوال القرآن من لغوية الى غير هاتين لغوي في تبد وفي سماع الحركات حتى سولد من الفصح الف و من الضمة واو، و من الكسرة، او بدعي في غير موضع لا بدعاه فان له بته لفي هذا الحد فلا كراهة و علاء السن. باب ما جاء في وجوب تحويد القرآن ۱۵۵، ط ادارة القرآن و العلوم الاسلاميه، كراچي

جواب کی توضیح

(سورہ ۱۰۵) (۶۳۷) متعلقہ سوال مذکورہ۔ فقیر کے پاس جواب کا مطلب یہ ہے کہ الحمد للہ وال پر جو پیش ہے اس کو کوئی معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے اور اللہ کی ہاکے نیچے جو زیر ہے اس کو اپنے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ نہ کھینچنا چاہیے کہ الحمد ہو جائے یا للہی نہ جائے۔

قاعدہ یہ ناقرآن مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ہمارے پاس موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں اس میں کیا لکھا ہے اور یہ بات لکھی ہے کہ جس حرف پر پیش ہو اس کی حرکت جتنی پیش کوئی معمول کی طرح پڑھا جائے، تو یہ بات غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، ۳ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

پانچواں باب
متفرق مسائل

سورۃ توبہ کی ابتداء میں ”اعوذ باللہ من النار الخ“، پڑھنا ثابت نہیں!

(سوال) بعض قرآن مجید مطبوعہ بمبئی میں سورہ توبہ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقوم ہے ونقل الجزری بقرء عند مکان البسملة اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العزة لله ولرسوله وللمؤمنین کذا فی المبسوط انتہی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جزری یا مبسوط یا دیگر کسی کتاب میں یہ عبارت پڑھنا لکھا ہے؟

(جواب ۱۰۶) اس دعا کا کسی معتبر کتاب سے ثبوت نہیں ملتا سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ وہی ہے جو حضرت عثمانؓ سے ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اس سورت کے متعلق یہ بیان نہ فرمایا تھا کہ یہ کہاں پر لکھی جائے اس لئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے اس کو یہاں پر درج کر دیا اور ہم اللہ نہ لکھی، محمد کفایت اللہ کان اللہ،

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں!

(سوال) مولوی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآنی صحیح ہے یا نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ہے یا نہیں؟

(۱) مرجع سابق

(۲) فضل عثمان فطس ابیہا فقص رسول اللہ ﷺ ولہ ہیں لما ابیہا میا فقص احل ذلک فرمت بیہم

ولہ اکس بیہم سطر سہ لہ لرحمن الرحیم ووضعت فی السع الطول جامع لترمذی ومن سورۃ النور

۱۳۹ ط سعید

یہ ترجمہ لڑکوں کو کار آمد ثابت ہو گیا مضر؟ کیونکہ اس ترجمہ کی بنا ایک آزاد شخص نے حنفیوں کے مدرسے میں ڈالی ہے جس کا عقیدہ بہت سے مسلمانوں کے نزدیک برا ہے کیونکہ وہ شخص عام جموں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہا ہے کہ بھائیو! تقدیر کوئی چیز نہیں تدبیر کرو اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۰۷) مولوی نذیر احمد صاب کے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں ہیں علمائے احناف کے خلاف ایسی بہت سی باتیں اس میں ہیں جو لڑکوں کو مضر ہوں گی لہذا اگر وہ ترجمہ مدرسے میں داخل کر لیا گیا ہے تو منسب ہے کہ اس کے ساتھ اصلاح ترجمہ دہلویہ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے چوں کہ ضرور پڑھائی جائے تاکہ جو کچھ غلطیاں اس ترجمہ میں ہیں اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

”آیت الکرسی“ ایک آیت ہے!

(سوال) آیت الکرسی جو کہ سورۃ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا هو سے وهو العلی العظیم تک ہے یہ ایک ہی آیت مانی جائے گی یا درمیان میں خدمات وقف ہیں یہ بھی آیت کا حکم رکھتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکرسی میں دس آیات ہیں۔ المستفتی نمبر ۳۸۶ حافظ محمد شفیع (ضلع بھر) ۲۸ عفر ۱۳۵۳ مطبق یکم جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۸) آیت الکرسی اللہ لا الہ الا هو سے شروع ہو کر وهو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے یہ کوئی ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز وقف ہیں وہ آیات نہیں ہیں غلط آیت الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صفیے سے تعبیر کیا گیا ہے آیت الکرسی نہیں کہا گیا، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

آیت ”وما انزل علی الملکین بابل“ (الآیۃ) کی صحیح تشریح

(سوال) کلام مجید میں ہاروت وماروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا صحیح شاک نزول اور اصل قصہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاروت وماروت شہر بابل میں دو شخص تھے جن کو ان کے عجائب افعال اور نیک چلتی کی وجہ سے فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا اور اس بات کی وہ قراءۃ توفید ہے جس میں ملکن کو بحر الامم پڑھا ہے اور حسن بھری کی کا بھی یہی

۱. وفي التفسير لاس كثير هذه آية الكرسي ولها شان عظيم قد صح عن رسول الله ﷺ بانها الفصل آية هي كتاب الله قال الامام احمد حدث عبد الرزاق عن ابي ابن كعب ان النبي ﷺ سألته اي آية اعظم قال الله ورسوله اعظم فردو هامرا ثم قال اي آية الكرسي القرعة ۲۵۵ ۳۰۴ وفيه وهذه الآية مشتملة على عشر حمل مسئلة لقوله لا اله الا هو احسن الخ ۱ ۳۰۸ ط سبيل اكدمي لاهور

قول ہے (بیضاوی تفسیر بقرہ) یہ دو شخص اس فن سے واقف تھے مگر اس کو برا سمجھتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے کہ تم ایمان پر ثلاث قدم رہتے ہو یا نہیں اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا مگر یہود ایمان کی کیا پروا کرتے تھے سیکھنے سے باز آتے تھے پس ان پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ان کو اس فن میں ماہر و عالم ہونے کی قدرت عطا کی تھی نہ یہ کہ کتاب آسمانی کی طرح ان پر خدا نے جادو نازل کیا تھا کہ وہ اس کو تعلیم دیا کرتے تھے بعض مفسرین نے غلط انزال سے یہ سمجھ لیا کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین شہر بابل میں آئے تھے پھر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تھے اس کے کہنے سے شراب پیا اور اس کے خوند کو قتل کیا اور اس کو عہدہ کیا اور زہرہ نے اسم اعظم ان سے سیکھ لیا جس سے وہ تو آسمان پر چلی گئی اور یہ بابل کے کنوئیں میں اٹے نکلے ہیں اور وہاں آج سے ان کو عذاب ہوتا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے پہلے اس کو سمجھا دیتے ہیں پھر سکھا دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد الملک بن مروان کے پاس ان سے مل کر آیا تھا (خ) یہ بے اصل کہانیاں ہیں دریافت حسب یہ امر ہے کہ مولانا عبدالحق نے سوائے حسن بصری بیضاوی و تفسیر کبیر جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا دیگر مفسرین کا قول صحیح ہے؟ المستطی نمبر ۵۳۴ فقیر احمد نقشبندی (سکرو) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۰۹) باروت و مارت فرشتے نہیں تھے اور ان کا آسمان سے اتنا اور زہرہ پر عاشق ہونا اور زہرہ کا ان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر جانا اور فرشتہ بن جانا یا ستارہ بن جانا اور ان فرشتوں کا بابل میں ایک کنوئیں میں اٹا لٹکایا جانا یہ معتبر قصہ نہیں ہے ظاہر یہ ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب کا بیان کردہ قصہ ہی قابل قبول ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کے ترجمہ شائع کرنے کا حکم

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت باکل نہ ہو اور ہر محارہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے۔ المستطی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (پور) ۱۶ رجب ۱۳۵۵ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۰) قرآن مجید کے اصل قلم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات

۱۰، وھدہ لقصہ من احزاب الاحاد من الترویات المصطفیٰ الشدہ ولا دلالۃ علیہا فی القرآن منی و فی روایات ھدہ القصہ من بہ العفل والنقل وھو ما نقل عن الربیع بن انس امہ مسح اللہ للھرہ کو کیو صعدت الی السماء حسن تعلیمت الاسم الاعظم و لا یصح کمال الدین و الحمد للنقل لم یصحوا الھدہ القصہ ولا نسوا و یمنھا عن علی و لہ عن ابن عباس الخ (التفسیر المظھری ۱۰۹، ۱ ط حافظ کتب خانہ کوئٹہ)

زیدہ ہیں اس لئے اس پر اقدام نہ کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں، محمد کفایت اللہ کان امداد

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا کیسا ہے۔

(سوال) قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۱) قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے مگر گانے کے لہجے میں پڑھنا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان امداد

کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟

(سوال) حروف مقطعات کے بارے میں بڑا اختلاف برپا ہے چنانچہ ایک عالم فرماتا ہے کہ حروف مقطعات کا معنی اللہ اور اللہ کے رسول کو معلوم ہے کیونکہ یہ ایک راز ہے جو مرسل اور مرسل (اللہ) کے درمیان واقع ہے جس کو ان کے مددہ اور کوئی نہیں جانتا اور دوسرا عالم یہ فرماتا ہے کہ اس کا معنی غیر اللہ کے کوئی نہیں جانتا خواہ وہ رسول ہو یا فدا من مات الناس ہو جو شخص یہ کہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہے وہ شخص کا قرب اور اثر اس اعتقاد میں کفر کا مذہب ہو تو ایسے مقتدر کا نہ کار ہونا یقینی ہے چنانچہ اس اختلاف کی وجہ سے عامہ مخلوق میں کشیدگی پھیلنے کے بعد یہ بات عمل میں آنی کہ اس کا فیصلہ مفتی صاحب سے کرنا چاہیے لہذا آنجناب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو فیصلہ شرعی ہو تحریر فرما کر قاطع اختلاف ہوں اور اگر اختلاف مذہب اس میں واقع ہو تو جو قول آپ کے نزدیک درست ہو تحریر فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۱ غلام محمد صاحب مظفر گڑھ جناب ۹ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۱۲) حرف مقطعات کے متعلق سلف صالحین سے متعدد اقوال منقول ہیں مخصوص کتاب سنت کے لحاظ سے راجح اور قوی قول یہ ہے کہ ان کے معنی اور مراد کا معنی ذات پاری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے جہنم میں آئم کے آئے اللہ اعلم بسراده مدلل فرمایا گیا ہے اور اس پر صاحب جمل فرماتے ہیں اشار بیضا الی ارجح الاقوال فی هذه الاحرف

۱۔ قال المحقق فی الشامیة : ویفتح عن الکافی ان اعداد القراء بالقراسیة او اعداد ذلک مصحفہا بمع لوان فعل فی آية او آیت لا فان ذلک القرآن وتفسیر کل حرف وترجمہ حار، رد المحتار، مطلب من المستوف والاشاذ ۴۸۶/۱ ط سعید

(۲) قلت فی استنباط المعنی بالقرآن و تحسین الصوت بالقراءة و تربیہا لا سماء و قدح، الامرہ کما سبقت و لکنہ مفید بما اذا لم یخرج الی حد الحیط (اعلاء السنن) باب مدح، فی وجوب تجوید القرآن ۴ ۱۵۳ ط ادارة القرآن و العلوم الاسلامیة (کراچی)

(۳) ۴/۱ ط سعید

التي ابتدئ بها كثير من السور وهو انها من المتشابه وان جري على مذهب السلف
القائلين باختصاص الله تعالى بعلم المراد منها انتهى مختصراً (جمل جلد ۱) ۱۰

مگر اس کے ساتھ ہی وہ بر اقول یہ بھی ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے
درمیان میں اسرار ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو ان کا ہم عطا فرمایا تھا مگر چونکہ وہ ایک سر تھا اس لئے حضور
ﷺ نے اس کو امت پر خارج نہیں فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر عزیزی میں ان
اقوال کو ذکر فرمایا ہے جو حروف مقطعات کے بارے میں سلف سے منقول ہیں۔ فرماتے ہیں

لعل آتت کہ ایں حروف اسرار محبت است کہ از اخبار پوشیدہ بہ تغیر حبیب خود

صعمر نشان دادہ اند۔ و نیز کہ التحابط بالحروف المفردة سنة الاحباب فان سر الحبيب مع
الحبيب يحب ان لا يطلع عليه الرقيب (فتح العزيز سورة بقرہ مطبوعہ مجتہانی ص ۷۴)
اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے :-

”وقيل انه سر استاثره الله لعلمه وقدره عن الخلفاء الاربعة وغير هم من الصحابة ما
يقرب منه ولعلمهم ارادوا انها اسرار بين الله ورسوله ورموز لم يقصد بها الفهم غيره الخ“
(بیضاوی جلد اول ص ۱۵ مجتہانی) ۲۱

یعنی بیضاوی نے خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے ان اقوال کو جن میں حروف مقطعات کو اسرار
یا المکتوم الذی لا یفسر یا صفوة القرآن فرمایا تھا اس پر محمول کیا کہ یہ اللہ اور رسول کے درمیان اسرار
ورموز ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کی مراد معلوم ہے پھر تعین مراد میں بہت اقوال ہیں اور اسراف شافعی کا یہ
مذہب مشہور ہے کہ مشابہات کے معانی را تعین فی العلم جانتے ہیں پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حروف
مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان میں راز ہیں وہ اقوال سلف سے باہر نہیں نکلتا یہ دوسری بات کہ راجح
اور قوی قول کے خلاف ہے مگر اس کی بناء پر اس کی تکفیر تو کجا تفسیق و تشلیل بھی نہیں کی جاسکتی (۱۲)
محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ ولی۔

(۱) ۱۰/۱ ط مصر

(۲) ۱۶/۱ ط سعید

(۳) وقد احتلف اهل العلم في معنى قوله (وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم والراسخون في العلم) فذهب
من جعل تمام الكلام عند قوله تعالى (والراسخون في العلم) فمن قال بالقول الاول جعل الراسخين في العلم عدلين
بعض المتشابه (احكام القرآن لمختص ۲۰ ط دار الكتب العربي سرب)

سورہ بر اءۃ سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ ہونے کی وجہ

(سوال) قرآن مجید کے سویرے پارتے میں سورہ بر اءۃ میں بسم اللہ نہیں نازل ہوئی؟ کیا وجہ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شیخ اعظم رحمہ اللہ (معتزم) (حوالیہ - ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء۔

(جواب ۱۱۳) اس میں حضور ﷺ نے بسم اللہ نہیں لکھوائی تھی یہ سورت پہلی سورت کے ساتھ
بسم اللہ میں شامل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

۱۰۔ قتال عثمان کان رسول لله آتے مما بنی علیہ الزمان وهو یقول عبید السورۃ دوأت بعدد فکان ادبر علی
النبی دعا بعض من کان بکب وکانت نراة من احر القرون وکانت قصید شیهة بقصیدها فطست انھا سید
قص رسول الله ﷺ ولم یس لہ انھا منھا فمن احل ذلک قرئت بیہما ولم اکتب بیہما سطر بسم الله الرحمن
نرحمہ ووضعہ فی السبع لفظوں جمع الترمذی ومن سورۃ البورہ ۲ ۱۳۹ طبعہ

كتاب الحديث والآثار

خسرو سبط سوار تھے اور ترمذی شریف جہد اولیٰ ص ۲۰۲ میں ہے۔ ورسول اللہ ﷺ علی معینہ الہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث ”نحن احق بالشك من ابراهيم“ کا صحیح مطلب۔

(سوال) نحن احق بالشك من ابراهيم تو نبی احق یوں ہے اور اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۵۷ مولوی عبدالغنی (ضلع پشور) ۲۵ ربيع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۶۶) نحن احق بالشك من ابراهيم تواضع فرمائیے اور اس کا یہ مطلب نہیں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی شک تھا، محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

”خلق الله التربة يوم السبت الخ“ ^{ص ٢٧٦} حديث

(سوال) جن احباب عمل سے چنے اور اس سے پہنکار پانے کے لئے ہم حدیث کو روایت کرنا چاہتے ہیں۔
 دیتے ہیں مثنوی کی ذیل کی حدیث کو بھی انہوں نے روایت کرنا چاہی ہے تاہذا انہوں نے حدیث مذکورہ کے
 متعلق واضح فرمائیں۔

عن ابي هريرة قال اخذ رسول الله ﷺ بيدي فقال خلق الله التربة يوم السبت و خلق فيها الجبال يوم الاحد و خلق الشجر يوم الاثنين و خلق المكروه يوم الثلاثاء و خلق النور يوم الاربعاء و بت فيها الدواب يوم الخميس و خلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة في آخر الخلق و آخر ساعة من النهار فيها بين العصر الى الليل مشكوة ص ٥١ مطبع مجتاهي دلهي

المستفتی: مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۱۷) یہ روایت مشکوٰۃ میں امام مسلم کی طرف منسوب ہے اور مسلم کی روایتیں صحیح ہیں۔ اس حدیث کو اسراہیلی نے کئی وجہ بھی نہیں لے سیکے اس میں اسراہیلی کی کئی بات نہیں۔

(١) (باب ما جاء في الخروج عند الفرع ١، ٢٩٨، ط سعيد)

۴. معاذ اللہ! مستحق فی حق تراجمہ داد نیست فی احیاء لموی لو کان مطبقہ الی لایب، لکس با حق۔
 می تراجمہ وقد عینتمہ ای لم شت دعوہ۔ اب تراجمہ لم شت
 واما راجع تراجمہ علی نفسہ غیہ المتصور
 و السلام تو صاعدا روح البوی غیہ صحیح الامام مسلمہ۔ س زیادہ طمایہ القلب تصدیق الادلہ ۱۸۵ ط
 دہلیہ کتب خانہ کے اجے)

(۳) باب بدء الخلق و ذكر الاسباء ص ۵۱ ط سعید

١٣ طبعیم کتب حوالہ :-

ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

حدیث ”فمن وصلها وصلته“ اس کا صحیح ترجمہ

(سوال) محترم حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ۔ سلام مسنون
کرم فرما کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اس ائمہ علیہ
الخبر میں بھی شائع ہے اس کو مدظلہ فرما کر اس کے ترجمہ اور فٹ نوٹ کے متعلق فرمائیے صحیح ہے کہ
نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی ۳۹-۸-۲۲

(جواب ۱۱۸) حدیث کا ترجمہ حاصل مطلب کے لحاظ سے ٹھیک ہے فمن وصلها وصلته ومن
قطعها بائنتہ کا ترجمہ من باب الغلط میں یوں ہوتا ہے جو شخص رحمہ فی رحمہ رشتہ داری کو جوڑے
گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

شفقت لہا من اسمی کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا نام رحمہ سے بھی اس کے لئے رحمہ کا
نام رکھا ہے، یہاں اشتقاق غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

حدیث ”یا عباد اللہ اعینونی“ اس کا صحیح مطلب

(سوال) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: جب تم کو کبھی کوئی مصیبت پڑے اور اس جگہ تم تنہا ہو کوئی
اور اموجود نہیں ہے تو اس طرح کہو کہ اے خدا کے بندو ہماری مدد کرو اور یہ حدیث طبرانی سے روایت
ہے یہ بات مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوئی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسی باتوں کا بیان کرنا کیسا ہے اور کیا کوئی
روایت ایسی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندر میر احمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ مئی ۱۹
جولائی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۱۹) حدیث یا عباد اللہ اعینونی الخ حسن حصین (۱۰) میں بروایت طبرانی مروی ہے کہ
اس میں عباد اللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسان کی نظر سے مخفی گروہاں قریب موجود
ہوتے ہیں یا ان کا وجود مضمون ہے اور ان کو مدد کے لئے پکارتا اس تصور پر ہے کہ وہ پکارنے والے کے
قریب سے اس کی آواز سن کر اس کی مدد کر سکتے ہیں جیسے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی فریاد
سن کر اس کی مدد کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی۔

(۱) (باب البر والصلة: الفصل الثانی ص ۴۳ ط سعید)

۲ قوله وشفقت علی ارحمہ و ارحمہ اسمہ قوله لہا ای للرحمة قوله من اسمی ای الروح من اسمی ای الروح و فی اسماء الی
نسبہ الاسماء و ارحمہ لرحمہ و ان کان المعنی علی انہا اثر من اثار رحمة الرحمن الخ (مرقۃ المفاتیح شرح
مشکوٰۃ الصابح) باب البر والصلة ۲۰۹/۱ ط امدادیہ ملتان

(۳) مترجم ص ۱۲۳ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

معرّاج کی رات حضور ﷺ کا عید الفداء و جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر
راق پر سوار ہونے کا واقعہ منہ جہرت ہے

(سوال) اکثر مولود خواں صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول خدا محمد ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور راق پر سوار ہونے لگے تو راق نے شافی کرنا شروع
کی اس وقت غوث پاک شیخ الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ دی
اس وقت آپ راق پر سوار ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا ہی تم اقدم
کل فیہ اللہ کی گردن پر ہوگا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندر احمد عزیز احمد (ریوان)
جواب (۱۲۰) یہ قصہ اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث منکر معلل، موقوف و نیرہ نہیں ہو سکتی کہنا صحیح نہیں۔

(سوال) زید کتاب (۱) شان صاحب و ایک سرور انبیاء شفیع اللہ بن محمد بن عبد اللہ شافی المعری
مدنی بحکم رب اکبر ما سطو علی الہوی الہو الا وحی یونی بن المدور رسول میں فرق نہیں
کرتا پھر جو کوئی آنحضرت ﷺ کے قول مبارک حدیث شریف کو قول ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلل
یہ سب یہ مدعی کہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کی کھلی توہین کرتا ہے اور جو کوئی اقوال
صحابی و تابعی یا صحابی و تابعی کو حدیث موقوف یا حدیث مرفوعہ یا حدیث مرسل یا حدیث منقطع کہتا ہے وہ نیرہ
نہی توں کو برابر قول جناب سرور انبیاء و امام سلیمان کہ حدیث مرفوعہ یا حدیث شافعی حدیث معتق
حدیث آنحضرت ﷺ میں شامل کرتا ہے وہ بھی کھلی توہین آنحضرت ﷺ کی کرتا ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے تمام ارشادات صحیح ہیں کوئی ضعیف یا موضوع یا منکر نہیں کہتا۔
قول نیرہ مسموم کا قول مسموم کے برابر ہے کہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے جو کوئی آنحضرت ﷺ کی توہین
یا تمکب ہو وہ کافر ہے خدا کا دشمن ہے اور آنحضرت ﷺ کا دشمن ہے۔

(۳) اور اگر امام شافعی نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی غلطیوں حسب
استور اسی قابلِ سزا ہوں گی میں نہیں جانتا کہ امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہے یا نہیں سزا تو نہ
سزائے مستحق ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۸ شافی فیض الرحمن پہاڑی، ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱
مئی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۲۱) (۱) یہ قائل اصطلاح فن حدیث اور حقیقت حال سے ناواقف ہے حدیث کو ضعیف
یا موضوع یا منکر یا معلل یہ مدعی مدعی مدعی مدعی اور سند کے کہا جاتا ہے تو سب تو ہونے کی ہمت

سے یہ اہل صاف حدیث شریف کے نہیں ہیں جس حدیث و منکر نہیں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند منکر ہے جس کو ضعیف میں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند ضعیف ہے اس طرح ذکر کرنے سے حدیث رسول اللہ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہوتی، صیغہ کے قول کو حدیث موقوف کہنا صحیح ہے اس میں حدیث کے معنی قول رسول ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صیغہ کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے اس میں بھی کوئی توہین نہیں ہے (۱)

(۲) حضور ﷺ کا قول تو بے شک موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سند میں تو ضعیف اور منکر ہوتی ہیں اور حفظ حدیث ان مثالوں میں مضیق قول یا خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، (۳) ہاں اختیاری اور قصدی غلطی میں مواخذہ ہے (۱) خواہ کسی سے ہو اور ب قصد غلطی ہو جائے تو اس میں مواخذہ نہیں خواہ کسی سے ہو، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

کیا احادیث مثل قرآن ہیں۔

(سوال) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میمن حویلی اعظم خاں دہلی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو آئیں ان کا درجہ جب طریق نقل کے ادوں ہونے کے آیت قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابت پر مثل (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی۔

۱. ہوا: فی ہذا حدیث عبر صحیح ولو قال ضعف لکان احضرا فصعب لم یصح لاسدہ علی الشرط المذكور لانه کذب فی نفس الامر (مقدمة اعلاء السنن الفصل الثانی ۱ ۳۷ ط ۱۵۱) إدارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی،
۲. واما انہی علی الصحابی یقال له الموقوف کما یقال قد او فعل او فراس عباس موقوف (المقدمة للشیخ عبدالحق الدهلوی علی مشکوٰۃ المصابیح: ص ۵ سعید)
(۳) (مقدمة اعلاء السنن المرجع السابق ۱/ ۳۷)

۴. فی الشیخ ابو الحسن لاسدہ انی علی الحاسی اما تقول فی ثلثہ اخوة مات احدهم مطبعا والا حر عاصب والثالث صعب فثبت ان الاول بذات فی الحدہ والثانی یعاقب فی النار شرح العقائد ص ۶ مکتبہ حیر کنبر کراچی،
۵. عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ان الله وضع عن امتی الخطا والسبک وما سکر هو اعلیہ (اس ماہ باب طلاق المکرہ والثانی ص: ۱۴۷ ط قدیمی)

۶. الاتصال ما من رسول الله ﷺ وهو ان يكون كاملا كلمتوا وهو لاجر الادی كقول القرآن والصلاة لحمس وانه يوجب علم اليقين او يكون اتصالا فيه شبهة صورة كالمشهور وانه يوجب علم ظاهرا به او يكون اتصالا فيه شبهة صورة ومعنى كحبر الواحد وانه يوجب العلم دون العلم اليقين (المبارع شرحه نور الانوار) وفي الحاشية قوله كالمشهور او رد كذا التمثل لان الاتصال الكامل قد يكون بغير الواس كالسمع من في رسول الله ﷺ مشافهة (باب القسم السنة ص ۱۷۷ ۱۷۸ ط سعید)

حدیث "ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین" اٹ میں امت سے
امت و عوت مراد ہے یا امت اجابت

(سوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تتر و تروہ میں تقسیم ہو جائے گی اس فقہ امت
سے کیا مراد ہے ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر یا صرف مسلمان مراد ہیں
مسلمان اور کافر مل کر تتر و تروہ ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں تتر و تروہ ہوں گے کیا امت میں مسلمان
کا فرد و نون علی داخل ہیں؟ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) باقی کون تروہ ہے کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے "ہا انا علیہ
واصحابی" کا کیا مطلب ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین (مجموعہ ۲۳ ریح الثانی ۱۳۵۵ھ)
مطابق یکم جون ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۲۳) اس حدیث میں امت سے مراد امت و عوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی
مرقہ شرح مشکوٰۃ میں ہے نہ قبل یحتمل امة الدعوة فیدرج سائر الملل الدین لیسوا علی
قلبتنا فی مدد الثلاث و السبعین و یحتمل امة الاحیاء فیکون الملل الثلاث و السبعون
محصورة فی اهل قبلتنا و الناسی هو الاطہرو نقل الا بھری ان المراد بالامة امة الاحیاء عند
الاکثر انتھی آخر کا قول یہ ہے کہ امت ہدایت مراد ہے یہ حدیث ترمذی، اور سند مراد
اتمد، اور اوائل میں ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے ما انا علیہ واصحابی سے وہ طریقہ مراد
ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خفاء راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آن کل اہل السنۃ و الجماعۃ
طریقہ ہے اس میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں البتہ مبتدع فرقہ بائیں شاخہ بیت
مقدس کی رشتہ مرید، مشبہ، منافق، غیر، اس سے خارج ہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

محدثین کا چوتھے طبقہ کی سب رزین، شعب الایمان و یسقی اور انن حسار و غیرہ سے
حدیث پہننے کی وجہ۔

(سوال) (۱) رزین، شعب الایمان، یسقی، انن حسار و غیرہ کا شمار حدیث کے تیسرے اور
چوتھے طبقہ میں ہے اور ان کا یہ زیادہ بلند نہیں ہے کچھ کیا وجہ ہے کہ ہرے ہرے محدثین ان حدیث کا

(۱) باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۲۴۸ ط امدادیہ ملتان

(۲) باب الفراق هذه الامة ۹۲ ط سعید

(۳) رقم الحدیث ۲۸۱۹۴ ط دار احیاء التراث العربی بیروت

(۴) باب شرح السنة ۲۴۸ ط امدادیہ ملتان

۵ المر دھم المہندون المسکون سنی کون سنی و سہ لحقہا، تراشدین من بعد فلا سٹ ولا سٹ سید
ہل لہ والجماعۃ مرقۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۲۴۸ ط امدادیہ ملتان

اپنی تعانیف میں لائے ہیں۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارق مذہبہ میں مواہب مدنیہ وغیرہ کی بیست احادیث ذکر کی ہیں جنہیں صاحب سیرت النبی نے غیر مستند قرار دیا ہے؟

(۲) علم الصریح میں غلو کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط رکھی گئی ہے کہ تکرار ہونا ضروری ہے ورنہ حاکم یہ کلیہ بعض مقامات پر ٹوٹ بھی گیا ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف ص ۱۶ میں ہے انک مررت ولا سلمت (حدیث عثمان مشکوٰۃ ص ۱۶ نور محمدی) یہاں ماضی پر داخل ہونے کی تکرار نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ غم الحسن صاحب رضوی (سین پور) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(احواب ۱۲۴) (۱) ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں اسلئے ان کا درجہ ضعیف یا بے ثمر یہ مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں مشکوٰۃ میں بھی ان کی روایتیں درج ہیں اور دوسری کتابوں میں بھی درج ہیں اخبار و سیرت کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوتی اسلئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور سیرت کے دوسرے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے اسناد کیا وہ جن مولفین نے سیرت میں بھی تنقید کارائے اختیار کیا انہوں نے ضعیف روایات کو یکجہہ کر دیا۔

(۲) کما ماضی یعنی نے داخل ہونا صرف تکرار کے ساتھ مشروط نہیں ہے بلکہ یا تو ان تکرار ہو جیسے فلا صدق ولا صلی - یا نفی کی تکرار ہو جیسے ما طلعت الشمس ولا غربت یا موضع وہ میں ہوا لا لا بارک اللہ فی سہیل یا معنی تکرار نکل سکتی ہو جیسے فلا اقتحم العقبة :- کہ یہاں معنی تکرار نکل سکتی ہے اور لا اقتحم ولا فک رقبة ولا اطعم مسکینا کے معنی میں آتے ہیں ان کے حدودہ علی سہیل نہرت بغیر تکرار اور بغیر موضع دعا کے بھی کما ماضی پر استعمال ہوا ہے جیسے وای عبد لك لا الما آپ نے جو ہمہ نقل فرمایا ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے کیونکہ اس کی عبارت یوں ہوتی ہے ما شعرت انک مررت ولا سمعت انک سلمت محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث "ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيامة" ان کا حوالہ

(سوال ۱) حدیث مع مراب کے اور حوالہ کتاب کے درج فرمائیے جس کے معنی ہیں کہ تین

(۱) باب الکناز و علامات الفاق ص ۱۶ ط سعد

(۲) حدیث "لو ان الناس يعلمون ما فی العداء والصف الاول الحج" کا حوالہ

وہی مقدمہ اعلاء المس قبل فی الدر المحتار معنی یہ فی فضائل الاعمال او قل محسنہ من عانس لاحسن محسن القصص المقربہ علی الاعمال قبل اس حجر فی شرح الاربع لانه ان کن صحیحا فی نفس الامر فہم اعطى حقہ من العمل والا لم یرتب علی العمل بہ مفسدة تحسن ولا تحرمہ ولا صاع حق العبر الفصل لست فی حکم العمل بالضعیف ۵۷/۱ ط ادارة القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۳) القصة ۳۱

(۴) البلد ۱۱

ﷺ ملی سعد ابن معاذ حین توڑھی فلما صلی علیہ رسول ﷺ و وضع فی قبرہ و سوی علیہ
فسح رسول اللہ ﷺ فسبحا طویلاً ثم کبر فکبرنا فقیلاً یا رسول اللہ لم سحت تم
کبروت قال لقد تصابق علی هذا العبد الصالح قبرہ حتی فرحه اللہ عبہ رواہ احمد ۱۰ و ابن
عمر قال قال رسول اللہ ﷺ هذا الذی تحرك له العرش و فتحت له ابواب السماء و سہده
سعون الفا من الملائکة لقد ضم ضمة ثم فرح عبہ رواہ السنائی ۱۰ یعنی فرمایا جابر نے لگے
ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طرف بہتین ہوئے تھیں باری کے جب کہ فوت ہوئے پس پڑھی آپ نے ان
پر نماز جنازہ اور رکعتیں میں اور دفن کیا تو آپ نے تسبیح پڑھی یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر پھر ہم نے بھی تسبیح کی دراز پھر آپ نے تکبیر کہی جن اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولہ الحمد پس ہم نے بھی تکبیر کہی عرض صحابہ نے عرض کیا کہ یہ
رسول اللہ کیوں آپ نے اور تسبیح کی اور حد میں تکبیر ۱۰ فرمایا کہ تحقیق تکبیر ہوئی تھی سبند و صحت پر
قبر اس کی حتی کہ کشیدہ کیا اللہ نے اس کی قبر کو روایت کیا اس حدیث کو احمد نے اور حضرت ابن عمر
فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بعد ان معاذ ایسا شخص تھا کہ جہنم میں آیا عرش اور محل کے
دروازے آسمانوں کے اور ستر بزرگ فرشتے واسے نماز جنازہ کے حاضر ہوئے تحقیق دہائی قبر نے جو حق
ہائے کا تھا پھر فراخ ہوئی روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اس حدیث شریف کو بیان فرمایا کہ موسیٰ
صاحب روئے گئے کہ بڑے خوف کا مقام ہے جب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام امت کا
کیا ٹھکانا ہے۔

زید نے عرض کیا کہ جناب موسیٰ صاحب یہ تو روانہ کا مقام نہیں بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے
اس خبر جہت ثروت اور بے فتنہ کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جانے غور ہے کہ حضرت سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی رتبہ اور بزرگ صحابی کہ ان کے جنازہ کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پر بھی ان
سے عرش و جہنم میں آسمانوں کے دروازے کشیدہ ہوئے ساتھ دروازے و درختوں نے نماز جنازہ پر بھی
پہرہ کیا سبب تھا کہ ان کی قبر تکبیر ہوئی ۱۰ صاحب نے کہا کہ ان کو حضرت رسالت پر نبوت کی شفقت و عنایت پر
ناز تھا اپنی مغفرت و نصیحت کا ذریعہ رسول خدا ﷺ کو سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع
تاہدفن ہمارے ساتھ میں پس یہی خیال ان کا کہ خالصاً تکبیر رحمت الہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول ﷺ کی
عنایت کا سہرا بھی لگا ہوا تھا جو تسبیح قبر کا باعث ہوا فیہ تہ پائی اور عظمت الہی نے ان کو کہہ دیا کہ تم نے
ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حماقتی تمہاری قبر پر کھڑے ہو گئیں تو وہ کیا مدد کر سکتا ہے اور
یونکہ چاہتا ہے من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ۱۰ رسول خدا ﷺ نے روایت کی خدا پرستی

- (۲) تنبیہ ہوا جس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں (۱)
- (۳) مشکوٰۃ شریف معتبر کتاب ہے اگر یہ مطلب نہیں کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں (۲)
- (۴) باب حنفی مذہب کے موافق فقہاء دینیہ ہجرت ہیں
- (۵) اراکینِ ممد احمدیہ اور خاکیا حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔
- (۶) فتویٰ رشیدیہ و مجموعہ فتویٰ مولانا عبدالحق معتبر اور حنفی مذہب کے فتویٰ ہیں۔
- محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

۱، وقد صرح الجمهور بتقديم صحيح البخاري في الصحة ولم يوجد عن حديث صريح يقيسه (محة الفكر مراتب الصحيح ص ۳۵ ط ۱۹۰۷ وفي كتب حاشية ملتان)

۲ وما سار اليه من غرب او ضعف او غير هذا سب وجه عدل وعالم يسر اليه في الاصول فقد فقيه في بركة
 ۳ في مواضع لعرض صحيح (حصه لمشكوة) وفي المرافاة ومن العرض ان الشرح شرط له عرض عن ذكر
 مسكر وقد اتى في كذا بكتير منه و بين في بعضها كونه مسكرا و ترك في بعضها بيت انه مسكر ۱ ۳۷ ط اعداديه
 ملتان)

كتاب التاريخ والسير

پہلا باب

سیرت و شمائل (علی صاحبہا التحیۃ)

آیت ”واقصد فی مشیک“ اور حدیث ”اذا مشی تکفأ تکفؤا“ کا نمایاں خط من صیب کی تطبیق

(سوال) سیرت النبی از مولانا شبلی (حصہ دوم باب شامل) میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار بہت تیز تھی چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان زمین میں اتر رہے ہیں اور قرآن شریف کی آیت ہے واقصد فی مشیک (۱) تو آیت کریمہ اور حضور ﷺ کی رفتار میں جو تناقض معلوم ہو رہا ہے اس کی تطبیق کیا ہے؟ المستفتی محمد سیدمان واوڑا

(جواب ۱۲۹) آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک کا بیان جس حدیث میں آیا ہے (اور سیرت النبی میں مذکور ہے) اس کے الفاظ یہ ہیں اذا مشی تکفأ تکفؤا کا نمایاں خط من صیب (۲) یعنی حضور اکرم ﷺ جب چلتے تھے تو ذرا آگے کو مائل ہوتے تھے گویا کہ نشیب — سبب اتر رہے ہیں اور راوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی چال متنبہوں کی طرح آگے اتر چلنے کی نہ تھی بلکہ متواضعانہ تھی اور سست رفتار نہ تھے بلکہ قوت و سرعت کے ساتھ چلتے تھے مگر یہ سرعت تیزی قوت کی وجہ سے تھی حد اعتدال و اعتدال سے تجاوز نہ تھی تو آیہ کریمہ واقصد فی مشیک کی حضور ﷺ پر پوری تعمیل فرماتے تھے نہ کہ مخالفت (۳) اللہ اعلم محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

کیا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟

(سوال) آنجناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے خود کسی بادشاہ کے نام بھروسہ عمد نامہ یا کسی دوسری نامہ پر کوئی خط یا دستخط کیا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۸ مولوی محمد دلبر (پشاور) ۳

برہادی اشانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳۰) حضور ﷺ نے جو خطوط یا فرامین بھیجے ہیں یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کوئی خط یا فرمان تحریر کیا ہو البتہ حدیبیہ کا صلح نامہ لکھتے وقت جب کفار نے غدار رسول اللہ ﷺ لکھے جانے پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت علیؑ سے جو صلح نامہ لکھ رہے تھے فرمایا کہ یہ ہے

(۱) لقمان: ۱۹

(۲) شہدائے الترمذی باب ما جاء فی مشی رسول اللہ ﷺ ص ۸ طبع معید

(۳) فلاہ فی الایۃ وکذا ما ورد فی صفۃ النبیؐ ”دا مشی کتفأ تکفؤا“ وکذا لا یألفہ فرہ لغائی و عدد المرحس ہدی مشہور علی الارض ہوما“ (۱) لا یہ ادلیس الہون فیہ المسی کدیب السلی و ذکر بعض لافض الہمدوہ اعجاز لاسراج لا فرطہ روح المعنی صفحہ ۱۹ طدار معکروہ و بول لسان

محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ کے دو توالہست علی نے فقط رسول اللہ کو اپنے تئیں سے منائے میں تامل اور حذر کیا اور حضور ﷺ نے مسودہ اپنے ہاتھ میں سے کر فقط رسول اللہ کو مہدیہ ایک روایت میں اس کے آئے و کتب محمد بن عبد اللہ بن یعنی آپ نے محمد بن عبد اللہ کو یہ بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ فقط حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بطور معجزہ کے لکھ دیا تو ان علماء کی رائے کے موافق کوئی یہ ہے کہ حضور ﷺ سے معجزہ کے طور پر یہ فقط لکھ مروی ہے تو اس درگجائش ہے ۲۰۱ نہ حضور ﷺ کا فرمان محض امة امیہ لا مکتب ولا محاسب ۲۰۲ موجود ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

فضائل نبویہ کا حکم۔

(سوال) حضور ﷺ کا ول شریف آپ کی ایک خدمت نے پی لیا تھا تو اس کے واسطے نہ منہ پر نہ کرنے کے لئے فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ دوبارہ ایسا مرت کرے (۲) حضور ﷺ کے ہاتھوں کا خون ایک صحابی نے پی لیا تھا تو حضور ﷺ نے ان کے لئے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جان کو محفوظ رکھا (۳) حضور ﷺ کی ایک اور خدمت نے بھی ایک مرتبہ اسی طرح ول شریف پی لیا تھا جو کہ شب میں پیدل میں حضور ﷺ سے ول کیا تھا ان کے واسطے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو بہ گزیر نہ ہوگی (۴) حضور ﷺ کے جمیع فضائل میں پیشاب پاخانہ وغیرہ پاک تھا نہیں؟ المستطی نمبر ۱۱۳۵ محمد حسین (دہلی) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۱) حضور ﷺ کا پیشاب یا خون محض صحابہ نے پی لیا ہے لیکن حضور سے اجازت سے یہ بیواؤں کا ثبوت نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ ان صحابہ کے اس فعل سے یا حضور کے ان الفاظ سے جو خبر ہونے پر آپ نے فرمائے تھے دوسرے لوگوں کے سے پیشاب یا خون کا پینا جائز ہو گیا تھا محض علماء شوافع اور ان میں متہدات میں محض علماء حنفیہ اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حضور ﷺ کا ول و براز پاک تھا۔ لیکن قرآن وحدیث میں اس کی کوئی حد تک دلیل جس میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ حضور ﷺ

۱. عن المرء من لم يحضر السیئة عند البیت صالحة فمر علی ان یحدها فقل علی لا والله لا یحدها فقل رسول اللہ ﷺ اری مکانها فاما مکانها فمحاها و کتب اس عبد اللہ الحدیث (صحیح مسلم) قل النبوی فی شرحہ (قوله اری مکانها الخ) و رادعہ فی طریق ولا یحسن ان یکتب فان اصحاب هذا لم یثبت ان اللہ تعالیٰ احرم دلالت علی یده اعدان کتب دلالت نقلیہ وہو غیر عالم بما یکتب او ان اللہ تعالیٰ علم دلالت حدیسی کتب وحمل هذا زیادة فی معجزته فانہ کان اما کما علمہ عالم یعلم من العلم (شرح مسلم نبوی) باب صحیح الحدیث ۱۰۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۲) صحیح البخاری باب قول النبی ﷺ لا یتکب ولا یحسب ۲۵۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۳) صحیح بعض ائمہ للذبیعة طہارہ ہونہ اللہ وسائر فضائلہ وہ فی ابو حنیفہ کما عدہ فی السواہب للذبیہ عن شرح البخاری یغنی و صرح بہ البیری فی شرح الاشیاء (رد المحتار) مطلب فی طہارۃ قوله ﷺ ۳۱۸ ط سعید

(جواب ۱۳۳) حضور ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں وہ شہر کے دن وفات پائی ہے اتنی بات تو متفق حید ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی تاریخ کیا تھی تو اس میں کئی قول ہیں دوسری تاریخ پہلی تاریخ بارہ تاریخ تیسرہ تاریخ اور اس کے علاوہ بھی قول ہیں (۱)

(۲) حضور ﷺ کے جنازہ کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی لوگوں نے فرد افراد الوداعی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر اور حضرت عثمان نے سب سے پہلے نماز الوداعی ہے۔ فقہد جاء ان ابابکر دخل عليه فکبر اربع تکبیرات ثم دخل عمر فکبر اربعاً ثم دخل عثمان فکبر اربعاً ثم طلحة بن عبيد الله والزبير بن العوام ثم تابع الناس ارسالا بکبرون عليه (سيرت حلبیہ) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

دوسرے باب اہل بیت و اہل قریش

روایات صحیحہ سے ابو طالب کا حالات کفر پر مرنا ثابت ہے
(سوال) حضرت ابو طالب مسلمان تھے یا کافر؟ ان کے ایمان اور کفر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا کیا خیال تھا؟

(جواب ۱۳۴) جہاں تک کہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علیؑ کے والد ابو طالب کا اسلام! اثبات نہیں بلکہ کفر پر ہی انتقال ہونا ثابت ہوتا ہے بخاری شریف (۶۱) میں باب قصۃ اہل طالب میں یہ حدیث مذکور ہے۔ عن المسیب ان اباطالب لما حضرته الوفاة دخل عليه النبی ﷺ و عبده ابو جهل فقال ای عم قل لا اله الا الله کلمة احاج لك بها عبد الله فقال ابو جهل و عبد الله بن ابی امیہ یا اباطالب ترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزالا یکلماه حتی قال آخرشنی کلمهم به علی ملة عبدالمطلب الحدیث یعنی مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب کہ ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے وہاں ابو جہل بھی موجود تھا حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا آپ لا اله الا الله کہہ لیجئے یہ ایک کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے

(۱) ولما کن الیوم الاثنين ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ (۸ یونیہ ۶۳۳) لحق علیه السلام بالرقيق الاعلی وقد اعلی لصاحبه یوفته تاریخ الامۃ الاسلامیہ ۱ ۱۵۷ ط مصر) وفي تاریخ الاسلامه انتقل الرسول الی حواریه فی یوم الاثنين ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ وهو فی الثالث والستین من عمره (۱۵۰ ط دار الاحیاء بروم)

(۲) ۳۵۶/۳ ط بیروت

(۳) باب قصۃ اہل طالب ۱/۵۴۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

لئے خدا کے سامنے گواہی دیکر شفاعت کر سکوں گا اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اب طالب کیا تم عبدالعصب کے مذہب کو چھوڑ دے گے؟ اور دونوں یہ بات براہ کسر کرتے رہے یہاں تک کہ اب طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالعصب کے مذہب پر (قائم ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اب طالب نے آخری دم تک بھی اسلام قبول نہیں کیا بخاری (۱) میں اسی باب قصۃ ابو طالب میں یہ حدیث بھی مذکور ہے قال عباس بن عبد المطلب للنبی ﷺ ما اعمیت عن عمدا فانہ کان یحوظک و یغضب لک قال ہو فی ضحضاح من نار ولو لا اننا لکان فی الدردک الاسفل من النار یعنی حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے پتیا (ابو طالب) کو نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے دشمنوں پر غضب ناک ہوتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا وہ صحیحی آگ میں ہوں گے اور اُمیر العلق نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ جتنا عذاب بخور ہوں گے مگر حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب کی نوعیت میں تخفیف ہو جائے گی اسی باب کی تیسری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا کہ لعلہ تسعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیحجرا فی ضحضاح من النار یدلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ (۲) یعنی امید ہے کہ ابو طالب کو میری شفاعت قیامت کے روز فائدہ پہنچے گی وہ یہ کہ چھچھلی آگ میں رکھے جائیں گے جو صرف پاؤں کے ٹکڑوں تک ہوئی مگر اس کی گرمی سے دماغ کھوٹ ہوگا اس حدیث سے قیامت کے روز حضور کی جانب سے شفاعت ہونا اور شفاعت سے صرف عذاب کی تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

حفظ ابن حجر نے فتح الباری (۱) میں اسی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ کافر کو حضور ﷺ کی شفقت سے تخفیف عذاب کا فائدہ پہنچنا ابو طالب کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی حفاظت اور حمایت کے صلہ میں حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر فائدہ ان کو پہنچے گا یہی حدیث حافظ ابن حجر نے اصحاب میں مسلم سے نقل فرمائی ہے اس میں لحد نہیں بلکہ پیغمبر شفاعتی کا غلط ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت کی یہ خبر اور عذاب کی تخفیف کی یہ صورت واقعت مستقیمہ میں سے ہے جس کا علم حضور ﷺ کو اعلانِ اہی سے ہوا ہو گا اس لئے اس کے تحقق الوقوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس بناء پر اب کوئی امکان ان کا باقی نہ رہا۔ ابو طالب کا اسلام کسی طور سے ثابت ہو سکے۔ واللہ اعلم

(۱) حوالہ بالا (گوشہ صفحہ)

(۲) مریح سابق

(۳) الواقع الدی حصل لابی طالب من حصاصہ سرکہ اشیائے فتح الباری شرح صحیح البخاری باب فی ابی طالب ۱۴۹۷ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

دموا قریشاً ولا تقدموا الخ صحیح حدیث ہے یا نہیں اسکا صحیح مطلب
 سوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموا مہا
 لا تعلموها الحدیث احرہ ابن النجاری (از کز جلد ۷ ص ۱۴۰) اس حدیث کے
 تعلق یہ سوال آیا ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غلط صحیح ہو تو اس کا مطلب کیا ہے اور
 رت ضعیف یا موضوع ہونے کے اس کے ضعیف یا وضع ہونے پر کیا ثبوت ہے ؟ المستفتی :
 ۱۲ مولوی محمد زریا عرب یکمہچہ مسلم ہائی اسول انبالہ - ۲۳ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۰ جنوری
 ۱۹۳۳ء۔

جواب (۱۳۵) یہ حدیث کثرۃ العمل کے صفحہ ۱۳۰ جلد ہفتم میں موجود ہے ان النجاری سے نقل کی
 ہے اور منوی نے کثرتاً نقل کی ہے اس روایت کے (اشعری) کی طرف منسوب کیا ہے اور لا
 بلموها کے بجائے لا تعلموها ذکر کیا ہے اور جامع صغیر (۲) میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلف ذکر کیا
 ہے مثلاً اس میں ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموا من قریش ولا تعلموها الشافعی
 البیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب - لا غا (عد) عن ابی ہریرۃ (صح) قدموا قریشاً ولا
 دموها و تعلموا من قریش ولا تعلموها ولو لا ان تبطر قریش لا خبر تھا مال حیارہا عد
 لمہ تعالیٰ (طب) عن عبد اللہ بن السائب (صح) قدموا قریشاً ولا تقدموها ولو لا ان تبطر
 ریس لا خبر تھا بمالہا عد اللہ - البراز عن علی (صح) یعنی یہ حدیث ان النجاری اور شافعی اور
 بیہقی اور ابن عدی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ روایت کی ہے اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی
 مت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم
 متقدم ہوئے کہ اہل ہیں ان و مقدم رہو اور اہا اقاموا الدین جب تک ان کی اہمیت قائم ہو تو تم ان
 سے مقدم نہ ہونے کی کوشش نہ کرو اور قریش یعنی امت نبویہ سے دین یکھو قرآن مجید کی قرات (لا ان
 قرآن مول بلغة قریش) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو
 فقط ایصال الحق الی اہلہ کی تعلیم ہے اور اہمیت کا ثبوت ان کے لئے علی ما یغنی ہے نہ طور نرم جیسے
 لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ان زیاد کا حضرت حسینؑ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو لٹن زیاد نے بید سے مارا اور ناک اور آنکھوں کی روں شراب ڈالی اور کہا کہ حسینؑ تم کو شراب سے زندگی میں بہت انگار تھا اب مرنے کے بعد شراب ہم تم کو پاتے ہیں کیا یہ واقعہ تاریخ کی کسی کتاب میں درج ہے؟ اور کیا اس واقعہ کو عام پبلک کے سامنے منبر پر منہ چاہیے؟ المستفتی نمبر ۸۴۰ مدرسہ انجیل خاں (آرور) ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۱۳۶) بید مارنے کا واقعہ تو دیکھا ہے شراب کا واقعہ نظر سے نہیں گزرا ایسے واقعات کا کچھ اچھا نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سرتن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ نے شکر اعدا کے مقابلہ کے وقت تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے راندہ گھوڑا مع زمین اور سوار مع خود وغیرہ کٹ کر تلوار زمین میں اتر گئی امام حسینؑ جس طرف رخ پھیرتے تے بہ اروں اعدا کو چشم زون میں فنا کر دیتے تھے ایک بار امامؑ نے لشکر اعدا کے سامنے ہاتھ اٹھ کر روہاں سے اشارہ کیا تو تمام صف اول کے آدمیوں کے سرتن سے جدا ہو گئے یہ روایات صحیح ہیں اور کسی مستند و معتبر کتاب سے اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۷۵ عبد الرحمن و محمد حسین صاحبان (سورہ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۷) اس روایت کی سند اور حوالہ بیان کرنے والے سے دریافت کرنا چاہیے ہماری نظر میں اس کی سند نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

حضرت علیؑ حضور ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے (سوال) دہرہ دون میں ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مندرجہ ذیل افسوسناک مکالمہ عمرو کے مکان پر زیاد اور دیگر کے درمیان وقوع میں آیا تینوں صاحبان اوسط عمر کے مسلمان اہل سنت و انجاعت ہیں مکالمہ مذکور مندرجہ ذیل حالی جناب کی خدمت باہر کات میں بطور استفسار در سال کیا جاتا ہے کہ یہ صاحبان زیاد اور بکر یاد و نونوں میں سے کوئی کس حد تک مرتکب جرم شرعی ہے؟ نیز در صورت ثابت ہونے گناہ کے گناہ گار پر کیا کفرہ اور الزام واجب و جائز ہوتا ہے۔ زیاد

(عمرو سے) حضرت علیؓ ایک معمولی گھرانے کے تھے پست قد تھے تناور تھے پہلوانی کیا کرتے تھے ہمارے رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے ہمیں سے کہیں پہنچے اور شیر یزدان لکھا ہے۔

عمرو۔ معمولی گھرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تمہارا مطلب ان کی نجات سے ہے؟

زید۔ نہیں عمرو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ معمول نہیں تھے ان کی نجات کے احترام سے کون منکر ہے۔

عمرو۔ حضرت علیؓ تو رسول اکرم ﷺ کے گھرانے سے تھے۔

زید۔ ہاں نہ نہیں وہ غلغلہ تھے۔ بلکہ شاید کسی تنقید میں میں نے ایک اور تعجب خیز امر دیکھا تھا کہ ابو طالب عم رسول اکرم ﷺ اور ابو طالب والد حضرت علیؓ دو جدا جدا شخص تھے۔

عمرو۔ اس کو تو شیعوں نے سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک ہی خاندان تھا۔

زید۔ میرا مطلب خاندان کے ایک نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ حضرت علیؓ الگ رہتے تھے۔

بحر۔ (نسبت طیش میں زید سے مخاطب ہو کر) "احول و! قوت تمہیں عربی نہیں آتی میں تم کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ تم کافر ہو۔ تم بات کرنا گناہ ہے۔

زید۔ (نسبت خندہ پیشانی سے) ابو اس میں گناہ کیا ہے، ضمناً ایک بات ہے ایمان سے تو متعلق نہیں ہے کفر مجھ پر کیوں عائد کرتے ہو میں کوئی وعظ تو نہیں کہہ رہا ہوں اگر میں غلط ہوں تو صحت کر دو۔ میں نے شاید کہیں یہی پڑھا ہے۔ غالباً شاہنامہ یا کہیں اور۔

بحر۔ (پہلے سے بھی زیادہ طیش میں) اذیت ہے تم پر۔ تم جیسے کافر خارج از اسلام سے تو بات کرنا بھی گنہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المستفی نمبر ۹۶ ۱۲ مسٹر عبدالخالق انصاری ایم اے (دہرہ دون) ۲۸ شوال

۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) زید کے کلام میں کئی ایک غلطیاں ہیں یہ کہنا کہ انکے والد ابو طالب اور شخص تھے اور آنحضرت ﷺ کے عم مکرّم ابو طالب اور شخص تھے بالکل غلط ہے اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت علیؓ الگ رہتے تھے یہ بھی غلط ہے پھر یہ کہ انہوں نے شاہنامہ میں یہ باتیں پڑھی ہیں یہ اور زیادہ غلط اور جاہلانہ بات ہے بحر کے کلام میں زید پر جو الزام ہیں عربی نہ آنا۔ اس قسم کی باتیں بلا تحقیق کرنا۔ روزہ نہ رکھنا اگر یہ واقعات ہیں تو بے شک الزامات درست ہیں رہا لہجہ کا تشدد جو بحر کی طرف سے ظاہر ہوا اور زید پر کفر کا حکم کر دینا تو یہ نامناسب تشدد ہے اور تکفیر کی ان میں کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، مد علی۔

قاتلان حسینؑ کو گالی دینا کیسا ہے؟

(سوال) قاتلان حسینؑ اور یزیدؑ پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفی نظر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

المستفتی: ۵۲۳ شیخ شفیق احمد (خلع مؤکھمیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۷ء (حجہ ب ۱۴۲) ص ۱ (۱) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی رفیع ہے اور اہلبیت کی شان بھی بلند ہے اس بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن کو دونوں شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ ان دونوں کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب موبہش ہوتے ہیں اس لئے اس بار سے میں اسی قدر اعتقاد پر اکتفا کرنا اسلم ہے تینین کی فضیلت کلیہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے اوصاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں۔

(۲) حضرت امیر مومنین جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں (۱) اور یہ نہیں بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ اور حضرت علیؑ اور حضرت امام حسینؑ سے افضل ہیں ان کے لئے وہ مناقب جو اہل بیت میں آئے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کاتب وحی تھے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنا رتیبہ مرحمت فرمایا تھا اور وہی تھی (۱) اور ان کے پاس حضور ﷺ کے (۳) یہ اعتراض مہمل اور لغو ہے یہ تو حضرت علیؑ کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ چنے میں ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مہدافاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے جہی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ و انورینؓ حضرت علیؑ سے افضل ہیں ان تینوں کے بعد حضرت علیؑ باقی صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں۔

- (۱) عن محمد بن الحنفیہ قال: قلت لابی ای الماس حیر بعد السی ﷺ قال: ابوبکر قال قلت ثم من؟ قال عمر (لحديث) (صحیح البخاری) باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ ۵۹۸ ط فہمی کتب حانہ کراچی (۲) عن عبدالرحمن بن عوف قال: قال رسول اللہ ﷺ ابوبکر فی الحجة و عمر فی الحجة و عثمان فی الحجة و عی فی الحجة و طلحة فی الحجة و الزبیر فی الحجة و عبدالرحمن بن عوف فی الحجة و سعد بن وقاص فی الحجة و سعد بن رید فی الحجة و ابو عبیدہ بن الجراح فی الحجة؛ جامع الترمذی مناقب عبدالرحمن ۲ ۲۱۵ ط سعد (۳) اسلم (عدویہ) قال الفتح و اسلم ابو عبیدہ و صحابہ السی ﷺ و کتب له (فتح الباری) باب ذکر معاویہ ۸۰ ۷ ط مصر) عن عبدالرحمن بن ابی عمیر و کان من اصحاب السی ﷺ عن السی ﷺ انه قال لمعاویہ: اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و ہدیہ (جامع الترمذی مناقب معاویہ ۲ ۲۲۴ ط سعید) و قدروہم غیر واحد انه اوصی الیہ ان یکفی فی ثوب رسول اللہ ﷺ الی کسبہ ایہا و الباقی و الباقی ترجمۃ معاویہ و ذکر شی من اباعد ۵ ۶۴۷ ط دار الفکر بیروت (۴) و افضل البشر بعد سب ابوبکر تصدیق ثم العاروق ثم عثمان و البورین ثم عی المرئی و حلافہم علی ہذا الترتیب (عقائد السلفی مع شرحہ ص ۱۴۹ ط مکتبہ غیر کثیر کراچی)

جواب از مولانا محمد اسحاق

جواب (۱) از مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ فقانیہ لکھنؤ (جواب عرض کرنے سے پہلے چند مقدمات کی تمہید ضروری ہے۔

(۱) ہم مسلمان کا نہ نبی فریضہ ہے کہ احکام شرعیہ و نیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کے صحیح صحیح حدیث و توافقت مسلمانوں پر ہے بغیر مسموں تک بھی پہنچائے تاکہ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کی صداقت کے اعلان اور ان کی محبت سے ان کے قلوب معمور ہو جائیں اور اللہ عزوجل پر پوری ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وحاد لہم بالیٰ ہی احسن ۱ وقال اللہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ۲ وقال اللہ تعالیٰ وادبر عشیرتک الاقربین ۳ وقال رسول اللہ ﷺ بلغوا عنی ولو آیتہ ۴ وقال علیہ السلام نظر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع (رواہ الترمذی ۵ وابن ماجہ ۶ ورواہ الدارمی ۷ عن ابی الدرداء) (مشکوٰۃ) ۸

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام آپ کی امت اور آپ کے درمیان واسطہ برقی ہیں ان نبی مسمیٰ جمیدہ اور ان کی نبی کو ششوں اور جانفشانیوں سے ساری دنیا کے لوگوں کو دولت اسلام ملی ہے اور یہ حق ہے اپنے بندوں پر جنت دینا قال اللہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا ۹ اور امت کی نبیوں پر ان کا احسان ہے ہذا شریعت ہے ان کی عظمت اور محبت اور ان کی امانت اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہمارے اوپر لازم ہے ۱۰ قال اللہ تعالیٰ والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سفھوا نالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم ۱۱ وعن عبداللہ بن معقل قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فاحبی احبہم ومن ابغضہم فبعضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن ادانی فقد

(۱) الحل : ۴۵

(۲) الحجر : ۹۴

(۳) الشعراء : ۲۱۴

(۴) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، فصل الاول، ۱/۳۲ ط سعید

(۵) باب ما جاء فی الحدیث علی تلح السماع ۹۴/۲ ط سعید

(۶) باب من بلغ علما ص ۲۱، ط میر محمد کب حید، کراچی

(۷) باب الاقضاء بالعلماء ۸۷/۱ ط قدیمی کب حید، کراچی

(۸) کتاب العلم، فصل الاول ۱/۳۵ ط سعید

(۹) البقرة : ۴۳

(۱۰) الحشر : ۱۰

آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یأخذہ (رواہ الترمذی) ۱. وعن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یطہرو الکذب الخ (مشکوۃ) ۲. و عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انی لا ادری ما یقانی فیکم فافقدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ وعمرؓ (۳)

(۳) شریعت نے چونکہ تبلیغ کے لئے کسی حدیث خاص کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے ہر ایسے طریقے کو اختیار کر سکتے ہیں جس سے مقصود تبلیغ ہو سکے لہذا ان کو اختیار ہے کہ خواہ وہ شریعت میں خواہ وہ نظم میں۔ خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ہو سکے ان کے فضائل و مناقب ان کے کارنامے ان کی اسلام کے ساتھ اور اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مشینگی کے واقعات پر احسن اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں خصوصاً نظم اور قصائد کی صورت میں کیونکہ اس صورت کے ساتھ تبلیغ کا خاص طور پر مؤثر اور مفید ہونا خاص ہے۔

(۴) یہ بھی ظاہر ہے کہ مذہبی مجالس اور محافل میں صرف وہی مسلمان شرکت کرتے ہیں کہ جن کو کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی دلچسپی ہے لیکن جو مسلمان مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ان کا مذہب اور بزرگان دین کی طرف مائل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ حاملہ بازاروں اور سڑکوں اور تفریح گاہوں میں بھی ہم مذہبی تبلیغ کریں۔

(۵) یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مذہب و اہل مذہب کے درمیان ایک اصول و فروع کو اپنے لئے دل آزار قرار دیا ہے خواہ کتنے ہی صحیح اور معقول کیوں نہ ہوں اپنی دسترس بھر انہوں نے دوسرے مذہب کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فرو نہ اٹھا نہیں کیا ہندوستان اور یورپ کی ازمائش ماضیہ کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آج بھی ہندوستان کی ریاستوں میں اذان اور نماز اور قربانی وغیرہ پر جو سخت پابندیاں لگائی ہیں وہ اس دعوے کے لئے شاہد عدل ہیں اور خود قرآن کریم نے بھی فرمایا وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ : ایسی حالت میں کسی قوم کا یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن قوم قرآن مذہب کی فلاح و بہبود سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے ہرگز قابلِ سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے حقوق وحدود کی تعیین ضروری ہے ان حقوق اور حدود میں یہ چند باتیں خاص طور پر قابلِ غور ہیں (الف) جب ایک ملک میں مختلف قوم اور مختلف مذہب و ملت کے لوگ آباد ہوں تو یہ قوم کا جان و مال عزت و مذہب دوسری قوم کی دست اندازی اور حملہ سے محفوظ رہنا ضروری ہے (ب) ہر قوم اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں آزاد ہے چاہے اپنے گھر وں میں ہو یا عبادت گاہوں میں یہ

(۱) باب ماجاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ ۲/ ۲۲۵ ط سعید

(۲) باب مناقب الصحابة ۲/ ۵۵۴ ط سعید

(۳) مشکوۃ المصابیح : باب مناقب ابی بکر و عمر ۲/ ۵۶۰ ط سعید

(۴) الفقرة ۱۲۰۰

شاہد ابوں میں یہ تقریباً چھ جہوں میں۔ جب تک کہ کسی قوم کی توہین اور دل آزاری نہ کریں (ج) یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام اہل مذہب کو یہ دعویٰ ہے کہ صرف انہیں کا مذہب حق ہے اور اس کے علاوہ تمام مذہب جھوٹے اور غلط ہیں اسکی حالت میں یقیناً کسی ایک مذہب کی تبلیغ اور فضل و اعلیٰ اور مناقب اور محسن کو بیان کرنا لازماً دوسرے مذہب کا رد ہے اور ایک مذہب کے بزرگوں کی تعریف دوسرے مذہب کا اہل ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر مذہب کے بزرگوں سے دوسرے مذہب اور مذہب والوں کو نقصان بھی پہنچا ہے کون نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں آتش پرستوں کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا اور عیسائیوں کی روم اور مصر کی بڑی بڑی سلطنتیں برباد ہوئیں ہندوؤں کے بتوں سے بدھ مذہب والوں کو کس طرح ہندوستان سے مٹایا لیکن بائبل میں بھی عیسائیوں نے صحابہ کرامؓ کی مدح کو دل آزاری سمجھا نہ پارسیوں نے ہندو اور سکھ بھی اپنا مذہبی جلوس نکالتے ہیں لیکن کسی قوم نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ دل آزاری صرف اسی وقت دل آزاری ہے جب قوم و مذہب پر تعریض ہو یا کسی طرح بھی اشارہ یا تنبیہ اس کی توہین کی جاتی ہو ورنہ صرف اپنے بزرگوں کی مدح چاہے کسی دوسری قوم کے لئے وہ کیسے ہی مبغوض ہوں ہرگز دل آزاری نہیں ہو سکتی اور ہو تو قابل التفات نہیں (۶) حفظ امن کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے حقوق میں دست اندازی کرنے سے روکا جائے نہ یہ کہ ایک قوم کی خاطر دوسری قوم کو اس کے واجبی حقوق سے روکا جائے۔

(۷) حکومت کا جو حکم مداخلت فی الدین کی قبیل سے ہو ہمیں ہرگز اطاعت جائز نہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (متفق علیہ ۱۱، مشکوٰۃ ۱۰) عن علیؑ قال قال رسول اللہ ﷺ لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف (متفق علیہ ۳، مشکوٰۃ ۱۱) (۸) ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ جب اس کے مذہب میں مداخلت کی جائے تو بظہر استطاعت اس کی مخالفت کرے اور ہرگز اس مداخلت کو روانہ نہ رکھے ورنہ تعاون اثم و عدوان کا مرتکب ہو گا۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال من رأى منکم منكراً فلیغیوہ ببیدہ فان لم یستطع فلیسأہ فان لم یستطع فلیقلہ وذلک اضعف الایمان (رواہ مسلم ۵، مشکوٰۃ ۶) وقال اللہ تعالیٰ

(۱) بحاری باب السمع والطاعة للإمام ما لم تکن معصية ۳/ ۵۷، ۱۰ ط قدیمی مسلم، کتاب الامارة باب وحب طاعة الامراء فی غیر معصية ۲/ ۱۲۵ ط قدیمی

(۲) کتاب الامارة والقضاء الفصل الاول ۱/ ۳۱۹ ط سعید

(۳) بحاری کتاب احبار الآثار ۲/ ۱۰۷۶ ط قدیمی کتب حاشیہ کراچی - مسلم باب وحب طاعة الامراء فی غیر معصية ۲/ ۱۲۵ ط قدیمی

(۴) کتاب الامارة والقضاء الفصل الاول ص ۳۱۹ ط سعید

(۵) باب بیان کون النبی عن المسکرمین الایمان الخ ۱/ ۵۱ ط قدیمی

(۶) باب الامر بالمعروف ۱/ ۳۳۶ ط سعید

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۱۔
اہل بیت اہل حق کی ضرورت نہیں ہے پس حدود قانون میں رہ کر تحصیل حق کی کوشش کرنا ضروری
ہے اگر خدا نخواستہ ناکامی ملی ہو تو پھر خدائی قانون کے آگے کسی قانون کی پروا نہ کریں۔
ان آٹھ مقدمات کے بعد ہر نمبر کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) حسب مقدمہ ثانیہ آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ہندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت میں اور
امت مسلمہ کے دولت اسلام پائے کیلئے واسطہ عظمیٰ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سبب مسلمانوں کی گردن پر
ان کے احسان عظیم کے ان پر شریعت نے صحابہ کرام کے حقوق قائم و مقرر کئے ہیں عظمت و محبت و
اطاعت و دعائے مغفرت۔ اور حسب مقدمہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احکام شریعت کی تبلیغ مسلمانوں
پر ضروری ہے اور مثلاً حقوق یہ حقوق اربعہ بھی ہیں لہذا ان کی تبلیغ بھی ضروری ہے اور حسب مقدمہ
ثانیہ یہ بھی ثابت ہوا کہ تبلیغ کے کسی خاص طریقہ کا ہم کو شریعت نے پابند نہیں بنایا جب تک ہم حدود
شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ اور حسب مقدمہ رابعہ عامہ مسلمانوں تک ان احکام کے پانچنے کی
صرف یہی صورت ہے کہ ہم ہر جگہ بازاروں اور سڑکوں اور سیرگاہوں میں بھی تبلیغ کریں اور حسب
مقدمہ خامسہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف اپنے بزرگوں کے فضائل و مناقب بستر طبلہ دوسرے مذاہب اور
ان کے بزرگوں کی توہین و تعریض کے ساتھ نہ ہو موجب دل آزاری نہیں ہے یا ہے تو قبل التفات
نہیں ہے لہذا اہمیت ہوا کہ صحابہ کرام کی موصوفات و خلفائے راشدین کی خصوصیات اور ان کے فضائل و
مناقب خواہ بصورت نظم ہو یا بصورت نثر، خواہ ایک آدمی پڑھے یا متعدد آدمی، خواہ گھروں میں ہو یا
مسجدوں میں، بازاروں میں ہو یا سیرگاہوں میں ہر جگہ اور ہر طرح پڑھ سکتے ہیں بلکہ شرعاً ضروری ہے
ورنہ ترک فریضہ تبلیغ کا ثناء بھی ہو گا اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ۲ کے بھی مصداق
ہوں گے۔ خاص کر جب کہ ایک قوم ان پر سب و دشنام تیر و افترا نہایت منظم طریقہ پر کر رہی ہے نظم
و نثر میں ان کی جولوہ معائب بیان کرتی ہے حالانکہ ان کو ان چیزوں کا کوئی حق حاصل نہیں ایسی حالت میں
مسلمانوں کا واقعی صحابہ کے فضائل اور مناقب بھی نہ بیان کرنا کس قدر خسار و زیوی و اخروی کباعث ہے۔

(۲) حسب مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو مدح صحابہ سے روکنا یقیناً نہ اخلاص فی الدین ہے جس
میں اطاعت کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی رو سے معذور ہیں۔

(۳-۳) حسب مقدمہ ثانیہ مسلمانوں پر اپنے اس حق کو حاصل کرنا شرعاً ضروری ہے اور جو لوگ اس
حق کے حاصل کرنے میں سعی کریں گے یا جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں گے وہ یقیناً ناجور و مشاب
ہوں گے ورنہ بقدر اپنی استطاعت کے سعی عن المسندہ کرنے سے گناہ گار اور تعاون علی الاثم والعدوان

کے مرتب ہوں گے۔ ہذا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکمہ کتبہ محمد اسباط مدرس مدرسہ عالیہ
فقہ قانیہ بمکھڑ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ

اجواب صحیح۔ محمد صدیق الہ آبادی مدرس مدرسہ عالیہ فقہ قانیہ لکھنؤ۔

اجواب صحیح۔ ظہور احمد کانپور مدرس مفتی مدرسہ عالیہ فقہ قانیہ لکھنؤ

اجواب صحیح۔ حیدر حسن الجواب صحیح۔ مہ۔ ابو العیاض محمد شبلی

شیخ الحدیث و متعمد دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۹ جون ۱۹۳۶

واقعی صحابہ کرام کے کارناموں ان کے فضائل اور مناقب کا بیان کرنا ضروری ہے اور اس پر غصہ و

پہندی ماننا کرنا نہ صرف مداخلت فی الدین بلکہ جنبہ ارضی ہے۔ فصیح الحواب و اللہ اعلم

بالصواب۔ حررہ ابو الرحیم محمد ایوب خفر لہ ۵۵-۵۵-۵۵ جرمی مر

اجواب صحیح۔ نف اسلاف حسین احمد خفر لہ۔ اجواب صواب۔ احقر محمد حبیب خفر لہ۔ متعمد دارالعلوم

دیوبند ۵۵-۵۵-۲۳ جرمی

الجواب صواب۔ بندہ محمد ابراہیم مفتی عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الحبيب مصیب۔ ریاض الدین مفتی عنہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ وحصول هذا الحق فرض لاهل السنة والجماعة مما لا بد

لا لاهل الاسلام قاطبۃ وان غصہ الحكومة المتسلطۃ لبعض اعوانہ وحب علی المسلمین

کافة الاجتناد فی تحصیل هذا الحق الصریح نای طریق کان مما لم يتجاوز حدود

الشرع۔ محمد اعجاز علی خفر لہ۔ متعمد دارالعلوم دیوبند۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند

(جواب ۱۰۲۷) (از ناب مفتی دارالعلوم دیوبند) جواب صحیح ہے لیکن مسلمانوں کو ایسی تدبیر اور

تعمیم سے کام کرنا چاہیے جو حصول مقصد کے لئے مؤثر اور مفید ہو اور بد امنی نہ بولے سوچے مجھے اپنے

شعور کو مقید کرنا اور کاروبار کو تباہ کرنا مناسب نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد عند اللہ عنہ۔ نائب مفتی

دارالعلوم دیوبند ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

اجواب صواب محمد رسول عثمانی مفتی عنہ۔ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح۔ شمس الحق۔ مدرس دارالعلوم دیوبند

لقد اصابت من اجاب محمد عبد الحق نافع عثمانی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

مدرسہ الافتاء / دارالعلوم دیوبند

جواب از مفتی اعظم

(جواب ۱۴۳) (از حضرت مفتی اعظم) جوالموفق۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل و کمالات اور مآثر حسن بیان کرنا اور ان کی اشاعت و تبلیغ کرنا اہل السنۃ و الجماعۃ کا ایک مذہبی اور اخلاقی بعد قانونی حق ہے اس پر پابندی عائد کرنا حکومت کے لئے آئین اور انصاف کے خلاف ہے۔ محمد کثرت اللہ کان اللہ نہ دہلی
مردارالافتاء / مدرسہ امینیہ دہلی

جواب از مفتی مظاہر علوم

(جواب ۱۵۱۸) (از حضرت مفتی مظاہر العلوم سہارنپور) حضرت خاندانِ راشدین و دیگر صحابہ کرامؓ کا ذکر اہل اہل سنت کا ایسا شعار ہے کہ جس سے کوئی وعظ کوئی تقریر کوئی خطبہ کتاب کا یا جمعہ کا خطی نہیں ہوتا اور شہادۂ مدح صحابہؓ کے تمام آزادی ہے کسی محل کی تنبیہ کرنا اور اہل السنۃ کو روکنا ایسا وہ شرعی یقیناً مداخلت فی الدین و ظلم ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ انصاف ہی کو قائم رکھے اور جنبہ داری سے کام لے جیسے دوسری اقوام کو مذہبی شعار کی ادائیگی میں آزادی ہے اسی طرح اہل سنت کو بھی آزادی ہوئی چاہیے ورنہ اس خدائے اقدس سے جو برے نتائج رونما ہوں گے ان کی حکومت ذمہ دار ہوگی اور حکومت مسلمانوں کے شعار مذہبی میں مداخلت کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن تدبیر سے اس مداخلت کو روکیں اور اپنا حق حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانے نہ چھوڑیں اور امر، نہی و مصلحت جو امر و نہی کرنا چاہیے۔ ایک صورت میں حکومت روافض کے ساتھ تعاون کرنا جائز ہے امام ربانی مجدد الف ثانی کا قول نمبر ۵۵ جماد میں تحریر فرماتے ہیں ذکر خاندانِ راشدین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست لیکن شعار اہل سنت است منہاج السنۃ میں ہے۔ ان المسلمین و الکفار اذا کان ہولاء شعار و ہولاء شعار و حب شعار الاسلام فی کل زمان و فی کل مکان فقط و اللہ اعلم۔ حررہ سعید احمد ابراہیمی نگر۔ مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۳۵۱ھ ۱۳۵۲ھ جماد الثانیہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ جنوری ۱۳۵۱ھ

جوابات سب صحیح ہیں۔ بندہ عبد الرحمن نگر۔ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ جنوری ۱۳۵۵ھ

کیا حکومت کا مدح صحابہؓ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دارالعلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیئے؟
(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہؓ کی منعیت اور انسداد کا ایک دل آزار قانون بنادیا ہے جس کا نفاذ

لکھنؤ میں ہر ایک چارہ خور پر نور ہائے اہل سنت و جماعت کے بعض علماء کی نہ صرف رائے بعد فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت درحقیقت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر انصاف پر سکوت کو ترجیح دینا نہایت دین و تریح و دنیا ہے جو قطعاً حرام ہے لہذا ہر مسلمان اہل سنت و جماعت کا فرض اولین ہے کہ اس دائرہ میں اقدام کرے اور اثر سے کام لے کر کبھی نہ فی ہونے والا گوشہ عقبی تیار کرے۔ تو اب چند امور مذکورہ ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۱) علمائے اہل سنت و جماعت کے ممانعت من صحابہ مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟
(۲) ہر مسلمان اہل سنت و جماعت و با امتیاز تہذیب و تہذیب و بلا تفاوت سن و سال اس میں حصہ لینا چاہیے یا نہیں؟

(۳) ہم طلباء دارالعلوم دیوبند و غیرہ کا اس موقع پر کیا فرض ہے ایثار کریں یا سکوت؟ یا خصوصاً ایسی حالت میں اور ہر تعلیم کا خیال کو حق قانون شکنی کا عزم۔ ہاں اتنا خیال رہے کہ اہل علم طبقہ خصوصاً علماء و طبہ نوجوان مختلف طور پر کھڑے ہو گئے تو قبول و قوت دہانی وہ دن چہ دور نہیں کہ حکومت ہی اس قانون کو اپنے ہاتھوں پر رہا کر دے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد صاحب غازی پور متعمم دورہ دارالعلوم دیوبند۔ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۴) مداخلت فی الدین کا مضمون یہ ہے اور عموم کے لحاظ سے قرآن میں سیکڑوں جہت ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتثال مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ کہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتہائی قدر دیا ہے میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ مذہباً ابھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و علی

صحیہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا مین کا ایک سو ستہ ہجری اور تیغ تا مین کا دو سو تیس ہجری تک ہے۔

(سوال ۱) زید کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اسے صحابی کہتے ہیں اور جس نے صحابی کو دیکھا ہے اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو دیکھا ہے اسے تابعی کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابی کا زمانہ کتنہ تھا اور صحابی سے تابعی تک کتنی وقت اور تابعی سے تیغ تا مین تک کتنی وقت تھا۔ المستفتی نمبر ۱۳۵۳ نور اسلام (رغنون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۵) صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ

تے طے ہے اور ایمان پر وفات پائی صحابہ کرام کا زمانہ سنہ ایک سو ہجری تک ہے اور تاقی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں معنی کو دین یا ما اور ایمان پر وفات پائی تاہمین کا زمانہ ایک سو ستہ ہجری تک ہے تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں تاقی کو دین یا ما اور ایمان پر وفات پائی تبع تابعین کا زمانہ دو سو ستہ ہجری تک ہے۔ کذا فی المرقاة ، لعلی القاری ح ۵ ص ۵۲۰ محمد کفایت اللہ کان احمدیہ دہلی

شہادت عثمان کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ واقعہ شہادت حضرت عثمان

(جواب ۱۹۶) جب مفسدوں نے حضرت عثمان بن عفان کے مکان کا محاصرہ کر رکھی تھی تو حضرت علی نے حضرت ام حسن و حسینؑ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا کہ کوئی مفسد گھر میں داخل نہ ہو سکے۔ مفسد دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار پر چڑھ کر گھر میں اترے اور حضرت عثمان کو شہید کر دیا حضرت علی کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے آ کر امام حسن کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت ام حسن و ام حسینؑ کے سینے پر تھپڑ مارا اور فرمایا کہ تم دونوں کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عثمانؓ کیسے شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت علیؑ کو واقعہ معلوم ہوا کہ قتل دیوار پھندہ کر گھر میں جسے تو انہوں نے ام حسن و ام حسینؑ کو معذور سمجھا۔ حضرت عثمان کے منہ پر طمانچہ مارنے کا بیان صحیح نہیں اور حضرت عثمانؓ دوسرے روز مدفون ہوئے تین دن خورش کا پڑا رہنا بھی غلط ہے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والا یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان احمدیہ

حضرت معاویہؓ چائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی۔

(سوال) حضرت معاویہؓ کی نسبت خصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے؟ المستفسی
نمبر ۱۴۰۲ سید خلیل حیدر (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۹۷) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت ام حسنؓ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد دو چاروں طور پر خلافت کے حامل تھے۔ انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر

(۱) باب مناقب الصحابة ۱/ ۲۷۶ ط امدادیہ ملتان

(۲) ولرم کثیر من الصحابة یونہم وسارا الیہ جماعة من ابناء الصحابة عن امر آتاهم منهم الحسن والحسين (البداية والنهاية صفة حصر امیر المومنین عثمان بن عفان ۵ ۲۶۲ ط دار الفکر بیروت)

(۳) وقد اعتنى معاوية في ايام امارته بقصر عثمان ورفع الحداد بيه وبن السقيع وامر الناس ان يدفوا موتاهم حوله (البداية والنهاية قبل ذکر صفہ ۵ ۲۸۰ ط دار الفکر بیروت) (۴) فلما رأى الحسن بن علي لعرق حيشه عليه فغضب وكتب عبد الله الي معاوية بن أبي سفيان وكان قد ركب في اهل الشام فحمل مسكنا يراو صه علي الصلح بينهما فبعث اليه معاوية عبد الله بن عامر وعبد الله بن مسرة - (اصحاح المومنين دلت واختلفت الكلمة على معاوية) (البداية والنهاية خلافة الحسن بن علي ۵ ۹۸/ ۴ ط دار الفکر بیروت)

اور اولیٰ و افضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود مزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوئی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تزدوا ورۃ و رد اعوی ، اس لئے حضرت معویہؓ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدلی

چوتھا باب ائمہ مجتہدین

امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(سوال) تاریخ وفات امام اعظم ابو حنیفہؒ تحریر فرمائی جائے ایک کتاب میں ۲ شعبان ۱۵۰ھ تک ایک کتاب میں صرف رجب ۱۵۱ھ تک ہے۔ المستطی نمبر ۹۱۵ بدھانہ نمبر ۱۳۱۳ (۱۳۱۳ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۱۴۸) کتب معتبرہ متداولہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ رجب ۱۵۰ھ میں حضرت سیدنا امام الاعظم ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی ہے اس سے زیادہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملتا۔ (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدلی۔

ان الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب فتح القدر نہایت مستند و معتبر ہے۔

(اخبار انجلیت سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ان ہمام علمائے حنفیہ میں کس پایہ کے بزرگ تھے اور ان کی کتاب فتح القدر کو کس نے حنفیہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟

(جواب ۱۴۹) علامہ ابن ہمام علمائے حنفیہ میں بڑے پایہ کے محقق ہیں۔ اصحاب ترین میں سے ہیں فتح القدر بہت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدلی۔

علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔

(سوال) خود نے عرض کیا تھا کہ خطاطوی علی المراقی آخر کتاب الجنائز میں نماز جنازہ کی تیسری تنبیہ

(۱) الفاظ ۱۸۰

(۲) قال الواقدي وغيره مات ابو حنيفة في رجب سنة خمس مائة وله سبعون سنة ، سابق لامام أبي حنيفة و صاحبه ، فصل في وفاة أبي حنيفة ص ۳۰ طبع سعيد

(۳) ولقد غير مرة ان الكمالي من اهل المرحح كما افاده في قصص البحار بل صرح بعض معاصريه من اهل الاجتهاد بالتحديد المصنوع ، مطبوع الكمالي من اهل المرحح ۳ ۱۸۸ طبع سعيد

کے بعد باتھ اٹھنا مستحب کتابت لیکن وہ ان امیر جان کا قول تھا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ وہ مالکی ہیں
فتیہ بھی یہی سمجھتا تھا لیکن بعض کتابت میں ان کے اقوال سے استنباط پایا اور شہ جہا تو فوائد بیہید میں
نہال کر دیکھا تو مولانا عبدالحی نے ان کو حنفیہ میں شمار کیا ہے ؟ المستفتی کشف برور فقیر محمد یوسف
دہلوی

(جواب ۱۵۰) غائبانہ امیر انٹرنیٹ ہیں جن کے قول سے یہ استنباط ہے اور وہ ان احاب
صاحب مدخل مالکی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

پانچواں باب متفرقات

مسجد اقصی بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں۔
(سوال) مسجد اقصیٰ کہاں ہے اور بیت المقدس میں جو مسجد ہے اس کا کیا نام ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ
مسجد اقصیٰ کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اور اسکے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر
۴۴۶ مفتی محمد صدیق ماسی (بسیسی) یکم محرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء
(جواب ۱۵۱) مسجد اقصیٰ زمین بیت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے اور جامع مسجد دہلی کا
نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت
ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

قصص انبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟
(از اخبار المجتہد مورخہ ۱۳/ اکتوبر ۱۹۳۳ء)
(سوال) کتاب قصص انبیاء اور تذکرۃ الاولیاء مؤرخہ شیخ فرید الدین عطار مستند اور صحیح ہیں یا نہیں؟
(جواب ۱۵۲) قصص انبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی باتیں ہیں۔
محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

۱. التواریخ النبویہ، الحدیث النبوی الاول فی تعین المہمات ص ۲۴۳ ط برز محمد کتب خانہ کراچی
۲. (الی المسجد الاقصی)، وهو بیت المقدس الی ماہلباء معدن الاسماء من لدن ابراہیم الحلیل علیہ السلام، من
کتب: بی اسرائیل۔ ۲/۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

كتاب الجهاد

پہلا باب

ہجرت و جہاد

حکم الہجرة من الهند والجهاد فيها

(سوال)

(جواب ۱۵۳) هو الموفق قال السی الحلبي معقود فی نواصبها الخیر الی یوما القیامہ . وفقہ ہذا الحدیب ان الجہاد لا علاء کلمۃ اللہ ماض الی یوم القیامۃ ومن المعلوم ان الجہاد والقتال باعداء اللہ واعداء الاسلام لا بدلہ من امور و شرائط فمہا الامام و مہا آلات الحرب و مہا القدرة علی القتال و غیرہا و ہذا القدر ممالا اخفاء فیہ . اما الہجرة فیہی انما کانت فریضۃ فی ابتداء الاسلام من مکۃ المکرمۃ لانہا کانت دار کفر و عدوان کان المؤمنون لا یأمون فیہا علی انفسہم و اعراضہم و اموالہم و کان احدهم یودئ فی اللہ اتد ما یکون من ضرب و اہابۃ و نیشۃ و غیرہا و کانوا لا یقدرون علی اقامۃ الصلوٰت و اداء القرائن الاسلامیۃ وبالحمیۃ کان الاسلام و اہلہو صغفاء فمرص اللہ سبحانه و تعالیٰ علیہم ان یناجروا من مکۃ و یخرجوا عن اوطانہم کئی یقدروا علی اقامۃ الدین و سحوا عما یوقعد الکفار و الاعداء بہم .

ولما فتح اللہ تعالیٰ مکۃ علی رسولہ قال ﷺ لا ہجرۃ بعد البوہ و لکن جہاد و منہ و اذا استقرتم فبقروا . فہی ان الہجرة النبی کانت فریضۃ لم تنق فریضۃ و ہی الہجرة من مکۃ لانہا صارت دار الاسلام بعد ان کانت دار کفر و عدوان فقولہ ﷺ لا ہجرۃ بعد البوہ اما ہو فی شأن الہجرة الخاصۃ فلا یکون متعلقا بالہجرة العامۃ و نفی الہجرة من مکۃ انما کن نسب رفع سببہ الخاص والرفع برفع سبب خاص لا یستلزم عدم السبب مطلقا فہی لامرأۃ فی الامان .

و یحوز ان یکون شیء لہا اسباب متعددۃ فان ارتفع مہا سبب خاص جاز ان

(۱) صحیح الامام مسلم باب فضیلة الحلبي ۱۳۲/۲ ط قدیمی کتب خانۃ کراچی

۲ والابی ان روحہ السوکرۃ و لغوہ لا ینزل لاسلام و جہاد و احید من یغنی فی جہاد و زہد و ان کان لا یرجو لغوہ و السوکرۃ ینسلب فی اللہ فہی لا محل لہ یقال لہا فہی من اللہ نفسہ لہنکۃ عالمگیرۃ سبب فی تفسیرہ شرعا و شرطہ و حکمہ ۱۸۸۲ ط محدثہ کونہ

۳ سبب دوزخ الہجرة من غلطۃ ۳۴۳ ص مددہ مسدود نسج فی بدن السجود عن الحطی فی کانت الہجرة فی اول الاسلام فرضا لم صارت مدبرۃ و ذلک قولہ تعالیٰ و من یناجر فی سبیل اللہ یحد فی الارض مراعما کثیرا و سعة (الآیۃ) بل حس انداد المشرکین علی المسلمین عند انتقال الرسول الی المدینہ (۱۳۰۹ ط معید الحلبي الاسلامی کراچی)

یحکم برفع هذا الشيء من جهة ارتفاع هذا السبب الخاص المرتفع و حکم بوجوده بسبب وجود سبب آخر

الا ترى انه رحمته اشار على ذلك بقوله ولكن جهاد ونية يعني ان فريضة الهجرة اما ارتفعت برفع سببه وهو المصع عن اقامة الصلوات و غيرها من فرائض الدين لانه حصل بفتح مكة شوكة للمسلمين ولم يبق للمشركين الممانين قوة مانعة عن اداء الفرائض الاسلامية وارشد الى اهم الفرائض بقوله ولكن جهاد ونية فثبت بقوله هذا ان الجهاد ايضا من الفرائض التي ان منع عنها لزمته الهجرة

لامسا اذا بلغهم استيلاء الكفار على الممالك الاسلامية واستيصالهم للسلطة الاسلامية و ظهورهم على المقامات المقدسة الى امرنا بيينا رحمته باخراج المشركون عموما واخراج اليهود والمصارى منها خصوصا وحاءنا المشر الحكمى من سلطان الاسلام خلد الله ملكه و سلطته واكشف لنا عجز السلطة الاسلامية عن المقاومة والمدافعة

و بعد مامهدنا لا يبقى خفاء في ان فريضة الجهاد والمدافعة توجهت على المسلمين عامة ، حيث كانوا مسلموا الهند وان كانوا عاجزين عن الجهاد ما داموا في الهند لكن لهم سبيل الى اقامة هذه الفريضة وهو الخروج عن البلاد الهندية والهجرة الى البلاد الاسلامية وفتراس الهجرة في هذه الايام انما هو لا اقامة فريضة الجهاد والمدافعة عن الاسلام والممالك الاسلامية لا لان المسلمين لا يقدرين في الهند على الصوم والصلوة وغيرها وهذا الحكم مما لا يخفى فيه -

وما يقال ان الجهاد لا يفترض على مسلمي الهند لانهم ليسوا بقادرين عليه فلا يفترض الهجرة عليهم لانها حسيمة لا تكون مقدمة للفريضة قلنا نعم ان الجهاد ليس بمقدور عليه في الهند لكن لا مانع من اقامته اذا خرجوا عن الهند فالخروج عن الهند مقدمة لمساعدة الاسباب وميسر لاقامة الفريضة فكيف لا تكون فرضاً -

نعم يشترط لا فتراس الهجرة حصول اليقين او الظن الغالب بتيسر الغزو والمدافعة فما لم يحصل هذا اليقين او الظن لم نحكم بفتراس الهجرة عينا وهذا ما كما عليه الى اليوم من عدم الحكم بفتراس الهجرة عينا لانه لم يحصل لنا اليقين من جهة

١٩٠ هـ : احيى اليهم من عجزهم عن كسب ثمرات من العدو ، او تكسبوا ، ولم يجهدوا ، ففرض على من بينهم فرض عن نفسه ، ثم الى ان يفرض على جميع من الارض شرقا وغربا على هذا الترتيب ، والعالم الغربية ، كتاب سير . لاد الاول في تفسيره وشرحه ١٨٠/٢ ط ماحدق كرتنه

ان المهاجرين يحصل لهم قدرة على الجهاد والمدافعة بعدما خرجوا عن الهد
وهجروا ووطنهم

مع انالهم نشك في استحباب الهجرة واستحسانها لم يجد في نفسه قوة و
استقامة و تحملا للشدائد فقلنا به وفتيا به مرارا، والحكم لله العلي الحير وهو اعلم و
علمه اتم واحكم فقط محمد كفايت الله غفرله مدرس مدرسه امييه دهلي
(غائباً تحرير فرمودہ ۱۹۱۸ء - ص ۱۸۷)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے ودیعت
رکھی گئی ہے اس حدیث سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جہاد فرض الحائے کلمت اللہ قیامت تک جاری ہے
یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جہاد و قتل کچھ امور و شرائط کے بغیر نہیں ہو سکتا اس کے لئے کام کا ہونا اور
سامان جنگ کا میسر آنا اور جنگ پر قادر ہونا ضروری ہے اتنی بات تو بالکل صاف ہے۔

اور ہجرت کا حکم یہ ہے کہ اللہ نے اسلام کو مد مکرّمہ سے ہجرت فرض کی تھی کیونکہ اس
وقت مکہ دار اسفّر اور دار العدوان تھی مسلمانوں کی جانیں آبرو اور اموال غیر محفوظ تھے اور ایمان لانے
والوں میں سے ایک ایک کو ماری پیٹ توہین اور لوٹ مار کی صورت میں زیادہ سے زیادہ سخت اذیت پہنچائی
جاری تھی وہ نماز قائم کرنے اور فرائض اسلام میں او ا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے غرض کہ اس
وقت مکہ میں سلام اور اہل اسلام نہایت کمزور اور بے قوت تھے واللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر یہ فریضہ مہ
نیا کہ مکہ سے ہجرت کریں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں تاکہ وہ امن کے ساتھ دین کو قائم کر سکیں اور
کفار کی دست برداور ایذا سے نجات پائیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر رسول اللہ ﷺ کو فتح یاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے
ہجرت نہیں ہے نہیں جہاد اور نیت (یعنی ہجرت عامہ) ہے اور جب بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نظریں
ضرورت پیش آئے تو فوراً نکل پڑو۔ آپ نے یہ بات واضح فرمادی کہ جو ہجرت فرض تھی پھر حیثیت فریضہ
باقی نہیں رہی وہ ہجرت مکہ تھی کیونکہ جو دار اسفّر والعدوان تھے وہ دار الاسلام ہو گئے۔

پس آپ کا فرمان لاہجرة بعد اليوم یہ اسی خالص ہجرت کے بارے میں ہے اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ فریضہ ہجرت مطلقاً ساقط ہو گیا اور مکہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت محض اس لئے فرمائی
کہ اب وہ خاص سبب ہجرت باقی نہیں رہا تھا اور کسی سبب خاص کے باقی نہ رہنے سے کسی حکم کا اٹھ جانا
اس کے مطلقاً عدم ثبوت و مستلزم نہیں ہے کیونکہ نئے اسباب کے پیدا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں

۱ لا ال المعارقة بسبب الجہاد باقیہ و کذا المعارقة بسبب الہد کالفرار و در المکر والفرار فی طلب
العلم والفرار بالناس من الفس و بدل المحسود فی حل من می داد باب المجرور فی الفطمت ۳ ۴ ط معین
الحلل الاسلامی، کراچی)

ہے ایک امر کے لئے مترادف اسباب ہو سکتے ہیں اگر ان میں سے ایک سبب مرتفع ہو گیا تو جائز ہے کہ اس سبب سے بھی مرتفع ہو جائے۔ اس سبب سے سبب پیدا ہو جائیں تو وہ حکم پھر مکدر نہ ہو جائے۔

دیکھو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و لکن جہاد و فیتہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ فریضہ ہجرت کا سبب مرتفع ہو جانے کی وجہ سے ہی فریضہ ہجرت بھی مرتفع ہو گیا اور وہ سبب یہ تھا کہ فریضہ نماز اور دیگر فرض و ایچہ کی ادائیگی میں سخت رکاوٹ تھی اور جب مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں کی ہر قسم کی وجہ سے ادائیگی فائز اور اقامت، دین میں سہولت حاصل ہو گئی اور کفار کے اندر ادائیگی فائز سے روکنے کی قوت باقی نہ رہی آپ کے ہی فرمان سے ایک دہم فریضہ کی طرف بھی رہنمائی ہوئی ہے وراثت ہونا ہے کہ جہاں بھی ان فائز میں سے ہے کہ اگر اس کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈالی جائے تو ہجرت لازم ہو جائے گی خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ ممالک اسلامیہ پر کفار نے جو کمزور اسلامی سلطنت کو مغلوب کر لیا ہے اور ان مقامات مقدسہ پر وہ تسلط ہو گئے ہیں جن سے کفار کو اور خاص کر یہود و نصاریٰ کا خیال، اپنے کا غم و غم و غم و غم نے ہم دیا تھا اور جب کہ مسلمان عام و خاص انداز میں اس طرف سے بہت زیادہ ہمارا ہوا آپ کا ہوا کہ ہم یہ بات کھل چکی ہو کہ سلطنت اسلامیہ کی قوت متبادل اور قوت و دفاع کمزور ہوئی ہے۔

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت باطل واضح ہو گئی کہ جہاد و فتنہ کا فریضہ علی حقیقہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر لازم ہے اور مسلمانان ہندوستان میں رہنے کی صورت میں اگرچہ جہاد کی حالت نہیں رہتی لیکن اس فریضہ کی اقامت کے لئے دور دراز اختیار کرتے ہیں اور وہ ترک و امن کے باوجود اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنا ہے جس اس زمانے میں ہجرت کی فرضیت جہاد کو قہر کرے اور اسلام و مملکت اسلامیہ کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ مسلمانان ہندوستان صوم و صوفیہ وغیرہ پر قادر نہیں ہیں اور یہ غم و غم و غم و غم واضح ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانان ہند پر فرض نہیں ہے یہ غم و غم و غم و غم کی حالت نہیں رہتے ہذا ہجرت بھی فرض نہیں ہے یہ غم و غم و غم و غم میں وہاں فریضہ کے اسباب پیدا نہیں ہو سکتے اس لئے جو اب یہ ہے کہ جنگ جہاد ہندوستان میں دشوار ہے لیکن اگر وہ ہندوستان سے باہر چلے جائیں تو اقامت جہاد کے لئے کوئی مانع نہیں ہے ہندوستان سے نکل جانا مساحت اسباب کا پیش خیمہ ہے وراقی فریضہ میں اقامت پیدا کرنے والے کوئی وجہ نہیں کہ اس فرض نہ مانا جائے۔

پہلے فرضیت ہجرت کے لئے یہ شرط ہے کہ جنگ و دفاع کر سکنے کا یقین یا یقین غالب ہو جب تک یہ یقین یا یقین غالب حاصل نہ ہو کہ ہجرت کے فرض میں ہونے کا غم نہیں دینے کے اور اس وقت موجودہ ہماری رائے یہی ہے کہ ہجرت و فرض میں قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ہمیں اب تک کسی حیثیت سے یہ یقین نہیں ہے کہ ہندوستان کے ترک و امن کرنے کے بعد مہاجرین کو دفاع و جہاد کی

ہیں۔ ان کو حراست میں لے کر چاہے ان کو دیہے یا وہ شخص اپنے اس گنہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگے اور مسلمان نہیں ہو چکا تھا حالتِ آخری میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو ہر وہ شریعتِ معافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو اس کی سزا کیا ہے؟ کیا وہ شخص واجبِ اہتمام ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزا اے موت کے ساتھ ہوگی۔ نہیں ہر طریقہ حکومتِ اسلام کی ہو اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگے ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے ہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دیکر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معامے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجہ با آپ کو معلوم ہوں گے کہ وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں بے حرمتی کی تھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً عم الدین عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر ہر وہ قانون سرکاری جان ویدی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے تو کیا ان کا یہ قتل شرعاً شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز؟ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے ہر طریقہ حکومتِ اسلام کی ہو یہاں پر حکومت نے انگریزی تو کیا اس صورت میں عم الدین عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ہر ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومتِ اسلام کی نہ ہو اس شخص کو قتل کے عوض میں پچاسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمارہ میں ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۰ مولوی عزیز احمد صاحب (راولپنڈی) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۵۵) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے اگر کوئی محبتِ رسول میں شہداء و شہداء ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے و اس صورت میں اس کو شہید منہاج نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں
(سوال) یہاں پر جس پٹن میں میں رہتا ہوں چند دن گزرے کہ دو مسلمان پٹنوں نے کون سے مار دیئے تھے مولوی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شہید ہیں کیونکہ باغیوں کے ہاتھ سے ان کی موت واقع

۱. وكذا المسلم اذا قتل مسلماً وهما داخلان في دار الحرب مال لا يحق الفصاص عداً ولو قتل المسلم مسلماً مسلماً في دار الحرب لا يحق الفصاص عدا الكل (علمگیریہ) کتاب الحدیث الباب الثانی ۳۶ ط واحدہ کوئٹہ

ہوئی ہے پھر ان کو اسی حالت پر دفن کیا گیا یہ صحیح ہے کہ پٹھان باقی ہیں جو مرے ہیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد چمن ۸۳ پنجاب کیمپ رولک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) انگریزی فوج کے سپاہی جو مقتول ہوئے ان کو غسل وغیرہ دیا
موات کے مانند دین چاہیے تھا، محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتم بدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی
فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

(سوال) ایک مذہبی معاملہ میں مسلمان اور برمی جو کہ گوتم بدھ کو ماننے والے ہیں ان دونوں کے
درمیان فساد ہو گیا مسلمان کو ظلماً قتل کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں ورنمنٹ وقت نے بھی رفع فساد کے لئے
مسلمانوں اور برمیوں پر ہدوق سے فائر کیا جس سے بعض مسلمان مقتول ہوئے اب شہید مسلمانوں کے
بارے میں کیا حکم ہے یہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ وہ شہید نہیں ہیں جن کے
لئے غسل وغن کا مخصوص حکم ہے یہ حکم خاص کفار سے جو جنگ ہو آ رہی ہے اس کے لئے ہے دوسرا
فریق کہتا ہے کہ چونکہ مذکورہ بالا مسلمان ظلماً مقتول ہوئے اور اکثر آلہ جرحہ سے بعض جلا دینے کی وجہ
سے ہیں جن کے متعلق یہ حکم ہو گیا کہ مقتول ہونے کے بعد کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا ہو یا ایک وقت نماز
سے کم زندہ رہا ہو اور گفتگو وغیرہ کی نوبت نہ آئی ہو وہ سب شہید ہیں انہی طرح جو مقتول پایا گیا وہ اس کے
بدن پر زخم ہے لیکن نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ رہا یا نفع بھی اٹھایا ایسوں کے لئے بھی قیہ نہ وجہ سے شہید
ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور ان پر وہ احکام جاری ہوں گے جو ایک شہید کے لئے ہونا چاہیے نیز ورنمنٹ
نے جن مسلمانوں پر گولی چلائی وہ بھی ظلماً مارے گئے اس لئے وہ بھی شہید ہوں گے پس صاف اس کے
متعلق شرعی اور دینی حکم سے مطلع فرماویں۔ المستفتی نمبر ۲۳۹۴ محمود رائد بری رتھون لاہور ۱۲
جداوی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) جو شخص معرکہ میں ہتھیار دھاردارت مارا جائے یا شہ میں ظلماً قتل کیا جائے خواہ
قتل باقی ہو یا قاطع طریقہ یا کار ہو اور خواہ قتل بائد ہو یا باحراق یا بالٹل تو ان سب صورتوں میں
مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے بشرطیکہ ارتداد نہ پایا گیا ہو۔

اس فساد میں جو مسلمان برمیوں کے ہاتھ سے یا حکومت کے آدمیوں کی فائرنگ سے مقتول
ہوئے یا اسے فساد زندہ دلاق میں مقتول یا محروق پائے گئے یہ سب شہید ہیں اگر ارتداد نہ ہو اب تو شہید

کے احکام چرئی ہوں گے اپنے فساد کے وقت کہ شہ کا انتظام قتل ہو جائے اور دن و رات سے قتل کا ارتکاب ہونے لگے قتل قہراً، اندیشہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور قطعاً انتہائی کافعل قتل محدود کے ساتھ مقید نہیں رہتا، وہ کھدا کھلا ظاہر محمد کثایت اللہ کان اللہ نوبلی

تحریک کشمیر میں ظلم مارا جانے والا مسلمان شہید ہے۔

(از اخبار التعمید مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ۸ شول ۱۳۵۰ھ)

(سوال) موجودہ کشمیری تحریک آزادی میں کوئی آدمی ڈوگرے کے ہاتھ سے مارا جائے تو وہ شہید کہلائے گا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہتھیار کے جائے اور اپنا سر دشمن کے آگے رکھ دینا جہاد نہیں ہے کیا یہ سچ ہے؟

(جواب ۱۵۸) ڈوگرے یا اور کسی شخص کے ہاتھ سے ظلم مارا جانے والا یقیناً شہید ہے، اور جب کہ مسئلہ مقابلہ زیادہ معزز ہو تو موش مقابلہ ہی جہاد ہے۔ موجودہ تحریک کشمیر بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

ظلم مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے۔

(از اخبار التعمید دہلی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) شہید قدیمی ہویائی غیر معمولی صورت پر بندو مسجد کے سامنے باجا جانے کی خاطر نماز میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے مسجد کی حفاظت کے لئے کسی بندو کے ہاتھ سے موت ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۵۹) اگر بندو تعذبی اور ظلم سے کسی مسلمان کو مار ڈالیں تو وہ مسلمان یقیناً ثواب شہادت کا مستحق ہوگا۔ خلیفہ زید دینی ابتدا مسلمان نے نہ کی ہوا، محمد کفایت اللہ کان اللہ نوبلی

۱، وکذا: یكون شهيدا لو قله ماخ او حربي او قاطع طريق ولو بسا او معبر آلة حارحة فان مصولهم شهيد ما المقتود،

سوبر الانصار و شرحه) قال المحقق في الشامية: اي بشرط ان لا يرتكب اياها (باب الشهيد ۲ ۲۴۹ ط سعید)

۲) وهو (الشهيد) في الشرع من قله اهل الحرب واللعی و قاطع الطريق او قله مسلم ظلما ولم تحب به

دبة عالمگیری، الفصل السابع في الشهيد ۱/۱۶۷، ۱۶۸ ط ماحدیه، کونله

۳) والمراد شهيد الاخرة من قل مظلوما رد المحتار مطلب في تعداد الشهداء ۳ ۲۵۲ ط سعید

تیسرے باب غلام و جاریہ

هل يجوز شراء المرأة المشركة من ابويها المشركين بثمان معلوم؟
(سوال) ماقولکم دام فضلکم فی رحل اشترى امرأة من بنات المشركين بثمان معلوم من ابويها هل يصح هذا البيع والتقويم؟ وهل يحوز موافقتها وتدخل في ملكه ام لا؟ بينوا
توجروا؟

(جواب ۱۶۰) قلت تحقيق المسئلة يقتضى تمهيد مقدمات المقدمة الاولى ان اهل الحرب احرار قال فى البحر ۱، ولو قهر حربى بعض احرارهم الح و فى رد المحتار ۲ نقلا عن الدر المنقى فلو اهدى ملكهم لمسلم هدية من احرارهم الخ ففى هاتين الروايتين نصريح بان اهل الحرب احرار فى دارهم اما ما قال فى المستصفى انهم ليسوا حرار بل ارقاء فيها اى فى دار الحرب وان لم يكن ملك لاحد عليهم (رد المحتار) ۳ فليس على ظاهره بل المراد انهم ارقاء بعد القهر والغلة كما قال فى رد المحتار ما نصه قلت لكن قد منافى العنق ان المراد بكونهم ارقاء اى بعد الاستيلاء عليهم اما قبله فهم احرار الخ انتهى (رد المحتار ۴) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر

المقدمة الثانية ان بيع الحرو كذا شراءه باطل ۵، وهذا ظاهر
المقدمة الثالثة ان الاستيلاء بالقهر والغلبة موجب للملك سواء كان من مسلم او كافر بعد ان يكون المستولى عليه كافرا حربيا او مالا متقوما ۶
واذا تمهد هذا فاعلم ان بيع الحربى حربيا اما ان يكون فى دار الاسلام بان دخل حربى دارنا مستامنا فباع فيها احدا او فى دار الحرب بان دخل مسلم دارهم مستامنا فباع فيها منه حربى حربيا آخر عن الاول لا يجوز البيع لانه بيع الحراد لم يوجد

(۱) باب المستامن ۱۰۷/۵ ط بيروت

(۲) مطلب فى قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

(۳) حواله بالا

(۴) مطلب فى قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

(۵) بطل بيع ما ليس بملك كسبه و لمبة والحر والبيع بغير اى جعله ثوبا مباحا له، عليه لان ركن لبيع مبادلة لملك ولم يوجد (توير الانصار و شرحه مع رد المحتار باب البيع لقاسد ۵ ۵۱۰۵۰ ط سعيد)

(۶) ۱۵۱ سى كافر كافر فى دار الحرب واحد ماله ملك لاستيلائه على صاحب (توير و شرحه) قل فى الشامه حى لى اسولى كثر الترك والهدى على الروم و احرروها بالهدى نسب المست لكفار الترك ككفار الهند، باب استيلاء

الكفار ۱۵۹، ۱۶۰ ط سعيد

الاستيلاء الموحى للملك واهل الحرب احرار للمقدمة الاولى قال في رد المحتار نقلا
عن الوالد الحيد ولو دخل دارا بامان مع ولده فباع الولد لا يجوز في الروايات اي لان في
اجارة بيع الولد نقص امانه انتهى (رد المحتار ۱ ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

وعلى الثاني فاما ان يكون البائع قد قهر المبيع واستولى عليه ام لا؟ وعلى الثاني
لا يجوز البيع ايضا لانه بيع احر ولا سبيل الى حوازه وعلى الاول ان لم يكن عندهم في
ديهم ان من قهر منهم احدا ملكه لم يحر هذا البيع لكونه بيع الحر والاستيلاء الواقع لا
يكون موحيا للملك في اعتقادهم وكذا عندما لانه وجد في دارهم من غير احرار و احرار
وان كان المذهب عندهم ان من قهر احدا او استولى عليه ملكه جاز البيع لان
البائع قد باع مملوكه في اعتقاده قال في البحر ولو قهر حربي بعض احرارهم ثم جاء بهم
الى المسلم المستامن فباعهم منه يطر ان كان الحكم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد
صار ملكه جاز الشراء لانه باع المملوك وان لم يملكه لا يجوز لانه باع الحر انتهى
(بحر) (۱۰)

ثم اعلم ان هذا البيع وان حاز لكونه لا يكون مفيدا للملك للمشتري ما لم يخرج
المشتري المبيع الى دار الاسلام قهرا قال في رد المحتار ولو دخل دارهم مسلم بامان ثم
استرى من احدهم ابنة ثم احرجه الى دارها قهرا ملكه واكثر المشايخ على انه لا يمكنهم
في دارهم وهو الصحيح انتهى (رد المحتار ۲ ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

و يعلم من حكم المشايخ بعدم دخول المبيع في ملك المشتري ما دام في دارهم
ان الموجب للملك هو الاخراج قهرا لا البيع والشراء فان قيل : لم يكن هذا البيع
مفيدا للملك فما فائدة الحكم بحوازه كما قلتم في صورة بيع الحر حرييا آخر قد قهره
واعتقده مملوكه بالقهر وكما نقلتم من البحر قلت فائدة الحكم بجوار البيع انما هي
بقي سعة العذر من المسلم المستامن الذي دخل دارهم بامان فانه مأمور بان لا يعذر به
واحرجه احدا منهم الى دار الاسلام قهرا يعد غدرا الا اذا كان في صورة البيع
والشراء الحائر عندهم ايضا فانه لا يكون غدرا والملك الحاصل للمسلم بالاخراج

(۱) باب استيلاء الكفار مطلب فيما لو باع الحربي ولده ۱۶۰/۴ طبع سعيد

(۲) باب المستامن ۱۰۷/۵ طبع بيروت

(۳) مطلب في قولهم ابن الحرب رقا ۱۶۴/۴ طبع سعيد

۴. دخل مسلم دار الحرب بامان حرم عرضه بشي من دم ومال و فرج منهم اذا المسمون عند شروطهم فهو
خرج البيا شبه ملكه ملك حرب بعدد و سوير الانصار و شرحه الدر المحتار مع رد المحتار باب المستامن
۱۶۶/۴ طبع سعيد

الکذائی لا یكون ملکا حیثا

وجملة الكلام ان الموحب للملك انما هو الاحراج قهرا من دار الحرب الى دار الاسلام و ليس للبيع والشراء في حصول الملك كثير نفع وانما نفعه في نفي كون الاحراج عدرا فالبيع الى حكم الفقهاء بجوارها معها انما تصلح لنفي نسبة العدر من الاحراج المترتب عليها والبيع التي حكموا بعدم حوارها معها انما لا تصلح لنفي هذه النسبة والاحراج المترتب عليها يعد عدرا

ويوجد مما ذكرنا حكم بيع كفار الهند اولادهم في المملكة الانجليزية من امه لا سبل الى جوار هذا البيع فان هذه البلاد ان كانت دار الاسلام كما هو رأي جماعه من العلماء لم يحر هذا البيع لما نقلنا سابقا عن رد المحتار من ان بيع الحرى حربيا في دار الاسلام لا يجوز في الروايات وان كانت دار حرب لا يجوز البيع ايضا فان حكم جوار السع في دار الحرب ايضا مشروط بكون النافع قاهر مستوليا على المبيع والفقير والاستيلاء كذلك لا يوجد في الحكومة الانجليزية وايضا قدما ان حصول الملك للمشتري مشروط باحراج السبع الى دار الاسلام وما دام في دار الحرب لا يحصل له الملك عند اكثر المشايخ وهو الصحيح

فالمسلم الذي يشتري في المملكة الانجليزية من كافر اولاده لا يجوز له البيع والشراء لكون هذا البيع والشراء عدرا بالحكومة التي نحن من معاهديها ومن عهدها ان تحارة الانسان جريمة قانونية عدها ونحن التزمنا العهد وكذلك لا يحصل له الملك على المبيع لعدم وجود الاحراج قهرا مع انه شرط لحصول الملك كما قدما ولا يعيد ان يكون اقدام من كفره الهند يعتقدون جوار هذا البيع وان يتفق لبعضهم ان يقهر احدا سرا من عمال الحكومة لان اعتقاد اهل الامر هو المعتبر لا اعتقاد كل احد -

قال في رد المحتار والعدر حرام الا اذا غدر به ملكهم فاحد ما له او حيسه او فعل غيره بعلمه ولم يصعد لا بهم هم الذين يقضو العهد انتهى

(رد المحتار ١١ ص ٢٥٤ ج ٣)

وايضا قدما ان البيع انما كان لصحة نفي الغدر والعدر بقض العهد وعهدها بالحكومة وعمالهم لاعم الكفرة الذين يعتقدون جواز البيع فهذا البيع وان كان مع المجوزين لا يصلح لنفي نسبة العدر وكذا القهر والعلبة جريمة عند الحكومة فلا يؤثر في حصول الملك

فالحاصل ان هذا البيع و الشراء باطل ولا يدخل المبيع المذكور تحت التقويم ولا في ملك المشتري والله تعالى اعلم كتبه الراجی رحمۃ مولاه محمد کفایۃ اللہ مدرس مدرسه امینہ دہلی یکم وجب ۱۳۳۳ ہجری

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے مشرکین سے ایک لڑکی قیمت دیکر اس کے مال باپ سے خریدی یہ بیع و شرا صحیح ہے؟ اور کیا اس سے مجامعت کرنا جائز ہے اور کیا وہ لڑکی اس خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی؟

(جواب ۱۶۰) اس مسئلے کی تحقیق کے لئے چند مقدمات کی ضرورت ہے۔

(۱) اہل حرب (دار الحرب میں) آزاد ہیں (مملوک نہیں ہیں) بحر میں ہے ولو قهر حرمی بعض احوارہم الخ اور رد المحتار نے درمستی کے حوالہ سے لکھا ہے فلو اهدی ملکهم لمسلم ہدیۃ من احوارہم الخ ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حربی دار الحرب میں آزاد ہیں لیکن مسئلہ میں جو کہتا ہے کہ اہل حرب دار الحرب میں آزاد نہیں ہیں بلکہ غلام ہیں اگرچہ وہ کسی خاص شخص کی ملک نہ ہوں تو اس کے لفظی اور ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ تائب اور غلبہ کے بعد مملوک بن سکتے ہیں جیسا کہ صاحب رد المحتار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم حق کے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ اگر اہل حرب میں اہل حرب کے مملوک اور غلام ہونے سے مراد یہ ہے کہ استیاء کے بعد وہ غلام بن سکتے ہیں لیکن استیاء اور قبضہ یا اسے سے قبل وہ آزاد ہیں (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

(۲) آزاد کی بیع و شرا باطل ہے اور یہ ایک ظاہر امر ہے۔

(۳) تسلط باقتدار و غلبہ موجب ملک ہے مسلط خواہ مسلم ہو یا کفر۔

بحر علیہ مغلوب کا فر حربی یا مال متقوم ہو۔

مقدمات خلاصہ کے ذہن نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیے کہ ایک حربی کا دوسرے حربی و فروخت کرنا دو طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ یہ معاملہ دارالاسلام میں ہو کہ ایک حربی مستامن بن کر دارالاسلام میں داخل ہو اور دوسرے حربی کو فروخت کر دے دوسری صورت یہ کہ یہ معاملہ دار الحرب میں ہو کہ ایک مسلمان مستامن بن کر دار الحرب میں داخل ہو اور وہاں ایک حربی دوسرے حربی کو اس سے ہاتھ فروخت کر دے پہلی صورت میں یہ خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع ایک آزاد کی بیع ہوئی اور وہ استیاء جو موجب ملک ہوتا ہے اس صورت میں نہیں پایا جاتا اور مقدمہ اولیٰ کی روت اہل حرب آزاد

ہیں۔ صاحب رد المحتار نے حوالہ دلو الخیر فرمایا ہے کہ اگر کوئی حربی اپنے چچہ کو لیکر دارالاسلام میں داخل ہو اور پتہ کو فروخت کر دیا تو یہ بیع منعقد نہ ہوئی کیونکہ وہ چچہ بھی مستامن ہے۔ اور اگر اس کی فروخت کی اجازت دے دی جائے تو نقض امان لازم آتا ہے (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

دوسری صورت یعنی دار الحرب میں مسلم مستامن کسی حربی سے دوسرے حربی کو خریدے تو اس میں دیکھنا یہ ہے کہ بائع حربی کو بیع پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ یہ بھی آزاد کی بیع ہے جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور اگر غلبہ و قبضہ حاصل ہے تو اگر حربیوں کے مذہب میں اس قسم کا غلبہ و قبضہ موجب ملک نہیں ہے تو یہ خرید و فروخت جائز نہ ہوگی اور یہ قبضہ نہ تو حربیوں کے مذہب کی رو سے موجب ملک ہوگا اور نہ اسلام کی رو سے کیونکہ دار الحرب سے انحراف اور دارالسلام میں داخلہ کے بغیر یہ غلبہ و قبضہ جواز بیع کا موجب نہیں ہوتا اور اگر حربیوں کے مذہب میں ایک حربی کا دوسرے حربی پر قبضہ و استیلاء موجب ملک ہو جاتا ہو اور اس قسم کا ایک حربی اپنے مملوک کو مسلم مستامن کے ساتھ فروخت کر دے تو یہ بیع جائز اور منعقد ہو جائے گی کیونکہ بائع نے جس کو فروخت کیا ہے وہ اس کے مذہب اور اعتقاد کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے صاحب جز نے فرمایا ہے کہ اگر حربی نے دوسرے آزاد حربیوں پر استیلاء حاصل کر کے ان کو مملوک بنالیا اور کسی مسلم مستامن کے ساتھ فروخت کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر حربیوں کے مذہب کی رو سے یہ غلبہ موجب ملک ہے تو یہ خرید جائز ہوگی کیونکہ اس حربی نے ایک ایسی چیز کو فروخت کیا ہے جو اس کے مذہب کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے اور اگر اس کو اپنے مذہب کے لحاظ سے حق ملکیت حاصل نہیں ہے تو یہ آزاد کی بیع ہوگی جو ناجائز ہے (بخاری)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوپر جس عقد بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ خرید تو جائز ہے مگر اس میں بھی مسلم مستامن اس بیع کا ملک نہیں بنتا جب تک کہ اس کو خود اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں نہ آئے صاحب رد المحتار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلم امان حاصل کر کے دار الحرب میں گیا اور پھر کسی کافر سے اس کا ترک خرید لیا اور اس کو اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں لے آیا تو اب وہ اس ترکے کا مالک بن جائے گا اور اگر غلام کا مذہب ہے کہ دار الحرب میں مالک نہیں بن سکتا اور یہی مذہب صحیح ہے (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

اور مشائخ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب تک دار الحرب میں رہے وہ بیع مسلم مستامن کی ملک میں داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہو گیا کہ غلبہ و استیلاء اور قبضہ و حراست کے ساتھ دار الحرب سے نکال لانا موجب ملک ہوتا ہے نہ کہ صرف خرید و فروخت اگر کہا جائے کہ جب کہ یہ معاملہ دار الحرب میں موجب ملک نہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے سے کیا فائدہ ہے؟ یعنی لو کہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے کے جواز کا حکم دینے سے سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس صورت میں مسلم مستامن پر بد عہدی کا التزام نہیں آئے گا کیونکہ جو مسلمان کہ کفر کی امان میں ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ بد عہدی (یا ان کے قوانین کی خلاف ورزی) نہ کرے اور مسلم مستامن کا کسی حربی کو جبراً پکڑ کر دارالسلام میں لے جانا بد عہدی ہے لیکن اگر ایسی خرید و فروخت کی صورت میں ہو جو کفر کے نزدیک

جائز سمجھی جاتی ہو تو یہ بہ عمدی نہ ہوئی اور اس مرتبے سے اگر مسلم مستامن اس خرید کردہ مملوک کو دار الاسلام میں لے جائے تو وہ اس کا جائز مملوک ہوگا۔

غرض دار الحرب سے صرف غلبہ و حراست کے ساتھ نکال کر لے جانا موجب ملکیت ہو سکتا ہے مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں جو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اس کا پتہ زیادہ واضح نہیں اس اتفاقاً فائدہ ضرور ہے کہ اگر مسلم مستامن اس کو دار الحرب سے پہلے لے جائے تو بہ عمدی نہیں ہوئی پس جس خرید و فروخت کو فقہ نے جائز کہا ہے اس کے جواز سے غرض یہ ہے کہ اخراج کی صورت میں بہ عمدی و غدری کا ازام نہ آئے اور جس کو ناجائز کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہ عمدی کے التزامت محفوظ رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے جو اخراج ہوتا ہے اس کو عمدی قرار دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ حکومت انگلیشیہ میں ہندوستان کے کفار اگر اپنی اولاد کو فروخت کریں تو اس کی خرید و فروخت کے جواز کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اگر یہ مملکت بھول محض دارالاسلام ہے تو یہ بیع ناجائز ہے جیسا کہ خواہ ردالمحتار ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دارالاسلام میں ایک حرلی کا دوسرے حرلی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

اور اگر برٹش انڈیا و دار الحرب مانا جائے تب بھی یہ بیع جائز نہیں کیونکہ دار الحرب میں بھی جواز بیع کے لئے یہ شرط ہے کہ بائع کو بیع پر پورا قبضہ و اختیار اور حق تصرف حاصل ہو اور ایسا اختیار و قبضہ حکومت انگلیشیہ میں موجود نہیں ہے اور اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مشرقی کے لئے ملکیت کا ثبوت بھی اخراج الی دارالاسلام کے ساتھ مشروط ہے اور جب تک وہ دار الحرب میں رہے گا اس کو اکثر عام کے نزدیک حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا اور یہی مذہب صحیح ہے۔

پس جو مسلمان حکومت انگلیشیہ میں کسی کافر سے اس کے بچے کو خریدے گا اس کی یہ خرید و فروخت ناجائز ہوئی کیونکہ یہ معاملہ اس حکومت کے ساتھ بہ عمدی کے مترادف ہوگا جس کے قانون کے ہم پند ہیں اور جس کے قانون کی رو سے بد فروشی جرم ہے اور ہم نے اس قانون کی پابندی کو اپنے اوپر نہ کر رکھا ہے اور نہ یہاں ملکیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اخراج باقہر کا وجود نہیں پایا جاتا جو حصول ملک کے لئے شرط ہے۔

اگر کفار ہند کے بعض قبائل اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہوں اور کسی کو پوشیدہ طریقے پر ایسا قبضہ و تسلط جو ان کے احکام میں موجب ملکیت ہو حاصل ہو جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس معاملہ میں حکومت کا مقید و قانون معتبر ہوگا نہ کہ ہر کس و ناکس کا مقید۔

ردالمحتار میں ہے کہ کافر حکومت میں بھی بہ عمدی و قانون شکنی حرام ہے سوال اس صورت کے جب کہ بادشاہ خود ہی بہ عمدی و قانون شکنی کرتے کہ مسلمانوں کا مال غصب کر لے قید کرے یا کوئی

وہ مداخلت ان کے ساتھ ایسا کرے اور بادشاہ جاننے کے باوجود ان کی حفاظت و داری نہ کرے۔
 ہم لو پر عرض کر چکے ہیں کہ جواز بیع کا حکم محض اس لئے تھا کہ بد عہدی کا الزام مسلم مت من پر نہ آئے اور بد عہدی سے مراد قانون شکنی ہے اور ہمارا قانونی معاہدہ حکومت و عمل حکومت سے ہے نہ کہ (رعیت میں سے) ان کفار کے ساتھ جو اس قسم کی بیع کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہوں پس اس قسم کی بیع ان کی طرف سے ہو تو مسلم مستامن کو ان کے قانون شکنی سے بری نہیں کر سکتی اسی طرح غلبہ و قبضہ بھی حکومت انکلیف کے قانون کی رو سے جرم ہے اس لئے وہ بھی حصوں ملک کے لئے مفید نہیں۔
 غرض کہ بیع و شراعت کو رہ فی سوال باطل ہے اور بیع مذکورہ قابل خرید و فروخت نہیں ہے نہ مشتہر کی ملکیت میں داخل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

بند و ستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہم بستری کا حکم
 (سوال) ایک شخص نے ایک باندی خریدی اس سے ہم بستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہم بستری کی جائے اور اولاد ہو تو وہ اولاد حرامی ہوگی یا حلالی؟
 (جواب ۱۶۱) بند و ستان میں تو ایسی باندیاں نہیں ہیں جو شرعی قاعدے کے موافق باندیاں قرار دی جا سکیں ہذا اس کی تفصیل معلوم ہونی چاہئے کہ باندی کہاں سے خریدی اور اس باندی کی حیثیت کیا تھی جب جواب دیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ اعلیٰ

بند و عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں۔
 (سوال) (۱) ایک مسلمان مرد نے ایک بند و عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا کر اپنے گھر میں لے لی اور اس کے ساتھ رہا اور اس سے ہم بستری ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کے ساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) باندی کس عورت کو کہیں گے اور کتنی حیثیت کے لئے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں کے لئے؟
 (۳) اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور اسے کہ یہ جائز ہے تو اپنے نفس کو کیا سمجھا جائے گا؟
 المستفتی نمبر ۱۵۳۴۰ حافظ محمد امین (کچھ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۶۲) بند و ستان میں صحیح شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی کسی بند و کی بیوی کو اس کے شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں، اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس کے خاوند نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو اور عدت گزار گئی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا

۱۔ املت لکن قدم فی العی ان المراد بکونہم ارفاء ای بعد الاستلاء بجمہم اما جمہم فہم احرار لما فی الظہیرہ۔
 ۲۔ و ہذا دلیل علی ان اہل الحرب احرار (رد المحتار) مطلب فی قولہ اہل الحرب ارفاء ۱۶۴ ط
 سعد

ہے (۱) بغیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہو گا بلکہ ایمان جاتے رہنے کا قوی خطرہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا اندلہ

آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں۔

(سوال) بندہ نے یہ سب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے باوجود زر نقد مطلوبہ اس کو خرید لیا یہ خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد متین ضلع درگ ۲۸ جب ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) یہ خرید و فروخت قطعاً ناجائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے 'بندہ زر خرید لوٹدی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور وہی ہوئی رقم کو مر قرار دیا جاسکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اس کا نکاح جائز ہے اور زید نے جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے - محمد کفایت اللہ کان اندلہ، دہلی

نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرع کے موافق لونڈیاں نہیں۔
(از انجمن تحریک سہ روزہ مورخ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء)

(سوال) ریاست نیپال آرتلہ منی پور وغیرہ میں لونڈیاں فروخت ہوتی ہیں کیا کوئی مسلم ان بچوں سے لونڈیاں خرید سکتا ہے؟

(جواب ۱۶۴) یہ لونڈیاں جو نیپال اور منی پور وغیرہ میں فروخت ہوتی ہیں اصول شریعت مقدسہ کے موافق لونڈیاں نہیں ہیں لہذا ان کو خریدنا اور ان سے لونڈیوں کا کام لینا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اندلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) واد اسلام احد الروحانی فی دار الحرب والمرأة هی التي اسلمت لہم یتوقف انقطاع نکاح سہمہ عسی مضمی ثلاث حیض سواء دخل بہا ولم یدخل بہا کذا فی الکافی فان اسلم الآخر قبل ذلك فالتکاح باطل علی کثیرہ الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۷ ط ما جلدہ

(۲) قال من استحل حراماً قد غم فی دینہ لیس یحکم تحریمہ نکاح المحارم فکافر رد المحتار باب زکاة العلم مطلب استحلال المعصية کفر ۲/۲۹۲ ط سعید

(۳) بطل بیع ما لیس بمال کذلک والمہبہ والنحر والبیع مدای جعلہ نمنا لان رکن البیع مبادلة المال بالمال ولم یوجد (سور الابصار و شرحہ التمر المحتار مع رد المحتار باب البیع الفاسد ۵/۵۱۰ ط سعید)

(۴) قلت لکن قد مضی العتق لہ المراد بکونہم ارقاء ای بعد الاسلام علیہم اما قبلہم فہم احرار لما فی الظہیرہ قال وهذا دلیل علی ان اهل الحرب احرار رد المحتار باب استیلاء والکدر مطلب فی قولہم ان اهل الحرب ارقاء ۴/۱۶۶ ط سعید

چوتھا باب متفرق

حکمت کی لڑائی شرعی جہاد نہیں، فساد ہے

(سوال) حکمت کے فساد کو بعض لوگ جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند - طور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمادیں، عورتوں، بچوں اور بڑھوں، نادانوں کو بے خبری میں تھوار کے کھٹ اتار، کسی طرح بھی جائز ہے؟^{۱۹۳۶} المستفتی خادم میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۵) اس فساد کو جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے ہے نہ جہاد کی قسمی اگر وہ حسمیر کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری مائد ہوگی کہ اس نے عورتوں، بچوں اور بڑھوں پر کیوں تعدی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں، بچوں اور بڑھوں سے تعرض نہیں کیا جاتا ہمیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی شخصی صورت کہ عورتوں، بچوں اور بڑھوں کو قتل کیا - جلادیا، ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے، مکانوں کو جلادیا، شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اقدامی جہاد بھی جائز ہے

(سوال)

مکتوب مولانا عبد الماجد دریا آبادی

۱۸ جون ۱۹۳۹ء دریا آباد - بارہ بنگی

مخدوم مہرم - اسلام علیکم ورحمۃ اللہ - محمد اللہ حج و زیارت سے واپس ہو کر ابھی دریا - باد پانچ ہوں، محترمہ انشاء اللہ دہلی کا بھی ارادہ ہے زمیندار کے پرچے پڑھ پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی، الجمعہ کی موجودہ روش بہت بہتر معلوم ہوئی، وائس اے کی ملاقات والے معاملہ کا جو جواب الجمعہ نے نکات - الف میں دیا ہے وہ بہت پر حلف ہے (یعنی خود صاحب زمیندار کا سر معاملہ دوہا دیا ہے) اس کی دوا - دیتا ہوں اللہ ہی ہم سب پر رحم فرمائے - مدینہ منورہ میں بہت اطمینان سے قیام کا موقع مل گیا تھا اپنے سب جاننے والوں کے حق میں خوب - میں میں اور سب سے زیادہ خود امت محمدیہ کے حق میں۔

اس عریضے کا مقصد، ایک مسئلہ کی تحقیق ہے۔ میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجے پر پہنچے ہوئے تھا کہ قتال کی اجازت کفر کے مقابلہ میں نہیں ہے۔ جب کہ حرب کے مقابلہ میں ہے یعنی صرف حربی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر چنانچہ سورہ بقرہ اور سورہ نساء کی متعدد آیات (قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلواکم ولا تعدوا، الخ اذن للذین ظلموا ان یتولوا الح، وغیرہ) اپنی تائید میں رنختہ تھیں۔ صاحب ہدایہؒ کی یہ تفسیر "یاد تھی کہ کافر عورتوں، بچوں، اندھوں وغیرہ کے قتال میں بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوتے اپنے اس خیال میں بالکل مستحکم تھا۔ تاہم اسے سراج میں مولوی مناظر احسن صاحب نے اس کے بالکل برخلاف تقریر فرمائی اور یہ صریح فرمایا کہ یہ کافر کافر اور ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر مباح اندھ ہونا فقہ حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورہ قہنہ کی بھی بعض آیات سے استدلال کیا۔ مگر اہل کفر کے لئے جناب کو تکلیف دینا ہوں مفصل جواب کی زحمت کی ضرورت نہیں مختصر اشارات مع فقہائے حنفی کے حوالہ جات کے کافی ہوں گے اگر یہ کافر محض اپنے عقائد کی بنا پر واجب القتل ہے تو آپ حضرات نے فتویٰ ترک مولوی قاضی انصاری کے منظم کافر باطل حاصل ہی کیا صرف اس قدر لکھ دینا کافی تھا کہ یہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی بنا پر ان سے ترک مواہبات واجب والاسلام محتاج دعا عبد الماجد

جواب مکتوب بالا از حضرت مفتی اعظمؒ

۲۲ جون ۱۹۲۹ء مخدوم محترم دامت فضلتہم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت اور مع الخیر مراجعت پر خاصانہ مبارکباد قبول فرما میں نصل اللہ منکم وحلہ ذخر الأحرار تکمہ زمیندار کی عنایات طبعیہ کی مجھے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ "توپا کب باشہ اور دہرا کس باک" اور "مفتنای طبعش این است" ہدانا اللہ وایہ الی ما یرضاه

مولانا مجھ جیسے بقیہ مدد کسی مسئلے پر یہ روشنی ڈال سکتا ہے لیکن قیود علماء اپنے خیال یا قصص عرض کرتا ہوں یہ صحیح ہے۔ شریعت مقدسہ نے کفر کوئی حد ذاتہ لاجتہاد کا سبب قرار نہیں دیا۔ ورنہ مقابلہ میں عورتوں، بچوں اور اندھوں کے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جب کہ ان کا کفر کے ساتھ متصف ہونا بھی یقینی ہے مگر اسی کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فی حد ذاتہ مزموم اور حرب اس کو لازم ہے یعنی گرافوا کفر میں کوئی ایسے خاص حالات نہ ہوں جو حرب کے احتمال کو

(۱) البقرة: ۱۹

(۲) الحج: ۳۹

(۳) ولا یقتلوا امرأۃ ولا صبیا ولا سحبا ولا مقعدا ولا اعمی لان المسیح لقتل عداہو الحرب ولا یحتق مسہود (ہدایہ) باب کیفیۃ القتل ۵۹۶، ۲ ط مکتبہ شریعت علمہ ملتان

كتاب الحدود والجنايات

پہلا باب اقامت حدود شرعیہ

دار الحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے
(سوال) ایک شخص زنا کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا اس پر کیا کفرہ ہے اور غریب شخص نے توبہ کر لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع اعظم مدہ) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۶) اس شخص سے توبہ کر لینا کافی ہے کہ اجزائے حدود کے لئے اسلامی عدالت کا حکم ضروری ہے اور وہ موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی۔

دوسرا باب تعزیر

استاذ شاکر کو تعزیر اکتما کر سکتا ہے؟
(سوال) مدارس اور اسکولوں میں یہ جب شرارت یا سابق یاد نہ کرنے کے استادیہ یا مٹر لوک پیدا ہوتی ہیں یا ہاتھ سے اپنے شاگردوں کو تھپتھپا دیتے ہیں اس کے متعلق شرع شریف میں کتنی حد مقرر ہے؟ اس حد تک متنبہا ان اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں؟ یا بالکل جائز نہیں اور کس حد سے تجاوز کرنے سے استاد آثم نہیں رہے گا اور آثم نہیں رہنے میں اس پر شرعاً کیا تعزیر لازم آئے گی؟ نیز اگر غصے کی حالت میں امتداد کچھ درشتی کے الفاظ سب و شتم استعمال کرے تو کس حد تک استعمال کر سکتا ہے اور کس حد سے تجاوز حرام ہے؟ بیوا تو جروا۔
(جواب ۱۶۷) چہرہ اور مذاہیر کے علاوہ سارے بدن پر تاؤ تھپتھپا تعزیر عن الحد نہ ہو مارتا جائز ہے یعنی اس طرح مارتا کہ بدن سے زخمی ہو جائے یا کہیں کی ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر سیہ داغ پڑ جائے یا ایسی ضرب ہو جس کا اثر قلب پر پڑتا ہو یا جو زخمیں اُتر مارتے میں حد معلوم سے تجاوز ہو یا چہرہ اور مذاہیر پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گناہ گار ہو گا۔

استاذ کو شرط اجازت والدین اس قدر مارتے کا اختیار ہے جو مذکور ہو اور وہ بھی جب کہ مارتے کے لئے کوئی صحیح غرض یا تعزیر یا تنبیہ یا کسی بری بات پر سزا دی ہو بے قصور مارتا یا مقدار قصور سے زیادہ

تیسرا باب تقریر یاخذ المال (جرمانہ)

چنگ کا بھرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں، اگر جراتا وقت تو پہ قطع تعلق جائز ہے۔

(سوال) ہماری قوم بھران برادری میں ایک بھائی نے دوسرے سے یہ کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے، کیونکہ وہ غیر برادری کی ہے اور تیرے مکان برادری میں کر دیا جائے گا کہ میں بھی کر لوں گا بعد ازاں اس تحریک دہندہ نے بلا نکاح اس مطلقہ کو چھ مدت تک اپنے گھر میں رکھا، چوں کہ جو اس کی یہ ناجائز حرمت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی، اور وہ بھائی سے اس کا قصور ثابت ہو گیا تو یہ فیصلہ دیا کہ مبلغ پچاس روپے تحریک دہندہ کے ذمہ جس نے بلا نکاح مطلقہ کو گھر میں رکھا تھا احمقانہ کئے اور مبلغ پچاس روپے طلاق دہندہ پر اس وجہ سے کہ قس نے دونوں تک س کی ناجائز حرمت کا تذکرہ چٹائی کے سامنے کیوں نہیں کیا اور ایک اور شخص پر بھی اسی معات میں حد ثبوت قصور پچاس روپے احمقانہ نقد ہے۔

یہ احمقانہ برادری میں اس وجہ سے رائج کیا گیا ہے کہ حتی الامکان ان ناجائز طرق کا اسدین ہوتا رہے اگر اس قسم کا تذکرہ نہ کیا جائے گا تو برادری میں تفرقہ اور ناجائز طرق کا حکم حلا و رواج ہو جائے گا جو موجب تباہی ہے اب عادت دریافت حسب یہ امر ہے کہ یہ احمقانہ کارروائی یا آئندہ جو اس قسم کے واقعات سے احمقانہ وصول ہو چٹائی کو اپنے استعمال میں، ناجائز برادری میں صرف رہتا یا فی سبیل حد و رست ہے یا نہیں اگر مذکورہ عادات میں اس کا صرف کرنا درست نہیں تو اس کو کس مصرف میں لکایا کریں۔ چوہا تو جروا

(جواب ۱۶۹) یہ احمقانہ تقریر سمجھا جائے تو واضح ہو کہ بغیر نکاح کے کسی عورت کو رکھنا اس سے زنا کرنا شرعاً موجب حد ہے اور جن عورتوں میں کہ کوئی حد شرعی مقرر ہے ان میں تقریر نہیں ہے التعزیر ہو التادیب دون الحد و یحب فی جمایہ لیست موجبة للحد کذا فی الہایہ (عالمگیری) ۱، اور نیز حرمت زنا حق اللہ میں داخل ہے اور حقوق اللہ میں تقریر کرنا صرف حد مباشرت میں عدم مؤمنین کا حق ہے نہ بعد مباشرت قالو الکل مسلم اقامة التعزیر حال مباشرة المعصية واما بعد المباشرة فیس ذلك لغير الحاكم (عالمگیری) ۲، اور اگر زنا کرنا ثابت نہ ہو تاہم تقریر یا بامال لہام لہ ضیفہ اور لہام محمد کے نزدیک ناجائز ہے و عند ابی یوسف یحوز التعزیر باحد المال للسلطان و عدهما و ما فی الانمة الثالثة لا یحوز کذا فی فتح القدر (عالمگیری) ۳۔

(۱) فصل فی التعزیر ۱۶۶/۲ ط ماحدہ کوئٹہ

(۲) حوالہ بالا

(۳) حوالہ بالا

اور اگرچہ امام ابو یوسف نے تعزیر میں اس کو جائز فرمایا ہے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال و ایک مدت منہ بہ مدت روکے اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کر دے نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لئے یا بیت المال کے لئے ضبط کر لے و معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساك شئ من ماله عنده مدة لیس حرثم بعده الحاکم الیہ لا ان یأخذہ الحاکم لنفسه او لیس المال کما یتوهمہ الظلمۃ اذ لا یحوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغير سبب شرعی کذا فی البحر الرائق (عالمگیری) ۱۔ پس یہ امتحان لینا اور اس کا مصارف نہ کوہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں بلکہ جن سے ایات ان کو واپس دینا لازم ہے ہاں ایات اوٹوں کے زجر اور ایسی باتوں کو نہ کرنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایات لوگوں کو پناہ اور بروری سے خارج کر دیا جائے اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ بروری کے تعلقات نہ رکھے جائیں۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مالی جرمانہ جائز نہیں۔

(سوال) جرمانہ جو ہمارے دیار میں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو اس روپے کا مستحق کون ہے؟ (۱) نیز جو شخص سر پر آور دوسرے وزن وغیرہ کا جرمانہ کرے خود کھالیا کرے تو وہ شخص کیسے ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۱۷۰) مالی جرمانہ جائز ہے اور امام ابو یوسف سے جو تعزیر یا مال کے جو ازکی روایت ہے اس ہ مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے اس کا مال روک لیا جائے اور جب انزجار کی امید ہو جائے تو اس کا مال واپس کر دیا جائے (۲) (۳) یہ شخص ظالم اور فاسق ہے کہ لوگوں کا مال کھاتا ہے (۴) کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں، تاوقت توبہ قطع تعلق کرنا جائز ہے۔

(سوال) ایک عورت اور اس کی بڑی نے اپنے باپ کو اور اپنے ختم کو زنا کی لگائی اور بعد میں وہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) فقہی ہا السبب المسوغ للہجر وهو لمن صدرت مہ معصیۃ فیسوغ لمن اطع علیہا مہ ححرہ۔ یا لیکف عہا قال المہلب عرض الحزازی فی ہذہ الباب ان ینب صیۃ الہجران العانز واما یسوع بقدر العہد فص کان من اهل المعصیان یستحق الہجر ان یرک المکالمہ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ (فتح الباری بشرح صحیح البخاری) باب ما یحوز من الہجران لمن عصی ۱۰/۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

(۳) و عندہ ابی یوسف یحوز العربی للسلطان باخذ المال و عہدھا و یاتی الامۃ الثلاثہ لا یحوز کذا فی فتح القدیر و معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساك شئ من ماله عنده مدة لیس حرثم بعده الحاکم الیہ (عالمگیری) فصل فی التعزیر ۱۶۷/۴ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) اذ لا یحوز لاحد من المسلمین احد مال احد بغير سبب شرعی (عالمگیری) فصل فی التعزیر ۱۶۷/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

دونوں انکار کرتیں اور کہا کہ ہم نے جھوٹا لہجہ ابھریا تھا اب مہربانی فرما کر زانی کی تعزیر اور تمت زانی کی تعزیر سے متعلق فرمائیں اور مالی تعزیر فرمادیں؟ المستفتی نمبر ۷۳ اسید محمد حسین صاحب (شلع باندھ) ۱۴ رمضان ۱۳۵۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۷۱) شریعت میں مالی تعزیر نہیں ہے اور زنا اور تمت زانی جو سزا ہے وہ آج کل جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ حکومت موجودہ کے قانون کے مطابق نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کو زانی یا تمت لگانے والوں کو سزا دینے پر قدرت نہیں ہے ابھی تنبیہ کرنے کے لئے اس کو اپنی پچاسیت اور کھانے پینے سے ملحدہ کر سکتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو علیحدہ رکھیں (۲) محمد کاخیت اندہ کان اللہ لہ۔

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک قوم کی دو پارٹیوں میں چھ نزاع تھی اب وہ اتفاق کے لئے دو ثالث مقرر کرتے ہیں اور ان سے بیان کرتے ہیں دونوں ثالث مسجد میں جا کر فیصلہ سناتے ہیں کہ تین صاحب تو تین حصے دے دیں اور تین صاحب مسجد میں پانچ پانچ حصے دے دیں ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تاوان جو مجھ پر ڈالا گیا ہے میں بے گناہ ہوں اور پچاسیت ان کا ہے گناہ ہونا تسلیم کرتی ہے آیا عند الشرع ان کا قصور معفو ہو سکتا ہے؟ اور یہ فیصلہ از روئے شرع ٹھیک ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۵ ۷۷ قیام الدین (بجپور) ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۲) معاملہ جس کے لئے ثالث مقرر کی گئی تھیں ہمیں معلوم نہیں اور سوال میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے دو فریقوں پر تاوان کس سلسلے میں عائد کیا اس لئے اس فیصلے کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی ایمان اس قدر کہنا جاسکتا ہے کہ تعزیر یا مال ہمارے نزدیک جائز و صحیح نہیں ہے (۲) محمد کاخیت اللہ کان اللہ لہ

قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں

(سوال) کیا شرعاً قاضی کسی معاملے میں جرمانہ کر سکتے ہیں؟ اور کیا وہ جرمانہ کا روپیہ اپنے ذاتی تصرف

- (۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر واحد المال ورد المختار مطلب فی التعزیر واحد المال ۶۲ ط سعید
- (۲) فشرط الامام لا سیفاء الحدود ورد المختار فصل فیما یوجب القود و فیما لا یوجب ۵۹۶ ط سعید
- (۳) فیما ہذا السبب الموعود للہجر وهو لمن صدرت عنہ معصیۃ یسوغ لمن اطلع علیہا منہ حرہ عیبہا لیکف عیبہ قال المہلب عزم الحارثی من ہذا الباب ان ینسب صفتہ الیہجران الحارثی واما یسوغ بقدر الحرہ فمن کان من اهل العصبۃ ینسحق الیہجران بترك المكالمۃ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ فبح الناری شرح صحیح الحارثی باب ما یحوز من الیہجران لمن عصى ۱۵/۱ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر
- (۴) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر واحد المال ورد المختار مطلب فی التعزیر واحد المال ۶۲ ط سعید

میں لے سکتے ہیں؟

(جواب ۱۷۳) جرمانہ کرنے کا قاضی کو حق نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان لہ

جبر فیصلہ کرنے کی اجرت میں اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں۔

(سوال) تارے میں یہ دستور ہے کہ اگر کسی سے بڑائی جھڑپ ہو تو بیچ اور مردان محمد ملکر نصف مرتے ہیں اور اسامی و فریادی جائیں سے جھڑپاٹاٹ کے بدلے کچھ روپیہ وصول کرتے ہیں اور اپنے تصفیع اوقات کا بدلہ خیال کرتے ہیں اور وہ نوک اس روپے کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں آپس رقمہ بینا جائز ہے یا نہیں اگر جواب جواز میں ہے تو اس روپے کو نیک کاموں میں یعنی مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں و اس کے بعد کچھ جرمانہ بھی کرتے ہیں اس کو بھی مسجد وغیرہ میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۶ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۴) جبر فیصلہ کرنے کی اجرت لینا (۲) یا جرمانہ (۳) وصول کرنا جائز نہیں ہے ایسے روپے کو مدرسہ مسجد اور نیک کام میں صرف کرنا بھی ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان لہ دہلی

مالی جرمانہ جائز نہیں۔

(سوال) ایک شخص امام مسجد بھی ہے اور اصول میں معلم قرآن شریف بھی ہے اور نائب قاضی بھی ہے۔ بعد م موجودی قاضی صاحب قسدا نکاح پڑھایا کہ جیسے اجرت نکاح کا مفاد ہوا ان سے اس معاملہ کی شہادت ہونے پر جواب طلب کیا گیا وقت مقررہ تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ اب تک دینا لہذا مطابق قواعد انجمن جیسا کہ ملازمان انجمن کے لئے شدہ ہے ان پر صدر نے ۸ آئے جرمانہ کیا ہے استدعا ہے کہ جواب بصواب مرحمت فرمائیں المستفتی نمبر ۲۱۱۵ جناب پریذیڈنٹ صاحب انجمن اسلامیہ (پٹی) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۵) مالی جرمانہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ جرمانہ واپس کیا جائے اور ان کو تنبیہ کر دی جائے کہ اگر وہ تندرہ ایسا کریں گے تو ان کو نائب قاضی کے عہدے سے موقوف کر دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کا ان لہ دہلی

۱، والحاصل ان المذهب عدہ للعبیر بحد المال، رد المحتار مطلق فی التعریر بحد المال ۴ ۶۲ ط سعید
۲، ادلا بحور لا حد من لمسلم احده مال احد بغير سب شرعی (عالمگیریہ) فصل فی التعریر ۱۶۷ ط
ماجدلیہ کوئٹہ

۳، والحاصل ان سبھ عدہ للعبیر بحد المال، رد المحتار مطلق فی التعریر بحد المال ۴ ۶۲ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے
(سوال) کچھ رقیس وصول شدہ جرمانہ وچندہ تنظیم کمیٹی کی جمع ہیں ان رقوم کو کون سے مصرف میں
لگانا جائز ہے؟ متنبہا جرمانہ یا تادان لیکر کسی قسم کی تنبیہ کرنی جائز نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیب
ابن سطلر رنپور۔ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۷۶) جرمانے کی رقیس تو واپس کی جائیں اور چندہ جس کام کے لئے لیا گیا ہے اس میں
خرچ کیا جائے مالی تعزیر یعنی جرمانہ کرنا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔
(۲) تہمت لانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
(سوال) (۱) جو مسلمان کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے اس پر اگر جرمانہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ (۲)
ایک شخص تہمت چوری یا ذاکرہ کی لکات ہے اگر چند مسلمان ویندار اس پر جرمانہ کریں تو کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۶۲۹ شاہ محمد سطلر اقصیٰ مدد۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۷۷) (۱) گناہ کی ترغیب دینا ایسا ہی گناہ ہے جیسے اس گناہ کا ارتکاب کرنا، مالی جرمانہ کرنا
درست نہیں، (۲) تہمت لگانا یا گناہ تہمت لگانے والے پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں
کفایت اللہ کان اللہ۔

مالی جرمانہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے۔
(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) کچھ عرصہ ہوا سبکی میر بادشاہ نے اپنی حقیقی بہن ایک شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ان
بہن کی بہن کا اپنی ماں زندہ ہے جو محمد شیر کے نکاح میں ہے اسی وجہ سے یہ بھائی بہن محمد شیر کے مکان میں
رہتے ہیں مسجد کے پیش امام ملا جمال صاحب اور خان زادہ غلام احمد خاں نے محمد شیر جو کہ لڑکی کا سوتا باپ
ہے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا اور روزانہ مسجد میں وعظ کرتے رہے اور اہل سنت وجماعت کو متنبہ کیا
کہ آئندہ کے لئے محمد شیر سے جس نے لڑکی کو شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ہر قسم کا بایکات کریں

۱، والحاصل ان المذهب عدم التعریر واحد المال (رد المحتار: باب التعریر: مطلب فی التعریر واحد المال
۶۲، ۴ ط سعید)

۲، عن امی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: ومن دعا الی صلاۃ کان علیہ من الاثم مثل اثم من تبعہ لا یقصر ذلك
من اثمہم شیئا، صحیح الامام مسلم، باب من س سہ حسۃ او سۃ ومن دعا الی ہدی او صلاۃ ۳۴۱، ۲ ط
فندی کتب خانہ، کراچی)

۳، والحاصل ان المذهب عدم التعریر واحد المال (رد المحتار: مطلب فی التعریر واحد المال ۶۲، ۴ ط سعید)

یونکہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا محمد شیر نے تنگ آ کر موہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا، عرض کیا کہ میرا کیا قصور ہے اس کی تمام تر ذمہ داری اس کے بھائی میر بادشاہ پر نہ ہوتی ہے اس پر دوبارہ جسد ہوا اس میں یہ قرار دیا گیا کہ اس معاملہ میں محمد شیر اور اس کی عورت کے ہاتھ ہے اس لئے اس پر بیس تیس روپے جرمانہ اور لڑکی اور لڑکی کے بھائی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھو گے ورنہ پھر بایکات کی جاؤں گی محمد شیر نے بیس تیس روپے ملا صاحب کو دے دیئے اور کہا کہ مسجد کی مرمت ہو رہی ہے یہ روپیہ اس میں لگا دیا جائے ملا صاحب نے کہا کہ یہ روپیہ حرام ہے، سرے سے تمہارا ثواب جاتا رہے گا اس لئے یہ تجھ جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اس کا پاؤں کھ میں نے محمد شیر نے اعتراض کیا۔ مسجد کے لئے حرام روپاؤں کے لئے حلال! یہ کیسا شیعہ ہے!

(حواص ۱۸۷) یہ تیس روپے جو محمد شیر سے لئے گئے تھے ان میں محمد شیر ۱۰ روپے دے چائیں (۱) پھر اگر محمد شیر اپنی خوشی سے مسجد میں دیدے تو مسجد میں لگا جائز ہوگا اس کی حقیقی اجازت اور رضا مندی کے بغیر مسجد میں لگا بھی جائز نہیں ۱۰ محمد کا خیت اللہ کان اللہ لہ!

مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(مجموعہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت کو بکرا خوار کر کے لے آیا پنپا پیت نے بکرت زید کی عورت زید کو پس دیا وہ اپنی اور بکر پر زور نقد کا کچھ جرمانہ کیا یہ جرمانہ انجمن اسلامیہ تھانہ (ضلع کرنال) کے فتنہ میں مدرسہ اسلامیہ نے دے خرچ تین مرتبہ دکان مدرسہ کے لئے دیا جائے گا نہیں!

(حواص ۱۷۹) جرمانہ ۵ روپیہ وصول کرنا ناجائز ہے جس سے یہ کیا ہے است واپس لیا جائے ۱۰ نیاں ۵ روپے میں بدولت رضا مندی مالک کے خرچ نہیں ہو سکتا ہاں اگر وہ شخص جس سے روپیہ وصول کیا گیا ہے خود اجازت دیدے اور پھر واپس لینے کے مدرسہ میں لگا دین پسند کرے تو پھر مدرسہ میں لگا دیا جاسکتا ہے۔ محمد کا خیت اللہ تفریہ!

(۱) مرجع سابق

۲ عن امی حوۃ الرقاشی عن عمر بن الخطاب قال لا تظلموا الا لا یحیل علی امرئ الا یطیب نفسہ مشکوٰۃ المصابیح باب العصب والاریۃ ۲۵۵ ط سعید

۳ عن حماد بن سعید عن سعید بن جبیر قال لا یحیل علی امرئ الا یطیب نفسہ مشکوٰۃ المصابیح باب العصب والاریۃ ۲۵۵ ط سعید

(ط سعید)

(۴) عن امی حوۃ الرقاشی عن عمر بن الخطاب قال لا تظلموا الا لا یحیل علی امرئ الا یطیب نفسہ مشکوٰۃ المصابیح باب العصب والاریۃ ۲۵۵ ط سعید

چوتھا باب قصاص و دیت

شہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے، دیت مغلولہ اور کفار و اہل ذمہ ہے

(سوال) متعلقہ قصاص

(جواب ۱۸۰) بسم اللہ سبحانہ - خاکسار نے احمد سعید مقتول اور نبیل احمد خاں قاتل سے مقدمہ قتل کے متعلق حرب ذیل کا غذا ت بغور دیکھے۔ اول بیان مقتول - دوم بیان ذرائع - سوم بیان تصدیق احمد عمدہ دار پولیس - چہرہ بیان نبی بخش کو اور - چہرہ بیان رمضان کو اور - ششم بیان اسماعیل خاں کا شکیل - ان میں سے مقتول کا بیان تو نہ ف و موی ہے، اس کا بیان ظن، تین تین سے زیادہ قریب نہیں تصدیق احمد کا بیان بھی شہادت معاند نہیں نبی بخش و رمضان یہ دونوں واقعہ سے شاہد ہیں اسماعیل خاں بھی من و چہ واقعہ کا شاہد ہے جیسلم احمد خاں کا احمد سعید کی ناک کا ٹیٹوں کی شہادت سے بالاختلاف شہادت ہے اور باقی بیٹ اور رفوں وغیرہ پر چہرہ غیہ دے کر شہادت نامی بخش اور رمضان کی شہادت سے معذور ہے۔ اختلاف کے شہادت ہے مثلاً نبی بخش کے بیان میں ہے کہ جیسلم احمد نے احمد سعید کے پیٹ میں دو تین نہ تھیں کافریں حال غلہ ڈالنے میں مدد اور رمضان نے بیان سے پیٹ میں متعدد نہ تھیں شہادت نہیں ہو تیں نہیں یہ اختلاف مفسر نہیں سے ممکن ہے کہ قاتل نے دو تین مہرہ چاہا یا تین ایک ہاتھ اور باقی وار خاں سے اور رمضان نے نہ ف ایک وار دینا باقی نہ دیکھے ہوں اسی طرح اور بھی بعض جزئی اختلافات ہیں لیکن وہ بھی مفسر نہیں اور خصوصاً ایسے وقت اور ایسے واقعہ کی شہادت میں عمر پھر بھی یہ شہادتیں اثبات قصاص کے لئے ناکافی ہیں اور اس کی نفی نہیں ہے۔

وجہ اول - کو انہوں نے عدالت شرط مقبوت شہادت لقولہ تعالیٰ واشہدوا ادوی عدل مکہ ۱ وہی الہدایہ ۱ ولا بدہی ذلک کہ من العدالة ولقطة الشهادة فان لم یدکر الشاهد لقطة الشهادة وقال اعلم او اتقن لم یقبل شہادۃ اسہی اور رمضان کے بیان سے شہادت ہے کہ وہ تارک الصلوۃ مدہ ہے۔ اور ترک صلوۃ مدہ یہ ہے جس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور نبی بخش پر مدہ عظیم ہے جن کو نبی بخش تھی جس کا انہیں حق تھا مگر عدالت نے اپنی مذہبی حاکمانہ حدود و قصاص میں نہ کام کا غور فرض ہے کہ شہاد کی عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ولا یسال عن حال الشہود حتی یظعن الحکم الا فی الحدود والقصاص فانه یسال عن الشہود (کذا فی الہدایہ) ۲۔ وجہ دوم نبی بخش احمد سعید کا نوکر ہے اور ارجح کی کو ایسی مستاجر کے لئے پانز نہیں۔ اما

الاجیر الواحد وهو الذی استاجرہ میامۃ او مشاہرۃ او مساعۃ باحرۃ معلومۃ لا تقبل استحساناً (فتاویٰ عالمگیری) ۱۱

لا یقال ان شہادۃ سی نحن لیست من باب شہادۃ الا حبر للمستاجر فان المستاجر قد مات وانقطعت الاجارۃ بموتہ والشہادۃ للاولیاء فان نعمہا عند الیہم لانا نقول مبنى الرد انما هو التهمة وهى موحدة ههنا و ايضا ان القصاص موجب للوارثۃ عند ابی یوسف و محمد حتى یثبت المملک فیہ للمورث ابتداء ثم للوارث ولذا لو انقلب مالا یكون له فعلى هذا رجوع نفع شہادۃ الاجیر الی مستاجرہ لازم کانه یشہد لہ والموضع احتیاط فیجب التحرر عن الشبهة واللہ اعلم (کفایۃ اللہ)

وجہ سوم۔ لفظ شہادت کا ذکر کرتا بھی شرط مقبولیت ہے اور یہ کسی گواہ کے بیان میں نہیں ہے اور یہ لفظ ”خلف نہ بنی بیان کرتا ہوں“ قائم مقام غلط شہادت کے نہیں ہو سکتے۔ لہذا مراد عبارت الہدایۃ فی الہمدیۃ ۲۰، وہل بشرط لفظۃ الشہادۃ قال مشانخ بلخ و مشانخ بخارا بشرط وقال مشانخ العراق لا بشرط کذا فی المحيط والقدری اعتمد علی الاول و علیہ الفتویٰ کذا فی الخلاصۃ وجہ چہارم۔ گواہان غلط میں سے کسی گواہ کے بیان سے یہ ثابت نہیں کہ پیٹ کا زخم جو سبب موت ہوتا وہ اس نے جمیل احمد کے چاقو سے لگتے ہوئے دیکھا ہے پیٹ پر چاقو چلانا سب بیان کرتے ہیں اسی طرح کچھوں نے اور مقتول کے پاؤں پر خون بہتا ہوا دیکھا سب بیان کرتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ چاقو سے پیٹ میں زخم لگتے میں نے دیکھا ہے۔

پس یہ وجہ اربعہ اس بات کو مستلزم ہیں کہ عدم قصاص اس شہادت پر نہیں دیا جاسکتا لیکن قصاص کا مندرفع ہو جاتا اس امر کو بھی مستلزم نہیں کہ جمیل احمد بالکل بری سمجھا جائے قصاص چونکہ شبہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سقوط سے برأت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پر دیت مغلطہ کفارہ لازم ہوگا واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم کہتہ محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہ ۱۲۱۶ھ

تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا بہ نسبت تلوار کے اولیٰ ہے۔

(سوال) تلوار سے استیغاثۃ قصاص میں ہر اوقات بلکہ ہمیشہ یہ صورت پیش آتی ہے کہ دو تین مرتبہ بھی تلوار مارنے سے جب گردن ٹپک نہ نہیں ہوتی تو اس کو سست کر جانے کے تلوار کو بطور پھرنی کے گردن پر چلایا جاتا ہے کیونکہ یہ بات تاثر استیغاثۃ قصاص تلوار سے نہ کیا جائے بلکہ چائے تلوار

(۱) الفصل الثالث فیما لا یقبل شہادۃ للثمة ۳/ ۷۰ ط ماحدہ کوئٹہ

(۲) الباب الاول فی تعریفہا و رکبہا و سب ادانہا ۳/ ۵۱ ط ماحدہ کوئٹہ

کوئی دوسرا آلہ حصار دار ایسا استعمال کیا جائے کہ وہ آلہ قاتل کی گردن کے محاذ میں اوپر سے چھوڑا جائے اور وہ آلہ ایسا ہیہ ہو جو اس کے ساتھ لہجہ ہو کہ پکا ایک گردن قاتل پر گرے اور فوراً اپنی تیزی اور قتل کی وجہ سے گردن کاٹ کر اُٹ کر دے یہ صورت شرعاً جائز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۴ حضرت مولانا محمد حسن صاحب دفتر دار الفتاء بھوپال ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۳ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۸۱) حنفیہ نے قصاص کے بارے میں یہ ضرور کہا ہے ولا یقاد الا بالسیف ۱، یعنی اختیار قصاص صرف توار کے ذریعہ سے کیا جائے مگر اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ قتل کی دوسری صورتوں کو مثلاً پتھر سے چل دینا پانی میں غرق کر دینا انہیوں سے مار کر ہلاک کر دینا اختیار نہ کیا جائے بلکہ حصار دار آلہ سے ہی قتل کیا جائے توار کی شخصی صورت مراد نہیں ہے بلکہ نیزہ و خنجر کی اجازت بمراحت موجود ہے وفی الدور عن الکافی المراد بالسیف السلاح قلت و بہ صرح فی المضمرات حیث قال والتخصیص باسم العدد لا یمنع الحاق غیرہ بہ الا ترى انا الحق المرع والخنجر بالسیف فی قوله علیہ السلام لا قود الا بالسیف انتہی (در مختار) ۲ و الحق ان یكون المراد بالسیف فی الحدیث المزبور السلاح مطلقاً بطریق الکتابۃ کما اشار الیہ المصنف بقوله والمراد بہ السلاح (فتح القدیر) ۳ و عن عبداللہ بن مسعود و اخرجه السیہقی ایضاً من الحدیث ابرہیم عن علقمہ عہ ولفظہ لا قود الا بالسلاح (عینی شرح بخاری) ۴، پس صورت مسئلہ میں جس آلہ جارحہ کا ذکر ہے وہ سلاح میں داخل ہے اور وجہ اس کے کہ اس کے ذریعہ سے اختیار قصاص میں مقتول کو زیادہ تکلیف نہیں بلکہ توار کی نسبت اس کے آسانی ہے بجائے توار کے اس کو کام میں آنا بولی ہوگا لقولہ علیہ السلام ان اللہ تبارک و تعالیٰ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ (الحدیث رواہ مسلم) ۵، کذا فی المشکوۃ ۶، والمراد بہا المستحقۃ قصاصاً او حداً والا حسان فیہا اختیاراً سہل الطرق واقلہا ایلاماً (مرقاة شرح مشکوۃ) ۷، محمد کذا یت اللہ کان اللہ لہ

۱، سورہ لامصر مع رد المحتار فصل فیما یوجب القود وما لا یوجہ ۶/۵۳۷ ط سعید

(۲) ایضاً

(۳) باب ما یوجب القصاص وما لا یوجہ ۸/۲۶۹ ط مصر

(۴) باب سوال القاتل حتی یقر والا لقرار فی الحدود ۲۴/۳۹ ط بیروت

(۵) باب الامر باحسان الدبح والقتل و تحدید النفرۃ ۲/۱۵۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۶) کتاب العید والذباح الفصل الاول ص ۳۵۷ ط سعید

(۷) حوالہ بالا ۸/۱۱۵ ط امدادیہ ملتان

مقتول مقتول حملہ کرنے والے کو بھی قتل کر دے تو حاکم کا خون رائیگاں سے، مضموم کا قصاص یہ دیت واجب ہے۔

(سوال) ششے زمین خود بندہ سے مرہ ششے دیکر آنت پہ صاحب زمین کہ من اس بندہ را سخن نہ و ہمہ ششے صاحب زمین آنت ہے۔ قتی بہ مدعی باطل یہ رہیم من و تو زود حکومت یازدو قانشش تاکہ فیصلہ ختم پذیرد مرہ مدعی باطل قبول نہ نمہ پس بعد انکارش صاحب زمین سخن زمین خود و شریون کرد آل مدعی باطل بر آشتی آمد بر آ زمین و یک ششے و غیر ہمہ او سخن طعن آوردن۔ و چند طمانچہ زدند و بعد صاحب زمین انکار خود داشت کہ طرف حکومتی رود و وہ کہ شد پس پر ان مدعی باطل معہ ششے و غیر مقتدہ و زندہ ششے ان صل این ست کہ صاحب زمین را ششہ صاحب زمین ہمہ پر مدعی باطل را ششے از آل وہ۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۷ موی مبارک (کا بیہ از) ۲۳ جمادی الاول ۱۲۵۶ھ مطابق ۳۱ جون ۱۹۳۷ء۔

(ترجمہ) ایک شخص اپنی زمین کا بندہ سے مرہ باقی ایک وہ سرے آدمی نے مالک زمین سے کہا کہ میں بندہ سے نہیں کرے وہ ہے۔ مالک زمین نے مدعی باطل سے کہا کہ آہ تم کہ تم کہ پس چلیں اور فیصلہ ہمیں مرہ مدعی باطل اس پر راضی نہ ہوا کہ مالک زمین نے بھی اپنی زمین کا بندہ سے مرہ شریون کر دیا۔

اس پر مدعی باطل کہہ فساد ہو گیا اور ایک اور آدمی کے ہمہ او مالک زمین سے ماریہ شریون روی پھر مالک زمین نے اپنا کام چھوڑ کر حاکم کے پاس جانے کا ارادہ کیا اس کے بعد مدعی باطل کے لڑکے اور ایک تیسرا شخص آئے اور مالک زمین کو قتل کر دیا۔

اور مالک زمین نے جی مدعی باطل کے دو لڑکوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ اس کا حکم شرع کیا ہے؟

(جواب) (از مؤلف عبد الرحمن صاحب) لا علمہ لنا الا ما علمتنا الخ خون پر مدعی باطل بدرہ باطل است و خون صاحب زمین باقی و ثابت است بر شریہ معین مدعی باطل چنانچہ مقتول است در ہدایہ (ترجمہ) مدعی باطل کے لڑکے خون بدرہ باطل (ایک) مالک زمین کا خون مدعی باطل سے ان دو لڑکوں پر باقی و ثابت ہے جو اس قتل میں شریک تھے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

در ہدایہ ومن سیر علی المسلمین فعلیہم ان یقتلوا لقولہ علیہ السلام من سیر علی المسلمین سیفا فقد اطل دمه ولا یناغ فیسقط عصمتہ بغیہ و فی سرۃ الجامع الصغیر ومن سیر علی رجل سراح لئلا او بہار او شہر علیہ عضا لیلای مصر او بیار فی ضربہ فی غیر مصر فقتلہ المسہور علیہ عمدۃ فلا تنسی علیہ لما ینا وهذا لان السلاح لا ینسب فحناح الی دفعہ بالقل و العضا الصغیرۃ وان کان بس و لا کن فی اللیل لا یلحقہ العزب فمضطر الی دفعہ بالقتل و کذا فی بہار فی عبر المصر فی الضرب لا یلحقہ العزب فاذا فہم۔

کان دمہ ہذا قالو ا فان کان عصا لا تلبث بحتمل ان یکون مثل السلاح عدھما
ہدایہ، باب القصاص واللہ اعلم

بندہ عبد الرحمن ابن رمضان بلوچ باہوئی صاحب ایران۔ سند یافتہ از مولاناہرکات احمد نوکی۔
(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم) ہاں جین حملہ کی حالت میں اگر مظلوم نے حملہ کرنے والا
کو قتل کر دیا تو قتل مقتول کا خون بدر ہوتا ہے اور مظلوم کے خون کا قصاص یہ دیت (جسکی صورت
ہو) واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

استاذ کے جائزہ اور انہ کے دھمکانے سے چھ جان دیدے تو استاذ پر گنہ نہیں!
(سوال) اگر کوئی تاباغ چھہ کسی مرئی استاذ یا آقا کے خوف، دہشت یا ڈر انہ کے دھمکانے سے بکاف
خوف زدہ ہو کر جان دیدے یا خود کشی کرے یا فرار ہونے کی نیت سے نقل جائے اور راستہ میں القہر اجل
جائے تو اس کا عذاب کس پر عائد ہوگا جب کہ مرئی یا آقا کی نیت اس کی فلاح و بہبود کی ہو اگر یہ کہ نہ
ہے تو اس کا کفارہ کیا لو اگر تا ہوگا آیا ڈرانے اور دھمکانے والے اس سے مستثنیٰ ہوں گے؟ المستفتی غیب
۱۸۸۶ محمد مظہر الدین صاحب (امپ) ۱۵ اجودی اشقی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۸۳) اگر مرئی استاذ آقا نے چھ کو جائز حدود کے اندر تنبیہ کی اور یاد دہم کیا یا اور چھ نے
خوف زدہ ہو کر جان دیدی یا بھاگا اور اس میں القہر اجل ہو گیا تو اس کا گنہ اس مرئی استاذ و آقا پر نہ ہوگا اور
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

پانچواں باب قتل اور خود کشی

قتل غیر اسلامی حکومت کے فیصد پر دس سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری
الذمہ سمجھا جائے گا یا اور ثناء کو خون بہا دینا ہوگا!
(سوال) ایک شخص جو ایک مسلمان کو بے گنہ قتل کرنے کے جرم میں از روئے تعزیرات ہند عمر بانی
فیصد عدالت کے مطابق سزا دے اس سال قید بھرمت چکا ہو یا شرعاً بھی اس کے سے یہی سزا کافی سمجھی
جائے۔؟

۱. باب ما یوجب القصاص وما لا یوجہ ۵۶۷، ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
۲. فصرہ الشاذلہ مقدمہ لاہ و صرہ العللیہ لاہ و احب و محلہ فی الصرہ المعناد، الدر المنہار مع رد
المحتار، فصل فی العللین ۵۶۶، ط سعید

اور کیا وہ شخص مقتول کے وارثوں کو خون کا معوضہ دیئے بغیر اس گناہ سے بری الذمہ سمجھی جائے گا اور اگر مذکورہ بالا اسرا قاتل کے حق میں شرعی سزا نہ سمجھی جائے اور نہ ہی مقتول کے وارثوں کو خون کا معوضہ دیا گیا ہو تو ایسی حالت میں وہ شخص (قاتل) لامت کے لائق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶ سید شاہ محمود۔ کراچی۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء (جواب) (از نائب مفتی) اگر درحقیقت یہ شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہے تو مقتول کے ورثہ کا حق قصاص کا یا دیات یعنی خون کا معوضہ مالی ہو گا اور یہ سزا امر قوم کافی نہ ہوگی، لہذا یہ شخص جب تک کہ ورثہ کے لئے حق خون کا ادا نہیں کرے گا یا معافی نہیں مانگے گا اور توبہ نہیں کرے گا اس کے پیچھے نماز مکررہ ہوگی۔ (۱) فقط واللہ اعلم۔

اجابہ وکتبہ حبیب الرحمن سلیمان مفتی عند نائب مفتی مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح۔ مجدد محمد یوسف مفتی عند نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جواب صحیح ہے مگر کسی شخص کو قاتل قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اقرار کرے یا کسی باقاعدہ شرعی عدالت میں اس کے اوپر شہادت شرعیہ سے جرم قتل ثابت ہو گیا ہو، اور اگر یہ صورت نہ ہو تو عام مسلمانوں کو اس امر کا یقین کرنا کہ قاتل شخص قاتل ہے اور اس کے ساتھ قتل کی طرح معاملات کرنا درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ کبیرہ ہے؟

(سوال) زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو، بدوق چاقویازہ سے یا اپنی جان کو بھوک اور پیاس میں رک کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یہ فعل عدا ہے کیونکہ لوگ اس کو روکتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا کیا ایسے شخص کو مرنے کے بعد شہید کہا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو الوفاق (ضلع بہارہ) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۵) جو فعل برا اور استقل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا کاکٹ لیا یا ہینٹ پھاڑا یا بدوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنوئیں میں گرادی یا تور میں کود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور

(۱) (موجہ الفتوح عباً فلا یصبر مالاً الا بالتراضی) (تویر الانصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار کتاب الحایات ۵۲۹/۶ ط سعید)

(۲) و تکرہ امامہ عبد و اعراض و فاسق (تویر الانصار) قال المحقق فی الشامیہ، قوله (فاسق) من یفسق و هو الخروص من الاستقامۃ و لعل المراد به من یرتکب لکنہ کشارب الحمور و الرانی و اکل الربوا و نحو ذلک کتاب الامامۃ ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۳) والطریق فیما یرجع الی حقوق العباد المحصۃ عبارة عن الدعوی والحقہ، وہی اما ناسیۃ و لا فروع رد المحتار: مطلب الحکم القطعی ۳۵۴/۵ ط سعید)

یقیناً گناہ کبیرہ ہے (۱) اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں ہے بلکہ مطلقاً الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تھی
بہ ارون دشمنوں پر حملہ کروایا ان کی صفوں میں گھس گیا یا گناہ ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ
ہوگا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علی
الاطلاق خود کشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کمرہ دینا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ

خود کشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثہ صدقہ واستغفار کریں۔

(سوال) ایک شخص نے خدا اپنے نفس کو بذریعہ بدوق بلاک کر دیا اور پوست مار ٹم ہونے کے بعد
دفن ہوا۔ چونکہ آیت کریمہ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ الْبَالِغُ (۳) ہے اور دوسری آیت فرماتا
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَقَدْ حَزَانَهُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَعُذِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَاعْدَلْهُ عَذَابًا
الْمِيعَا (۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذاب میں مبتلا ہوگا اب اس کی تلافی کے لئے اس کے پس مندانگان
کیا کریں؟ المستفتی نمبر ۸۹۳ نواب شفیق احمد خاں۔ پانی پت ۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲۸ اپریل
۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۸۶) دوسری آیت کا مضمون اس شخص پر عائد نہیں ہوتا جس نے خود کشی کر کے اپنی جان
تو ضائع کر دیا تاہم خود کشی ایک گناہ اور سخت گناہ ہے (۵) اور اب متوفی کے وارث اس کی مغفرت کے لئے
استغفار اور صدقہ ہی کر سکتے ہیں ان کے اختیار میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے لئے دعاے
مغفرت کریں حق تعالیٰ غفار رحیم ہے اور جو ممکن ہو صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کریں (۶) لیکن صدقہ
ترکہ مشترکہ میں سے نہ کیا جائے اور اس کام کے لئے قرض بھی نہ لیا جائے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ وَلَوْ عَمَدًا بِعَيْنٍ يُمْنِي عَلَيْهِ بَعَثَ اللَّهُ نَفْسَهُ فِي الْأَرْضِ مَالِقِدًا وَأَنْ كَانَ بَعْدَ عَمَلٍ يُمْنِي عَلَيْهِ كَسَبَ فَقَدْ
الْمُسْلِمِينَ (مطلب فی صلوة الجنازہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۲) سی اسرائیل: ۲۳

(۳) النساء: ۹۳

(۴) لکن ذکر فی شرح السر انہ لا یسأل ان یحمل الرجل وحده وان طعن انہ یمنی ان کان یضیع شیئا یقتل او
یحرق او یتبرء فقد فعل ذلک حصاعہ من الصحابہ من یدی رسول اللہ ﷺ یوم احد و مدحہم (رد المحتار) مطلب
۵۰ علم انہ یقتل یحور لہ ان یفانی ۱۲۷ ط سعید ۱۰۱ قال النبی ﷺ انما الاعمال بالنیات واما لامر ما یوی
لحدث : صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲ ط قدیمی کتب حدیث کبر اچھی
۵ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ وَلَوْ عَمَدًا بِعَيْنٍ يُمْنِي عَلَيْهِ بَعَثَ اللَّهُ نَفْسَهُ فِي الْأَرْضِ مَالِقِدًا وَأَنْ كَانَ بَعْدَ عَمَلٍ يُمْنِي عَلَيْهِ كَسَبَ فَقَدْ
الْمُسْلِمِينَ (مطلب فی صلوة الجنازہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۶) صرح عبدسہ فی باب الحج عن العبر ان ثلاثا ان یجعل ثوب عیہ لعیہ صلوة او صوما او صدقۃ او
عبرها (رد المحتار) مطلب فی القراءۃ للمیت واداء الوانہا لہ ۲/۲۴۳ ط سعید

نہیہ صریحہ سے خرید نہ تجارت نہ ناجائز ہے؟ اور کیا ایسی چوری کے مال کے ناجائز کی امامت جائز ہے؟
 المستفتی نمبر ۲۰۲۳ مفتی رحیم الدین صاحب (میسور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۹۱) قانونی چوری سے پناہ ناموس و حفاظت عزت کے لئے، لازم ہے جو حکم چوری سے
 کسب یا کال لیتے ہیں وہ سرکاری قانونی مجرم ہیں اور اگر وہ جنگل خود رو اور مباح الاصل نہ ہوں تو شرعی
 جرم بھی ہے، ایسی ایسی مشتبہ مال کو خریدنا درست نہیں، تاہم کسی شخص خاص پر فرد جرم عائد کرنے
 سے، لئے بہت باتوں کی تحقیقات لازم ہوئی اس کے بعد کہیں امامت کے جواز یا عدم جواز کا معاملہ سامنے
 آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

شرکاء سے چوری چھپے شرکت کا مال بچنے والے سے خریدنا جائز نہیں
 (سوال) تین بھائی بندہ آپس میں شریک ہیں بڑا بھائی زہرا بابہ کاماک ہے چھوٹے بھائی نے اپنے
 دونوں بھائیوں سے چھپا کر اس روپے کی سرسول بہت حد تک عید الرحمن فروخت کر دی، بعد خریدنے
 کے حافظ صاحب موصوف کو نہیں بولا۔ یہ چوری کا مال ہے ہم میسے بھی خرچ کریں اور پھر بھی حرم
 ہائیں اب اس سے واقفیت کے کیا تو اس نے کہا کہ ہمارے دونوں بھائی بھی ہم سے پوشیدہ طور پر
 فروخت کرتے ہیں ہم نے بھی اپناں سمجھ کر فروخت کیا ہے یہ چوری نہیں ہے اب اگر اس سے زیادہ
 اسے اور واقف پر کیا جاوے تو اس شرط سے واپس ہو گا کہ ہمارے ہی مکان پر کسی دوسرے شخص کے ہاتھ
 پوشیدہ طور سے فروخت کرے۔ اب ہمارا روپیہ وصول ہو گا۔ المستفتی مولوی عبدالرؤف نان۔
 جنم پور

(جواب ۱۹۲) اگر اس بات کا علم ہو کہ یہ شخص شرکت کا مال چوری سے چھپا ہے اور قرضہ اڑا لیتا ہے
 تو خریدنا جائز ہے اور خریدنا ہونا مال، آپس کرنا ضرور ہے اگر وہ واپس نہ کرے تو اس سے کہا جائے کہ ہم
 تیرے شرکاء سے کہہ کر واپس کرائیں گے اس مال کو لینا اور خود اس کی بیع کرنا یا اپنے کام میں لانا جائز
 نہیں، نیز اس موقع دیا کہ وہ خریدار کے مکان میں چوری سے بیع کرے ناجائز ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لا حولی

۱. اما ان مکون ضررها ددی المال او به وبعده المسمی فلاول سمي بالسرقه الصغری والناسی
 بالکبری ای لان المعرف فی کل مہما احد المال حقه نکل الحثیہ فی الصغری ہی الحثیہ عن عس المہت
 و من بقوه مقدمہ کالمودع المستعیر وہی الکبری عن عس الامم المہتہ حفظ طرق المسمی و بالادھ
 رد المحتار: کتاب السرقۃ ۸۲/۴ ط سعید

۲. الحرام یسئل (رد المحتار) فان لم یحق فی السامۃ ی تسئل حرمۃ وان تناولہ الا بدی ونسب لا مالہ
 رباب المصیح الفاسد ۹۸/۵ ط سعید

(۳) مرجع سابق

(۴) قال اللہ تعالیٰ: "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ: ۲)

ساتواں باب بدکاری وزنا

محرم عورت سے زنا کرنے والا فاسق ہے ایسے شخص سے تاوقت توپہ قطع تعلق کیا جائے۔
(سوال) کوئی شخص اپنی محرمات یعنی بہن اور ماں اور خالہ وغیرہ سے مرتکب زنا ہو رہا ہے ایسے شخص کے واسطے شرعیاً حکم ہے کافر ہو گیا ہے یا مسلمان رہا؟ اس کے ذمہ کس درجہ کا گناہ ہے؟

(۲) ایک شخص ایک فاحشہ عورت سے مرتکب زنا ہے یعنی رندی ہے۔ اس رندی کی ایک بڑی بیہوش نہیں معلوم کہ اس شخص کے فتنے سے بے یار اور کسی شخص کے فتنے سے۔ غرض کہ شخص مذکور رندی مذکورہ سے بھی اور اس کی بیسی سے بھی مرتکب زنا ہے اس زانی کے واسطے شرعیاً حکم ہے؟ یہ تو اچھا

(جواب ۱۹۳) گناہ کہیہ ہے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا فاسق ہوتا ہے ہاں اگر ماں بہن وغیرہ محرمات کے ساتھ زنا کو حلال بھی سمجھے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن یہ بات مسلمان کی طرف بلا کسی قوی دلیل کے منسوب نہیں کر سکتے اسی طرح دوسری صورت کا جواب ہے کہ ان دونوں صورتوں میں زانی مذکور فاسق ہے شریعت محمدیہ میں اس پر حد زنا لازم ہے لیکن اقامت حدود کا زمانہ نہیں ہے، اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ زجر کو تقضی ایسے شخص سے تعلقات اسلامیہ سلام کلام مخاطبت وغیرہ ترک کر دیں اور جب تک وہ توپہ نہ کرے اور اس کی توپہ کا خصوص قرآن سے معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے محبت قائم رکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد کفایت اللہ شائعہ ممبئی۔ مدرسہ اسلامیہ دہلی

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے۔
(سوال) ایک شخص نے ایک گائے اور ایک بکری سے زنا کیا اب اس گائے اور بکری کو کیا کیا جائے ان سے نفع حاصل کیا جائے یا نہیں اور زانی کے لئے کیا حکم ہے اور اس حیوان کا تالان کس کو دینا پڑے گا؟
(جواب ۱۹۴) جس گائے بکری سے زنا کیا گیا اس کو زچہ کر ڈالنا چاہیے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں اور زانی کو صرف زجر و توبہ ہی ہے۔ ولا یحد بوطی بھیمہ بل یعزر و تذبح ثم تحرق

۱۔ ابن اسحاق حراماً قد علم فی دین الہی تبتہ تحریرہ کتاب المحارم فکافر (رد المحتار) باب رکاۃ النعم مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید

۳۔ فی سوط الامامہ لاستیفاء الحدود (رد المحتار) فصل فیما یوجب الموت ولا یوجہ ۶/۵۹۶ ط سعید
۴۔ فی ہذا السب الموضع لہجر وہو عن صدرت منہ معصیۃ علیہا لیکف علیہا وفل المہذب عرض بحری فی ہذا الباب ان ہیں صفۃ الہجران المحتار (وہ یسوع بقدر الحرمہ فی کاد من اهل العصبیل یستحق الہجران ینزل المکالمہ کما فی قصۃ کعب وصاحبہ) فتح الباری بشرح صحیح البخاری باب ما یحوز عن الہجران لمن غصی ۱۰/۴۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

و بکرو الاسفاح یث حد و مسہ (در محار) قیمت ہاتھ ان زانی کے آمد ہوگا۔ غل فی الحامہ
کل لصاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ (رد المحتار) ۱۰ مریہ نہیں کہ مالک اپنے جانور کو نو
ہات بروے اور زانی سے خواہ مخواہ قیمت لے لے کر خود مختار کر دے گا تو زانی پر اس کی قیمت دینا واجب
نہیں بلکہ جانور جس کے حوالے ہوئے اس سے قیمت لے لے۔

(جواب دیگر) ثبوت یہی نہیں کہ ہے اقوالہ ہی کافی ہے اگر وہ اقوالہ نہ کرے اور یہ مدعی ہے
تہ ثبوت ہے ثبوت نہ رہی نہ ہاتھ نہ ہاتھ سے قیمت و اوقاف چاہے نہیں موصوفہ ہے انتہا ۱۰۰ قرینی
نے ۱۰۰ ثبوت اہل خانہ ہے

دارالحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی، ان سے تاوقت توہ قطع تعلق یہ

مستطیل، مربع، دایره، مثلث، پارهائی از دایره و غیره را در این کتاب به تفصیل بیان کرده و در هر یک از آنها قواعدی را بیان کرده که در حل مسائل بسیار مفید است. این کتاب در سال ۱۲۱۲ هجری قمری در تهران چاپ شد و در سال ۱۲۱۳ هجری قمری در تهران چاپ شد. این کتاب در سال ۱۲۱۳ هجری قمری در تهران چاپ شد و در سال ۱۲۱۳ هجری قمری در تهران چاپ شد.

ناراضہ) اگر شادی شدہ مرد، اور شہابی شدہ عورت زنا کریں تو رجم کا ان پر نفاذ ہو گا، یہاں پر جنت ہے اور اگر وہ اگرچہ ایسی صورت پیش آئے جس کا حکم شرعیہ کا اجرا ممکن نہیں تو حاکم دین کو یا حکم خدا کو ماننا چاہیے؟

جواب ۱۹۵) تنقید حدود شریعہ در دارالامان باشد۔ در دارالخرب بادشاہ اسلام نیز تنقید حدود شریعہ نمی تواند کرد پس ریتہ تن کہ دارالخرب است امکان اقامت حدود معدوم (۱) طاع امت را از مکہ زانی و زانیہ را پس قدر زجر بند کہ در استطاعت ایشان باشد و مضامین قانون حکومت نبود۔ مثلاً حکم و ملاحظہ کنند جنی جوق قتیہ زانی و زانیہ توجہ کنند سے پیشال تعلقات معاشرت نہادر (۱)۔

تربہ) حدود شریعی کی پیروی اور اسلام میں جو سستی ہے وارا ح میں بادشاہ اسلام بھی حدود شریعی کا لحاظ نہیں کر سکتا۔ پس ہندوستان جو وارا ح ہے اس میں اقامت حدود ممکن نہیں ہے علماء امت پر

(١) باب الوطء الذي يوجب الحد الذي لا يوجب مطلق في وطء الدابة ٤ ٢٦ ط معبد

(۲) حوالہ بالا

٣١٠. وزار الکمال فی دار الاسلام لانه لاحد ملوک فی دار الحرب، سبیر لایصار و شرحه مع رد المحتار مصنف ثوب
سرعنا لا یختص بما یوجب الحد ٤ ط سجد

٤٠، قال المهلب عرض البحري من هذا الباب ان يبين عصمة اليهود والنصارى وانه يتوسع بقدر الحرمة فيسكن من
 من لعنوا بسحق اليهود ان يترك المكالمة كما في قصة كعب وصاحبه فتح الباري شرح صحيح لبحري
 باب ما يجوز من اليهود ان ليس عصى ١٥٩٠ ط مكتبة مصطفى مصر

جانور سے بدکاری کرنے والا فسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے؟

(سوال) ایک مسلمان باغ نے ایک شیر دار بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے اسلامی حکومت ہو تو اس آدمی کو کیا سزا دی جائے اور اس بھینس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق دہلی کینٹ ۸ رمضان ۱۳۵۶ھ

(جواب ۱۹۸) بھینس کے ساتھ حرام کاری کرنے والا گناہ گار ہے جانور تو غیر مکلف اور بے سمجھ ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اس خیال سے کہ لوگ اس جانور کو دیکھ کر یہ کہیں گے کہ اس کے ساتھ فلاں شخص نے بے اکام کیا تھا تو اس بے کام کا ذکر باقی رہے گا اس جانور کو ذبح کر کے دفن کر دینے کا حکم نہیں آیا ہے جانور کا مالک کوئی ورثہ تو سنبھالے گا اس کی قیمت حرام کار سے دلوائی جائے گی اور یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے جانور کو کام میں لاتا رہے گا (۱) حرام کار کو تعزیر کی جائے گی انگریزی حکومت میں تعزیر یہی ہو سکتی ہے کہ اس سے میل جول اور ساتھ چلنا بند کر دیا جائے یعنی دگ اس کو کھانے میں شریک نہ کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ساس سے زنا کے اقرار سے وہی حرام ہو جاتی ہے۔

(سوال) کالو نے مولوی محمد سعید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ یہ کی معافی دوں؟ کالو نے کہا مجھے جواز ملا دیا ہوا ہے کہ میں نے ساس سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرو حد ازاں اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوہ کالو) میری ماں بہن مولوی صاحب نے کہا تین طلاق دے پھر کالو نے تین بار طلاق حلاق طلاق کہہ دی۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۰ معرفت مولوی محمد انور پٹنلی۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۹) اقرار زنا ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقرر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے مجلس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا يعتبر اقراره عند غير القاضي ممن لا ولاية له في اقامة الحدود ولو كان اربع مرات حتى لا تقبل الشهادة عليه بذلك كذلك في التبيين ولا بدان يكون الاقرار صریحا عالمگیری (۲) والاقرار ان يقر البالغ العاقل على نفسه بالزنا اربع مرات في اربعة مجالس المقرو كذا في الهداية (عالمگیری) (۱) لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں اور حرمت زوج یا شہوت حرمت مضابوہ کے لئے یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے

(۱) ولا یحد بوطء بهیمة بل یعدو و ندح ثم تحرق (توضیح الامصار و شرحه) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ و ندح ثم تحرق) ای لقطع اعضاء الحدیث به کما رویت و لیس بواجب فان كانت الدابة لغير الواعی یغالب صاحبها ان يدفعها اليه بالنقمة ثم ندح هكذا قالوا ولا يعرف ذلك الا سماعاً فیحص عليه (باب الوطء الدی یوجب الحدود الدی لا یوجب مضابوہ فی وطء الدابة) ۴ ۲۶ ط سعید

(۲) فتح الباری لابن حجر المرجع السابق ۴ ۱۰ ط مصر (۳) (عالمگیری) الباب الثاني فی الزنا ۲ ۱۴۳ ط ماجدیه کونہ

(۴) الباب الثاني فی الزنا ۲ ۱۴۴ ط ماجدیه کونہ

اقرار سے بھی ثابت ہو جائے گی اور اس کے لئے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرجل ما فعلت بام
امراتک قال جامعتها قال لت حرمة المصاهرة قیل ان کان السائل والمسئول هازلیں
قال لا یتفاوت ولا یتصدق انه کذب کذا فی المحيط (عالمگیری ص ۹۲۴ ح ۱) ۱۰
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

آٹھواں باب متفرقات

بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے مجرم ہیں گناہ گار ہیں۔
(سوال) یہاں گواہیں ایک افسوسناک واقعہ درپیش ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک جنازہ
کورستان پہنچنے پر بوقت نماز جنازہ شیخ یعقوب نامی ایک شخص نے جملہ حاضرین کے رو برو یہ اعلان کیا کہ
حاضرین میں سے ایک شخص نام شیخ حسین زانی ہے اس لئے اگر وہ شخص نماز جنازہ میں شریک ہو تو ہم
نماز میں شریک نہ ہوں گے حاضرین میں سے اس کا ثبوت شیخ یعقوب سے طلب کرنے پر اس نے جواب
یہ دیا کہ قاضی محمود صاحب (جو اس وقت حاضرین میں شریک نہیں تھے) نے چار اشخاص کے رو برو
مذکور شیخ حسین زانی ہے ایسا مانتا تھا ان چار اشخاص میں سے جو تین حاضرین میں شریک تھے ان سے
دریافت کئے جانے پر انہوں نے اس کی تائید کی اس پر شیخ حسین نے یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ ذاتی
اختلافات کی بنا پر مجھ پر یہ جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں آخر الامر جب طرفین میں سخت گفتگو شروع ہوئی
تو جھڑپ کا اندیشہ ہونے پر حاضرین نے شیخ حسین کو آئندہ فیصلہ تک صبر اختیار کرنے کے لئے
سمجھو یہ کرتے ہوئے اور سلی دیتے ہوئے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے روکا۔

بعد ازاں جب قاضی محمود صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا انہوں نے مذکور شیخ حسین کو کبھی
زانی کہا تھا مگر جناب قاضی صاحب نے صاف طور پر انکار کئے کہ میں مذکور شخص کو کبھی ہرگز زانی نہیں
کہتا ہوں اس امر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ شیخ یعقوب اور مذکورہ بالا وہاں شیخ حسین کو تمام مسلمانوں
میں بدنام و رسوا کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بذات خود اپنی ہی طرف سے اس پر عائد کئے ہیں جس کی
کوئی اصل یا تصدیق ثابت نہیں ہے۔

اور مدعی شیخ حسین جماعت المسلمین سے اس انصاف کا خواستگار ہے اس صورت میں اول
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور شیخ یعقوب اور اس کی تائید کرنے والے تین اشخاص کے اس طرح
جھوٹے الزام کے عائد کرنے کے جرم میں ان کے ساتھ شرعی قانون سے کیا کیا جائے؟

تایا امر دریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ اعلان پر شیخ حسین کو نماز جنازہ سے روکنے شرعی قانون سے کہاں تک درست ہو سکتا ہے چونکہ یہ فیصلہ آنجناب کے امر مبارک پر منحصر اور متوقی رکھا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک عجیب کشش پیدا ہوئی ہے تمام مسلمان آنجناب کے امر کے تحت منتظر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۳۸ شیخ ابراہیم شیخ محمود مجاور نوا کو آ۔ ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) اگر کوئی شخص زانی بھی ہو جب بھی وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ ضم نہیں ہے کہ زانی نماز میں شریک نہ ہو یا زانی شریک ہو جائے تو اور دگ شریک نہ ہوں یہ بات جس نے کسی اس نے شریعت کا حکم صحیح نہیں بتایا شیخ حسین کو جماعت کے رو برو زانی ہانے سے شیخ حسین کی بے عزتی ہوئی اور جب کہ قاضی محمود نے انکار کر دیا کہ میں نے نہیں کہا تھا تو الزام بھی بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہو گیا اب جماعت کے ان چاروں آدمیوں کو شیخ حسین سے معافی مانگنی چاہیے ورنہ جماعت کو چاہیے کہ وہ اعلان کر دے کہ شیخ حسین پر الزام زنا کا ثبوت نہیں ہو اور یہ چاروں آدمی قوم کے سامنے شیخ حسین کے مجرم ہیں جب تک معافی نہ مانگیں ان کی کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وهو (حد القذف) لغة الرمي و شرعاً الرمي بالنساء وهو من الكائنات (المر المختار مع رد المحتار ۴/۴۳ ط سعد) وهي المرفقة قسمه يعبر بالزوجة و بدو بها تحت المشبه وهو الكائن من حق الله تعالى و قسمه يحتاج الى التردد وهو حق الأدمى والفراد المعافى الدنيا بالاستحلال (ورد العبيد) و بدله (مرفقة المعافى شرح مشکوٰۃ المصابيح باب الكائن ۱/۲۲۱ ط امداديه ملتان)

کتاب الاکراه والا اضطرار

پہلا باب

مجبوری میں ارتکاب کفر

حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔

(سوال) کوئی مسلمان بوقت آرزو واضطرار بذریعہ شرک و کفر اپنی جان چا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵ مولوی محمد حسن صاحب دہلوی پور۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۹۳۳ء

(جواب) (از مولوی عبدالحکیم شاہ) قانون محمدی کی رو سے بوقت مجبوری شرک و کفر کے مرتکب ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل مطمئن ہو۔ ملاحظہ ہو آیت من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا ما اکره و قلبه مطمئن بالايمان ۱۱ الایۃ (سورۃ نحل) شرک و کفر از قسم حرام ہے اور حرام سے بچنے کے لیے اگر حالت اضطرار میں رخصت ہے ملاحظہ ہو آیت وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه (سورۃ انعام) بخاری شریف (۱) ص ۱۰۲۶ جلد ۲ میں ہے کہ مجبور ضعیف ہوتا ہے: اپنے ضعف کے باعث امر الہی کو ترک کرتا ہے (یعنی حرام کا مرتکب ہوتا ہے) لہذا ضعیف کو اللہ تعالیٰ نے معذور فرمایا ہے۔ مرقۃ (۲) شرح مشکوٰۃ ص ۱۱۱ ج ۱ میں ہے کہ اہا باعتبار اصل الجواز فیجوز لہ ان یتلفظ وان یفعل ما یقتضی الکفر کسب الاسلام و سجود الصم اذا ہدد ولو بحسب ضرب شدیداً واخذ مال له وقع کما افاد ذلك قوله تعالیٰ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا ما اکره و قلبه مطمئن بالايمان ۱۱ یعنی اگر کسی شخص کو دھمکی دی جائے اگرچہ ضرب شدید اخذ مال کی ہو تو اس کے لئے کلمہ کفر کا تلفظ اور ایسے کام کا ارتکاب کہ جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے کہ اسلام کو گالی دینا یا بت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول من کفر باللہ من بعد ایمانہ سے مجبور کی بات ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ احقر عبدالحکیم شاہ۔ مقام بہار حوالہ ذاکخانہ قنیم بھرہ: ضلع بھنگ

(جواب ۲۰۱) (از حضرت مفتی اعظم) محرمات شرعیہ کئی قسم کے ہیں ان میں سے بعض تو اکراہ اضطرار میں جائز ہو جاتے ہیں اس طرح کہ اگر ان کو کام میں نہ لائے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہو بیعت خنزیر یا بیعت کوبہ وقت اضطرار یا اکراہ استعمال کرنا کہ اگر استعمال نہ کرے اور اپنے نفس کو ہلاک ہو جائے

(۱) النحل: ۱۰۶

(۲) قال ابو عبد اللہ فعذر اللہ المستضعفين الذين لا يمشعون من ترك ما امر الله به والمكروه لا يكون الا مضطراً غير ممنوع من فعل ما امر به (صحيح البخاری باب قول اللہ الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان ۲ ۱۰۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) باب الکفار ۱۳۱/۱ ط امدادیہ ملتان

سے تو گناہ گار ہو۔ دوسری قسم وہ کہ اگر ان کو استعمال کر لے تو مباح ہو یعنی مواخذہ نہ ہو اور استعمال نہ کرے اور جان دے دے تو موجب اجر و ثواب ہو جیسے کلمہ کفر کہنے یا بت کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا جائے تو نرطیکہ دل میں ایمان قائم رہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی نیت کر لے کلمہ کفر زبان سے نہ دینا اور بت کے سامنے سجدہ کر لینا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر انکار کر دے اور قتل کر دیا جائے یا کوئی عضو مٹ دیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے تیسری قسم وہ ہے جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتی جیسے کسی پر ن کا اکراہ کیا جائے کہ اپنے باپ یا بیٹے یا بیوی کو یا اور کسی بختن ادم انسان کو قتل کر دے تو اس کو ہرگز باج نہیں کہ اس کو قتل کر دے بلکہ اکراہ پر صبر کرے خواہ خود قتل کر دیا جائے قرآن مجید میں آیت : **امن اکوہ** دوسری قسم کے متعلق ہے اور فمن اضطرب غیر باغ ولا عادی پہلی قسم کے متعلق ہے ان دونوں میں ایک جان بچانے کیلئے شریعت مقدسہ نے امور کی اجازت دے دی ہے مگر تیسری قسم میں ایک جان بچانے کے لئے دوسری جان کو ہلاک کرنا لازم ہوتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے (۱)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

الت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے۔

(سوال ۱) جب کسی تنہا مسلمان کو کفار گھیر لیں اور سر پر توار لے کر کھڑے ہو جائیں کہ کلمات کفر و ک زبان سے کہہ دو ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالیں گے اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دل کو ایمان قائم رکھ کر انکا کہا کر دے تو کیا وہ شرعاً کافر و مشرک ہو جائے گا بدلیل آیت الامن اکوہ و قلبہ مطمئن بالایمان اور بدلیل عبارت در مختار و رد المحتار جلد دوم کتاب الاکراہ ص ۹۲ و ۹۳ اور بحر الرائق لدیثم احکام المرتدین و تفاسیر وغیرہ المستفتی نمبر محمد اٹحق دیوبندی ۵ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ تو بر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۲) ہاں اضطراب کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر و شرک کہہ دینے کی رخصت ہے دل مطمئن بالایمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک ادا کر دیا جائے تو مکلف کافر نہیں ہوتا ورنہ کہے اور اچائے تو یہ عزیمت ہے اور اس میں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱ قال اکوہ علی اکل مینہ او دم او لحم حریر او شرب حمز (تویر الابصار) قال المحقق فی المشامیہ (قوله) فان ترہ علی اکل مینہ) الاکراہ علی المعاصی 'موا' نوع بر حص فعلہ و بناد علی ترکہ کا حراء کلمۃ الکفر و شتم سی سب و ترک الصلوۃ وکل مائلت بالکتاب و قسم یحرم فعہ و یائم بانیاہ کفیل مسلم او قطع عصوہ و صرہ بر ما متلعا او شتمہ او او بنہ و لرمنا و قسم یباح فعلہ و بانہ ترکہ کالحمز و ما ذکر معہ (رد المحتار) کتاب اکراہ ۱۳۳۶ ط سعید

۲ و اکوہ علی الکفر بالنہ تعالیٰ و سب النبی صلی علیہ وسلم و قد یری بقطع او قتل و حص لہ ان ینظر ما مرہ علی بہ و بودی و قلبہ مطمئن بالایمان و یؤحر لو صر (تویر و شرحہ) قال المحقق فی المشامیہ ای یؤحر احقر شہداء (کتاب الاکراہ ۱۳۵/۱۳۶ ط سعید)

الجواب صواب۔ عبدالغفور خفّر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صواب۔ خدائش غنی عنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص نے کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کیا لیکن حقیقت میں اس
اسلام ترک نہیں کیا ہے صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا اور اسلام نے
ارکان پر عمل پیرا ہے؟

(جواب ۲۰۳) ترک اسلام یا اجرائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ چار
نظر ہو جائز ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطرار
حالت میں ایسا کیا ہے اور قلم میں ایمان و ایتقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ اللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب بیچارگی میں ارتکاب حرام

حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم

(سوال) سخت تکلیف پر کوئی مدد دینے والا نہ ہو اس وقت مجبوراً سود سے پیسے ماروازیوں یا دیگر دھوکوں
ذریعے سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۰۰ مولوی محمد عبدالغنی (ضلع نیلگیری)
جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۴) اضطرار کی حالت میں جب کہ تین فائق ہو چنے ہوں بقدر سدر مق سودی رقمیں
کرنا مباح ہے اس سے زیادہ رقم لینا یا اس سے کم ضرورت میں لینا جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) حوالہ بالا

(۲) قال اللہ تعالیٰ فمن اضطر غیر مدع ولا عاذ فلا اثم علیہ (الامۃ) قال الحافظ عبد اللہ فی تفسیرہ فی
بھی ولا عدوان وهو محاورہ لحد ولا ینکل الا العفۃ و ینکل معہ فی بیئۃ الحلال تفسیر من کسر
۱۹۷۳/۱/۲۰۶ طہیل اکادمی لاہور

مسلمان مابہر معالجہ بیماری کا علاج شراب میں منحصر ہوتا ہے تو شراب سے علاج کی اجازت ہے۔

(سوال) آئر انگریزی ڈاکٹر یہ کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب کے اور کوئی نہیں یا کسی بیماری کے متعلق جو کہ خط ناک درجے تک پہنچ گئی ہو انگریزی ڈاکٹر یہ کہ آخری علاج یہ ہے کہ چند قطرے شراب کے دیں تو یہ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۹ ابراہیم کاویہ نیسپر وٹ ایس افریقہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۵) شی خرامہ نجس کے ساتھ حلق یا شراب کرنے کی اجازت اس شرط پر کہ وہی قی ہے کہ وہی مسلمان طیب یا ڈاکٹر یہ کہ اسے کہ بیماری شفا ہی میں منقسم ہے اور وہی اور وہ اس کے لئے مفید نہیں غیر مسلم ڈاکٹر کا قول کافی نہیں۔ يجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا احمره طیب مسلم ان شفاہہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ وهل يجوز شرب القلیل من الحمر للتداوی فیہ وحبہا انتہی مختصراً (رد المحتار) ۱۰ محمد کفایت اللہ تان اللہ۔

كتاب اللقيط و اللقطه

پسلا باب پڑی ہوئی چیز پانا

ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے۔

(سوال) رہنڈر پر اگر کوئی ایک پیسہ پائے تو اس کو خود اپنے مصرف میں اسے یا مالک کو تلاش کر کے دے دے؟ یہاں ایک مولوی صاحب سے معلوم ہوا کہ ایک پیسہ حلال ہے مالک کو دینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس سے زیادہ رقم ہو تو مالک کو تلاش کرے۔

المستفتی نمبر ۱۲۳ حبیب اللہ صاحب۔ ضلع خاڑی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۶) اگرچہ پانی ہوئی چیز ایک پیسہ ہی ہو اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کو دے دی جائے ہاں کم قیمت چیز کے مالک کی تلاش زیادہ دنوں تک ضروری نہیں ہے اگر مالک نہ ملے تو پانے والا اگر غریب ہو تو خود خرچ کر سکتا ہے یعنی ہو تو کبھی فقیر کو دے دے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کیا جائے۔

(سوال) دوکان پر جو بچہ پاری مال خریدنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بازار کا خرید بھول لے آتے ہیں ان میں سے وہ اکثر چیزیں بھول جاتے ہیں وہ چیزیں امانت کر کے رکھ لی جاتی ہیں یہ بھولی ہوئی چیزیں سب تک امانت کر کے رکھی جائیں اور ان بھولی ہوئی چیزوں کا کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۷) اگر ان بھولی ہوئی چیزوں کا مالک معلوم ہو تو اسے اظہار کر دینی ضروری ہے اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو پھر اتنے دنوں تک انہیں محفوظ رکھا جائے جتنے دن مالک کو اس کی تلاش و فکر رہنے کا سخن غالب ہو اور پھر اس کے بعد ان اشیاء کو اس نیت سے صدقہ کر دیا جائے کہ ان کا ثواب مالک کو پہنچے ۱۰ صدقہ کرنے کے بعد بھی اگر مالک معلوم ہو جائے اور وہ طلب کرے تو اس کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے۔

۱) یو بکتیہ ان یقول من سمعواہ بشئ لفظہ فداوہ عی و عرف ای مادی عہہ حیث وجدہ و فی الجامع الی ان علم ان صاحبہ لا یظنی فستع الرافع یدلو فقیہ والا تصدق بها (تویر الانصار و شرحہ الدر المختار کتاب اللفظہ ۴/۲۷۸-۲۷۹ ط سعید)

(۲) حوالہ بالا

(۳) فان جاء مالکها بعد التصدیق حو سن احارة فعلہ و بعد هلاکها ولہ ثوابها او لتسمیہ (تویر الانصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار کتاب اللفظہ ۴/۲۸۰ ط سعید)

ٹی: کوئی چیز کے احاطہ کے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا
 محتاج ہو تو خود استعمال کر دے، ورنہ کسی فقیر کو دیدے
 (از اخبار الجمعۃ سہ روزہ جلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری نابالغ بیٹی کو ایک پہلے میں بندھا ہوا کچھ زلیور فقر کی شاعرۃ م پر پڑا ہوا جس کو
 منہ اٹھ کر لے آئی مالک کی تلاش ہے مگر اب تک کوئی مالک نہیں ملا اب کیا کیا جائے؟
 (جواب ۲۰۸) مالیت سے حفاظت اتنی مدت تک مالک کی تلاش جاری رکھی جائے جب تک اس
 بات کا گمان غالب ہو کہ مالک کو اسی فکر جوگی اس کے بعد اُس پر پانے والا خود حاجت مند ہو تو خود خرین
 کرے اور خود غنی ہو تو فقر پر صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اس کی مخصوص حد میں یاد رکھنا
 ضروری ہے تاکہ اگر مالک آجائے اور مخصوص حد میں بتا کر پور کر دے کہ اس کی چیز تھی تو اس کو قیمت
 ادا کی جائے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

كتاب اليمين والنذر

پہلا باب عہد و پیمان اور حلف فصل اول۔ حلف کی تشریحات

دوسرے کے قسم دینے پر بیت قسم ”ہاں“ نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی
(سوال) کسی دوسرے کے قسم دانے سے قسم ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تم
اپنے خدا کی قسم اس کام کو انجام دے دو تو اس زید کے قسم دانے سے عمرو پر قسم آیا نہیں؟ یہ تو جروا
(جواب ۲۰۹) اس طرح کسی دوسرے کے قسم دانے سے قسم نہیں ہوتی لیکن اگر جس کو قسم دلائی
گئی ہے اس نے حلف کی نیت سے ہاں یا اچھا کہہ دیا تو قسم ہو جائے گی فان نوى الاستحلاف فلا شئ
على واحد منهما خائيه وفتح اى لان المخاطب لم يحبه بقوله نعم حتى يصير حالفا
انتہی

(ردالمحتار ص ۱۵۰ ج ۳) ۱۔ الخامس ان یرید المبتدی الاستحلاف والمحبب
الحلف والمحبب حالف لا غیر (ایضاً) ۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا
(سوال) قرآن شریف کی قسم اگر کوئی شخص کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے تو اس کے ذمہ کفارہ
واجب ہو گیا نہیں اور یہ قسم ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۱۰) جو شخص قرآن شریف کی قسم کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے وہ اپنی قسم میں حاش
ہو جائے گا اور اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الا ان
متعارف فیکون میما (در مختار) وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین وبه اخذ جمہور
مشائخنا ۵ (ردالمحتار) ۳۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حُر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد حُر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا۔
(سوال) کسی شخص نے کہا۔ تیرے حُر کا کھانا اور پتی مجھ پر حرام ہے اور پھر خائف و ہودم ہوا اس نے
کے بعد حُر کا کھانا وغیرہ کھائے تو حاش ہو گیا نہیں؟

(۱) کتاب الایمان مطلب قال لافعل کنذا فقال نعم ۳ ۸۴۹ ط سعد

(۲) حوالہ بالا

(۳) کتاب الایمان مطلب فی القرآن ۳ ۷۱۲ ط سعید

(جواب ۲۱۱) کسی کا یہ سہانہ کہ تیرے گھر کا کھانا مجھے حرام ہے یمنین ہے اب اگر اس کے بعد کھانی لیگا تو اپنی اس یمنین میں حاش ہو گا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ حرم علی نفسه شیئاً ثم فعله ما کل او نفقة کفر لیمینہ (در مختار ملقطاً) ۱، محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں۔ (سوال) زید نے عمرو سے کسی معاملے میں یہ عہد کیا کہ تم یہ کام کرو میں اس معاملے میں تمہاری پوری مدد کروں گا عمرو اچانک حادثہ کی وجہ سے مجبوراً کئی روز تک نہ مل سکا زید کے پاس عمرو کے مخالفین آئے اور اس پر زور ڈالا کہ تم ہماری مدد کرنا زید نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر عمرو نہ آیا تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اگر عمرو آیا تو نہ تمہاری مدد کروں گا نہ عمرو کی مدد کروں گا اب عمرو زید کے پاس آیا اور اس نے اپنی غیہ و حسرت کی وجہ اچانک حادثہ بیان کی زید کہتا ہے کہ میں نے تمہارے مخالف سے غیہ جانبدار بننے کا عہد کر لیا ہے عمرو کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے یہ عہد کیا ہے میرا عہد پورا کرو اگر ورنہ میرے عہد کے بعد دوسرا عہد کیا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے لہذا زید علامات دریافت کرتا ہے کہ مجھ پر کون سے عہد کی پابندی لازم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امین الدین صاحب دہلی۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۱۲) معاہدہ جب کہ وہ کسی مصیبت اور خلاف شرع امر پر نہ ہو واجب الایفاء ہے اور ایک جائز معاہدہ کے بعد کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو صحیح نہیں اگر کسی شخص نے ایسے دو معاہدہ کئے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے معاہدہ کی نقیض ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ پہلے معاہدہ کو جب کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اور دوسرے معاہدہ کے مضمون سے پہلے معاہدہ کا مضمون خیر اور بہتر ہو پورا کرے اور بغیر عذر معقول شرعی کے اس سے انحراف نہ کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی

قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے (سوال) جو مسلمان لوگوں کے روبرو قرآن مجید کے ساتھ حلف اٹھانے کے باوجود اپنے معاہدے سے

(۱) کتاب الایمان، مطلب فی تحریم الحلال ۷۲۹/۳-۷۳۰ ط سعید

(۲) لان المواعید قد نکون لازماً لحاحہ الناس (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله المواعید قد نکون لازماً) قال فی البراہین فی اول کتاب الکفایۃ اذا کتب معلقاً قال ان لم یؤد فلا فلا یؤدعہ الیک و محذور یکون کفایۃ لما علم ان المواعید انکسار صدر التعلیق نکون لازماً (ناب الصرف) مطلب فی مع الوفاء ۲۷۷ ط سعید

پھر جائے اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو دینی و دنیاوی تعلقات رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ المستفتی
نمبر ۲۸۹ منظور علی (دہلی) ۷ عشر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء
(جواب ۲۱۳) حنفی کرنے کے بعد اس سے بغیر کسی عذر شرعی کے پھر جانا حجت نہ رہے جن لوگوں
نے حنفی بلا وجہ توڑا وہ گناہ کار ہیں، مگر حنفی کی اہم امر کے متعلق تہا اور حنفی تہا سے مذہب یا قوم و
کوئی ضرر پہنچا تو مسلمانوں کو حق ہے کہ حنفی توڑنے والوں سے مقاطعہ کر لیں (۱۰) فقط محمد کفایت اللہ دہلی

”بیوی سے زندگی کروں گا تو اس کے نطفہ سے بول گا“ کا حکم

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ ہر دو میں فساد ہوا زید کی والدہ نے زید سے شہادت کی۔ زید نے
ختم شہادت میں اپنی بیوی کی خیر موجودگی میں کہا کہ ”اُم میں اس سے زندگی کروں گا تو اس کے
نطفہ سے پیدا ہوں گا“ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ جیسی خان (ضلع امرتسار) ۱۹۰۹
رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری
کے تعلقات رکھ سکتا ہے اور اس قسم کا کفارہ اور آزار لازم ہے کفارہ یہ ہے کہ وہ مسکینوں کو دو روپی
وقت پیت بھر کر کھانا کھائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیسو دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر
دے دے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے در پے رکھ لے۔ (۱۰) فقط محمد کفایت اللہ کان
اللہ، دہلی

گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا شیر کھانے سے حائل نہ ہوگا

(سوال) زید نے یہ غلط کہہ کر قسم کھائی کہ اگر میں گوشت کھاؤں تو سور کھاؤں اور گوشت میں بحری
بھیدہ کاٹے بھینس اور مرغ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اب زید اس قسم کی وجہ سے ہر ایک حلال
جانور کا گوشت مطلق نہیں کھا سکتا تو اس کا (زید کا) یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً ایسے شخص کے واسطے کیا حکم

(۱) و نوع منها حب اتمام البر فیہا، وهو ان یعتقد علی فعل طاعة امر به او امتناع عن معصية وذلك فرض، علیہ فل یمن
و یلین برداد و کدة (عالمگیریۃ: الباب الاول فی تفسیر ہا شرعاً و رکھا و شرطھا ۵۲/۲ ط ماجدہ کوئٹہ)

(۲) قال المذهب عرض البحاری فی هذا الباب ان پس صفة الہجرات الحائز و انه یسوع بقدر الحرم من کال من
اہل العصیان یسحق الہجرات بترك المکالمۃ کما فی قصة کعب و صاحبه (فتح الباری بشرح صحیح البخاری
باب ما یجوز من اصح ان لمن عصى ۱۵/۱ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

(۳) و نوع لا یجوز حفظہما، وهو ان یحلف علی ترك طاعة او فعل معصية، عالمگیریۃ: الباب الاول فی تفسیر ہا
شرعاً و رکھا و صفتھا ۵۲/۲ ط ماجدہ کوئٹہ)

(۴) و کفارتہ تحریر رقبۃ او اعضاء عشرۃ مساکین او کسوتہما بما یستر عامۃ البدن
الاداء (توسیع الامتار مع رد المحتار: مطلب کفارة الیمین ۳ ۷۲۵، ۷۲۶ ط سعید)

ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۲ قصبی قصب وئی (شعب میرٹھ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) اگر زید مرغ شیر کھائے تو یہ اس کے لئے جائز ہے یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور کائے بھینس بھری ونبہ بھیر کا گوشت کھائے تو اس کو قسم کا کفارہ اور اگر تاجوگا ۱۱ قسم کا کفارہ اس مسکینوں کو پوتہ دوسہ گیسوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا۔ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ اور دینہ نہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

حلف بالقرآن جائز ہے، حادث ہونے پر کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(سوال) حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں اور بصورت جواز کیا کفارہ ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۳

میل سراج الدین (مطلع گوجرانوالہ) ۲۵ صفر ۱۳۵۷ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) (۱) حلف بالقرآن جائز ہے کیونکہ بمعنی کلام اللہ کے اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس زمانے میں حلف بالقرآن متعارف بھی ہے۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن متعارف فیکون یمیناً (در مختار) اس کے علاوہ اسی کے متعلق علامہ شامی رد المحتار میں یہ لکھتے ہیں (قوله قال الکمال الخ) یمینی علی ان القرآن بمعنی کلام اللہ فیکون من صفاته تعالیٰ کما یفیدہ کلام الہدایۃ حیث قال ومن حلف بغیر اللہ تعالیٰ لم یکن حلفاً کالنسی والکعبۃ لقوله علیہ الصلوۃ والسلام من کان منکم حالفاً فلیحلف باللہ او لیدرو کذا اذا حلف بالقرآن لانه غیر متعارف او فقوله وکذا یفیدہ انہ لیس من قسم الحلف لغیر اللہ تعالیٰ بل هو من قسم الصفات ولذا عللہ بانہ غیر متعارف ولو کان من القسم الاول کما هو المتبادر من کلام المصنف والقدری لکانت العلة فی الہی المذکور او غیرہ لان التعارف انما یعتبر فی الصفات المشترکۃ لا فی غیرہا وقال فی الفتح و تعلیل عدم کونہ یمیناً بانہ غیرہ تعالیٰ لانه مخلوق لانه حروف وغیر المخلوق هو الکلام النفسی منع بان القرآن کلام اللہ منزل غیر مخلوق الخ و فی آخر هذه القول و نقل فی الہندیۃ

۱، ولا حیث فی حلفہ "لا یاکل لحماً" یا کل مرقۃ او سمۃ الا اذا ہوا ہما مع نسبیہما فی القرآن لحماً و دامہ و اوتراً للعرف و لحم الانسان والکبد والکرش والرمة والقلب والضحال والحر لحماً هذا فی عرف اهل الکوفۃ اما فی عرف فلا ۱) توہد الاصطار و شرحہ، قال المحقق فی الشامیہ ۲) قوله لحماً ۳) ولا یحییٰ انہ لا یمسی لحماً فی عرف مصر ایضاً لعلہ ان مافی المختصر ای الکبر مسی علی عرف اهل الکوفۃ وان ذلک یحلف باحلاف العرف (کتاب الایمان) مطلب حلف لا یا کل لحماً ۷۷۱/۳ ط سعید

۲، و کثرانہ تحریر رقة و اطعام عشرة مساکی الخ (رد المحتار) مطلب فی کثرانۃ الیمین ۷۲۵ ط سعید، ۳) نوع ینحیر بین الرد والحدیث والحدیث حرم من الر فیحد فیہ الحدیث و عالمگیریۃ الباب الاول فی تفسیر ھ و رکبھا و صفھا ۵۲/۲ ط مادہ کوئٹہ

عن المضمرات وقد قبل هذا في زمانهم اما في زماننا فيمين وبه نأخذ ونا مرو معتقد وقال محمد بن مقاتل الرازي انه يمين و به اخذ جمهور مشائخنا اه فهذا مؤيد لكونه معروف الحلف بها كعزة الله وجلاله (رد المحتار ص ۵۶ ج ۳) ۱۱

(۲) بر تقدیر حادث ہو جانے کے وہی کفارہ اس پر لازم آئے گا جو حلف توڑنے والے پر لازم آتا ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس محتاجوں کو کھانا دو وقت کھائے یا دس محتاجوں کو پوشاک دے دیوے بجائے کھانا کھائے کے اُردس محتاجوں کو سز بے سزا یہ سیسوں ہر ایک محتاج کو پونے دو سیسوں دے دے کا توجب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا ۱۲ فقط واللہ اعلم۔ اچاہے وکتبہ حبیب الرحمن مفتی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اصل مذہب تو یہی تھا کہ حلف بالقرآن معتبر نہیں لیکن فقہائے متاخرین نے اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن سے مراد کلام اللہ جو صفت ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کی حلف بالقرآن کو معتبر قرار دے دیا ہے متاخرین کے قول کے موافق حلف بالقرآن پر پابندی صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور کفارہ یہی ہے جو جواب بالا میں تحریر ہے ۱۳ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی۔
(سوال ۱) میں قرآن شریف کی قسم کھاتا ہوں اور میری مراد وہ حروف منظومہ اور الفاظ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے گئے ہیں اور جو کہ حفظ قرآن نماز تراویح میں ہمیں سنا ہے اور جو کلام اللہ الذی ہو صفة ازیلیہ ہے وہ میری مراد نہیں ہے تو کیا یہ میری قسم ہو جائے گی یا نہیں؟
علامہ کاشانی نے بدائع ص ۸ ج ۳ میں اس کے متعلق چھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ یہ حروف منظومہ اور آیات کہ جو رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہیں اور حفظ قرآن ہمیں سنایا کرتے ہیں یہ کلام اللہ الذی ہو صفة ازیلیہ ہیں اور بحر کہتا ہے کہ بے شک یہ کلام اللہ تو ہیں لیکن حادث ہیں خدائے تعالیٰ کی صفت ازیلیہ نہیں ہیں اس لئے کہ علامہ تفتازانی نے شرح عقدہ ص ۳۹ میں کلام اللہ کو مشتق کلمات اور ان آیات اور حروف منظومہ کو مخلوق اللہ اور حادث کہا ہے اور صفت ازیلیہ نہیں کہا ہے نیز بحر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه ۱۴ (الایۃ) اور

(۱) کتاب الايمان مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید

(۲) و کذا رتہ تحریر و رفۃ و اطعمہ عشرة مساکین او کسوتهم بما یستر عمامۃ البدن وان عحر عیہا وقت الاداء، ص ۲۲۵ ۷۲۶ ط سعید (توبہ الاصل مع رد المحتار مطلب کفارة الیمس ۳ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعید)

(۳) مرجع سابق رقم ۱-۲

(۴) البقرة : ۷۵

جو کلام اللہ کو خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور قائم بذاتہ تعالیٰ ہے اس کی تحریف اور اس پر تصرف ناممکن ہے تو آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے زیادہ یا کہ بحر؟

(۳) آپ نے جو فتویٰ کے اندر کلام اللہ کا ذکر کیا ہے کہ (قرآن مجید سے مراد حالف نے کلام اللہ کی ہے تو یہ قسم ہو جائے گی) اس کلام اللہ سے آپ کی کیا مراد ہے وہ کلام جو صفت ازلیہ باری تعالیٰ کی ہے قائم بذاتہ یا کہ یہ حروف منظومہ اور آیات جو کہ حفاظ قرآن نماز شراعت میں سنایا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۶ مولوی محمد فاروق صاحب (ضلع گوجرانوالہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۷) (۱) اگر کوئی حالف اس تفصیل سے قسم کھائے جو آپ نے فرض کی ہے تو وہ قسم نہیں ہوگی کیونکہ اس میں صوف پہ ایک ایسی متعین ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہے اور صاحب بدائع کی عبارت کا یہی مطلب ہے اور ان کی یہ تحقیق مذہب متقدمین کے مطابق ہے (۱)

(۲) زیادہ کا یہ قول کہ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں یہ کلام اللہ ہے اس معنی سے صحیح ہے کہ یہ دال ہے اور اللہ کا کلام جو صفت ازلیہ ہے اس کا مدلول ہے اور عوام چونکہ دال و مدلول کا فرق نہیں سمجھتے اس لئے متخرین نے قائل کے اس قول کو (میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں) قسم قرار دیدیا ہے کیونکہ اس میں لفظ قرآن دال اور مدلول دونوں کا محتمل ہو سکتا ہے لہذا انہوں نے زجرا و تغلیظ مدلول پر حمل کر کے قسم ہو جانے کا فتویٰ دے دیا ہے (۱) "وہو الایلیق للعوام" ہاں اگر زیادہ کا مطلب یہ ہو کہ یہ لفظ اور حروف جو ہماری زبان سے نکلے ہوئے اور یہ آواز جو ہمارے منہ سے نکلی ہوئی شخصہ اللہ کی صفت ہے تو یہ بات خباب اللہ (۱) ہے (۲) (یسمعون کلام اللہ) میں کلام اللہ کا اطلاق اس معنی سے کیا گیا ہے جس معنی سے میں کسی کی زبان سے تمام جہاں دار جان آفرین سن کر یہ کہتے ہوں کہ میں نے خداوند تعالیٰ کی زبان سے سعدی کا کلام یا سعدی کا شعر سنا۔

(۳) میں نے کلام اللہ کا لفظ اسی سے لکھا ہے کہ عوام سے جب کہ وہ قرآن کی قسم کھاتے ہیں اگر دریافت کیا جائے کہ قرآن سے تمہارا یہی مطلب ہے اگر وہ جواب میں کہیں کہ ہماری مراد کلام اللہ ہے تو یہ غلط

۱. ولو قل بالقرآن او بالمصحف او بسورة كذا من القرآن فليس بيمين لانه حلف بغير الله تعالى. واما المصحف فلا شك فيه. واما القرآن سورة كذا فلا ان المتعارف من اسم القرآن الحروف المطبوعة والا حروف المقطوعة تضاعف حاصل لا كلام الله الذي هو صفة اولية قائمة ببداهه معاني السكوت والاخر (بدائع الصنائع) فصل واما ركن اليمين ۸/۳ ط سعید

۲. قل الكمال ولا يحق ان الحلف بالقرآن الا ان متعارف فيكون ميمبا (الدر المحتار) قل المحقق في الشبهة (قله قل الكمال) مسمى على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالى (رد المحتار مطلب في القرآن) ۷۱۲، ۳ ط سعید

۳. وحاصله ان غير المخلوق هو القرآن بمعنى كلام الله الصفة النفسية به تعالی لا بمعنى الحروف المنزلة (رد المحتار) مطلب في القرآن ۷۱۲، ۳ ط سعید

دال اور بدلول دونوں پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے تخلیق اس کو قسم قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جواب میں مصحف کو بتائیں کہ یہ مراد ہے تو اس کو قسم نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ مصحف یقیناً غیر اللہ اور حادث اور مخلوق ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دلی

مشروع کام کرنے کی قسم کا حکم

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) کسی اسلامی انجمن کے کام کو نہایت اخلاص سے کرنے کے لئے آپس میں بد نفی کے خیال نو دور کرنے کے لئے کارکنوں کا حلف اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۸) کسی مشروع کام کرنے کا معاہدہ یا حلف کرنا جائز تو نہیں ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ وہ کام اگر ضروری (فرض یا واجب) ہے تو خود شریعت کا حکم اس کے لئے کافی ہے اور مسنون یا مستحب ہے تو معاہدہ یا حلف سے ایک قسم کی پابندی اور سختی عائد ہو جاتی ہے اور در صورت خلاف عمد شکنی یا حلف شکنی لازم آتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دلی مورخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہو اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر خلاف کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے (۳) اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے آتش خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا پڑا پٹا دے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے (۴) قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) حوالہ بالا رقم ۳، ۲

(۲) الیمین باللہ تعالیٰ لا نکفرہ ولكن تغلبہ اولی من نکفرہ (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیر ہاشر عا و رکعہ و صفحہ ۵۲/۲ ط ماجدہ کوئٹہ

(۳) حوالہ بالا

(۴) و کفارۃ تحریر و رقۃ او طعام عشرہ مساکین او کسوتہم بما یستر عامۃ البدن وان عجز عہا وقت الازاء، ص ۳ ثلثۃ ایام و لا، (تویر الانصار مع رد المحتار) مطلب کفارۃ الیمین ۳ ۷۲۵، ۷۲۶ ط سعید

(۵) لا یقسم بغير اللہ تعالیٰ کالسی والقرآن والکعبۃ (تویر و شرح) قال المحقق فی الشامیہ (قرۃ لا یقسم بغير اللہ تعالیٰ) بل یحرم کما فی الفقہاسی (رد المحتار قبل مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید)

”فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو“ قسم کا حکم!
(از اخبار سہ روزہ الجمعہ دہلی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء)

(سوال) زید نے قسم کھائی کہ میں بحر کے یہاں کھانا چنانہ کر نہیں کروں گا کیونکہ وہ بروری ہے۔
ہے اگر کھاؤں تو مجھے حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو (دونوں مسلمان ہیں) ایک ماہ بعد
زید نے بحر کے یہاں کھانا کھالیا اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب ۲۲۰) ایسی قسم جس کا توڑنا شرعاً مطلوب ہو تو زید ناجائز ہے اور اس کا کفارہ اور دینا چاہیئے۔
بحر کے یہاں کھانا چنانہ کرنے کی قسم اگر کسی معقول وجہ پر مبنی نہ تھی تو اسے توڑ دینا بہتر تھا۔ اور اس کا
کفارہ دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان
اللہ دہلی۔

فصل دوم۔ قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا
ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا۔

(سوال) ایک آدمی نے قسم کھائی مگر یاد نہیں کہ کس کا نام لیکر قسم کھائی تھی کہ جب تک منکوحہ
عورت یعنی اپنی بیوی سے فرمائش نہ کرے وہاں تک اس سے صحبت نہیں کروں گا بعد اس کے بغیر اسے
عورت کے صحبت کر لی اور قسم کھاتے وقت طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی تو اس شخص پر کفارہ کیا لازم
ہوگا؟ وہ ہمیشہ آج تک صحبت کرتا رہا اور کفارہ بھی نہیں دیا اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۱) اگر قسم خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ کھائی ہو تو اس کا خلاف کرنے سے
کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں (۱) اور جب کہ طلاق کو معلق نہیں کیا تو طلاق بھی نہیں ہوگی کفارہ قسم یہ ہے
کہ یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ایک ایک جوڑا کپڑا دیا جائے اگر ان تینوں
میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے لیکن اگر کوئی شخص غلام کے آزاد کرنے یا دس
مسکینوں کو کھانا کپڑا دینے پر قادر ہو اور پھر بھی روزے رکھ لے تو کفارہ ادا نہ ہوگا (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) بوغ بنحیر فیہ بین البر والحدّ والحدّ حیر من الترفید فیہ الحدّ (عالمگیریہ) الباب الاول فی تصریحا
ورکھا و شرطها ۵۲/۲ ط ماحذیہ کوئلہ

(۲) انظر المرجع الرابع صفحہ گدشہ (۳) والحاصل ان البیمن ما یکون باسم من اسماء الله او بالصفات ما کن
متعارفاً خلاصۃ الفتاویٰ المحسّی الاول فی الفاظ البیمن ۱۶۵/۲ ط مہبل اکیڈمی لاہور

(۴) و کفارہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مسکین او کسوتهم بما یستر عامۃ البدن وان عجز عنها وقت الابداء
صام ثلاثۃ ایام ولان (توسیر الامصار مع رد المحتار) مطلب کفارۃ البیمن ۳ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعید

خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ان کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزہ رکھنا واجب ہے۔

(سوال) ایک شخص ایک مجمع میں کلام پاک کی کھا چکا کہ میں آئندہ آپ کے پاس نہیں آؤں گا اور پھر اس جگہ آجاتا ہے پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے یہ شخص جھوٹی قسمیں کھانے کا مدعی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ چھوٹے۔ دہلی ۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۲۲) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدائی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا پھر اپنے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنے قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔ (سوال) زید نے مسجد میں آنے سے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں نہیں آؤں گا بعد چند روز کے چند آدمی جا کر اس کو لے آئے تو اس صورت میں قسم کا کفارہ زید پر ہو گا یا نہ والوں پر کفارہ دس مسکینوں و بیع و شام کھانے سے لوبا ہو گا یا اس طرح بھی گنجائش ہے کہ ایک غریب عاقل بالغ کو دس روز تک دونوں وقت کھلا دے اور بچوں کے کھانے سے بھی ادھو گا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۳) زید نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں مسجد میں نہ جاؤں گا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے چلا گیا تو قسم کا کفارہ زید پر۔ زم ہو گا ان لوگوں پر لازم نہ ہو گا جو زید کو سمجھا تھا کہ مسجد میں نہ آئے، محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

بچ بولنے کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال) ایک شخص حاکم کی پیشی میں حیثیت گواہ پیش ہوتا ہے حاکم اس کو قرآن مجید پر ہاتھ رکھوا کر ان الفاظ سے قسم لیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اس کے بعد وہ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھتا ہے اور اسی مجلس میں وہ شخص گواہی بیان کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ گواہ خلاف واقعہ کے شہادت دے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے یا بعد میں وہ جھوٹ کا اقرار کرے

(۱) ومن فعل المحووف علیہ مکرھا و ناسبا فیہ سواء (ہدایۃ) کتاب الایمان ۲ ۱۷۹ ط مکئشہ شرکہ عمیہ ملتان
و فی الدال المکبریۃ فصیح من المکرہ و کذا الحدو العمد فصیح من الحاطی و النہاؤل (الثاب الاول فی تفسیرہا شرع
ورکھا و شرطھا و حکمھا ۵۱۲ ط ماحدیۃ کوئٹہ)

تو آیا قسم مذکور ہونا میں دو حادث ہو جائے گا؟ یہ قسم منعقدہ کسائے گی یا غموس؟ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور مذکور ہونا؟ قسم میں اور اس طرح قسم کھانے میں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم (منہا) یا کسی زبان میں ہو کہ میں اس کام میں شریک تھا اور قضاں آدمی بھی موجود تھا اور بات وراصل خاطر اور بتاؤنی تھی جو شہادت بیان یہ دے رہا ہے سب خلاف ہے کیا فرق ہے یحییٰ بن اول منعقدہ ہے اور غانی غموس ہے یا دونوں غموس ہیں تو یہ لازم ہے یا دونوں لغویں کیا فرق ہے اور ان کا کیا حکم ہے اور ضرورت یحییٰ غموس حدودہ تو بہ ونا دست کے کوئی تعزیر شرعی چا سکتی ہے کہ اس نے بے باکانہ حلف کذب پر کی ہے تاکہ آئندہ اسے اور دیگر لوگوں کو عبرت اور تنبیہ ہو کہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور اپنی مذہبی قسم کو باکا اور معمولی کام نہ سمجھے جس سے اغیار کی نظر میں حقارت ہو۔ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد۔ نئی چھاپنی۔ دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۴) ہاں یہ قسم ہو جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا یہ قسم آئندہ حج و لٹے یا جھوٹ بولنے کے حق میں منعقدہ ہے (۱) اور دوسری قسم جو سوال میں مذکور ہے وہ غموس ہے یحییٰ غموس پر تعزیر و تنبیہ کی جا سکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔

(سوال) ایک شخص کسی بارے میں قسم کھاوے تو اس کو قسم مذکور کا کیا کفارہ دینا چاہیے اور اسی بارے میں چند قسمیں کھاوے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب ۲۲۵) ایک امر پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا ہے۔ وفي البیعة کفارات الایمان اذا کثرت لتداخلت و یخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع (کذا فی الشامی ص ۵۶) اور کفارہ غلام کو آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو پیرے پرنا یا دس مسکینوں کو کھانا ملانا ہے اور اگر ان تین چیزوں پر قدرت نہ ہو تو تین متواتر روزے رکھے کفارة البیعت عتق رقبة یجزئ فیها ما حرى فی الطهار وان شاء کسا عشرة مساکین کل واحد ثوباً فما زاد وادناه ما یجوز (لیہ الصلوة وان شاء اطعم عشرة مساکین کالاطعام فی کفارة الطهار فان لم یقدر علی حد الا شیاة الثلاثة صام ثلاثة ايام متتابعة) واللہ اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱) و منعقدة وهو ان یحلف علی امر فی المسفل ان یفعله او لا یفعله و حکمها لروہ الکفارة عبداللہ الحنفی عالمگیری' الباب الاول فی تفسیرها شرعاً و رکبها و صفتها ۲ ۵۲ ط ماحدیه' کوئٹہ

۲) غموس و هو الحلف علی امات شیء او نفع فی الماضي والحال یعمد الکذب فیہ فیه البیعت یائم فیہا صاحبها و عمیه الاستعفاء و التوبہ دون الکفارة (عالمگیری' الباب الاول فی تفسیرها شرعاً و رکبها و صفتها ۲ ۵۲ ط ماحدیه' کوئٹہ)

۳) کتاب الایمان' مطلب تعدد الکفارة بتعدد البیعت ۷۱۴/۳ ط سعید

۴) ہدایہ' فصل فی الکفارة ۴ ۸۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ' ملتان

دوسرے باب منت ماننا

ہمارے سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم (سوال) ایک شخص شکی زید نے مرض میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نذر نہ لی کہ اگر شافی مطلق نے مجھے کامل صحت مرحمت فرمائی تو میں مقابل کی مسجد یا قدام مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گا اب وہ شکی منذورہ زید نے صحت پا کر یا قبل صحت تمام نمازیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے سوال یہ ہے کہ امر او انفیاء جو نماز میں شامل ہوتے ہیں وہ اس نذر کی شیرینی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ پیو اتوجروا

(جواب ۲۲۶) قدام مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا یا شیرینی کھانا اگر بطور بہہ یا اباحت مقصود تھا تو یہ قربت مقصودہ نہیں ہے اور اگر بصورت صدقہ مراد تھا تو چونکہ نمازیوں میں غنی اور محتاج دونوں شامل ہوتے ہیں اور تصدق علی الغنی صحیح نہیں ہو تا لہذا یہ نذر صحیح یعنی لازم نہیں ہوتی اب اگر وہ کھانا یا شیرینی کھائے تو تبرع ہو گا اور اس تبرع میں نیت تصدق نہ ہو تو انفیاء اور فقراء کو کھانا جائز ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح ما لم یو انشاء السبیل (درمختار) قلت و لعل وجہ عدم الصحة فی الاول عدم کونها قربۃ الخ (ردالمحتار) ۱۰ ولو قال ان فعلت کذا فلله علی ان اضيف جماعۃ قرابی فحسب لا یلزمہ شکی الخ (ہندیہ) ۱۰ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم۔

(سوال) ایک شخص نے یہ نذر مان لی کہ میں بغداد میں حضرات پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر ایک خائف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس خلاف پر بہت روپیہ نذر ہے اتنا روپیہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں صرف کرے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اس طرح کرے تو اس کی نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر کرنا اور اس کی طرف تقرب مقصود تھا تو ظاہر یہی ہے تو یہ نذری معصیت و حرام ہے اور ایسی صورت میں نذر منعقد و صحیح نہیں ہوتی اس نذر کا معصیت ہونا تو عبارت ذیل سے واضح ہے۔

وقد نص العلامة قاسم بن قطلوبغا فی شرح در البحار ان النذر الذی یقع من اکثر العوام للاموات کان یقول یا سیدی ال رد غائبی او شفی مریضی فلک من الذهب والفضۃ کذا

(۱) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳ ۷۳۸ ط سعید

(۲) کتاب الایمان و مما یصل بدلت مسائل النذر ۶/۲ ط محدثہ کونہ

ومن الثیاب کذا او الطعام او الشمع والزیت کذا حرام و باطل لکونه نذر المخلوق و ما یؤخذ من الشمع والزیت والدرهم ونحوها الی الضرائح الاولیاء تقریباً الیهم حرام لا یحل اكله لا لغنی ولا لفقیر ولا یجوز لخدام القبور اخذه انتهى (عمدة الرعایة ۱) و مثله فی الدر المختار ۲، اور نذر معصیت کا صحیح نہ ہونا بھی اسی عبارت مذکورہ سے واضح ہو گیا نیز عبارات ذیل بھی ملاحظہ ہوں۔

لا یلزمه النذر الا اذا كان طاعة و ليس بواجب و كان من جنسه واجب علی التعین فلا یصح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات الخ (الاشیاء والظان) ۳، اعلم انهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية و كونه من جنسه واجب الخ (بحر الرائق) ۴، ہاں اگر نذر کرنے والے کا مقصود صاحب قبر کی نذر کرنا نہ تھا اور ان کی جانب تقرب منظور نہ تھا بلکہ غلاف کو صدقہ کرنا اور مجاوروں کو اس کی قیمت یا اس کے کپڑے سے نفع پہنچانا مقصود تھا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جن پر تصدق مقصود ہے وہ غنی ہوں اس صورت میں بھی نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تصدق علی الاغنیاء قربت مقصودہ نہیں نیز اس کی جس سے کوئی دوسرا واجب شرعی بھی نہیں ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو انشاء السبیل (ردالمحتار) ۵، دوسری صورت یہ کہ وہ محتاج ہوں تو اس صورت میں نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن صرف اس طور سے کہ بتدریج قیمت غلاف صدقہ کر دیا جائے گا اور اس صورت میں فقیر کی تعین ضروری نہیں ہے (۶) اور غایف چرمانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فعل منذور اگر خود معصیت نہ ہو لیکن کوئی خارجی معصیت اسے عارض ہوئی ہو تو اس معصیت کا ترک لازم ہو جاتا ہے ولو نذر ذبح ولده یلزمه الشاة استحساناً (عالمگیری) ۷، قلت وجه لزوم الشاة ان النذر بالذبح قد صح والذبح قربة مقصودة و من جسہ واجب شرعی و هو الا ضحیة اما اضافة الذبح الی الولد فسلغة لکونها معصية وانما

(۱) باب موجب الفساد ۲۵۵/۱ ط سعید

(۲) کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ۴۳۹/۲ ط سعید

(۳) الف النانی کتاب الصوم ۷۱ ۷۲ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی

(۴) فصل و من یذر صوم یوم النحر ۳۱۶/۲ ط بیروت لبنان

(۵) کتاب الایمان مطلب فی احکام الذبح ۷۳۸/۳ ط سعید

(۶) رجل قال مانی صدقة علی فقراء مکة ان فعلت کذا فحسب و تصدق علی فقراء بلخ او بلد اخری حار و یخرج

عن البدر (عالمگیری) و مما یصل بذلك مسائل البدر ۶۵ ط ماحدیہ کونہ

(۷) حوالہ بالا

لم تؤثر في ابطال الذبح لكونها عارضة عن مفهوم المندور وهو الذبح ولما مطلّت الاضافة الى الولد حکمنا بوجوب الشاة التي هي ادنى الذبائح (کفایت الله) انما صلت امر صورت مسئول میں مقصود نذر میں تقرب الی صاحب القہر ہو تو نذر صحیح نہیں اور اگر مقصود تقرب الی اللہ اور تصدق علی التجارین ہو تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ تجارین اکثر اثنیہ ہوتے ہیں ہاں اگر تقرب الی اللہ مقصود ہو اور فقرائے پر تصدق تو نذر صحیح ہوئی اور نذر کو چاہئے کہ وہ قیمت غلاف فقراء و مساکین و طلبہ پر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد کثایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

یصح التضحية بالشاة المشترية قبل ايام النحر بنية التضحية الواجبة

(سوال) ما قول العلماء رحمهم الله تعالى في هذه المسئلة رجل موسر اشترى شاة قبل ايام النحر قال عند شرائها اذبح هذه الشاة في ايام النحر للتضحية التي اوجبتها الله على عباده الموسرين ولم يقل لله على ان اضحي بها اي لا اوجبتها على نفسه بل قال اضحي ما اوجب الله تعالى الي هذه الصورة ان ضحي بها في ايام النحر تؤدي عنه التضحية ام تصير نذراً فيذبح للتضحية شاة اخرى؟ بينوا توجروا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک مال دار آدمی نے ايام نحر سے قبل یک بخری خریدی اور خریدتے وقت یہ کہہ کر اس بخری کو میں ايام نحر میں اس قربانی کے طور پر ذبح کروں گا جو اللہ نے اپنے مالدار بندوں پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہہ کر اس کا قربان کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے لیے واجب نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر وہ قربانی کروں گا جو اللہ نے واجب کی ہے تو اگر اس نے اس بخری کو ايام نحر میں ذبح کیا اس کی واجب قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بخری نذر ہو جائے گی؟ اور قربانی کی ادائیگی کے لئے اس کو دوسری بخری خریدنی پڑے گی؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۲۸) لو ضحی بهذه الشاة المشترية بنية التضحية الواجبة عليه تنادي بها فريضة الله و يصير فارغ الدمة ولا يجب عليه التضحية بشاة اخرى وذلك لانه لم يؤوله بوجوب على نفسه شاة مبتدأة لتصير نذراً وانما عيب الشاة المشترية لاقامة الواجب التسري الذي كان عليه قبل الشراء وبمثل هذا الكلام لا ينعقد الذبح كرجل قال ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فري لا يلزمه شئ الا ان يقول ان برئت فلله على ان اذبح شاة (کذا فی الہندیہ ص ۷۱ ج ۲) ۱۰

و علم منه ان النذر لا يصح حتى ياتي بالذبح بصيغة الالتزام والا يجاب عليه لله و هي غير موجودة في صورة السؤال والله اعلم

کتبہ محمد کفایۃ اللہ غفرلہ سنہری مسجد مدرسہ امینیہ دہلی ۹ محرم

۱۳۳۵ھ

(ترجمہ) اگر اس شخص نے اپنی واجب قربانی کی ادائیگی کی نیت سے اس خریدی ہوئی بکری کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس سے ادا ہو جائے گا اور وہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا اور دوسری بکری خرید کر قربانی کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے کو پر خود واجب کرنے یا بطور خود اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے واجب شریعی کی ادائیگی کے لئے متعین کیا ہے جو خریدنے سے پہلے اس کے ذمہ تھا اور اس قسم کے کام سے نذر منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری سے شفا یاب ہو جاؤں تو ایک بکری ذبح کروں اگر وہ شفا یاب ہو جائے تو اس پر ذبح کرنا ضروری نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ اگر میں شفا یاب ہو جاؤں گا تو اللہ کے لئے ایک بکری قربان کروں گا تو وہ نذر ہوگی اور اس کی ادائیگی ضروری ہوگی

معلوم ہوا کہ نذر صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے لئے اپنے کو پر واجب اور لازم کرنے کے الفاظ نہ بولے جائیں اور اس قسم کے الفاظ صورت مسئولہ میں موجود نہیں ہیں۔

(رد المحتار) (از مولوی عبد الرحمن شکار پور۔ سندھ) در صورت مسئولہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خواہ شد یکے بہ نذر و غیرہ ایجاب شرع چرکہ نذر مختص بہ لفظ نذر ہی یا علی نیست بلکہ اگر گوید ایں شاة را نذری خواہم نمود یا ایں را نذری کردم تا ہم نذر خواہ شد قال فی الکفایۃ ۱، تحت قول الماتن ان کان اوجب علی نفسه الخ ای شاة بعینہا بان فی ملکہ شاة فیقول اضحیٰ بھذہ الخ

وقال فی رد المحتار ۲، تحت قول الماتن ناذر لمعینہ الخ فالمنذور بہ بان قال للہ علی ان اضحیٰ شاة او بدنة او هذه الشاة او البدنة او قال جعلت هذه اضحیٰ انتھی
باقی ماند اگر در ایام نحر ایں صیف بہ وقت شرع آویز دور قصد ش اخبار عن اوجب الشرعی نیست تا ہم دو شاة واجب خواہ گردید۔ و اگر در قصد ش اخبار عن اوجب دو پس یک شاة لازم خواہ شد و اگر قبل از ایام نحر ایں صیف گوید بہر حال بر او دو شاة واجب خواہ گردید بر ایں است کہ در قصد ش اخبار عن اوجب دو باند۔

قال فی رد المحتار ۲ باب الاضحیۃ و اعلم انہ قال فی الدائع ولو بذراں یضحیٰ شاة و ذلك فی ایام النحر وهو موسر فعليه ان یضحی شاتین عندنا شاة بالذر و شاة بایحاب الشرع ابتداء الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدة ولو

(۱) کتاب الاضحیۃ ۸/۴۳۲ ط مکبہ رشیدیہ کونہ پاکستان

(۲) کتاب الاضحیۃ ۶/۳۲۰ ط مسجد

(۳) حوالہ بالا

قبل ایام النحر لزمه شتانان بلا خلاف لان الصبیغة لا تحتمل الاخبار عن الواجب قبل الوقت
انتهی وقال فی موضع آخر و قدما ان الغی اذا قصد بالنذر الاخبار عن الواجب علیه
وکان فی ایام النحر لزمه واحدة والا فشانان ۱۰، انتهى

پس ازین عبارت واضح گردید کہ صیغہ نذر مختص بہ الله علی یا علی نیست و در صورت مسؤلہ
بر غنی مذکور دو شاة لازم خواهد شد و آنچه قبل از اخبار عن الواجب نمود قطعاً معتبر نیست پس آنچه مؤلف
مشتاق احمد صاحب و مولوی کفایت اللہ صاحب قلمی نموده اند کہ قول مذکور نذر نیست۔ و نہ بر غنی مذکور
سوائے یک شاة مشترکہ لازم خواهد گردید و در نظر فقیر از روایات فقہما معلوم نمی شود۔ کما عرفت۔ واللہ اعلم
حرره الفقیر عبد الرحمن شکار پوری

(ترجمہ) صورت مسؤلہ میں غنی مذکور پر دو بقریاں لازم ہو جائیں گی ایک نذر کی وجہ سے اور دوسری
واجب شرعی کی وجہ سے کیونکہ نذر میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے الفاظ ضروری
نہیں ہیں بلکہ اگر اس نے کہا کہ اس بقری کی قربانی کروں گا یا اس کی قربانی کروں گا تو نذر منعقد ہو جائے گی
کفایہ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا یعنی ایک جانور کو بعیۃ واجب کر لیا مثلاً ایک جانور پہلے
سے اس کی ملک میں تھا اس نے اس کے متعلق کہا کہ میں اس کی قربانی کروں گا (تو وہ نذر ہو جائے گی) اور
ردالمحتار میں قول مانن ناذر لمعبیۃ کی تشریح میں کہا ہے کہ منذر بہ اس طرح ہوگا کہ اس نے کہا کہ
اللہ کے لئے مجھ کو ایک بقری یا اونٹ کرنا ہے یا یہ خاص بقری یا اونٹ کہا یا یہ کہا کہ میں نے اس کو قربانی کے
لئے قرار دیا۔ انتهى

رہی یہ بات کہ اگر ایام نحر میں بہ وقت خرید الفاظ مذکورہ نے اور اس کی نیت اخبار عن الواجب
الشرعی کی نہ تھی تو بھی دو بقریاں واجب ہوں گی اور اگر بقصد اخبار عن الواجب کے تو ایک بقری لازم
ہوئی اور اگر ایام نحر سے قبل الفاظ مذکورہ کے تو اس پر دونوں صورتوں میں دو بقریاں واجب ہوں گی خواہ
اس نے اخبار عن الواجب کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ردالمحتار باب الاضحیہ میں سوال بدائع منقول ہے کہ اگر اس نے ایام نحر میں منت مانی کہ ایک
بقری کی قربانی کروں گا تو اگر وہ مہار ہے تو اس پر دو بقریوں کی قربانی واجب ہوگی ایک منت کی اور ایک
ایجاب شرعی کی لیکن اگر اس کی مراد اخبار عن الواجب تھی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر ایام نحر سے
قبل نذر مانی تو بالا اتفاق اس پر دو ہی قربانیاں واجب ہوں گی کیونکہ الفاظ میں قبل از وقت اخبار عن
الواجب کا احتمال نہیں ہے اتنی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر نذر سے مراد اخبار
عن الواجب ہو اور زمانہ قربانی کا ہو تو اس پر ایک بقری لازم ہوگی ورنہ دو بقریاں۔ انتهى

پس اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نذر کا میثد للہ علی یا علی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بحریاں لازم ہوں گی اور ایام نحر سے قبل اخبار عن الواجب قطعاً غیر معتبر ہے۔

پس جو کچھ مولانا مشتاق احمد صاب اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ قول مذکور نذر نہیں ہے اور غنی مذکور پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی فقیر کے خیال میں روایات فقہیہ کے مطابق نہیں ہے۔ کما عرفتم۔ واللہ اعلم
(نوٹ) اس کا جواب الجواب معلوم نہیں کہ حضرت مفتی اعظمؒ نے لکھا تھا یا نہیں؟ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔ (واصف غنی عنہ)

مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے حالت بیماری میں یہ منت مانی کہ جب صحت میں کام آئے اللہ کروں گا اول یہ کہ لڑکی کا عقد جہاں تک ممکن ہو گا جلد کروں گا دوم یہ کہ جائیداد کو وقف علی اہل واد کروں گا سوم یہ کہ مسجد کی تعمیر تہائزات خود کروں گا اب وہ مسجد تعمیر کر رہا ہے اور روپیہ بھی کافی ہے لیکن اثاثے تعمیر میں بحر نے کہا کہ ایک سو روپے واسطے تعمیر مسجد ہمارا بھی جمع کیا جائے عدوہ اڑیں ایک سو روپیہ اور بھی دیں گے ایسی صورت میں بحر کا روپیہ شامل تعمیر مسجد کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ منت والے کے پاس روپیہ بھی کافی ہے اور تنہا تعمیر کی منت بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ حاجی عبدالرحمن بنو تہلا سپور۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۲۹) مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں ہوتی اس لئے زید کو جائز ہے کہ اپنے خالص مال سے مسجد بنادے یا دوسرے کو بھی شریک کر لے اگر وہ چاہے کہ اپنی منت کو اسی صورت سے پورا کرے جس صورت سے اس نے مانی ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ مسجد کی عمارت اپنے روپے سے بنادے اور بحر کے سوا دوسروں پر انکار اس کی تکمیل جتنی استرکاری وغیرہ میں صرف کر دے واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ عذر سر امینہ دہلی

نذر کی قربانی میں عید قربانی کے جانور کی شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(سوال) کسی شخص نے منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو قربانی کروں گا اس قربانی اور عید کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

المستفی نمبر ۱۰۴۱ موی عبد القدوس امام (ترجمان دروازہ دہلی) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۳۰) قربانی کے جانور کی صفات اور اس نذر سے واجب ہونے والے جانور کی صفات یکساں ہونی ضروری ہیں اور اگر اس نے عید اضحیٰ کے زمانہ میں ذبح کرنے کی نیت کی ہو تو ۱۰ ذی الحجہ کے اندر ہی ذبح کرنا لازم ہو گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے یہ منت مانی کہ اگر میرا فحل کام ہو گیا تو میں کسی کوچ کروں گا زید کا کام ہو گیا زید اگر اتنا روپیہ جتنا کہ حج میں خرچ ہوتا ہو کسی ایسے شریف نادار کیسے ۱۰ رو کو کام کاج کے لئے دے دے جس کی حالت ناگفتہ بہ ہو فاقوں پر نوبت ہو یہ شخص کو روپیہ دینے سے زید کی منت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفی نمبر ۱۰۹۸ محمد نذیر صاحب (دہلی) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۱) یہ منت اس حرج لازم ہو جاتی کہ میں خود حج کروں گا لیکن کسی کوچ کروں گا اس طریق پر لازم نہیں ہوئی اور اس لئے جائز ہے کہ زید چائے حج کرانے کے یہ روپیہ کسی نادار مستحق شخص کی امداد میں دیدے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حج کرانے کی نذر کی رقم محتج کو دینا جائز ہے

(سوال) میری والدہ ماجدہ صاحبہ بیمار ہوئی تھیں میں نے خدا تعالیٰ سے یہ منت مانی تھی اگر یہ تندرست ہو جائیں گی تو میں ایک ایسے شخص کوچ کروں گا جس نے حج نہ کیا ہو اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور میری والدہ ماجدہ صاحبہ کو تندرستی عطا کی اب میں نے ایک شخص کو تجویز کر کے یہاں سے دہلی لے آئے انہوں نے یہ جواب لکھا ہے کہ ایک ایسے شخص کثیر الاواد ہیں جو چاہے انہیں کے فاقوں تک نوبت رہتی ہے لہذا بجائے میرے حج کرانے کے انکو روپیہ دے دیجئے تاکہ اس رقم سے یہ کچھ کام کاج کر لیں اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکیں مگر میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں حج کروں شرعی حیثیت سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

المستفی نمبر ۱۱۲۸ سلطان احمد صاحب (کلکتہ) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۶ء

۱ ولولہا لہ علی ان ادفع حرور و تصدق بلحمہ فذبح مکنہ سع شافہ حار و وجہہ لا یحیی (الذکر المحتور) فہ المحقق فی الشامہ (قولہ وجہہ لا یحیی) و هو ان السع تقوم مقدمہ فی الصحابا والہدای (کتاب الایمان مطلب فی احکام الذر) ۷۴ ط سعد

۲ اولہ یلزم الماذر ما لیس من جسہ فرض کعبادۃ مریض و تشیع جازہ و دخول مسجد (التوہر و شرحہ) کتاب الایمان ۷۳۶ ط سعد

(جواب ۲۳۲) اس منت کو آپ اس کی اصلی صورت میں بھی پورا کر سکتے ہیں یعنی کسی کوچ کر اوں اور دوسری صورت اختیار کرنا جس کی حاجت مند کو اس قدر قہر و یدینا جس قدر رنج کرائے میں خرچ ہوتی تو یہ بھی جائز ہے جو صورت آپ پسند کریں اس کی شرعی اجازت ہے کوئی اور بہتر دوسری صورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہہ' دہلی

نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیدہ کے جانور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے!
(سوال) قربانی اور حقیقہ کی طرح نذر کے جانوروں میں عمر وغیرہ کی قیود و شروط ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پر وفیسر محمد جابر صاحب ایم اے۔ (ضلع یمن سنگھ) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۳۳) ہاں نذر کے جانور کے لئے بھی وہی شروط ہیں اور وہی عمر معتبر ہے جو قربانی کے جانور کے لئے (۱) یہ کہ نذر کسی خاص شخص جانور کے متعلق ہو تو پھر شرط کا اعتبار ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہہ' دہلی

(۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔
(۲) پانچ سو روپے ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔
(سوال) (۱) اگر کسی دوکاندار نے اپنی بکری پر ۵ سیکڑا مسجد میں دینا کر لیا اور اس نے کچھ دیکر پھر نہ دیا تو کیا ہوگا؟ (۲) اگر کسی شخص نے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اگر مجھ پر پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو مسجد میں دو پیسے روز دیا کروں گا اگر اس پر پانچ سو روپے ہو جائیں اور وہ دو پیسے روز مسجد میں نہ دے اور وہ ایک سال میں زکوٰۃ دے تو کیا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۸ مٹھی عفت اندخال صاحب ضلع جہلم۔ ۳ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) (۱) اگر مسجد میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور پھر نہ دیا تو مفسدۂ نہیں لیکن اگر بطور نذر کے اپنے اوپر دینا لازم کر لیا تھا تو اگر نذر واجب ہے۔ (۲) یہ تو نذر ہو گئی جب پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو پھر

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) ولو قال لہ علی ان اذبح حروراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شاة حر ووجہ لا یحیی (المر المحار، قال المحقق فی الشامہ: قوله ووجہ لا یحیی، وهو ان السبع یقوم مقامہ فی الصحبا والہدایا و کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳/ ۷۴ ط سعید)

(۳) وكذا لو قال لا ھدین ھذہ الشاة والمسننة بحالھا یمرمہ (عالمگیریہ: وما ینصل بذلك مسائل المر ۲ ۶۵ ط ماحدہ: كونه) (۴) ومن یدر یدر، مطلقاً او معیناً بشرط وكذا من حسہ واحب ای فرض ووجہ الشرط المعق بہ لزم النادر لحدیث من یدر و سمي ثلثہ الوفاء بما سمي كصوفه وصلوة و صدقة (التوبہ و شرحہ: كتاب الایمان ۳ ۷۳۵ ط سعید)

روز اس وقت تک دینا ہوں گے جب تک پانچ سو روپے رہیں اور جب پانچ سو روپے سے کم ہو جائیں تو پھر دینا لازم نہ ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے گا تو میں اپنی تمام زندگی کے اندر ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا مگر بعض مجبوریوں کی ہیں جن کی وجہ سے اس کو پورا نہیں کر سکتا اس کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے کوئی معقول کفرہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۳۶۹ مستأز جہاں ذمہ فیجر مسلم گریس اسکول۔ کر۔ بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) اگر نذر کی شرط پوری ہو گئی یعنی وہ کام پورا ہو گیا تھا تو وفائے نذر اس کے ذمہ لازم ہے (۱) روزہ رکھے یا بصورت مجبوری روزے کا فدیہ ادا کرے (۲) ہر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہوا ہے جس جمعہ کو روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کا فدیہ پونے دو سیر سیول صدقہ کر دینا ہے اگر مینے کے چار بیٹے ہوں تو سات یہ گیسوں مینہ بھر کا فدیہ ہو اگر نہ روزے پر قادر ہو اور نہ فدیہ دینے کی قدرت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس کی کوتاہی کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر لازم نہیں۔

(از مجموعہ سہ روزہ دہلی مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) اکثر لوگ یہ منت مانتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پوری ہو جائے تو ہم مسجد میں چراغ جلائیں گے اور کچھ پکا کر مسجد کے اندر بجا جا رکھ دیں گے اور ایسا کر کے چلے جاتے ہیں صبح کو جو نمازی آتے ہیں وہ انہی کو کھا لیتے ہیں آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) یہ نذر کہ ہمارا فلاں کام ہو گیا تو مسجد میں چراغ جلائیں گے یا مسجد میں کھانا رکھ آئیں گے منقہ نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص اس کو پورا کرنا چاہے اور مسجد معمولی روشنی کے لئے تیل یا روپیہ دیدے اور اسی طرح مسجد میں کھانا دے آئے تو جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۳) ولواحر انقصاء حتی صار شیخاً فذبا او كان البدر لصيام الا بد فبحر لذلك او ماشعنا بالعمیسة - فله ان یعطی و یظلم لکل یوم مسکینا علی ما تقدم وان لم یقدر علی ذلك لعسرتہ یستعفر اللہ انہ هو العفور الرحیم عالمگیریہ

الباب السادس فی البذر ۲۰۹/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ولم یلم البذر ما لیس من حسہ واجب ای فوض التوبیر و شرحہ کتاب الامان ۳ / ۷۳۶ ط سعید

کیعادۃ مریض و تشیع حازۃ و دخول مسجد

نذر کا بحر اعتقید یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
(از اخبار سہ روزہ انجمنیہ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۳ء)

(سوال) زید نے ایک بحر اللہ واسطے کا چھوڑ رکھا ہے۔ بعد ازاں زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بحرے کو اپنے لڑکے کے اعتقید میں رکھتا ہے یا نہیں؟ یا قربانی کے دنوں میں اس بحرے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۷) یہ بحر تو مستقل طور پر نذر کا ہو گیا اس کو اعتقید میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے۔
(انجمنیہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) کسی عزیز کی سلامت واپسی پر کسی جانور کو جو پانچ روپے کا ہو دینے کی نیت کر کے عزیز کی واپسی پر بجائے جانور کے ان روپیوں کی دیگر اشیاء مثلاً ایک نمازی عورت کے لئے چادریا تھیمپوں کے لئے کپڑے خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۸) دینے سے اس عزیز کو دینا مراد ہے تو جو چاہے دے سکتے ہیں اور اگر جانور کا قربان کرنا مراد ہے تو یہ نذر ہو گئی اور نذر تو اسی طرح ہوا کرنا چاہیے جس طرح مانی تھی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

بحر اذبح کرنے کی نذر کے بعد بھیج ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی۔

(سوال) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بحر اذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ لازم ہے یہ شخص اگر تندرست ہونے کے بعد بجائے بحرے کے بھیج قربان کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۳۹) یہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ قربانی اور نذر کا حکم ایک ہے۔ ولو قال لله علی ان اذبح جزوا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شہاء جاز (در مختار ص ۷۶ ج ۱) ۲۰

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

(۱) ومن بدر ان یصحی شاة ودلت فی ایام البحر وهو موسم فعليه ان یصحی بشائین عدا شاة بالبحر و شاة بالبحر الشروع ابتداء الا اذا عسی به الاحبار عن الحواب علیه فلا یلزمه الا واحدة ولو قل ایام البحر لزمه شاتان بلا خلاف و رد المحتار کتاب الاصحیة ۳۲۰/۶ ط سعید

(۲) ومن بدر نذرًا مطلقًا او معلقًا بشرط وکان من حسه واجب ای فرضی و وحده الشرط المعلق به لزم البدل لحديث من بدر وصحی فعليه الوفاء بما سمي کصوم و صلوة و صدقة (تویر الامصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار)

مطلب فی احکام البحر ۷۳۵/۳ ط سعید

(۳) کتاب الایمان مطلب فی احکام البحر ۷۴۰/۳ ط سعید

كتاب القضاء والافتاء

پہلا باب ثالث بنانا

فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے

(سوال) شہ سائر عملداری سرکار قیہہ بند (انگریزی) میں ایک پنچایت کے مجمع میں یہ بیچ لوگ برادری کے جھڑوں زنا وغیرہ کے معاملات میں ذمہ داری جہان وغیرہ کر دیتے ہیں اور موجودگی قاضی شہ (قاضی شہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو کہ شر کے مسلمانوں نے اپنی رضامندی سے بعد وفات اس کے والد کے معاملات نکاح خوانی و طلاق وغیرہ کے واسطے چکری باندھ کر قاضی مقرر کر لیا ہے اور نماز عیدین بھی اس کے پیچھے جماعت اہل اسلام ادا کرتی ہے) زید نے اپنی عورت مسعودہ منکوحہ پر اہرام زنا عمر کے ساتھ لگایا اور چار مرتبہ روہر حاضرین مجلس قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے اس کو عمر کے ساتھ زنا کرتے دیکھا اور پانچویں مرتبہ کما کہ حنت خدا کی مجھ پر ہو اگر بندہ بچی ہو اور بندہ بھی اس پنچایت میں موجود تھی پھر بندہ نے اسی طرح چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہا کہ خود میرا زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور حنت خدا کی جو مجھ پر ہو وہ سچی ہو درحقیقت پر معلوم ہوا کہ اس عورت پر کبھی تہمت زنا نہیں لگائی تھی (یہ پنچایت تاریخ وقوع کے چار پانچ روز بعد جمع کی گئی تھی اور زید نے بندہ کو اپنے مکان سے وقت شب نکال دیا تھا اور اس وقت سے اب تک بندہ اور زید میں عیدہ گئی ہے) اس واسطے قاضی مذکور الصدر نے مشورہ پنچان موجودہ باہم زید و بندہ کے مجمع پنچایت میں تفریق کرادی اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ کیا حاکم مندرجہ بالا میں جو تفریق کہ قاضی مذکور نے مشورہ پنچان کرادی ہے وہ عملداری انگریزی میں جہاں کوئی شریعی حکم نہیں ہے چنانچہ اردو جہاں کی یا ناجائز؟ اور قاضی مذکور کی یہ تفریق جو مجمع پنچایت میں کی اس قاضی کے حکم کے مطابق جس کا تہمتہ میں مذکور ہے کبھی جائز کی یا نہیں؟ اور اس کارروائی سے جو زید و بندہ کے باہم ہوئی اور زید نے بندہ کو اپنے مکان سے وقوع کے بعد سے نکال دیا ہے کیا باہم زید و بندہ کے خلاف ہو گئی یا نہیں اور اب بندہ کا نکاح زید کے ساتھ کسی طریقے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو نکاح کہ بندہ کا زید کے ساتھ ہوا کیا اس کارروائی سے فسخ ہو گیا؟

معاملات فتح نکاح کے متعلق جناب مولانا مولوی ابوالکلام آزاد مدظلہ نے اخبار صداقت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء لکھ کر یہ عبارت درج فرمائی ہے (اور) توجہ عدالتیں آج موجود ہیں شرعاً ان کو قاضی و حاکم قرار نہیں دیا جاسکتا اور احکام شرعیہ میں جہاں کہیں قاضی یا حاکم کا لفظ آتا ہے اس سے موجودہ عدالتیں مقصود نہیں ہو سکتیں پس عدالت موجودہ ہندوستان میں سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے شرعی مقدمات کے لئے علیحدہ طور پر رجوع کریں یا پنچایتی طریقے سے کام لیں) اور جناب مولانا مولوی عبدالرؤف صاحب نے اخبار مذکور الصدر تاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مولانا مدعوں کی اس

ہر جگہ پر تاکید فرمائی ہے (یعنی اگر مسلمان ایک اجتماعی کوشش اس امر کی کریں کہ ایک قاضی اپنے یہاں مقرر رہیں تو بالتحقق فقہان یہ صورت جائز ہوگی اور دوسرے ایسے ممالک میں جہاں مسلمان جیسا کہ سلطانوں کے تحت آباد ہیں یہی صورت ہی ہے) تو کیا ان عبارات کا فائدہ دیگر ایسے ہی امور میں بھی ہے؟
میں قاضی مذکور الصدر اور چچان سے بیان کر سکتا ہوں یہ نہیں ہے اور اگر ان طریقوں سے مسلمان تفریق
رائیں تو کیا وہ تفریق جائز منقسم ہوگی یا نہیں؟ جواب بصواب سے سر فراز فرمائیں خادم محمد عبداللہ امام
بر مکان قاضی محمد عبدالعزیز قاضی شہر ساگر۔ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء

(جواب ۲۴۰) یہ قاضی جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں نکلتا ہے عیدین کی نماز پڑھتا ہے اور شہر
وہ قاضی نہیں ہیں جو احکام اور فقہ کے اختیارات رکھتے ہیں اس لئے ان کا کوئی فیصلہ قضا نہیں ہوگا۔ اور
جن مسائل میں قضا کی ضرورت ہے ان میں ان کا حکم کافی نہ ہوگا بعد اور عیدین اور عیدین کے قسم کے مسائل
دینیہ میں تو مسلمان جسے قاضی بنائیں وہ قاضی ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ معتبر ہے کیونکہ حکومت موجودہ
نے مذہبی معاملات میں آزادی دے رکھی ہے۔ اور خود کچھ دست اندازی نہیں کرتی۔ عین فعل
خصوصیات کی حد اتنی خود اپنے قبضہ و اختیار میں رکھی ہیں اس لئے ان کا فیصلہ خصوصیات کے لئے ہی ہو
قاضی بنانا اس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک حکومت سے انہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو جائے۔
مگر صورت مسو۔ میں جب کہ زید و بندہ نے اپنے فیصلہ کسی شخص کے سپرد کر دیا اور اس شخص
کی تفریق پر فریقین راضی ہوئے تو وہ شخص حکم ہو گیا اور اس کی تفریق صحیح اور معتبر ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اقلہ

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) زید و عبدہ زن و شوہر ہیں دونوں میں ناپاکی ہوئی اپنے نزاع کو رجوع ثالثی یا ثالث نے
وہاں طبق کے بیان قلم بند کر کے واقعہ حاکم کو عدالت قرار دیا اور تفریق کا فیصلہ کر دیا۔ آخر فیصلہ ثالثی
مقابلہ عاہدہ عدالت میں ہر دو مضمون پیش ہوا کہ "زید نے طلاق مغلطہ دیا تھا۔ فریقین نے وہاں اقرار
نامہ جات اپنے نزاعات طلاق کو رجوع ثالثی یا ثالث نے اتفاق کا فیصلہ کر دیا بعد فیصلہ ثالثی عدالت قرار
دیا جائے۔" زید نے یہ کہہ کر عدالت کو دینے سے ثالث کو عدالت کے تصفیہ کا اختیار تفویض کرنے سے انکار
یا فیصلہ ثالثی پر زید کے متنبہ نہیں ہیں صرف اقرار نامہ پر دستخط ہیں و اقرار نامہ پر بھی اقرار باعد

۱۔ رو فیہ وال لعلہ کفار وجہ علی المسلسل نعیر وال و امامہ للجمعة (الدر المختار) کتاب القضاء مطلب

فی حکم بولیہ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۳۶۹/۵ طبع سعید

۲۔ حکم سہما سہ و افراز و مکور و رصبا بحکمہ صح لو فی عبر حدود و دیۃ علی عاقبۃ سورۃ انصار و

شرحہ الدر المختار مع رد المختار باب التحکیم ۴۷۸ ۴۷۹ طبع سعید

نے باہر دستخط کروالینے کی نسبت ایک فوجداری کارروائی بھی کی خیر چونکہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے جو ضابطہ کے تحت آگیا ہے عدالت نے مقدمہ ہذا میں بعد سماعت عدالت یہ نتیجہ برائے تصفیہ قلم کی ہے آیا قرار نامہ جات ہائے ناش مورخہ ۳۱۲ نمبر فریقین شریکہ جازہ قابل لغز ہے؟ اور یہ ناش امر شرعی طلاق کے تہذیبی مجاز ہو سکتی ہے؟ اور اقروا المستفسی نمبر ۳۱۴ محمد امیر (حیدرآباد کن) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۱) اگر اقرار نامہ میں اس امر کی تصریح ہو کہ ثالث کو حاق کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے تو ثالث کا فیصلہ دوبارہ طلاق صحیح نہ ہو گا اور اگر یہ تصریح نہیں اور جھگڑا یہی تھا کہ طلاق دینے دینے میں اختلاف تھا اور یہ مقدمہ ثالث کے سپرد کیا گیا تھا تو اس کا فیصلہ باقاعدہ ہے، فقط محمد سعید احمد خان اندلہ دہلی۔

ثالث ہائے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے (سوال) دو اقرار نامہ جات منسلک استثنائے ہذا کی بنا پر ثالث نے گواہان طلاق کے بیانات قلم بند کر کے طلاق ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ رد دیا یہ فیصلہ عدالت میں بدین مضمون منجانب استناجش ہوا۔ فریقین نے باذخال اقرار نامہ جات اپنے تنازعات طلاق کو رجوع ثالث کیا ثالث نے افتراق کا فیصلہ رد دیا نیز فیصلہ ثالثی عدالتی قرار دیا جائے عدالت نے حسب ذیل نتیجہ برائے مقدمہ سماعت قائم کیا۔

آیا اقرار نامہ جات ہائے ناش مورخہ ۲۶ مئی ۱۳۴۱، ۳۱۲ نمبر فریقین شریکہ جازہ قابل لغز ہے؟ اور ثالثی امر فیصلہ طلاق کی مجاز ہو سکتی ہے واضح ہو کہ یہ دو اقرار نامہ جات پر فریقین کے دستخط ہیں اور فیصلہ ثالثی پر مدعا علیہ محمد امیر کے دستخط نہیں ہیں۔ المستفسی نمبر ۳۴۸ محمد امیر (حیدرآباد کن) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۲) اقرار نامہ جات منسلک کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں باقصر تین ٹائٹلوں کو طلاق مجیزہ اور اخراجات زوجگی کے متعلق تصفیہ کرنے کا فریقین نے اختیار دیا ہے اس کے ٹائٹلوں کو حق تھا کہ وہ حاق کے متعلق فیصلہ کریں اور ان کا فیصلہ متعلق طلاق ان کے حدود اختیارات کے اندر ہے، اور فیصلہ ثالثی پر فریقین یا ان میں سے ایک فریق کے دستخط نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں اقرار ناموں پر دونوں

۱. وصح احمد بن محمد بن احمد الحنبل و بعد الہ الشاہد حال ولاسہ ای بقاء التحکیم (تویر الاصل و شرحہ بدر سبحان) فان المحقق فی الشاہد (قولہ وصح لاحبار) ای اذا قال لاحد ہم الفرز عدی و قامت عدی بسمہ عت لہذا فعدلوہ عدی والزمہ بذلك و حکمت لہذا فانکر المقتضی علیہ لایلت علی اکرہ (باب التحکیم ۴۳۰ ط سعید)

۲. فان حکمہ لم یحکموا ثم استأثرت الثلاث بعبید صحة التحکیم فی کل المحدثات (تویر الاصل و شرحہ بدر لمختار مع رد المختار) باب التحکیم ۴۲۹/۵ ط سعید

فریقوں سے دستخط کئے ہیں جو جائز نہیں صحیح ہونے کے لئے کافی ہیں۔۔۔ اقواموں کی نقلوں پر میں نے سرخ روشنائی سے دستخط کر دیئے ہیں) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کا تو کیا حکم ہے؟
- (۲) بی بی بونٹ طلاق کی تعداؤں میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
- (۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
- (۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے
- (۵) اثبات شرعی مسند سے ناواقف ہو تو علم سے مسند معصوم کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

- (سوال ۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے یہ کب نہیں دیکھا صرف دو طلاق گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہو گا نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر کوئی دوسری صورت ایسی پیش آئے جس میں شوہر شک و تردید ظاہر کرے تو کیا حکم ہو گا؟
- (۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر سے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی نہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے لئے شرعی فیصلہ کی کیا صورت ہو گی؟ فریقین کسی کو حکم مقرر کرے یا چاہے اسے اس فیصلہ حاصل نہیں تو معتبر ہو گا یا نہیں؟
- (۵) اگر شرعی حکم مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا اور کوئی شخص قضا کا حکم کر سکتا ہے یا نہیں؟
- یہ ۱۰ اقوال المستفتی نمبر ۲۸۳ عبد العظیم قاضی (شلع اعظم شریعہ) ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ
- م ۱۱ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۳) اگر زوجہ تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور وہاں کا مقرر ہے تو اس صورت میں حکم دیانت (حند اللہ) یہ ہے کہ واقع میں تین طلاق ہی ہیں تو طلاق منقطع ہوئی اور دوسری ہیں تو حق رجعت ہے لیکن اگر فریقین حکم دیانت پر قیام اور عمل نہ ہوں تو حکم قضائے ہے کہ یا تو عورت تین طلاق کا ثبوت (یعنی عدولہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے حلف بیزائے موافق دو طلاق کا حکم دیا جائے گا ورنہ اس صورت میں ظاہر کے لحاظ سے رجعت کا اختیار ہو گا۔

۱۔ اور نہ لفظ الدال عمید مع فون لاجر، سور الانصار و شرحہ، قال المحقق فی الشامہ، قولہ ورنہ لفظہ، ی رکن بحکم لفظہ الدال عمید، ای انقطع الدال علی الحکمہ ک حکمہ بیا او حسمات حکمہ و حکمتہ فی کتاب باب التحکمہ ۴۲۸/۵ طبع

(۱) اگرچہ فی الحقیقت قسم جھوٹی ہونے کی صورت میں سے رجعت کا کوئی حق نہیں رہتا (سال دوم ص ۸) حکم بھی یہی ہے (۱)

(۲) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین حلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں یعنی دیانہ وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی استیصال نفس کی سعی کرے (۱)

(۳) حکم اور ثالث اس مقدمے کا فیصلہ کر سکتے ہیں اور عدالت کا مسلمان جج بھی قاضی کے حکم میں ہو سکتا ہے اور جج یا سواں نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے اثاث یا پناہیت جب خود مسئلہ سے ہوا تفتیہ یوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عام سے دریافت کرے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عالم ان وقت تک صورت شرعیہ بتا دے (۲) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

پناہیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے (سوال ۱) زید و بحر کے برادری ہے اور سب کا مرشدی غنی وغیرہ کے ہر اور ان طریق پر انجام ہوتے ہیں قومی پناہیت بھی بنی ہوئی ہے اور شدائی غنی زیر تحت رسومات مروجہ فقہیہ انجام دیتے ہیں مثلاً برادری میں کسی چوہ کی ختنہ میں تو اس میں عدوہ اور رسومات وغیرہ کے پاد پاد بھر گزرتی تھیں تقسیم ہوتا ہے اور اس کی یہاں تک پابندی ہے کہ اگر وہ تقسیم نہ کرے تو اس جرم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اہل برادری میں سے کوئی شخص حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس تصور یعنی غنی کو تقسیم نہ کرے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زجر مانہ وصول کرے پھر ان کو برادری میں شامل کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ کو ترک کر دے بری ہیں اگر کہتا ہے کہ ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا نظام بچو تا ہے زید کہتا ہے کہ اگر بھائی بھرتا ہے تو بھرتا ہے ورنہ نہ سے تو بھرتا ہے بھرتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں میں زید کہتا ہے کہ اس میں بھرتا ہے

۱. فان احب فی وجود الشرط ای ثبوته لبعده العد می فانقول له مع الیس لا کما لا ینکاح بالطلاق (سورۃ الانصار و شرحه) فان المحقق فی الشامیہ فی البرۃ ادعی الاستیفاء و فی الشرط فانقول له نہ قال و ذکر الی فی ادعی الروح الاستیفاء و مکرب فانقول له ولا یصدق بالابۃ و ان ادعی بعین لطلاق بالشرط و ادعی بالرسال فانقول له کتاب الطلاق باب التعقیق مطلب احلاف الروحین فی وجود الشرط ۳/ ۳۵۶ ط سعید

۲. و المرآۃ کا قاضی و اد سعید و احمر جاعل لا یحل لیا سکیہ رد المحتار کتاب لطلاق مطلب فی فروع لبحر الصریح ینحاح فی وقوعه الی الیہ ۳/ ۲۵۲ ط سعید

۳. نہ استیفاء سلاطۃ بعد الحکم فی کل المحتجہ و رد المحتار فان المحقق فی الشامیہ (قوله فی کل المحتجہ) ای لیس الی یسوغ فیہ اللاحضہ من حقوق العباد کا لطلاق و العتاق و باب النکحہ ۵/ ۴۳۰ ط سعید

۴. و بحرہ غنی غیر الاہل لہ حول فیہ فیصد من غیر تردد مر فی لخرہ (سورۃ الانصار و شرحه) فان المحقق فی سبہ (قوله و یجرہ علی غیر الاہل) بل المراد نہ عامر فی قوله و سعی نہ یكون مؤثوقا فی غفایہ و غفلہ و حسن المراد نہ الاحول مضطرب حسمہ ادعی الی لفضا بالمرات فانی ۵/ ۳۶۸ ط سعید

بدعت قوم کی تہا یہ خبر مانتا ہے کہ ان کو ہمہ دین میں تھوڑا ہی داخل کر رہے ہیں۔ المستفتی نمبر ۴۲۴ مفتی محمد اختر خاں (دہلی) ۲۸ دسمبر ۱۳۵۳ھ مطابق نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۴) زید کا نہیں صحیح ہے اور جس قوم کی چاہیت بنی ہوئی اور قہر ہے وہ بری قوم ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کہ کسی جماعت کا شیرازہ نہ مٹا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت الہی صورت میں ہے کہ چاہیت قوم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت سے موافق کرے۔ بے شک فتنوں اور تباہ کن رسمیں اگرچہ فی حد ذاتہ مہلک بھی ہوں مگر ان کے امتداد کی وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے ایمان افراد تباہ ہو رہے ہوتے ہیں واجب الاتقان ہیں قومی بہبود کے نقطہ نظر سے ان کو ترک کرنا ضروری ہے اور نیک مایوں کو بڑے لگاؤ؟ جب چاہیت کا فیصلہ ہو کہ فاسد رسم نہ کی جائے اور قوم اس کے فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ تو نظام کی درستگی اور نوبی بہ نوبی اس کو نیک مایوں کا بچاؤ ہے۔ سکتا ہے، محمد کفایت اللہ کا نالہ۔ دہلی

رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح حالت نکاح میں ایک مرد سے ساتھ لڑکی کے باپ نے مرد یا مقدمہ نکاح کے بعد لڑکا مجنون ہو گیا اور دھانی سال سے مجنون ہے نہ کہ باپ کہتا ہے کہ اب وہ تروتق کے قریب نہیں لڑکی نکاح چاہتی ہے فی یقین نے فی نکاح کے لئے ایک حکم مقرر کیا ہے یا حکم بغیر نکاح نہیں۔ نکاح نکاح کر سکتا ہے۔ المصنفی نمبر ۲۰۳۰۲۰۳ دہلی نمبر ۲۰۳۰۲۰۳ (ضلع میں نکاح) ۲۰۳۰۲۰۳۔ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۵) حکم کو جب فی یقین نے رضامندی سے حکم کیا ہے اور اس میں نکاح کا اختیار دیا ہے اور زوج مجنون ہے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے اور تاویل کی حاجت نہیں کیونکہ دونوں جب دھانی سال سے تھے تو نکاح مطلق ہے اس میں تاویل کی ضرورت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا نالہ۔ دہلی۔

۱۔ سماء اللہ بید صحیحہ الحکمہ فی کل المجتہدات (الدر المختار) قول المحقق فی السامع۔ ۲۔ لہ فی کل المجتہدات۔ ۳۔ المسائل الی سبوح فی الاحتیاج من حقوق العباد کالتلاق والطلاق والکفایہ و تسعد بحرف ما حالف کتابا او سہ او اجماعا (باب التحکیم) ۴۳۰/۵ ط سعید

۲۔ حکم سہما مبیہ او اقرار او نکول و رضا حکمہ صحیح (الدر المختار) باب التحکیم ۴۲۸ ۴۲۹۔ ط سعید

دوسرا باب

عہدہ قضا اور قاضی کے فرائض

(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟

(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے۔

(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے۔

(سوال ۱) مسلمانان ہندوستان پر مسلمان قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ہندوستان کے مسلمان اگر بطور خود قاضی مقرر کریں تو وہ قاضی شرعی ہو گا یا نہیں موجودہ صورت حال میں کہ ہندوستان پر حکومت غیر مسلمہ تسلط ہے حکومت غیر مسلمہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور حکومت غیر مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے قاضی شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) جن مسائل میں شرعی قاضی کا فیصلہ ضروری ہے ان میں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر قانون شریعت کے موافق بھی ہو گا یا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مثل کے طور پر چند مسائل جن میں مسلمان قاضی کا فیصلہ ضروری ہو تا دیکھ جائیں؟

(جواب ۲۴۶) (۱) مسلمانوں پر سپاہیاء اور مقدمہ فرض یہ ہے کہ وہ مسلمان والی مقرر کریں کیونکہ غیر والی مسلم کے بہت سی اسلامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

ثم الاحماع علی ان نصب الامام واجب والمذهب انه يحب علی الحلق (شرح عقائد ص ۱۱۰) ۱۱

والمسلمون لا بدليهم من امام يقوم بتفدي احكامهم واقامة حدودهم و سد عورهم و تجهيز جيو شههم واحد صدقاتهم و قهر المغنلة والمتلصصة و قطاع الطريق واقامة الجمع والاعباد و قطع المنازعات الواقعة بين العباد و قبول الشهادات القائمة على الحقوق و ترويح الصغار والصغار الدين لا اولياء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك من الامور التي لا يتولاها احاد الامة (العقائد النسفية ص ۱۱۰) ۲

و نص ۴ اہم الواجبات فلذا قدموه علی ذل صاحب المعجزات (در مختار) قوله اہم الواجبات ای من اہمها التوقف کثیر من الواجبات الشرعية علیہ (رد المحتار ص

۴۰۴ ج (۹) ۱۰

ولو فقد وال لعنه كفار وحب على المسلمين تعيين وال و امام للجمعة فتح

(در مختار) ۲۱

(ترجمہ) اس بات پر ايمان ہے کہ امام مقرر کرنا فرض ہے اور نہ جب اہل سنت کا یہ ہے کہ امام مقرر کرنا حقوق (مسلمانوں) پر فرض ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو احکام جاری کر سکے اور حدود، قضا، نہایت اور حدود کا انتظام اور بیوش مسلمانوں کی تیار کر سکتا ہو اور صدقات وصول کرے اور منتخب و جوں و ہائے چوزوں اور شخصوں کو مقبور کرے جمعہ اور عیدین قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ کرے شہادتیں قبول کرے باغیوں کا جن کے وہی نہیں ہیں نکاح کر دیا کرے غنائم تقسیم کرے اور اسی قسم کی بہت سی ضرورتیں ہیں جو افرواہات سے پوری نہیں ہو سکتیں۔

امام مقرر کرنا فرض میں است اہم فرض ہے اسی وجہ سے صاحب رسالت کے وفات سے پہلے صحابہ کرام نے امام مقرر کر لیا کیونکہ بیت سے واجبات شرعیہ امام پر موقوف ہیں۔

آخر غلبہ کفار کی وجہ سے والی مسلم نہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک والی مسلم اور امام جمعہ مقرر کریں۔

قاضی مقرر کرنے کا اختیار بادشاہ اور امام کو ہے لو کہ اگر خود قاضی مقرر کر لیں تو وہ قاضی نہ ہو گا کیونکہ ان کے مقرر کرنے سے قاضی کو تنہیہ احکام کا اختیار اور قدرت نہ ہو گی۔

و اذا اجتمع اهل بلدة على رجل و جعلوه قاضياً يقضى فيما بينهم لا يصير قاضياً (عالمگیری) ۳۱

اذا قلد السلطان رجلاً قضاء بلدة كذا لا يصير قاضياً في سواد تلك البلدة مالم يقلد قضاء البلدة ونواحيها (عالمگیری) ۳۱

الا اذا كان لم يصلح له الا رجل واحد تعين هو لا قامة هذه العبادة فصار فرض عين عليه الا انه لا بد من التقليد فاذا قلد افترض عليه القبول (بدائع باختصار) ۵

و اذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقليد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة الآن يحب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم

(۹) مطلب شروط الامامة الكبرى ۵۴۸/۱ ط سعد

(۲۰) كتاب القضاء مطلب في حكم بولية القضاء في بلاد غلب عليها الكفار ۳۲۹ ط سعد

(۳) الباب الخامس في التقدیم والعلل ۳۹۵ ط ماحدہ کوئٹہ

(۴) مرجع سابق

(۵) فصل واما بيان من يفترض عليه قبول تقليد القضاء ۴۱۷ ط سعد

یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویكون هو الذی یقضى بینهم الخ (شامی ، نقلاً عن السیر ناقلاً عن الفتح)

(ترجمہ) جبکہ کسی شہر کے لوگ متفق ہو کر کسی کو قاضی بنالیں جو فیصلے کیا کرے تو وہ واقعی قاضی نہیں بن جائے گا۔

جب کہ بادشاہ کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی مقرر کرے تو وہ شخص مضافات شہر کا قاضی نہ ہو گا جب تک کہ بادشاہ شہر اور مضافات کی قضا سپرد نہ کرے۔

جب کہ شہر میں قضا کے لائق ایک ہی شخص ہو تو فریضہ قضاء ادا کرنے کے لئے وہ متعین ہے اور قضا اس پر فرض میں ہے مگر بادشاہ کی طرف سے قاضی بنایا جانا ضروری ہے تو جب کہ اسے قاضی بنایا جائے تو قبول کرنا اس پر فرض ہے۔

اور جب کہ بادشاہ اسلام اور ایسا مسلمہ نام جو قاضی مقرر کر سکتا ہے نہ ہو جیسے کہ مسلمانوں کے بعض شہروں میں جن پر کفر غالب ہوئے ہیں مثلاً قزلبے کے آج کل ہے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ متفق ہو کر کسی مسلمان کو والی مقرر کریں اور وہ والی قاضی کا مقرر کرے اور قاضی مسلمانوں کے فیصلے کیا کرے۔

اگر بادشاہ مسلمان نہ ہو اور مسلمان بھی کوئی والی مسلم مقرر نہ کر سکیں تو عدالت مجبوری مسلمانوں کو حق ہے کہ غیر مسلم بادشاہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کریں ایسی حالت میں غیر مسلم بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے مسلمان قاضی قاضی شرعی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قاضی و ستیذ احکام کا اختیار ہو اور مسائل شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے سے روکا نہ جائے۔

و یحوز تقلد القضاء من السلطان العادل والحائز ولو کافرا (درمختار) فی الترابیۃ الاسلامیۃ لیس بشرط فیہ ای فی السلطان الذی یقلد (درالمختار) ، الا اذا کان یمسحہ عن القضاء بالحق فیحرم (درمختار) - ولکن اما یحوز تقلد القضاء من السلطان الحائز اذا کان یمککہ من القضاء بحق ولا یحوص فی قضایاہ بشر ولا یسہاہ عن تنفیذ بعض الاحکام کما یبغی اما اذا کان لا یمککہ من القضاء بحق و یحوص فی قضایاہ بشر ولا یمککہ من تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی لا ینقلد مہ (الفتاوی العالمگیریہ ص ۳۷۷ ج ۳) ۱۱

لکن اذا ولی الکافر علیہم قاضیا ورضیہ المسلمون صحت تولیتہ بلاشبہ

(۱) مطلب فی تولیۃ حکم القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۳۶۹/۵ ط سعید

(۲) مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فانی ۳۶۸ ط سعید

(۳) ایضا

(۴) کتاب ادب القاضی الباب الاول ۳۰۷ ط ماحدہ کومہ

(رد المحتار) ۱

(ترجمہ) منصب قضا قبول کرنا سلطان عادل اور خاتم کی طرف سے جائز ہے اگرچہ باہر کا قاضی ہو۔
 (۱) (مختار) تاتارخانیہ میں ہے کہ قاضی مقرر کرنے والے بادشاہ کا مسلمان ہونا (صحیح قضاء سے زنی) شرط نہیں ہے۔ اگر باہر کا قاضی ہو یا شاہ (خواہ غیر مسلم ہو یا خاتم) قاضی کو فیصلہ حق سے روکے تو حرام ہے لیکن بادشاہ خاتم (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) سے منصب قضا ایسی حالت میں قبول کرنا جائز ہے کہ باہر کا قاضی و حق سے موافق فیصلے صادر کرنے کی قدرت دے دے اور اس کے فیصلوں میں باحق، باطل نہ ہو اور اس و بعض احکام کی تنفیذ مناسب سے نہ ہو کہ اگر بادشاہ قاضی کو حق فیصلہ نہ کرنے دے دے اور اس کے فیصلوں میں باحق و باطل نہ ہو اور اس کی تنفیذ مناسب سے نہ ہو کہ تو قضا قبول نہ کرنا چاہیے لیکن جب باہر کا قاضی کوئی قاضی مقرر نہ ہو اور مسلمان اس پر رضامندی خابہ ہو تو یہ تقریر بلاشبہ درست ہے۔

(۲) غیر مسلم کو قاضی بنانا درست نہیں تھا کیونکہ قضا کے شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ قاضی مسلمان ہو پس غیر مسلم کا قاضی شریعی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اور ان کا فیصلہ ضرورت شریعیہ و پورا نہیں آسکتا۔

ولا تصح ولاية القاضي حتى يجتمع في المولى شرائط الشهادة كذا في الهداية من الاسلام والتكليف والحرية الخ (عالمگیری) • الصلاحية للقضاء لها شرائط مفید العقل ومنها البلوغ ومنها الاسلام ومنها الحرية الخ (بدائع) •

قاضی و قاضی بنانا صحیح نہیں جب تک اس میں شہادت کے شرائط نہ پائے جائیں لیکن مسلمان ہونا مکلف ہونا آزاد ہونا وغیرہ۔

صدایت منصب قضا کے لئے چند شرطیں ہیں ان میں سے حاکم ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان ہونا اور آزاد ہونا الخ ہے۔ (بدائع)

یوں تو مسلمانوں کے تمام نزاعات کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان حاکمان کو فیس نہ لے لائنہ لا ولاية لکافر علی مسلم، لیکن نزاعات کی ایک قسم تو ایسی ہے کہ ان کے لئے قاضی مسلم یا اقلیدر کا ہونا اشد ضروری ہے جس سے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی اسلامی ضرورتیں متاثر ہوں گی۔ ان میں مسلمان سخت مواخذات شریعیہ میں مبتلا ہوتے ہیں نہ ف مثل کے لئے پر اس قسم۔

(۱) مطلب فی تولیة القضاء فی بلاد یعلیٰ علیہا الکفر ۵ ۳۶۹ ط سعید

(۲) کتاب ادب القاضی الباب ۳۰۷ ط ماحدہ کونہ

(۳) فصل واما بیان من یصلح للقضاء ۳۷ ط سعید

(۴) رد المحتار مطلب شروط الادامة الکبریٰ ۱ ۵۴۸ ط سعید

نہیں ہے تو شرعی قانون کے مطابق قاضی بنانے کا حق ہندوستان جیسے مقام میں کس کو ہے؟ (۳) کیا غیر مسلم حاکم غیر رضا مندی جماعت مسلمین قاضی کسی کو مقرر کر سکتے ہے؟ (۴) قاضی شیے آدمی کو، افضل ہے؟ اس کی انضامیت کے کیا یہ اصول ہیں (۵) شرعی قاضی کی موجودگی میں منصب امامت صلوة بعد وغیرہ واقامت جمعہ وایام وغیرہ دوسرے کو شرعاً حاصل ہے یہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۶ عبد المجید صاحب (مدراں) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۷) (۱) عمدہ قضا کا انتہائی ضرورت کے طور پر نہیں ہو تا بلکہ صلاحیت و استعداد لازم ہے ہاں صلاحیت اور استعداد رکھنے والے متعدد شخصوں میں سے اس کو ترجیح دی جائے جو قاضی سابق کا فرزند یا قریب ہو لیکن قاضی سابق کے فرزند یا قریب میں صلاحیت اور اہلیت نہ ہو تو واجبی وجوہ صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو مقدمہ رکھا جائے گا،

(۲) قاضی بنانے کا حق مسلمان حاکم کو ہے اور مسلمان حاکم نہ ہو تو مسلمان کی جماعت کو، اگر غیر مسلم حاکم کسی کو شرط رضا مندی جماعت مسلمین قاضی بنادے تو یہ بھی درست ہے، (۳) جماعت مسلمین کی رضا مندی کے بغیر اگر غیر مسلم حاکم کسی کو قاضی بنادے تو وہ قاضی صحیح قاضی نہ ہوگا اگرچہ قانون قاضی قرار دے دیا جائے۔

(۴) ہندوستان میں قاضی اپنے اصلی مفہوم کے لحاظ سے قاضی نہیں بنائے جاتے بعد نہ صرف نفاذ پڑھانے اور عید کی امامت وغیرہ جیسے کام ان کے سپرد ہوتے ہیں اس لحاظ سے ہر نیک اور صالح پڑھا کھ آدمی قاضی بنایا جاسکتا ہے (۵)

(۵) آج کل تو شرعی قاضی کی خدمات یہی ہیں اور جب ایسا شخص موجود ہو جو شرعی طور پر ان خدمات کی اہلیت رکھتا ہے اور یہ خدمات اس کو تنخواش کی گئی ہیں تو دوسرے کسی شخص کو اس کی جہت کے بغیر یہ کام نہ کرنے چاہئیں رد، فقط محمد کفایت امدکان امد - دہلی

الجواب صحیح - فقیر محمد یوسف دہلوی

۱، الصلاحيه للقضاء لها شرائط: مفيد لعلم ومفيد للولوج ومفيد للاسلام ومفيد الحرية ومفيد للصالح (مدافع الصانع) كتاب آداب القاضي ۳، ۷ ط سعيد

۲، رد بلاد عتب ولاه كذا في حوزة لمستعبر - جامعة الجمع ولا عدد وغيره الحاشي فحيدر - حبي مسلمين، رد المحتار قبل مطلب في حكم بوبه القضاء في بلاد عتب عتب كذا ۳۶۹ ط سعيد

۳، داولي الكافر عليهم فصي ورحبه المسلمون صحت توليه بلاشبهة رد المحتار مطلب في حكم توليه القضاء في بلاد لعلى عليها الكفار ۳۶۹/۵ ط سعيد

(۴) حواله بالا

۵، واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد والراي داولي بالامامة من غير مطلقا (توير الانصار و شرحه الدر المحتار مع رد المحتار باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

زوجین کے درمیان انگریز عدالت کے مسلم جج تفریق کر سکتے ہیں!

(سوال) اگر زوجین میں تفریق نہ ہو تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے؟ چونکہ عام وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی و اتفاق سے بھی کسی مناسب قاضی نہیں ملے گا، بعض ماحدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت: "وإذا خلا الزمان من سلطان دی کفایة فالأمر موكلة إلى العلماء و يجب على الامة الرجوع اليهم و بصرون ولا فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل فطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استوا اقرع بينهم" سے ہر عالم کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: "ہی علم ن وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے" موقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج مجسٹریٹ یا سب اسٹنسٹ ہیں اگر یہ حرم شریعت سے واقف ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: اتوجرو!

(جواب ۲۴۸) "ہاں ضرورت انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شرعی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ انکو صومتن کی طرف سے معذرت مخصوصہ اہل اسلام مثل طلاق نکاح میراث وغیرہ میں احکام شریعہ کے موافق فیصد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، احادیثہ ندیہ کی جو عبارت سہال میں مذکور ہے وہاں تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانات میں آج کل علماء ضرورت قائم مقام قاضی کے نیچے جاسکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے علماء کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومات میں ان کا کوئی فیصد معتبر نہیں یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے والی بنائیں اور اگر مسلمان ریاست میں تو بیشک ان علماء کو فیصلہ دینا ہوگا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک علماء قائم مقام و ادا احکام نہیں ہو سکتے (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ"

(۱) کبار کا مرتب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں

(۲-۳) فاسق کے مکان کو محکمہ شریعہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے جانا جائز نہیں

۱. بحور فہم القضاء من السلطان العدل والحق ولو كذا، سیر لانصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار، مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۵ ۳۶۸ ط سعید

۲. ولو فقد ولی لعلیہ كفاز وحب علی المسلمین تعین وذل و امام للجمعة (الدر المختار) فان المحقق فی لسمہ و فی المنہج وذل لم یکن سلطان ولا من بحور التقلید مہ کما ہو فی بعض بلاد المسلمین عتب عنہم تکفیر کفر طہ لان یحب علی المسلمین ان یقفوا علی واحد مہم یجعلونہ ولیا فیولی قاصدا و یكون هو ندی لسمہ و کذا نصیر امام یضی بہم لجمعة مطلب فی بولیہ القضاء فی بلاد تغلب عنہا الکفر ۵ ۳۶۹ ص

- (۴) گناہ کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے
 (۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چندہ دینا موجب فسق ہے
 (۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے
 (۷) تبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔

(سوال ۱) جو ان پڑھ خاندانی قاضی کے عیدین کی نماز کے لئے معہ ہجے کے ٹھوڑے پر سوار ہو کر عید گاہ جاتا ہو اور اڑھی منڈاتا ہو اور احکام شرعی پر آبائی رواج کو مقدم رکھتا ہو اور مسائل دینیہ سے بالکل نااہل ہو اور تارک صوم و صلوٰۃ ہو اور بدعت کے کاموں کو رواج دیتا ہو اور تعزیہ کے سامنے لوہان وغیرہ جلاتا ہو اور تعزیہ داروں کا حامی ہو ایسے شخص کو قاضی سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پڑھوانا اور اس کی حمایت کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایسے قاضی کے مکان پر علماء کو امور شرعیہ کے تصفیہ سے چاند درست ہے یا نہیں (۳) اور اس کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھنا کیسا ہے؟ (۴) جو شخص کہ باوجود تعظیم ہونے کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہو اور محرم میں لوندے بچاتے والوں اور مرثیہ سننے والوں کا معونہ و مددگار ہو بلکہ خود اس مجلس میں شریک ہوتا ہو اور رندوں کا ناچ دیکھتا ہو اور محرماتہ امر میں حق صر الشہادتین جیسی غیر معتد کتاب کا واعظ ہو اور اسے خوب منہ باندا کر پڑھتا ہو کہ سننے والے خوب رہیں اور یہ سمجھتا ہو کہ سامعین جتنا روئیں گے زیادہ ثواب ملے گا اور ہتک حرمت اہل بیت کا مرتکب ہو اور باوجود خصم شرعی دیکھ بیٹے کے بھی باز نہ آتا ہو اور علمائے متفقین کے فتویٰ کو جوادلہ شرعیہ کے موافق ہو محض اپنی ضد اور نفسانیت سے نہ مانتا ہو ایسے شخص کی گواہی شرعاً مقبول ہے یا نہیں (۵) جو مولوی کہ بزرگوں کے عرس مروجہ فی احوال میں جہاں رندوں کا ناچ وغیرہ لہو و لعب ہوتا ہو چندہ دے اور لوگوں سے چندہ وصول کرے اور ترغیب دے وہ کیسا ہے؟ (۶) جو مولوی بایں خیال کہ عوام مجھ سے بدخلق ہو جائیں گے میری بقدری ہوئی اور روزی میں نقصان پہنچے گا حق بات کو چھپے اور معلوم ہو کر فتویٰ نہ دے وہ کیسا ہے اور ایسے شخص سے فتویٰ پوچھنا کیسا ہے؟ (۷) ممنوعات شرعیہ سے روکنے والے عام کو سخت ستم آں اور ان کی جہت عزت کے درپے ہونا کیسا ہے؟ المستفتی فقیہ بلدار خاں امشب پانی منش چشتی حنفی عنہ (مالی گاؤں)

(جواب ۲۷۹) جس شخص میں یہ باتیں ہوں کہ ڈازھی منڈاتا ہو اور ناجزبایہ کے ساتھ عید گاہ کو نماز کے لئے جاتا ہو احکام شرعیہ پر رواج کو مقدم رکھتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو تعزیہ پر وہاں جاتا ہو تعزیہ داروں کی اس بدعت میں حمایت کرتا ہو وہ فاسق ہے اور ہرگز قاضی بننے کے لائق نہیں (۱) ہے (۲) ایسے شخص کو قاضی بنانا اور اس کے پاس فیصلے سے جانا جائز نہیں اور اس کے مکان کو محکمہ

شرعیہ سمجھنا خطا ہے (۱) (۲) یہ شخص بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہے (۱) (۵) ایسے عرسوں میں جہاں رندیوں کا ناچ ہو اور حرمت و منکرت کا مجمع ہو جیسا آج کل اکثر عرسوں میں ہوتا ہے جائے اور چندہ دے دے وہ بھی فاسق اور دین کو تباہ کرنے والا ہے (۶) ایسا مولوی بھی فاسق ہے (۷) اُمّ بائیں قلع شریعت و برائین اور اس کی توہین کرنا سخت گناہ ہے اور ساقیات یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے (۸) ائمہ اہل حق محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ منسری مسجد و علی

الجواب صحیح۔ عوید الرحمن غفرلہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲ شعبان ۱۳۳۳ھ

تیسرے باب دعویٰ اور گواہی

نیلی فون پر عادل گواہوں کی شہادت بھی مقبول نہیں

(سوال) رمضان المبارک کی انیس تاریخ کو نیلی فون پر چار معتبر عاقل و آہل ہوں نے شہادت دی کہ ہم نے بلا فطر دیکھا ہے ان چار آدمیوں کو اور ان کی آوازوں کو میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جب کہ تمام کاروباری اور خانگی امور میں نیلی فون پر ان لوگوں کا اعتبار کیا جاتا ہے تو چاندنی گواہی کیوں نہ معتبر سمجھی جائے اور اب تو یہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ نیلی فون پر گفتگو کرنے والے کا فونو بھی سامنے آجایا کرے گا اگرچہ اب تک رائج نہیں ہے موجودہ شکل میں اور جو آئندہ آنے والی ہے۔ یہ فرق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۸ مولانا حنیف صاحب رائدر ضلع سورت ۶ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) نیلی فون کی حیثیت اگرچہ نیلی راف سے مختلف ہے لیکن شہادت کے موقع پر دونوں کا حکم شرعی ایک ہے جس طرح کہ تہ کے ذریعے سے شہادت ادا نہیں کی جاسکتی اسی طرح نیلی فون بھی ادا کیے شہادت کے سے مفید و مقبول نہیں قانونی حد التیس بھی تاریخ نیلی فون پر شہادت قبول نہیں کرتیں اگر آئندہ فون پر بات کرنے والے کا فونو بھی سننے والے کے سامنے آجائے جب بھی باب شہادت

- ۱) والعاسق، ہنیفا فیکون اھذا لکن لا یقعد وحوما و یا نہ مقلدہ کفایت اللہ غفرلہ (توبہ والاصد و شرحہ لغیرالمحدود مع رد المحتار مطلب فی حکم القاضی الدرزی والصرمی) ۳۵۶، ۳۵۵ ۵ بعد
- ۲) انفقوا علی ان الا اعلان بکبرہ بمع الشہادۃ لا نقل شہادۃ من یجلس مجلس الفحور والمجہد والسراب وان لم یشرک (عالمگیریہ الفصل الثانی فیما لا یقبل شہادۃ لفسقہ ۳ ۴۶۶ ط ماحدہ کوسہ)
- ۳) قال السماع والقول والرقص الذي یفعله المصوفہ فی زمانا حرام (عالمگیریہ الباب السابع عشر فی العناء والنہو و سائر المعاصی ۳۵۲ ط ماحدہ کوسہ) قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الأنہ)
- المائدة ۲)
- ۴) و یحاف علیہ الکفر ودا شہم عالما او فہما من غیر سب البحر الرائق باب احکام المریدین ۱۳۲ ۵

میں وہ ناقابل اعتبار رہے گا تمام کاروبار کا اس پر مدار ہونا اور روزانہ لوگوں کا تجارتی اور نجی کاموں میں اس کو معتبر سمجھنا اس کے لئے کافی نہیں کہ شہادت میں بھی اس پر اعتبار کیا جائے جیسے کہ حکومت ہند کے اہم سے اہم کام تار کے ذریعے انجام پاتے ہیں لیکن انگریزوں (انتظامی) سینڈ میں تار پر بھر دسہ سڑے کے باوجود جوڈیشل (عدالتی) سینڈ اس کو معتبر نہیں سمجھتا۔

ہاں جب کہ کثرت تار یا نیلی فون کی وجہ سے کسی کو خبر کا یقین ہو جائے تو وہ شخصی طور پر عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن حکم کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس پر رویت بلا لیا فطر یا عید کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپنا حرام ہے۔

(سوال) ایک قوم قبیل اتحاد و تمام واقعات صحیحہ کے معلومات ہونے کے باوجود شہادت حقہ کا تمبن کرتی ہے اقرار صحیحہ سے ہمدوش نہیں ہوتی اور ایک مظلوم جو کہ عالمائے حیثیت میں ہے فریب و خباہی سے مبرا اور پاک ہے اس کی مظلومیت محفوظ نہیں رکھتی ایسی قوم کے لئے عند اللہ کی سزا ہے اور باشندگان شہر کو لازماً شہادت ایسی قوم کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸
مولانا عبد الرحیم صاحب (چھاننی نیچے) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۵۱) ایسی شہادت کا اقرار کرنا جس سے حقوق العباد ضائع ہوں حرام ہے۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبانہ و خوراک نہیں لینا چاہئے

(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے

(۳) عدالت میں موجود شخص چال چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا

(۴) رشوت کی تعریف

(۵) زبانی کوشش سے ہو سکے والے کام کی اجرت لینا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) گورنمنٹ کسی شخص کو کسی کام کے لئے بلاتی ہے تو اس کو طلبانہ یعنی خوراک و کرایہ دیتی

(۱) ولو سمعہ من وراء الحجاب لا یسعه ان یشہد لاحمال ان ینکول غیرہ ، والعمۃ نشہ العمۃ الا اذا کان فی الداحل وحده و دحل و علم السامعہ انہ لیس فیہ غیرہ ثم جلس علی المصلک و لیس لہ مسلک غیرہ فسمع اقوالہ الداحل ولا یراہ لایہ یحصل بہ العلم و یسعی للفاصلی اذا فسر لہ لا یفسدہ (عالمگیریہ) الباب الثانی فی بیان تحصیل الشہادۃ ۱۵۲/۳ ط ماحدیہ کونہ

(۲) و سب و حوبہا طلب دی الحق او خوف موت حقہ بان لم یعلم بہادو الحق و حاف فونہ لزمہ ان یشہد دلا طلب (الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الشہادات ۱/۵ ۱۶۲۴۶۱ ط سعید)

بہ اس کا لینا منہ اشراج چڑتہ یا نہیں اسی طرح اگر کوئی بھی شہادت کے لئے جائے تو وہ بھی طلبانہ دیتا ہے اس کا کیا قسم ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص کسی شخص کو شہادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے دوسری جگہ ضلع یا تحصیل میں لے جائے تو اس شخص کو اپنے کام کے چھوٹے کارخانہ لینا چڑتہ یا نہیں؟ اگر لے سکتا ہے تو کس مقدار تک لے سکتا ہے؟ (۳) اگر کوئی نمبردار وہیں عدالت میں موجود ہو اور کوئی شخص اس سے چال چلن یا حیثیت کی تصدیق کرائے تو اس سے حیثیت یا چال چلن کی تصدیق کرانے کے عوض کرایہ خوراک لینا چڑتہ یا نہیں؟ (۴) رشوت کی مفصل تعریف یہ ہے کہ جس سے رشوت وغیرہ رشوت میں امتیاز ہو سکے (۵) اگر کسی شخص کی صرف زبانی کوشش سے کسی کا کام ہو سکتا ہے تو اس کے عوض کچھ لینا چڑتہ یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۰۰ عبد المجید صاحب نمبر دار و ہنگامہ شاہ

۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) (۱) گورنمنٹ سے طلبانہ و خوراک لینا چڑتہ شہادت آرٹشرٹی شہادت ہو تو اس پر اجرت و خوراک نہیں لینا چاہیے (۲) صرف کرایہ آمدورفت لے سکتا ہے بشرطیکہ آرٹشرٹی شہادت ہو (۳) نہیں چاہیے (۴) جو کام کہ خود اس پر کرنا لازم ہے اس کے کرنے پر اجرت لینا یا حق و رشوت لے کر ناقص کر دینا یا رشوت ہے (۵) اس میں تفصیل ہے خاص صورت خابہ کر کے اس کا حکم دریافت کرو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں

(سوال) ہندو کی شہادت شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ ازروئے شریعت ہندو کی گواہی مانا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۸ عبد الحکوم صاحب (الآباد) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہوگی۔ مسلمان کے خلاف ہندو کی گواہی مقبول نہیں ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

(۱) وكذا الكتاب اذا عين لکن له حد الاخرة لا للشهادة حتى لو اكرهه ملا عذر له بقل و به نقل محمد بن السیود و حوز النجفی الاكل مضطرب به بقی الدر المحصر مع رد المحتار کتاب الشہادۃ ۵ ۶۳ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

(۳) حوالہ بالا

(۴) قال فی الشامہ و فی المصباح الرضوخ ب بطله الشخص الحاكم و غيره ليحكم له او يحسمه على م يرد مطلب في الكلام على الرضوخ والندبه ۳۶۲ ط سعید

(۵) نقل من اهل الاواء والدمی علی مله وان اختلافاً منه كاليهود واسطوى (توبير لانصار مع رد المحتار) ۵ ۷۲ ط سعید

(۶) وفي الاشارة لا نقل سنده كغير على مسلمه الامام بدر المحتار مع رد المحتار باب القبول و عدمه ۵ ۷۵ ط سعید

طلاق یا بیہ کی کوٹھنے کی کوہنی دینا جائز نہیں صورتوں میں واجب ہے!

(سوال) اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو طلاق دے یا خرید و فروخت کرے تو اس کی طلاق یا بیہ کی شہادت دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۹ محمد نواز صاحب (آمرہ) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۵۴) طلاق یا بیہ کی کوٹھنے کی شہادت دینا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں۔

(سوال) گواہ کو اپنی کوہنی دینے کی اجرت لینے یا نہ لینے کا حکم کیا ہے؟ یعنی گواہ کو دینا یا نہ دینا یا کسی قسم کی چیز بطور مزدوری وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۲۶۶۶ مولانا محمد یوسف صاحب فقیہ دیوبند ۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۵۵) قانون شہادت انگریزی کے ماتحت جن گواہوں کے نام ضمن نکلوانے جاتے ہیں اور عدالت میں طلب کر لیا جاتا ہے وہ سب شرعی طور پر شاہد نہیں ہوتے تو جو گواہ شرعی طور پر شہادت کے لئے طلب کیا جائے اس کو شہادت کی اجرت لینا جائز ہے لیکن وہ گواہ جس کو شرعی شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا بلکہ خواہ مخواہ انگریزی قانون شہادت کے بل پر طلب کر لیا گیا ہے وہ شرعی شاہد نہیں اور وہ اپنے وقت کی اجرت لے سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

دائرہ منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے

(سوال) دائرہ منڈے والے کی شہادت یا وکالت شادی کے موقع پر جائز ہے یا نہیں؟ سی طرح ایسے شخص کی رضامندانہ کاپی نہ دیکھنے کی کوہنی لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شمس العظمیٰ معتمد (حوالہ ضلع مغربی خاندان) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۵۶) دائرہ منڈے والے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر زمیندار کے ایسے لوگوں کو شاہد یا وکیل نہ بنایا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) و بحسب الاداء ملا طلب لو الشہادۃ فی حقوق اللہ تعالیٰ وہی کثیرۃ کطلاق امراۃ (سورۃ المائدہ) و سرحد لدر المحتر مع رد المحتار کتاب الشہادۃ ۴۶۳ طبعہ (۲) و کذا لکب دایم لکن لہ احد الاخرہ لا لشاہد حتی لو ارکعہ ملا عدل لہ نقل و نہ نقل لحدث اکرموا الشہود (الدر المحتار مع رد المحتار) کتاب الشہادۃ ۴۶۳ طبعہ (۳) و شرط حضور شاہدین حرین لکاح مسلمہ ولو ففسس (توبیر الانصار و شرحہ المیزان) (۴) دل المحقق فی الشامہ (قولہ ولو ففسس) اعم ان الکاح لہ حکمان حکم الاعتقاد و حکم الاعیان فالاول مادکرہ و الناسی اما یکون عند المحدث فلا یفس فی لا یشہد الا شہادۃ من نقل شہادۃ فی سائر الاحکام قبل مضط فی عطف الخاص علی العام ۳۲۲۲۲۱۳ طبعہ (۵)

مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

(سوال) مشکور علی خاں ہائے ایت اپنے باپ اسد علی خاں کے اپنا نکاح مسماۃ سلطانہ زمن تنگم بہاؤ کے ساتھ ہے۔ ایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے خاہ کرتا ہے اور محمد عبدالغنی خاں ہائے ایت اپنے باپ حاجی عبدالوہاب کے اپنا نکاح مسماۃ سلطانہ زمن تنگم کے ساتھ ہے۔ ایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے خاہ کرتا ہے اور مسماۃ سلطانہ زمن تنگم کا باپ محمد ظہیر الدین خاں اپنے خانیہ بہان میں روبرو عدالت بہان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ سلطانہ زمن تنگم کا نکاح محمد عبدالغنی خاں ولد حاجی عبدالوہاب کے ساتھ کیا ہے مشکور علی خاں کے ساتھ نہیں کیا۔

اب عبدالغنی خاں اثبات نکاح کا عدالت دہلی میں دعویدار ہے جس میں مشکور علی خاں مدعا علیہ ہے اور مشکور علی خاں اثبات نکاح کا عدالت ریاست رام پور میں دعویدار ہے جس میں محمد عبدالغنی خاں مدعا علیہ نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ عبدالغنی خاں کو از روئے شرائع شریف مدعا علیہ ماننا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ خوف یہ ہے کہ عدم موجودگی عبدالغنی خاں میں اگر مشکور علی خاں کامیاب ہو جائے تو اس نکاح کا کیوں حل ہوگا جس میں عبدالغنی خاں کو مدعا علیہ ریاست رام پور نے نہیں بنایا۔

(جواب ۲۵۷) مشکور علی خاں کے دعویٰ کا تعلق صرف سلطانہ زمن کے ساتھ نہیں بلکہ نکاح دوسرے دعویدار عبدالغنی خاں سے بھی ہے کیونکہ وہ بھی سلطانہ زمن کے نکاح کا مدعی ہے اس نے مشکور علی خاں کو اپنے اثبات دعوئی کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبدالغنی خاں کو بھی مدعا علیہ قرار دے اور اس کے ولی کے روبرو اپنی شہادت و ثبوت وغیرہ پیش کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو، میاں بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(سوال) زید نے خالد کو یہ الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ بندہ کو میرے سامنے قین طلاق دین اور خالد و بندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر بندہ نے سراسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے

(۱) ولا یقصی علی عاتق ولا مدعی لا یصح بل ولا یبعد علی المفتی بہ بحر: الا محصور داسہ و من یعود مدع العاتق (توبہ الابصار و شرحہ الدر لمحام) قل المحقق فی الشامیہ (قوله ولا یقصی علی عاتق) ای داسہ سواء کان عائلاً وقت الشہادۃ او بعضیاً و بعد التزکیۃ و سواء کان عائلاً عن المجلس او البعد (کتاب القضاء مطلب فی امر الامیر و قضائہ ۴۰۹/۵ ط معید)

کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے زید نے حیثیت مدعی ہونے کے دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ بندہ کو تین طلاق دیں اور خالد نے اس دعویٰ سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادۃ کا مطالبہ کیا مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسکٰی بحر حلف اللہ کرتا کہ شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسکٰی بحر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بحر گواہ نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے بندہ کو تین طلاق نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بحر کو کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے ہذا قسم تمہیں ہی اٹھانی پڑے گی بیان بحر ہے کہ والدہ باندہ تعانی خالد نے میرے سامنے بندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں میان گواہ مسکٰی بحر کو کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اور میری شہادت کا ذہب ہو تو میری منکوحہ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا کہ خالد کی منکوحہ بندہ کو تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب ملے اسلام کا آپس میں اختلاف ہو گیا اثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا المستفتی نمبر ۵۰ امر زانبا ۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۸) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے اور خبر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہ کی خبر سے رہا ہے جو حقیقتہ شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیہ مجلس قضا میں نفوتے اور اس غلط قول کی وجہ سے یہ محکم نہیں بن سکتا اور جب یہ محکم نہیں ہوا تو اس کی اور زوجہ کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوتی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا جس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔ (۱)

ہاں اس معاملے میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں غیر شہادت اور اترنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جائز شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی۔ (۲) شرط طلاق شاہد کی طرف سے ادا کی شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری

۱. النحکمہ هو لغة جعل الحکمہ فما لث لعمرك و عرفا نولية المحصنين حاکما بحکمہ بیہما (سویر الاضار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار ماب النحکمہ ۴۸/۵ طبع سعید)

۲. ہی احمر صدق لالہ حق بنقط استہادۃ فی مجلس القاضی (توبہ الانصار) مع رد المحتار کتاب الشہادات ۶۹/۵ طبع سعید

تائید نہ ہوئی ہوتی، کیونکہ قضی شری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے اور غصب اسی وقت قضی کے قلم مقام بہ سکتا ہے جب کہ خصم اس کو اپنی طرف سے فیصلہ حق دینے اور جب تک غصب متحقق نہ ہو تکلیف محقق نہیں ہو سکتی (۲) پس صورت مسئولہ میں غلط قضی صاحب سے مراد اور غصب ہے جیسا کہ صاحب نے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی حیث ہوئی واعدہ تھیں اعم ودر سے عامانہ تہذیب سے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یدلی (نو) مکمل اشتہار نہ ورد۔ کتاب اطلاق باب منہ ثبوتات میں بھی درج کیا گیا ہے وہاں اس سے تاخیر نہ ہو تا تھا نویں۔ اے جی تحریر ہے (وامنف ثنی منہ)

عورت کے غلط دعویٰ پر قضی کا فیصلہ نکاح قضاء صحیح ہوگا

(سوال) بندہ نے نصف واعدہ فوائے چند اشخاص جو بدعتی سے اپنے کسی عزیز کے ساتھ عقد کرنا چاہتے ہیں اپنے شوہر پر مقدمہ درج کیا۔ حقوق زوجیت کا دعویٰ عدالت منصفی میں کر کے فیصلہ نکاح درخواست کی ہے جب کہ عورت اس دعویٰ میں باطل نصف واقع اور جھوٹ کھتی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم حاکم فیصلہ نکاح ہو سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۶۳ چودھری عبدالعزیز امرہ بہ۔ ۲۴ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۲۵۹) اگر عورت کا دعویٰ نہ اور نصف واقع ہے تو شوہر کو لازم ہے کہ وہ اس پر یہ بات واضح کر دے اور عورت سے بیان کا غلط ہونا ثابت کرے تاکہ حکم عورت کو برقی نہ دے لیکن اگر اس پر عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچا سمجھتے ہوئے نکاح کو فیصلہ کر لیا تو قضاء فیصلہ صحیح ہوگا مگر خدا کے نزدیک عورت اور جھوٹی وانی دینے والے شخص سے نکاح کرے تو نکاح شرط کفایہ مہر مثل صحیح ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یدلی۔

۱۔ مبی احرم ہذا الحصة شہادہ بلا عذر فسق فرد کظافی امرافہ فیور الابصار و شرحہ اندر المحرم کتاب لشہادات ۱۴۹۳ ط سعید

۲۔ وادب ندوی الترمذی لمسلم من مہر و رفع الطم و ترک العیال و المحقق علی حدیث لشرع و الحری علی من لیسہ عالمگیری کتاب الاول فی مہر معنی الادب و القضاء ۳۰۶۳ در حدیث کاہ ۳۔ بقدرہ مہر عہدہ حکم فہو من الحکم کالخاصی عالمگیری کتاب مہر و بقدرہ فی الحکم ۳۹۷ ط ماحدیہ گوہر

۳۔ بقدرہ القضاء شہادہ فیور حاضر و مدہ فی العقود و الفسوخ کقولہ و طلاق فیور لا مشور و شرحہ اندر محرم قال لمحقق فی التسمیہ و فہو و الفسوخ ادعت بہ طبعہا بالان و هو سکر و ادب سے روز فقہی الدہلی بالفہ فیور حب سحر بعد لعدہ حل لہ و طوہا عداۃ وان علیہ بحضفہ الحل و سحر مصنف فی مہر شہادہ فیور ۱۰۵۵ ط سعید عن عبد الرحمن بن ابی بکرہ قال کہ عہد رسول اللہ فقال الا اسکہ یا کبر الکناز ثلاثا و شہادۃ فیور و صاحب الامام مسلم باب الکناز و سحر ۱۰۶۱ در مہر کتب حدیث کراچی

حسبت پر مبنی شہادت بلا وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے

(سوال) جناب کے حافظ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا "میں نے زمین و آسمان پیدائے غیر ذلک" پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت دیتی ہے اور زید کے دعویٰ خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس چٹکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ "زید کا قول معتبر ہو گا ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس ماہ کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں ناقابل التفات ہے"

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دیکر شاہدین کی شہادت کا ناقابل التفات ہونے کی جو بین دہ اور دیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۳۱ محمد سجاد (۱۹۳۷ء) ۲۷ ہجری اشانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۰) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہو گا اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت مبنی للہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلا وجہ معقول تاخیر کرنے سے ناقابل ہو جاتی ہے۔ ومتنی احرر شاهدة الحسبة شهادته بلا عذر فسق فتور (در مختار) ۱۰۱ اس کے علاوہ یہ شہادت رد و پر ہے اور اس میں جب مشہود علیہ انکار ردے اور شہادتین کا اقرار کر لے تو شہادت شاہدین بے اثر ہو جاتی ہے۔ شہد و اعلى مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له (در مختار) ۱۰ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ دلی

(۱) مرض الموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔

(۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے

(۳) شہادت کے لئے لفظ اشد کافی ہے

(۴) عادل گواہ کی گواہی میں کذب کا محتمل احتمال شرعاً و عرفاً معتبر نہیں

(انجمیہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنا ایک قطعہ اراضی (جو اس کی ملکیت میں صرف وہی قطعہ تھا) اپنے مرض الموت میں اپنے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور بیٹے نے بطور سند و حجت باپ سے ایک خط لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اب اس بائع کی وفات کے بعد بقیہ تین فرزندوں نے اپنے چوتھے بھائی کیساتھ اس متروکہ قطعہ اراضی پر شریعت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ قطعہ زمین قیماً خرید لیا اب جس کی شہادت میں وہی خط پیش کرتا ہے جو بطور سند باپ سے لکھوایا تھا مگر

قاضی اس خط کو حکم الخط یشبہ الخط رد کرتا ہے پھر وہی مشتری اپنی طرف سے دو گواہ پیش کرتا ہے ایک کاتب یعنی جس نے وہ خط لکھا تھا دوسرا گواہ جس کا نام بھی اسی خط پر مرقوم ہے اب مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں :-

(۱) مرض الموت میں ایک قاعد اراضی کو اپنے دیگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے فروخت کر دینا جائز تھا یا نہیں جب کہ وہی یہ قطعہ اراضی کل ملکیت تھی (۲) جب کہ حکم الخط یشبہ الخط مرقوم شدہ بیع نامہ شرع رد کیا جاسکتا ہے تو پھر اس کا کاتب اور اس پر مرقوم شدہ گواہ کس طرح فور کس دلیل بنی ؟ پھر شرعاً مقبول ہو سکتے ہیں (۳) اگر فرض محال ان گواہوں کو شرعاً تسلیم کیا جائے تو پھر ان کی شہادت بغیر صف کے معتبر ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اگرچہ قاضی ان کی شہادت بغیر حلف کے قبول کرتا ہو (۴) جب الحظ یشبہ الخط کے اصول کے مطابق مدعا علیہ کے خط کو بوجہ احتمال مشابہہ الخط کے مسترد کیا جاتا ہے تو پھر اگر کاتب اور مرقوم شدہ گواہ کو تسلیم کیا جائے گا تو اس حالت میں ان ہر دو گواہوں کی زبانی شہادت میں احتمال کذب کا موجود ہے یا نہیں ؟ اگر واقعی احتمال کذب موجود ہے تو پھر بروئے قانون اصولی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مذکور و صورت میں بطل الشواہد کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۶۱) (۱) بیع جائز ہے کیونکہ یہ تبرع نہیں ہے عقد معاوضہ ہے (۲) ان لوگوں کی گواہی مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ خط کا رد کر دینا اس وجہ سے تھا کہ اس کا ثبوت نہ تھا تو اس کا ثبوت پیش کرنے اور ثبوت کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں (۳) شہادت میں غلطی اشد کافی ہے پس یہ غلطی قائم مقام حلف کے ہے اس کے علاوہ مزید صف ضروری نہیں ہے (۴) شاہد عادل کی زبانی شہادت میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً قائل اعتبار نہیں و نہ باب شہادت ہی مسدود ہو جائے گا (۵) محمد کفایت اللہ تنفر لہ

عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں۔

(سوال) کسی امان خانہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسافر صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ :

۱. اما تعریفہ فصادقہ المان بالمان بالراضی و اما زکۃ فوعد احدہما بالاحیاء والقول والمانی و اما حکم فتوت الملک فی البیع للمستری و فی المان للمانع اذا کان البیع تاماً عالمگیریۃ الباب الاول فی تعریف البیع و زکۃ و شرطه و حکمہ ۲/۳ طحاہدہ کوئٹہ

۲. وبصاہبہا لغيرها من الحقوق سواء کان لحق مالا او غیرہ ککح و طلاق و وکلة و سہیل صی ولو للارث رحلان و رجل و امرأت و توبیر الانصار و شرح الدر المختار کتاب الشہادات ۵ ۴۶۵ ط سعید

۳. و زکۃ لفظ الشہد لا عبر بنصہ معنی مشاہدہ و قسم و احضار للجان و توبیر الانصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار کتاب الشہادات ۵ ۴۶۲ ط معبد

۴. و العداۃ و ہی شرط و حجب القول علی الفاصی لا حواہ کذا فی البحر الرائق عالمگیریۃ الباب الاول فی تعریف و زکۃ و مسانداتہا ۳ ۴۵۰ ط محدثہ کوئٹہ

دو یعنی مسماۃ صاحبزادی اور حکیم محمد ثریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح ہو ایسی نہیں ایمان خاں انعقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے بیان یہ ہے کہ مسماۃ صاحبزادی کا جس روز نکاح ہوا اس روز ہر ف جان محمد و نور محمد دو اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد ثریف تھے اور کوئی نہیں تھا حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صاحبزادی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو اپنا تین شہاب و ریافت طلب یہ امر ہے کہ ایمان خاں جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کیا ہے جو یکہ مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد ثریف انکار کر رہے ہیں اس ثالث شخص کے پیش کے ہوئے گواہوں کی شہادت سے نکاح ثابت ہو گیا نہیں؟

(جواب ۲۶۲) نکاح پر بغیر دعویٰ احاد و یحییٰ شہادت مقبول نہیں پس جب خد زو جین میں سے کوئی نکاح کا مقرر ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے جن چیزوں میں شہادت بغیر دعویٰ مسموع ہو جاتی ہے وہ خالص حقوق اللہ ہیں نکاح ان میں داخل نہیں، واللہ اعلم۔

چوتھا باب منصب افتا اور مفتی کے فرائض

مطلقہ مغالطہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی۔

(سوال) ایک شخص نے اپنی مقننہ کو طلاق دی اور طلاق نامہ مکہ دیا چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرطی طلاق دی ہے اور جوئے گواہ لے جا کر مفتی سے فتویٰ کیا کہ اس کو حلال سمجھ کر اپنے تہف میں لاتا ہے؟ المستفتی نمبر ۳۷۰ ایک مسلم نورانی کلب ڈیوٹن۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۳) اگر شخص نہ کو بلا شرط طلاق دے چکا ہے اور تین طلاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرام ہو چکی ہے۔ جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت سزا کا کار اور فاسق ہوں گے، اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر اور مفتی کے فتوے سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں

(۱) و يجب ادائها بالطلب ولو حكما كما مر لكن و حوته بشروط مبسوطة في الحر وغيره منها عدالة
فرض و قرب مكانه و طلب المدعى لو في حق العدة و سور لا نصار و شرحه الدر المحتار كتاب السبحة

۵ ۳۶۳ ط سعید

(۲) وان كان الطلاق لنا في الحرة لم نحل له حتى تنكح زوجا غيره (هداية فصل فيما نحل به المضطمة
۳۹۹، ۲ ط مکتبہ شریعت علمہ ملتان)

(۳) عن عبد الرحمن بن أبي بكر قال: كما عذر رسول الله ﷺ فقال: الا انكم ما كنتم لنا ولا شرانك باله و
حقوق الوالدین و شهادة الزور (صحیح الامام مسلم باب لکسر و کسرھا ۱ ۶۶ ط قدیمی کتب حدیہ کراچی)

نے یہ فرض نہیں کیا، محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) مفتی کے لئے صاحب علم نابہر احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔
 (۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
 (۳) مفتی کا قصد کسی مسلمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
 (۴) تکبر اور نام و نمود کی نیت سے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے۔
 (سوال) (۱) زید نے کسی دارالعلوم دینی میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی نہ درسی کتاب پڑھنے
 کے بعد سند حاصل کی نہ دستار فضیلت باندھی تھی بے علم دینی امور میں "ثبوت مفتی فتوے صادر کرتا
 ہے کیا ایسی قابل اطمینان صورت میں زید فتویٰ شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتویٰ قابل اعتماد
 ہے؟

(۲) کیا جہد رت مذکور اصد زید کے فتوؤں پر مسلمانوں کو صحیح سمجھ کر عمل کرنا چاہیے؟
 (۳) اگر کوئی مفتی خطی سے مذکور کسی جمیل القدر مستند عالم مفتی بزرگ امام کے خلاف مذکور فتویٰ صادر
 کرے جس سے عالم موصوفی عزت و حرمت بھرہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیل
 چلے کی آگ بھڑک جائے ایسے متخاصم مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟
 (۴) اگر کوئی نماز پڑھائے والا ایسے امام جاہل مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں کی بوسہ بازی کرانے سے منع نہ
 کرے اور یہ ورع و عفت سے دیگر بزرگان دین کی عظمت و محرمیت کا لحاظ و ادب نہ کرے اور اپنی شہرت
 نمود کے لئے پوزوں اور اخبارات میں جاہل سازشی اشخاص کی طرف سے بڑے بڑے القاب اور خطاب
 جو انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی شان کے لائق ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوں طبع کرے اور عوام الناس کو
 اپنے دام تزویر میں لائے اور ایسی جو کہ بازی و فریب کاری کے جل میں ہوں ان مسلمانوں کو پست کرے
 کرے ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۹۵ مولوی موسیٰ خان صاحب مدرس
 مدرسہ حسینیہ دہلی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۹) فتویٰ دینے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عالم صاحب بصیرت بشی المطالعہ وسیع
 انظر احوال زمانہ سے واقف ہو جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ انکار اہل نہیں اور اس کے فتوے پر
 بہرہ تحقیق و تصدیق کے عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں (۱۰)

۱. لان الواجب علیہ الجواب بالنسب دون الکتابۃ بالحد، ندر المختار مع رد المختار مضب فی احرو صحت
 مدعی و المعنی ۹۲ ط سعید ۲۰، لا یسعی لاحد ان یفنی الا من کن ھکما وبرید ان یکون المعنی عدلا علیہ
 بالکتاب والیسۃ واجتہاد الراۃ الا ان یفنی بشی قد سمعہ عالمگیریہ الباب الاول فی نفس الادب والقضاء
 ۳۰۸ ط مدحیہ کتبہ، وفي التمسہ ان المعنی فی الوقایع لا بدللہ من صرہ اجتہاد و معرفۃ باحوال الناس و
 باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ مطلب مہم ۳۹۸/۲ ط سعید

اگر کوئی مفتی قصداً اور عمدتاً کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی قلمی تہمت کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کر دے اور مقصود اس کو رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسا مفتی سخت گناہ گار اور مفتری ہوگا، اور اگر فتوے میں کسی نام کی تہمت نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید و عمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی واقعات مندرجہ فی سوال پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں اس میں مجرم و دلوگ ہوں گے جو اس فتویٰ کو کسی خاص شخص پر چپکا دیں گے حالانکہ اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر یہ نمود کی نیت سے کوئی شخص اپنی تعریف خود شائع کرے یا کرے تو وہ گناہ گار ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

یعنی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) متعلقہ ذمہ داری مفتی

(جواب ۲۷۰) مذہبی مسئلہ بغیر علم کے من گھڑت بتانا بڑا گناہ ہے اس سے لوگوں کو منہد نہیں چھیننا چاہیے اور اس کے بتانے والے مسئلہ پر جب تک کوئی علم تصدیق نہ کر دے عمل نہیں کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فتنہ اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے

(سوال) جو شخص فتویٰ کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (حصہ ۳) جلد ۱، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱

(جواب ۲۷۲) فتویٰ سے بغیر وجہ انکار کرنا فسق و مہلک وقت موجب کفر ہو جاتا ہے، ہاں اگر انکار نہ ہو تو وجہ ہو، مثلاً فتویٰ غلط ہو، تاہم فتویٰ کا انکار ہی گناہ چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ!

بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے

(اتحادیہ مورخہ ۱۲ آکٹوبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) جو شخص بغیر علم کے مسئلہ بتائے اس کا نعم مان چاہیے نہیں؟

(جواب ۲۷۳) بغیر علم کے مسئلہ بیان کرنا گناہ ہے (۱۰) اور لوگوں پر بھی ایسے شخص کی بات نہ نہرونی نہیں اگر صحیح مسئلہ بتائے تو مان لینا چاہئے لیکن صحت میں شک ہو تو کسی عالم سے تصدیق کرینی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ!

جواب کے تحریر میں "واللہ اعلم" لکھنا عدا کا طریقہ مسلوکہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

(اتحادیہ مورخہ ۱۲ آکٹوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) اگر کوئی عالم صاحب کسی ایسے مسئلہ کا جواب جس کو اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا ہو، انھیں اور آخر میں واللہ اعلم یا صواب اللہ دین یا زبانی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دیں تو کیا یہ سمجھا جائے کہ عالم صاحب کو اس مسئلے میں شک ہے۔

(جواب ۲۷۴) واللہ اعلم یا صواب لکھنا یا سننا علمائے ربانین کا طریقہ مسلوکہ ہے اور اس سے ان کے شک سے بچنے کا طریقہ ہے، کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود عالم صاحب اس میں شک ہے، بہرحال یہ فقرہ اس لئے کہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز اور ہر صواب بات پر محیط ہے اور اس کا اقرار مؤمن کا وظیفہ ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ!

غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اس کے بعد اس کی زوجہ نے ایک موعود صاحب کے پاس کوہ قائم کئے کہ مجھے زوجہ نے پہلے ہی سے طلاق دی ہوئی ہے لیکن ان کی گواہی سے پہلی طلاق ثابت نہ

۱۔ رحل غرض علیہ حصصہ قوی لایسہ فردیہ قبل بکفر لایہ رد حکم الشرع (عالمگیریہ منہا ما يتعلق بالعمہ والعلماء ۲/۲۷۲ ط ماحدہ کوئٹہ)

۲۔ من فی الدس و لیس ماہل للفتویٰ فیہ ائمہ عاصی، اعلام الموفعی ۴/۱۶۶ ط دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ واد احاب المفتی یسعی لیکتب عقب حو بہ واللہ اعلم و محو دلت (عالمگیریہ الدال الاول فی تصدیق معی الادب والقضاء ۳/۳۰۹ ط ماحدہ کوئٹہ)

ہو سکی اس لئے مولوی صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں اس لئے جب تک عدت نہ گزرے نکاح جائز نہیں اس فیصلے کے بعد اسی عورت نے فوراً گولوہ اسی مولوی صاحب کے پاس پیش کی کہ زید نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اس کے بعد اسی مولوی صاحب نے دوبارہ یہ فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت ہے اور مدت چار ماہ کی بھی درمیان میں موجود ہے لہذا اب جدید عدت کی ضرورت نہیں وہ جس چاہے نکاح کر سکتی ہے اس پر دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ ثانی فیصلہ غلط ہے کیونکہ پہلے ایک دفعہ قضاء ہو چکی اب ثانی فیصلہ سے قضاء کو لکھنا ابطال لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں اور درحقیقت اس عورت کو پیش کیا - قضی القاضی بمسئۃ فی حادثۃ تم قال رجعت عن قضائی او بداعیہ دلت او وقعت فی تلبیس الشہود او اطلت کما لا یقع تو کیا اب مولوی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے یا ثانی کا اعتراض صحیح ہے اور اس عورت کا نکاح بغیر عدت جدید کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور یہ موجودہ زمانہ کے علماء کے فیصلوں کو فقہ میں بیان کردہ احکام قضاء پر قیاس کر سکتے ہیں؟ اور اگر زوج خود بھی اس صورت میں بعد از طلاق جدید قرار نہ لے کہ میں نے پہلی طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی مدت گزر چکی ہے تو کیا اس کے قول کا بھی اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۳ حفظ محمد شکیل صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ سہاول (ضلع کراچی)

(جواب ۲۷۵) اول تو مولوی صاحب قاضی نہیں کہ ان کے فیصلے کو قضاء قرار دیا جائے دوسرے یہ کہ محض عورت کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دیکر یہ فیصلہ کر دینا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں کیونکہ گواہوں کے نہ ہونے یا قابل اعتماد نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ یعنی زوج کی نینین پر فیصلہ کرنا تھا اس کا سوال میں ذکر نہیں پس مولوی صاحب کا یہ کہ پہلی طلاق ثابت نہیں قضا نہیں ہے اور دوسری بار یہ کہ پہلی طلاق ثابت ہے یہ بھی قضا نہیں کیونکہ مولوی صاحب قاضی نہیں ہیں پس یہ دونوں فیصلے محض ان کے خیال اور مشورے میں عورت دینے جس امر کو حق سمجھے اس پر عمل کر سکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ایک شخص مدعی نکاح ہو، عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
(سوال) ایک استفتا اور اس کا جواب مذکور مصلطہ شاہ سکن راولپنڈی نے شاخ کیا ہے اس میں مسماۃ شاہ جہاں دہم دختر قشعی عبدالرحمن نے اپنے نکاح کا رد کر مستفتی غلام مصلطہ شاہ نے کیا ہے اس کی صحت

(۱) مطلب لا یصح رجوع القاضی عن قضائه الا فی ثلاث ۵ ۲۳ ۴ ط سعید

(۲) فان اختلف فی وجود الشرط ای لونه لیمع الغد می قال قول له مع الیمین لا کفارۃ الطلاق (التوبہ و شرحہ باب التعلیق) مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط ۳ ۳۵۶ ط سعید

(۳) ودا جمع اهل بندہ علی رحن و جعلوہ فی صلب نفسی لیماتہم لا یصور فاصب وعلی سگریہ لہ اب لہم فی التقلید والعرل ۳ ۳۶۵ ط صاحبہ کونہ

سے شاہ جہاں دُغم اور اس کا والد غشی عبدالرحمن دونوں انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے تحریری بیانات شائع ہو کر عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں یہاں دُغم کا کسی دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا؟

(جواب ۲۷۶ء) اس استثنائی حیثیت بھی وہی ہے جو اس استثنائی فتویٰ کی تھی جو علامہ مصطفیٰ شاہ کی طرف سے شائع کی گئی تھی اور پھر اُس کے لئے اس کی بھی صحت معلوم کرنے کا وسیلہ مسدود ہے اور غشی ناموں سے استثنائ کرنا اور شخصیات کے متعلق جواب دینا آداب استفتاء و افتاء کے خلاف ہے لہذا ہم نامہ مصطفیٰ شاہ اور شاہ جہاں دُغم کے معاملے کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتے صرف اتنی ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر علامہ مصطفیٰ شاہ کا بیان صحیح ہے تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر غشی عبدالرحمن اور شاہ جہاں دُغم کا بیان صحیح ہے تو علامہ مصطفیٰ شاہ کی طرف سے بہتان ہے اور عزت و ناموس کی توہین کی گئی ہے اس کا فیصلہ کسی ثالث مسلم فریقین کے سامنے ہو سکتا ہے کہ کس کا بیان صحیح اور کس کا خط ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ بدر سر امینیہ دہلی۔

كتاب الطهارة

پہلا باب

حوض اور کنویں کے احکام

بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) ایک بحری کنوئیں میں گرتے ہی مرگئی اور اس کی ناک سے خون وغیرہ بھی نکلا اور آواز گھنٹے

بعد نکال گئی اب کنویں میں سے کس قدر پی ٹی نکالنا چاہیے۔ بیٹو! والد لیل

(جواب ۲۷۷) یہ کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تو مچا پانی نکالنا چاہیے بھری کامر چاندی کنویں کی پانی۔

نے کافی تھک چر خون کا ٹھکانہ اور پانی میں مخلوط ہو پنا اور دوسرا سبب بھی تپاؤ کا منبع ہو گیا، واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ - شہر کی مسجد دہلی۔

کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹھنیاں گر جائیں تو نیاک ہوگا۔

(سوال) کنویں میں بجری یا اونٹ کی میٹگیاں کر جائیں اور ٹوٹ نہ جائیں تو کتنے عدد تک پانی پاک رہتا ہے

اور کب نایا کی کا حکم دیا جائے گا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۷۸) کنوئیں میں لونٹ کی میٹھی گرمی ہو یا بحری کی۔ ٹوٹی ہوئی نہیں سہارا پائی نکالنا یہ ہے۔

و اکثرهم علی انه و فيه ضرورة و بلوی لا یتنجس و الا نجس (ردالمحتار) ۱۰ ایت ابرکی

جسے ضرورت اور اہتمام ہے، مہم جو جس سے حفاظت مشکل ہو تو وہاں دوچار میٹنگیاں ثابت نکلنے سے بچاؤ کی مہم

عظم نہ دیا جائے گا (۳) واللہ اعلم

چشمہ دار کنواں نایک ہو تو بخفی موجود تمام یانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) مولانا الوری نے اپنی کتاب ”رکن دین“ میں لکھا ہے کہ جو کتواں سوت در ہو کہ جس کا

پانی بھی ٹوٹتا نہ ہو اس کا تمام پانی نکال جائے جو علم اس کا یہ فتویٰ دے کہ اس کا پانی دوسو سے تین سو سال

تک نکالا جائے وہ بڑی غلطی پر ہے کیونکہ یہ فتویٰ امام محمدؒ نے خاص کر بغداد کے کنوؤں کے بارے میں دیا

تھا۔ خدائے کنوؤں میں مومادوسو سے تین سو ذول تک پائی تھا یہ مومادالورمی صاحب کا یہ علم صحیح ہے۔

© 1999 Blackwell Science Ltd

١٠، وان مات فيها سنة
 ترح جميع ما فيها الماء، هذابه فصل في البر ١ ٤٣ مكنه سرگ عمسه
 ملتان

(٢) فصل في النثر: مطلب في تعريف الاستحسان ١/ ٢٢٩ ط سعيدي

٣٠، وإن كان صلباً نحو بعر لسان والعلم ذكره في الأصل أن الفحس أن يحس الماء في الطولق أنه وكثر وهي لاستحسان أن كان قليلاً لا يحس وإن كان كثيراً يحس وإنه يفصل بين لوط ولسان والصحح واستكسر (بفتح الضم) وأما بيان المقدار الذي يصير به المجل تحساً ٧٩/١ ط سعيد

(جواب ۲۷۹) صحیح یہی ہے کہ تمام پانی نکال جائے دو تین سو ذول نکال کافی نہیں ہے، واللہ اعلم

کنوئیں میں پیشاب کا ذہبیا کر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) پیشاب کا ذہبیا مسجد کے کنوئیں میں کر لیا اور کنوئیں مذکورہ میں پانی ۲۵ من نہی ہے۔ عرصہ ۳ ماہ سے وہ پڑا ہے نمازیوں کو سخت تکلیف ہے۔

(جواب ۲۸۰) صورت مسولہ میں کنوئیں کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے (۱) اور پانی تو روزین ضروری نہیں بلکہ موجودہ پانی نکل جانا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص کیفیت سے ایک کھنڈ اس کا پانی نکال کر دیکھا جائے کہ کتنا مہو پھر اسی کیفیت سے اتنے کھنڈوں تک پانی نکالیں کہ ۲۵ کز پانی اس حساب سے نکل جائے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

کنوئیں میں جو تاگر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کنوئیں میں جو تاگر جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۶۵ موبوی رضی الرحمن (ضلع جی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۸۱) کنوئیں میں پاک جو تاگر جائے تو کنواں پاک ہے اور یقینی طور پر یا بظن غائب ناپاک ہو تو کنواں ناپاک ہو کیا جو تاگر کے پانی سے نکلے کنوئیں حسب قاعدہ پاک ہو سکتا ہے۔ تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱، وان تعدد روح کثیرا لکنہ مع فقد ما فیہا وقت السقاء الروح قالہ الحلی (تویر الانصار و شرحہ المرح المختار مع رد المختار) فصل فی البئر ۲۱۴/۱ ط سعید

۲، ولو وقع فی البئر حرقۃ او حیلۃ محسۃ روح کل الماء، القادری الحامی علی هامش الفتاویٰ الہندیہ، واما ما بعد ماء البئر ۲۱۹/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

۳، وان كانت البئر مہیۃ بحيث لا یمکن مخرجہا احر حوا مقدار ما کان فیہا من الماء، و طریق معرفۃ ان تحرق حجر مثل موضع الماء من البئر و یصب فیہا ما یرجح مہا الی ان تمسک او ترسل فیہا قصۃ و تجعل المبلغ الماء علامۃ ثم یرجح مہا مالا عشر دلو انعاد، القصۃ فیطرق کم انقض یرجح لکل قدر مہا عشر دلو، ہدیہ فضل فی البئر ۲۳۱ ط مکتبہ شرکت علمہ ملتان

۴، ولو وقع فی البئر حیلۃ محسۃ او قطعۃ ثوب محس و بعدہ احر حوا و تعبت فیہا طہرت الحیلۃ والثوب نعا لطہارۃ البئر (عالمگیریۃ الباب الثالث فی الماء ۲۰/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۵، اذا وقعت فی البئر محاسۃ مرحت وکان روح ما فیہا من الماء طہارۃ لہا، ہدیہ فضل فی البئر ۲۱۹ ط مکتبہ شرکت علمہ ملتان

کنوئیں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنوئیں کے پانی کا رنگ یا یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) ایک مسجد کے قریب ایک کنواں ہے اس کے قریب ساہو ایک گڑھا ہے جس میں سب جائے ضرورت بھی کرتے ہیں اور اسی کے مٹا ہوا برسات کے زمانے میں بہہ کر اسی گڑھا میں جمع ہوتا ہے جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو گڑھے سے جب زیادہ پانی ہوتا ہے تو تھوڑا بہت بہہ جاتا ہے ورنہ سب اسی گڑھے میں جمع رہا کرتا ہے بلکہ یہ پانی ہو جاتا ہے اور کندی کھینکتی ہے اور کنواں پنا ہوتا ہے جو اس سے اندر بھی اس کا سوت جاتا ہے اس حالت میں اس کنوئیں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ محض آدمی کہتے ہیں کہ مزہ میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۶ مبداء الفی خ (شلع موعظیر) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۲) اُمُر اس گڑھے کا نجس پانی کنوئیں میں جاتا ہے یا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر ہوتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور اگر پانی کنوئیں میں نہیں جاتا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کنواں پاک ہے۔ گڑھے کا کنوئیں کے قریب ہونا پانی کے مزے میں کچھ فرق معلوم ہو سکتا ہے وہ فرق ایسا نہ ہو کہ اس کو نجاست کا مزہ قرار دیا جائے تو اس سے کنوئیں کی ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹیک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) جمال ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ پانی بھرتے ہوں جو نجاست کا کوئی خیال نہیں رکھتے ایسے کنوئیں سے مسلمان پانی بھریں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ ج ۱ الدین صاحب (شلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۸۳) جمال ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں تو وہاں جب ضرورت اور عموماً بلوی کے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جب اس وقت تک پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ ۱۰۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ دلی

۱۔ بر الماء اذا كانت بقر البر الحسہ فی طہرۃ ص ۵۶ طبعہ الاولیہ او رحمہ کما فی الطہرۃ الباب الثالث فی المیاء ۲۰/۱ ط ماحدہ کونہ

۲۔ ولا یقدر هذا بالمر عان حی اذا کان بیہما عشرة ادرع وکان یوحده فی السر اثر البالوغة فماء السر یحس و لا کان بیہما ادرع واحد ولا یوحده اثر البالوغة فماء السر طہر (عالمگیریۃ) الباب الثالث فی المیاء ۲۰/۱ ط ماحدہ کونہ

۳۔ ولو ادخل الکفار او الضالان اندہم لا ینحس اذا لم یکن تملى ایدیہم محسہ حقیقہ ۱ حتی ینس فی فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیدمی لاہور

وہ درودہ کنواں جو تاگر نے سے ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) ریاست دو جانہ میں ایک پٹلی ہے جس کا طول ساڑھے گیارہ ہاتھ اور عرض ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے (ہاتھ انگریزی سڑکا نصف ۱۸ انچ کا) گیارہ پٹلی کی ہڈی سے وسطی کے ناخن تک (مرانی پٹلی کی بہت ہے یعنی ۱۵ ہاتھ کے قریب۔ تو یہ پانی مسلمان یا کسی غیر قوم کی جوتی گر جانے سے ناپاک ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس پٹلی کے باؤلی حوض سمیر کی حد سے بھی زیادہ ہے یا نہیں مگر عرض ہے کہ باؤلی چوکور ہے کول نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۱ مرزا محمد حمید الدین صاحب (رجسٹر) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی موصی حبیب الملین) اس باؤلی مذکور کی مقدار وہ درودہ حوض سے بھی زیادہ ہے ہذا باؤلی ۱۰ چکر جانے ناپاک جوتی وغیرہ کے ناپاک نہیں ہوئے بلکہ بدستور سائیں پاک ہی رہے گی (۱) فقط واللہ اعلم۔ اچانہ وکتبہ حبیب الملین مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مختصر اقدس عالی جناب مولانا موصی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دام فیوضہم السلام علیکم۔ اس خطا کار سے گزارش کرنے میں یہ چہ بیان ایک شخص کے صرف یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس باؤلی کو چوکور لکھ دیا ہے حالانکہ یہ باؤلی گول ہے چکا قطر ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے حوض کبیر کا رقبہ ۱۰۰۰ کے حساب سے ۱۰۰ ہاتھ ہوتا ہے اور گول $\frac{1}{4}$ ہاتھ قطر کے حساب سے $\frac{1}{8}$ ہاتھ رقبہ ہوتا ہے یعنی سیم پانی کی تو اس صورت میں بھی باؤلی مذکور ہذا حوض سمیر کی حد سے زیادہ ہوگی اور پاک ہی رہے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جب پانی کی سطح کا رقبہ سو ذراع (ایک ذراع ۱۹ انچ) کا ہے م نہ ہو تو وہ باؤلی وہ درودہ یعنی حوض سمیر کے حکم میں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

بہشت پہلو حوض کا رقبہ وہ درودہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے! (سوال) ایک حوض وضو کرنے کے لئے بہشت پہلو بنایا گیا ہے جس کا اندرونی رقبہ بھی پانی کا حصہ سانھ فٹ ہے اور وہ درودہ حوض کا بھی یہ نش کی رو سے پانی کا حصہ سانھ فٹ ہی ہوا کرتا ہے عرض پانی کا حصہ اس بہشت پہلو حوض کا مربع حوض کے باکل برابر بلکہ کچھ زائد ہے بہشت پہلو حوض کا ہر پہلو ساڑھے سات فٹ طو۔ اور مربع وہ درودہ حوض کا ہر ضلع پندرہ پندرہ فٹ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس بہشت

(۱) واما كان الحوض عشرا في عشر فهو كسر لا يحسن بوقوع الحصة (۱) لا لم يولها (۲) حلی کبیر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سہیل اکیڈمی لاہور
(۲) الحوض واما كان عشرا في عشر اي طوله عشرة اذرع وعرضه كذا لک فیکون وحده الماء مائة ذراع (۱) حلی کبیر: فصل فی احکام الحیاض ص ۹۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

پہل حوض سے، شوگر تاجا، زب یا نہیں^۱ المستفتی نمبر ۸۰ احاطہ محمد یعقوب علی بخش۔ ۱۰ مئی ۱۵
رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب الرحمن) حوض مربع دو درود کے سوا اور اشغال کے حوض اگر
مقدار میں حوض مربع دو درود کے برابر ہوں تو ان کا حکم بھی مربع دو درود کا ہی ہوتا ہے لہذا بہشت پہلو
حوض مرقوم سے وضو کرنا ہر دو کا لہذا رو قون نجاست سے یہ حوض ناپاک نہ ہوگا ولولہ طول لا عوض
لکھہ یلع عشر فی عشر حار تیسرا (درمختار) قدری شامی میں اس کے متعلق یہ ہے (قولہ
جار تیسرا) ای جار الوضو مہ بناء علی نحاسة الماء المستعمل او المراد جار وان
وقعت فیہ نحاسة الخ (ردالمحتار ۱، ح ۱ ص ۱۴۱) اجابہ و کتبہ حبیب الرحمن نائب
مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۸۵) (از حضرت مفتی انجم نور اللہ مرقدہ) جب کہ حوض بارقہ دو درود حوض کے رقبہ
کے برابر ہو تو اس کا حکم دو درود کے موافق ہوگا خواہ شغل پہنچے بھی ہو مربع حوض جب کہ اس کی بہشت
۵ اذت ہو تو اس کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے اتنی رقبہ جس شغل میں پورا ہو جائے اس کا حکم اس مربع
حوض کے حکم کے موافق ہوگا، مفتی محمد کنیت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) کنویں میں عورت مرد نہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے۔

(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ایک عورت حالت اور حمل قریب آٹھ ماہ کا ہوا کہ اسی عرصہ میں چھ بیٹ میں مر گیا
جس کے بعد مدت وہ زیادہ نہ مار ہوئی یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس نارست ہو گئے رات کے
وقت اسے دروازہ شرف ہوا وہ بائیں کنویں میں برہنہ سر پڑی معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال
لی گئی کنویں سے نکالنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے درمیان میں مر اہوا چھ پیدا ہوا اور عورت مذکورہ تقریباً
۳۶ گھنٹے کے بعد انتقال کر گئی ایسی حالت میں کنویں کا پانی کس طریق پر پاک ہوگا؟

(۲) اسی کنویں میں جس کا مرد یا عورت یا بے ایک دوسرا شخص جو دیوان اور پگل بے پاگل پن کی حالت
میں اس نے کنویں میں پیشاب کیا اور آج قریباً آٹھ نو ماہ کے بعد جب وہ چھ اچھا بوسیا تو اتا رہا ہے کہ
میں نے کنویں میں پیشاب کر دیا ہے تو ایسی حالت میں کنواں کس طریق پر پاک ہوگا^۲ المستفتی نمبر
۱۹۸۹ ایہاد رخاں صاحب۔ میر رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۲۸۶) (۱) عورت کے گرنے اور زندہ نکال دینے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا۔
(۲) ہاں پیشاب کرنے کی وجہ سے (اگر پیشاب کرنا غلات ہو) کنواں ناپاک ہو اور ساراپانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا یعنی موجودہ تمام پانی نکل جائے گا کافی ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا ولی

کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھنسنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) جس پودے میں چھپکلی مر جائے تو ستے ڈول نکالنے چاہئیں اور اُپر پھٹ جائے یا پھول جائے تو کل پانی نکال جائے گا نہیں کیونکہ صاحب قدوری (۱۰) یوں فرماتے ہیں فان مات فیہا فارۃ او عصفورۃ او صعورۃ او سودانیۃ او سام ابرص (جس کے معنی سراج اللغات میں چلپاسہ و بہدی و تنگی و چھپکلی کے کہتے ہیں) نوح مہما ما بین عشرين دلواً الی ثلثین یہ صرف اس کے لئے ہے جو مر جائے اور اُپر پھٹ جائے یا پھول جائے اس کے لئے صاحب مذکور یوں فرماتے ہیں وان انتفع الحيوان او تفسخ نوح جميع ما فیہا من الماء صغر الحيوان او کبر (۱۰) اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض نوک چھپکلی میں دم ساکل نہیں بتاتے جب دم ساکل نہیں تو چھپکلی کو چوہا اور چڑیا کے حکم میں کیوں رکھا نیز چھپکلی میں آردم ساکل نہیں تو نجس ہونے میں تو کوئی کا، م نہیں کیونکہ سائق علما کیا محقق نہ تھے نیز جو سلف کے اقوال کو (جن کی بدولت ہم تک یہ علم پہنچا ان کے قول کو) یوں کہیں کہ ان کا قول اتمام حجت نہیں یہ الفاظ ان کی شان میں بجا گستاخی و توہین ہے یا نہیں نیز توہین و گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے کیونکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں دعاؤ امید ہے کہ مدلل و مفصل جواب سے مستفیض فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے کہ اس صورت میں چاہہا کیا حکم ہوگا۔ المستفتی نمبر ۲۶۰۵ محمد احمد ولد نیاز احمد (دہلی) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۸۷) چھپکلی میں دم ساکل نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں مرنے یا پھولنے پھنسنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا اس کی دلیل بھی فقہ کی کتابوں میں صاف طور پر لکھی ہے۔ و موت ما لیس له نفس سائلۃ لا یجس الماء (۱۰) یعنی ایسے جانور کا پانی میں مر جانا جس میں دم ساکل نہیں پانی کو ناپاک نہیں کرتا پس اس قاعدے کے ماتحت ہم ابرص سے کوئی ایسا جانور مراد ہو سکتا ہے جس میں دم ساکل ہو مثلاً:

۱. وکل حیوان سوی الحریر و الکب عمی مادکرہ (۱۰) اخرج حایم السنہ بعد الوقوع والحال انه قد اصاب الماء فہما بظہان کاذ سورۃ طہرا ولہ بعمہ ان علیہ نحاسۃ لا یجس الماء (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۵۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۲. وان ماتت شاة او بقرة او غیر ہما بما یؤکل لحمہ فی البئر تحس (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۶۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ص ۱۶ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

۵. ہدیہ باب الماء الذی یحور بہ الوضو وما لا یحور بہ ۳۷ ط مکتبہ شریعت علمیہ ملتان

گرت جس میں دم سائل ہوتا ہے سامہ ابرص میں گرت چھٹکی دونوں شامل ہیں جو بہ نیرہ شرع قدری میں سامہ ابرص کی تفسیر میں الورع الکبیر کی لئے مکھا ہے جنی بڑا گرت جس میں دم سائل ہوتا ہے (۱)

جن جانوروں میں دم سائل نہیں وہ اگرچہ حرام ہوں مگر ناپاک نہیں جیسے مکھی جھینگر کہ اگر یہ پانی میں شوربہ میں گر جائیں نہ جہاں تو پانی یا شوربا ناپاک نہیں ہوگا ۱۰۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

حوض دہ درودہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں! (سوال) بمبئی جیل روڈ حدباری میں ایک چھوٹی مسجد بہت پرانی ہے جسکے بعض حصے سید کی وجہ سے گر گئے تھے اب دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے اس کے حوض کی حالت یہ ہے کہ چوڑائی میں بارہ فٹ اور لمبائی میں ۲۵ فٹ اور گہرائی میں ساڑھے چار فٹ ہے اس پر بعض لوگوں نے اس وقت اعتراض کیا کہ یہ حوض دہ درودہ کے خلاف ہے ۱۵ فٹ عرض میں اور ۱۵ فٹ طول میں ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ سارے سترہ فٹ عرض میں اور ساڑھے سترہ فٹ طول میں ہونا چاہیے پس از روئے شرع شریف حوض نہ کورہا اتنی نسبت کی حکم ہے آیا اس میں وضو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۲۸ فتح محمد صاحب بمبئی نمبر ۸ ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۸۸) ۱۵ فٹ طول ۱۵ فٹ عرض حوض دہ درودہ ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے یہ لازم نہیں کہ چند رو فٹ سے ۱۵ فٹ ضرور ہو یعنی اگر ایک جانب ۱۵ کے بجائے ۲۵ فٹ اور دوسری طرف صرف ۹ فٹ ہو تو یہ دہ درودہ ہوگا کیونکہ رقبہ ۲۲۵ ہو گیا۔

پس صورت مسوہ میں جو حوض کہ بارہ فٹ سے چھپیس فٹ ہے اس کا رقبہ ۳۰۰ فٹ ہوتا ہے جو دہ درودہ کے مطلوب رقبے ۲۲۵ سے ۷۵ فٹ زیادہ ہے تو اس کے جائز حوض ہونے میں کوئی عیبہ نہیں موجودہ مقدار تو ساڑھے سترہ فٹ بھی تقریباً ۲۲۵ فٹ زیادہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

غیر مسلم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) کوئی غیر مسلم نہلا دھلا کر اور پاک پڑا پسند کر اگر کسی کنویں میں کسی ضرورت سے داخل یہ

(۱) (قولہ او سامہ ابرص) و فی الجوزۃ تشدید المیم الورع الکبیر (الحوہر السہ ۱/۱۸ ط امدادہ ملت)
(۲) و موب ما لیس لہ دہ سائل لا یحسن الماء ولا عبرہ اذا وقع فیہ فمات اومات ثم وقع فیہ و دلت کالقی ای المعوض و لد بات و الرابیر یجمع ابواعھا حلی کبر فصل فی النوض ۱/۱۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور
(۳) و لولہ طول لا عرض لکھ سبع عشر فی عشر حار تسیر الدار الصحار قال المحقق فی الشامیہ قولہ لکھ یجمع کک یکون طولہ خمسین وعرضہ دراعین مثلاً فہ لورع صار عشر فی عشر (رد المحتار ص ۱۹۳/۱ ط سعید)

جائے تو اس سے کنواں نجس تونہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم الحسن رضوی سیٹاپور۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۱ء
(جواب ۲۸۹) غیر مسلم کا پدن ناپاک نہیں اور صورت مسئلہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گروہ کا ہوتا ہے۔

(سوال) شرعی نرقت ہوتا ہے؟

(جواب ۲۹۰) شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گروہ کا ہوتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا!

(سوال) ایک مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے چونکہ اس کا پانی نہایت خوشنوار اور صاف ہے اس لئے چند سات برس سے تقریباً دو سو ہندو مسلم اس کا پانی استعمال کرتے ہیں یہ کہتا ہے کہ اس کنویں سے پانی سے مسلمانوں کا وضو نہیں ہوتا ہندوؤں کے لئے اس کا استعمال ممنوع کرنا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۴ مفتی سید انصاف حسین (ضلع گننور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۹۱) مسلمانوں کا وضو نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہندوؤں کو پانی سے بند کر دینا ٹھیک نہیں ہاں کہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ احتیاط سے پانی بھر آئیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دو درو در قبر یا اس سے زیادہ رقبہ کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس سے غسل اور وضو جائز ہے۔

(از اخبار الجمعیت مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) موضع پالی میں ایک گاؤں، نامپانچو، کی شہر سے ڈھائی سو قدم اور حلال خوروں کے مکانات اور پخانے کی ٹٹیوں سے ڈیڑھ سو قدم کے فاصلے پر واقع ہے جس میں بہت سے کافروں کی گلیوں سے یہ بر آتا ہے اور جنگل سے زیادہ قدر میں پاک پانی اس میں نہیں آتا البتہ کسی قدر راستوں اور قبروں کا

۱. حتی لو غسل ای الکافر فوقہا من ساعہ لا یرجئہ شیء رد المحتار فصل فی البر ۱/۲۱۴ ط
(سید)

۲. المعاصر فی الفرائع ذراع الکرب و ذراع سع قضا و حلی کبیر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سہیل
اکدمی لاہور

۳. ولو ادخل الکافر أو النکاح ایہم لا یسحب ادا لم یکن علی ایہم نحاسہ حقیقۃ حلی کبیر فصل فی
احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکدمی لاہور

پانی اس ناہی میں ضرور آتا ہے اور حامل خوروں کے مکانات کے پاس کوڑا اور غلات وغیرہ کا ذخیرہ لگا ہوا ہے اور اس ذخیرہ میں ۱۰۰ راجاؤں مشابہتے سور وغیرہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں اس کا پانی بھی اس ناہی میں جاتا ہے اور رقبہ ناہی کا وہ دروہ سے بہت زیادہ ہے ایسے پانی سے وضو غسل وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۲) اُر اس ۳۱ باب کا رقبہ وہ دروہ سے زیادہ ہے اور اس کے پانی میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے صرف شغف پانی ہے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

چشمہ وار کنواں ٹاپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(از اخبار المجمعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک کنواں جس کا استوازی یعنی آریا سولہ فٹ دواغچ ہے اس میں ایک وضو دسکوڑا ہوتا ہے وہ جہانے اینٹ کے شکستہ ٹکڑے ہیں جس کی وجہ سے کنواں ٹاپاک ہو گیا کنویں میں پانی کی آمد بہت سے ٹوٹ نہیں سکتا اس میں اندر ۵ فٹ پانی ہے جگہ نہیں ہے مگر پھر بھی دو کوس جوتیں تو بھی چار فٹ پانی رہتا ہے ہم نے تین سوڈول نکال کر پانی کو استعمال کر لیا ہے۔

(جواب ۲۹۳) جب کہ پانی ٹوٹ نہ سکے تو موجودہ پانی نکال دینا کافی ہے یعنی جتنا پانی موجود ہے وہ نکل جائے اور نیا پانی آتے رہنے کی وجہ سے نہ ٹوٹے تو مضائقہ نہیں صرف تین سوڈول نکالنا کافی نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

اوپر سے تنگ اندر سے کشدہ حوض میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کا حکم۔

(از اخبار المجمعہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) حوض اوپر سے تنگ ہے اور اندر سے کشدہ ہے ذات کھلی نہیں نظر آتی بہمہ داخل ہوئی ہے پانی اوپر ہے تو اس حوض میں وضو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۴) اُر محلہ ہوا پانی مقدار شرعی سے کم ہے تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جاسکتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے نجاست پڑنے سے وہ حوض ٹاپاک ہو جائے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذلی

۱) وادکان الحوض عشر فی عشر فهو کثیر لا ینحس بوفور الحامہ ادا لم یزلھا اثر (حمی کسر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ طبعہل "اکذمی" لاہور)

۲) وان تعدد مراح کل فی لکوب مع فقدر ما فیہا وقت ابتداء والروح قالہ الحللی (توبہ الانصار و شرحہ لدر المحتار مع رد المحتار فصل فی البر ۱/ ۲۱۴ طبعہل)

۳) وان کان اعین الحوض فی م عشر فی عشره واسفلہ عشر فی عشر او اکثر فوقع فیہ نجاستہ فی اعین الحوض حکمہ نجاستہ الاعلیٰ نہ انقص الباء و اسہی الی موضع ہو عشر فی عشر فالاصح انہ یحور التوضو بہ والاغتسال فیہ (عالمگیریہ الباء الثالث فی العیاء ۱/ ۱۹ طبعہل "کوئٹہ")

کنویں میں مرا ہوا کتا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(از اخبار المجمعینہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک کتا زہر کی گولی ڈالنے سے مر گیا اس کو کسی لڑکے نے مسجد کے کنویں میں ڈال دیا تین روز نکال وہ کنویں میں پڑا رہا اور پھول گیا کسی کو خبر نہ ہوئی تین روز بعد وہ کتا کنویں سے نکلا گیا مسجد کے پیش امام صاحب نے صرف پچاس ڈول جس میں چھ سیر پانی آتا ہے لگوا دیئے پانی مسجد کے تمام و فیہ میں اور مٹلے میں استعمال ہوتا رہا پانچ روز بعد جب مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا کہ صرف پچاس ڈول لگوانے سے کنواں کیونکر پاک ہو گیا؟ تو انہوں نے اسی ڈول اور لگوا دیئے اس کنویں کا پانی برائے استعمال ہو رہا ہے؟

(جواب ۲۹۵) صورت مسوئلہ میں کنویں کا تمام موجودہ پانی نکالنا ضروری تھا پچاس ڈول اور اس کے بعد اسی ڈول نکالنا کافی نہیں ہوا۔ اب اس کنویں میں مثلاً دو سو ڈول پانی ہو تو ایک سو تیس ڈول جو نکالے جائیں ہیں محسوب کرے جائیں گے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) کنویں میں اگر مینڈک گر جائے تو کنواں چاہے ہو گا یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جاوے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں۔ جمن پور ضلع فیض آباد۔

(جواب ۲۹۶) مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دم سہل نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟

(۲) بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ٹاپا کی کاجب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) (۱) کنویں میں اگر سانپ زندہ یا مردہ لگے تو کتنا پانی نکالے؟ (۲) بچے کھینٹے کھینٹے کنویں میں ڈھیلے یا ٹھیکری پھینک دیتے ہیں اور اس ڈھیلے یا ٹھیکری کے پاک یا ناپاک ہونے کا ہم نہیں جانتے اس صورت میں کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب ۲۹۷) (۱) سانپ اگر زندہ لگے تو کنواں پاک ہے اور مردہ لگے اور سانپ آبی نہ ہو تو

۱، وان ملت فیہا شاة او آدمی او کلب روح جمع ما فیہا من الماء | ہدایہ فصل فی البتر ۴۳۱ ط مکتبہ شرکت علمہ ملتان

۲، ولو روح بعضہ نہ راد فی البدن روح قدر الباقی فی الصحیح، البتر المختار فصل فی البتر ۲۱۳ ص سعید
(۳) و موت مالا یم لہ کالمسلح و جرحہ کما لا یفسد الماء لا یفسد عبرہ کالعصر و جرحہ فی ذی روائۃ عن امی
یوسف و کذا یفسد ع (فاوی) القاصی حدیثی حدیث الہدیہ فصل فیما یقع فی البتر ۱۰۱ ط محدثہ کوئٹہ

کنواں ناپاک ہے، اور اس کا حکم مرغی مردہ، نکلنے کا ہے، (۲) ذہیلے یا خشکری کے ناپاک ہونے کا حکم ہے۔
 تو کنواں ناپاک ہو گا اور نجاست خبیثہ (پیشاب اور پائسے) کی ناپاکی ہو تو سہرا پانی نکال دے گا، اور اگر
 مرنے والی چیز کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک رہے گا، (۱۰) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ ہے۔

دو درودہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیئے۔

(سوال) دو درودہ حوض کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہیئے؟

(جواب ۲۹۸) گہرائی نصف ای قدر کافی ہے۔ دونوں باتوں سے پانی اٹھایا جائے تو زمین یعنی پانی
 کے نیچے کی تین کھلے (۱۰) فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ دہلی

دوسرا باب انسان اور اس کے عوارض فصل اول۔ بول و براز کے احکام

شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے۔

(سوال) اگر چہ ماہ کی پٹے پر پیشاب رعدے تو وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر شیر خوار لڑکا چھ یا سات ماہ
 کا پاک پڑے پر پیشاب رعدے تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک محض کہتے ہیں کہ اگر شیر خوار لڑکا پیشاب
 رعدے تو اس پٹے پر پاک پانی کا چھیننا دینے سے وہ پٹا پاک ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟
 المستفتی نمبر ۲۰۹۳ حافظ محمد رفیق صاحب ضلع خیر (بہسین) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ دسمبر
 ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۹) حنفیہ کے نزدیک شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے ہاں

۱، ما الحیة التریة لی لا یغسل فی لواء، اذا مات فی الماء، فیهما تصدہ (حلی کبیر، فصل فی السر، ص ۱۶۶ ط
 سہیل اکیدمی لاہور)

۲، مات فیه حسامۃ، و دحاحہ، او عافار، فیه فی الحیة روح مہیا از یعون دلو، او حمسون، حلی کبیر
 فصل فی السر، ص ۱۵۷ ط سہیل اکیدمی لاہور)

۳، ولو وقع فی السر حرقة، او حسنة حسنة روح کل الماء، فدوی القدسی حان علی هامش الہدیہ، و ما تصد
 ماء السر، ۹ ط ماجدہ، کوئٹہ)

۴، المسی لا یرون بالثلث، الاصل، ما کان علی ما کون، الاشہار، الطائری، القاعدة الثالثہ ص ۵۷ ط بیروت،

۵، والمعصر فی عمقہ ان ینکون محل لا یسحب بالاعتراف، هو الصحیح (عالمگیریہ، الباب الثالث فی المساء ۱۸۹
 ط ماجدہ، کوئٹہ)

ٹر کے کے پیشاب کو زیادہ مباح کے ساتھ دھونا ضروری نہیں پانی بہا دینا اور ٹچوڑ دینا کافی ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و علی

وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم۔

(از اخبار التعمید و علی مورخ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) آبست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم پر یا کپڑے پر پڑ جائے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب ۳۰۰) آبست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے وہ تو ناپاک ہے دوسرا وہ پانی جو لوٹے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو وہ پاک ہے پہلی صورت میں ایک درہم کی مقدار تک منہ اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ

پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیلا اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے۔

(از اخبار التعمید مورخ ۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

(سوال) پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کالیناسٹ ہے یا پانی کالینا؟

(جواب ۳۰۱) کلوخ (پتھر ڈھیلا) لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر صرف پانی سے استنجہ کر لے تو یہ بھی جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ حیض و نفاس

ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیت ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(سوال) اگر ایسے ایام ہوں جس میں حرام ہے کہ عورتیں ہاتھ لگائیں گا مچاک کو کیا ایسی حالت میں

(۱) وهذا هو قول معشر الحنفیۃ انہ یحب غسل بول العلام کما یحب غسل بول الحارۃ لانه لا یباع فی الاول کما یباع فی الذی الیہ (اعلاء السنن) باب وجوب غسل النوب من بول النسی الرصیع ۱/ ۲۹۱ ط إدارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) وقال محمد هو ظاهر فان اصاب ذلک الماء ثوبا ان کان ماء الاستحاضاء واصله اکثر من قدر الدرهم لا تحوز فیہ للصیوة (فتاوی القاضی حان علی هامش الہدایہ) فصل فی الماء المستعمل ۱/ ۱۵ ط ماحدیہ کونہ

(۳) ثم اعلم ان الجمع من الماء والحجر الفصل و بلیہ فی الفصل الاقتصاد علی الماء (رد المحتار) فصل فی الاستحاضاء ۱/ ۳۳۸ ط سعید

ایسی کتاب کو بھی ہاتھ لگانا جائز ہے جس میں دس بارہ یا ایک دو آیات قرآن پاک کی ہوں؟
المستفتی نمبر ۱۰۸ میر عبد الغفور د۔ جب سبق نمبر ۳۲۔ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۰۲) حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور ایسی کتاب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں
ان آیات کے ورق پر ہاتھ لگانا ناجائز ہے۔ کتاب کو چھونا ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے۔
(سوال) جس عورت کو حیض آتا ہو وہ درود شریف، کل الخیرات پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی
نمبر ۱۱۸۰ سید جلیل الدین (ضلع آردہ شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۰۳) ہاں سو اب قرآن مجید تمام اذکار پر حنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں۔
(سوال) ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں حیض ہو اگر تاقتاس کی شادی مہینے کے دوسرے
ہفتے میں ہوئی اول شب کو ہم نہ ستر ہونے سے اس حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے ناوانہ
دوبارہ نہ ستر ہو ایسی حالت میں وہ نوں میں سے کسی پر سناہ ہو یا نہیں؟ اگر سناہ ہو تو اس کا کفر وہ غیر مسلم
دینا چاہیے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتہ میں ہونے لگا ہے؟ المستفتی حاجی محمد دود
صاحب تاجر چٹاؤ کمر بند بازار طلسار ان۔ دہلی
(جواب ۳۰۴) بے خبری سے ایسا ہو گیا تو دونوں میں سے کسی پر سناہ نہیں ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان
اللہ دہلی

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والا اور دیگر حرام افعال کا
مرتکب شخص سرداری کے لائق نہیں۔

(سوال) نفاس والی عورت جب کہ تھوٹ کا ذرہ نہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظرف کو حقیقہ
ناپاک سمجھنا۔ رسومات کا فروغ پانڈی امرتا پال کے کتاب کی بزرگ کے نام پر مچھوئے۔ حقوق احباب

(۱) مجمع فیما فی قرآن قصده و مسہ ولو مکوناً بالغازیہ فی الاصح الا بعلاہ المستفصل کما مر و کذا
مجمع حمد کلوج و ورق فہ ایڈر تنویر الاضمار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار باب الحیض ۱ ۲۹۳ ط
سعید

(۲) قال فی المحر و فی شرح الدر و لغز و حص المس مالید فی الکتب الشرعیہ (المحر الرائق) باب الحیض
۱ ۲۹۲ ط بیروت

(۳) ولا یس یحتض و حب مفرہ دغیہ و مسیہا و حمیہا و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح اللہ (تنویر الاضمار و شرحہ
الدر المختار مع رد المحتار) باب الحیض ۱ ۲۹۳ ط سعید

(۴) ثم هو کسیرہ لو عمد محاراً علماً بالحرمة لا حائل او مکروہاً او ماسیاً (الدر المختار مع رد المحتار) باب
الحیض ۱ ۲۹۷ ط سعید

کو تلف کرنا اور بھاجانا۔ بظاہر حقوقِ شہدات اور غنمی سے پیش آکر مختلف انکار کرتا یہ فاسد حدیثیں ایک ہر قوم کے اندر پائی جاسکتی ہیں تو ایسے شخص کو سردارِ زروں شریعت تصور کرنا چاہیے یا نہیں۔ اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیا سزا دینا چاہیے؟^۱ المستفتی نمبر ۲۰۸۶ مولانا عبدالرحیم صاحب (پنجابی)

نمبر (۲۹) رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۵) حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو پاک ہیں اور ان کے ہاتھ چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ کے برتن ناپاک نہیں ہوتے^(۱)

کسی بزرگ کے نام پر پھول کے کان چسپاں کرنا حرام ہے کسی کا حق مارنا اور کھانا، حتیٰ حرامت ایسا شخص سر داری کے لائق نہیں جو دُشمن پر قلم لے کر ان کے مال مارے۔^(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے۔

(سوال) ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن ہر پھر ایک دن خون پھر تین دن طہ پھر ایک دن خون پھر ایک دن طہ پھر نو دن طہ نو دن خون اور اس کے بعد سے اب تک طہ ہے اس عورت کو پچھلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ یوم کا تھا پہلے مہو اس کو آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر ہر بیٹھیں یہ نہیں تو اب صورت مسئلہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدا انخواست آئندہ ایسی ہی بڑبڑی کی حالت رہی تو طہارت و حیض کے دن کس طرح شمار کئے جائیں گے اس کے لئے قاعدہ بتا دیں نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کلمہ از مذہب کتنے ہوتے ہیں؟^۳ المستفتی نمبر ۴۸۱۴ سیماں مدنی حافظ بنیاد، نواب شائع

سورت۔ ۸ اربع الاول ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۰۶) نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا صم ہوگا۔ اور کیا اس کو ایامِ رخصت میں پہلے بھی خون حیض کا آثار ہے یا رخصت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب دیا جائے تو آئندہ کا صم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

۱، ولا یکرہ طہحہا ولا یستعمل منہ من عین او مہ، او یحوہما رد المحتار باب الحيض ۲۹۲ ط

۲، لا یحوز لاحد من المستمسک احد مل احد بغير سب شرعی (عالمگیری فصل فی التعزیر ۱۶۷ ط ماحدہ کوئٹہ)

۳، فی النفاس لاحد مل، اکثرہ رمعون یوم و لیلۃ عندہ استباحہ (ہدایہ فصل فی النفاس ۷۰ ط مکتہ شریکۃ علمہ ملتان)

تتمہ سوال۔ جواب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام رضاء میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سوال میں لکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے مہو، آنھ یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو اب باقی ایام میں طہارت کے دن کتنے اور حیض کے دن کتنے؟

حضرت والا! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ذابھیل کے مفتی اسماعیل رحمہ اللہ صاحب مدفہ مدنی پر بھی لکھا تھا مگر سوال میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۹ دن کا ہے اور ان کے سوال میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ پر سوال لکھا تو یہ جواب مہر کے زمرہ میں زیادہ کر دینے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہیے وہ کہیں نہیں ہیں لہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استیضہ میں شمار ہوں گے جس میں نماز روزے اور آگے ہونے لگے لہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آنھ یوم حیض آتا تھا عادت کا وہ دن ان تاریخوں میں آنھ یوم حیض شمار ہو گا اور باقی کا استیضہ۔

حضرت والا! میرے ناقص مطالعہ کے لحاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں اگرچہ بیس دن نفاس کے شمار کئے جائیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم وہ نہیں آتی لہذا آخری طہر جو ۱۹ یوم کا ہے اس وقت ۲۸ یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استیضہ کے ہیں لہذا اس کی نفاس کی سبقت عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ خود آگے گئی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہو گا اس کے بعد احتیاطاً ۱۵ دن کا وہ ہو گا اس کے بعد اس کی سبقت عادت کے مطابق آنھ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہر کے ہوں گے اگر خدا نخواستہ ان کو پندرہ دن کا طہر نہ آتا تو پھر ان کو پانچ دن طہر کے ہوتے پھر آنھ دن حیض کے پھر پانچ دن طہر کے پھر آنھ دن حیض کے اور ایسے ہی ضم چکر رہتا اس لئے کہ عورتوں کو مہو، مہینے میں ایک بار دم حیض آتا ہے ایام رضاء میں حیض نہ آئے وہ اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

(جواب) (از مہو، مفتی عبدالغنی صاحب۔ صدر مفتی دارالافتادہ امینہ۔ بعد وفات حضرت مفتی اعظم) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶ دن خون آیا لیکن تین دن بدرجہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آگیا اس کے بعد کچھ دن ہند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جاتا تو بے شک عادت سے زائد کو استیضہ میں شمار کیا جائے اور مختار میں ہے اما المعتادہ فردد لعادتها وكذا الحيض شأناً، میں ہے اذا كان عاداتها في الفاس ثلاثين يوماً فانقطع دمها على راس عشرين يوماً وطهرت

عشرۃ ایام تمام عادتہا فصلت و صامت ثم عاودھا الدم فاستمر بها حتی جاوز الاربعة ذکر انھا مستحاضۃ فیما زاد علی الثلاثین و دوسری جگہ ہے صورتہ فی النفاس کانت عادتہا فی کل نفاس ثلاثین ثم رات مرة احدى و ثلثین ثم طهرت اربعة عشر ثم رات الحيض فانھا تورد الی عادتہا وھی الثلاثون و بحسب الیوم الزائد من الخمسة عشر النی ہی طهر ۱۰ کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔ اُمر عادت الطهر بین الحیضتین او النفاس و الحيض خمسة عشر يوماً و لیا لیہا اجماعاً ۲۰ اُمر عادت بھول گئی یعنی ایام حیض کے عود یا وہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مینے کے پسے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحریر کے ظن غالب پر عمل کرے گی۔ و من نسیت عادتہا اما بعد او بمکان او بهما انھا تنحرى ۲۱ الخ فقط محمد عبدالغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۳۷۳ھ)

فصل سوم۔ آدمی کا جسم اور جھوٹا

بھٹی یا چمار نہلاودھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں (سوال) بعض مسلمان عیسائیوں چماروں بھٹیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال نہیں کرتے خواہ اپنا جسم و لباس پاک صاف رکھیں برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام مثلاً برہمن راجپوت مہاجن مائی بڑھی کمار وغیرہ کے ہاتھ کا کایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال کرتے ہیں ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن حدیث جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۸۵ اللہ دیا صاحب ماسنہ (شعب سار پور) ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ اُمی ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۰۷) شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے خواہ وہ بھٹی ہو یا چمار یا اور کوئی کام کرنے والا ہو اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں ہے (۲) ہاں بھٹی یا چمار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں ان کا بدن یا لباس ظاہر کے لحاظ سے اکثر ناپاک رہتا ہے اس لئے اس ناپاک کے غلط ظن کی بنا پر ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے مگر جب کہ کسی بھٹی یا چمار کو نہلاودھلا کر پاک صاف کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے

(۱) المرجع السابق ۱/۳۰۰

(۲) المرجع السابق ۱/۲۸۵

(۳) المرجع السابق ۱/۲۸۶

(۴) مسؤر آدمی مطلقاً ولو حساً او کافراً طاہر (تویر الامصار و شرحہ الدر المختار مع رد المختار

مطلب فی السؤر ۱/۲۲۲ ط سعید)

ہاتھ کی چیز میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان مدظلہ

(۱) بھیجی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا خض اس وجہ سے کہ بھیجی ہے ناجائز نہیں

(۲) بھیجی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

(سوال ۱) ایک غیر مذہب بھیجی کے ساتھ مسلمان و اہل اہل بیت میں کیسا ہے؟
(۲) ایک غیر مذہب بھیجی وجہ ہر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ مہر الغفور صاحب دہلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۸) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں بھیجی و ریت نہ رکھی جاتی ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھیجی کی بات کی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھیجی کو نہا، جھاڑو اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس سے ہاتھ ایک برتن میں لکھنے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھانا پک کھانے یا حرام کھانے کا مرتب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک نہ رہتے ہیں رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھیجی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف احادیث اور مختلف مصنفین کے خلاف ہے بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ خطے کی ہو تو پھر کوئی اہرام اور اعتراض نہیں۔ اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو باوجود غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہو گا مگر یہ حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا۔ (۲) احاطہ مسجد میں نماز جگہ کے علاوہ جگہ میں بھیجی سے جھاڑو دلوانی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھیجی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز جگہ میں بھیجی اس سے جھاڑو دلوانی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ سلامتی اصول کے تحت پاک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدظلہ دہلی

۱ حی لو غسل ای لکھو فوقع فیہ من بعدہ لا یرح مہشی رد المحتار فصل فی التمر ۱۹۱ ص ۲۶۴ (سعد)

۲ لیسر دمی مصفا ولو حد و کفر طہر و توبہ لا یقصر و یرحہ لیسر المحتار مع رد المحتار ۱۹۲ ص ۲۶۲ (سعد)

۳ وہی التمر لا یاس نہ یصف کفر لغیرہ اولیٰ واحد و عالمگیری کتاب رابع عشر فی اہل الدمہ و لا حکمہ الی تعود الیہم ۳۴۷ ط ماحدہ گوشتہ

۴ ان سببہ المسمیہ مرہ او مر من فلا یاس نہ و اما الدواغ غلہ فکیرہ کذا فی المحتار و عالمگیری کتاب رابع عشر فی اہل الدمہ والا حکام الی تعود الیہم ۳۴۷ ط ماحدہ گوشتہ

۵ لا یس نہ حیون من لدنہ مسجد محراب و سایر مساجد و صا تصحیح عالمگیری کتاب رابع عشر فی اہل الدمہ والا حکام الی تعود الیہم ۳۴۹ ط ماحدہ گوشتہ

کو یہاں سمجھتا ہے حتیٰ کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جمونا کھانی سکتا ہے بلکہ اپنے دین کو ضرر پہنچنے کے بغیر ان کے گھر کا بھی کھانی سکتا ہے اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اہل سوس میں حاضر رہا اور جو مال بہ اسلام تھا اور اب بھی اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے علماء و دیگر معززین کی دعوت کو ردی قبول کر لی گئی کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مد نظر تھا کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پکائے چنانچہ بریانی مسلمان ٹائی نے پکائی اور حوا اچھوتوں نے تیار کیا البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے علماء و اکابر کے اس فعل پر جو محض بد نظریہ تالیف قلوب و مقصد تبلیغ اس طور سے مثل میں آیا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسن اسلام پر ایک مبسوط تقریر اسی اچھوت کے گھر کی گئی اور اس میں دعوت اسلام دی گئی۔ بعض مومنین نے یضوئے انما المشروکون نجس فلا یقرؤوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا ۱۰ بطور استدلال پیش کیا اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب کہ ان کے بدن نجس نہیں اعتقادات نجس ہیں نظر انداز کر دیا گیا اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو دائرہ اسلام کے بہت قریب آئے تھے اب خاموش ہو گئے ہیں آپ ازراۓ شریعت ظاہر فرمادیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۹۳ اجنب صفی عبداللہ ایم اے صدر المجمع خدام اسلام جگر لٹوں ۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۰) اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں بلکہ جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو تو بدن پاک ہے اور ان کے ہاتھ کا حناء بھی جائز ہے اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا حناء کیا وہ مستحق اجر ہیں۔ ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دینی

کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جمونا اور پکایا ہوا کھانا جائز ہے،
تبلیغی مقصد سے یہ عمل موجب اجر ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب چچہ عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی و مکتوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں کہ کافر کا جمونا پاک ہے چوبڑے بھی ہندوؤں کی مانند ہیں لہذا چوبڑوں کا کھانا بھی جائز ہے چنانچہ اب کی و غلط پر یعنی کل ۶۳ کو ایک چوبڑے نے جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سمجھ سزا رہا ہے اس نے مولوی صاحب کی موہ چند اجاب و دعوت کر دی مولوی صاحب نے نہایت خوشی

(۱) التوبة : ۲۸

(۲) ولو ادخل الکفار أو المصنات ابدیہم لا یحس اذالہ من علی ابدیہم بحسۃ حقیقۃ (حلی کبیر فصل احکام

الحیاض ص ۱۰۳ ط مہل اکیدمی لاہور)

(۳) ولا مانع بالذہاب الی صیفة اہل الذمۃ و عالمگیریہ اثبات الرابع عشر فی اہل الذمۃ والا حکمۃ النبی معرۃ

الہیہ ۳۴۷/۵ ط محدثہ کوئٹہ

۴، بطور فعل ذلک لیمیل قسہ فی لا سلام فلا یسہد عالمگیریہ نفس المکذ ۳۴۸

سب سے پہلے چون و چرا منظور فرمائی اور یہ وقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کیلئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت غرہ اللہ اکبر بلند آواز سے لگایا۔ بعدہ مولوی صاحب محد ایک جماعت کثیر کے نصیحتیں پڑھتے ہوئے اس چوبڑے کے گھر پہنچے اور چوبڑوں نے بدست خود ان کو کھانا اٹار اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا اور مولوی صاحب نے نہایت فرائضی سے مع اپنے رفقاء کے دعوت کو نوش فرمایا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

صوبے کو تو خود ان چوبڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا اور پلاؤ کو ایک تیار کیا تیار کیا کہ جڑ پکانے کے باقی سب کام پانی وغیرہ کا ذرا غرض کہ سب اہتمام ان چوبڑوں ہی کا رہا ہے ہاں گوشت جو پلاؤ میں لایا گیا ہے ان کے ہمارہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید کیا تھا جب کہ انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا۔ میں بازار چلا گیا دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سف خرید کر کے جب ان چوبڑوں کے گھر پہنچا تو میں نے ان کے گھر سے مٹوا کر دیگ میں پکا دیا عینا ہمارے نہایت ہی ادب سے اتمام کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کر دی ہے لہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات سے آگاہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا قصبہ سب میں مذکور ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہ عظام کے مسائل مستطی من القرآن والا حادیث ضمیم ہیں؟ اگر ہیں تو کیا فقہ عظام کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید و احادیث شریف سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مشرک تو نرے سُنَدے ہیں اور یہی جگہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ جیسا کہ یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفر کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہے آنحضور ﷺ تو مشلولہ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبح کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوبڑوں کے گھر اٹکے قبضے میں رہا کیا شرعاً شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(۶) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے۔ المصنفی نمبر ۲۱۱۲ مستری نذیر احمد (ضلع لودھیانہ) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۱) مسئلہ شریعہ فقہ حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے جب کہ اس

پروٹی ظاہر کی نجاست نہ ہو کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے پھر اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ نہانے میں کوئی ناجائز و ناپاک چیز نہ تھی اور پکانے والے اور اُٹانے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے ملوث نہیں تھے تو ان کے ہاتھ کے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے اور اگر تبیینی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے اور آیت "انما المشرکون نجس" میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے نہ کہ جسمانی، د۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

نجاست کا یقین پانچن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
(از اخبار سہ روزہ التعمیہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے جان بوجہ کافر کا ہاتھ اپنا ہاتھ لگا کر پی لیا یہ فعل کیسا ہے کافر و مشرک کا بھونا منہ پینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۱۲) جب کہ ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حد ذاتہ جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو اور محمد کفایت اللہ غفر لہ

(حوازی ۵ دفر ۲۱۳) کافر کے ہاتھ سے تر اور سیال چیز لینا فی حد ذاتہ جائز ہے لیکن اگر کافر فی ہا احتیاطی کی وجہ سے ملوث ہا نجاست ہوئے گا کمان ہو تو پینا بہتر ہے اور غالب کمان ہو تو لینا جائز ہے اور پتہ ہونے کا یقین ہو تو بڑا گناہت جائز ہے کیونکہ انسان کا بدن فی ہنہ اسلامی اصول کے حفاظت پتہ قرار دیا گیا ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ (از اخبار التعمیہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

۱. ولو ادخل الکفار او الصواب دہم لا سجن ۱۵۰ مکن علی اہلبہم بحاسۃ حقیقۃ (حمی کسر ص ۱۰۳ سہیل اکیڈمی لاہور)

۲. فسور الادمی مطمعا ولو حب او کفر طہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

۳. لا یس تطعام المحوس کلہ لا الدہم فان دہبہم حرام ولا یاس بالذہب الی صافہ اہل الدمہ عالمگیرۃ الدب الرابع العصر فی ہل الدمہ والا حکمہ الی عود البہم ۳۴۷ ط ماحدہ کویہ

۴. یطر ان فعل ثالث لیسلم فہم لی الاسلام فلا یاس بہ عالمگیرۃ الدب الرابع عشر فی اہل الدمہ والا حکمہ الی عود البہم ۳۴۸/۵ ط ماحدہ کویہ

۵. وللمرد بقولہ یعلی اما المشرکون نجس الخجاستۃ فی عہدہم (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

۶. فسور الادمی مطمعا ولو حب او کفر صہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

۷. ولو ادخل الکفار او الصواب دہم لا سجن ۱۵۰ مکن علی اہلبہم بحاسۃ حقیقۃ (حمی کسر فہم فی احکام الحیاض ص: ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۸. فسور الادمی مطمعا ولو حب او کفر طہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

فصل چہارم۔ وضو غسل اور تیمم

اعضاء تیمم پر غبار آلود ہا تمہ پھیرنا فرض ہے، کوئی عضو وہ جائے تو تیسری ضرب کی ضرورت نہیں

(مسائل) تیمم میں اعضا کو رولکانا فرض ہے، یا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے نیز یہ کہ تیمم دو ضرب سے ہوتا ہے اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب لگائی جائے یا نہیں؟ اور اتورجوا

(جواب ۳۱۴) تیمم میں اعضا سے تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ اعضا پر بھی غبار نظر آنے لگے، تیمم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیر دینا کافی ہے، محمد کفایت اللہ کا ناللہ

خنثوں سے نیچے پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مسائل) پا جامہ اگر خنثوں سے نیچے ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ بعض آئی جتے ہیں کہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ پا جامہ خنثوں سے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے ہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطلع فرمائیں؟

(جواب ۳۱۵) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ خنثے سے نیچا پا جامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ خنثے سے نیچا پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے، لیکن ایسا کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کے ایہ دو شریف، میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو خنثے سے نیچے پہنے ہوئے تھے وضو کرنے کا حکم دیا اول تو اس میں ایک رولوی اور جعفر ہے جو مجہول ہے (دوسرے اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس کے گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے یہ حکم، یا تو یونکہ وضو سے اعضا کے مٹاؤ جھڑ جاتے ہیں، محمد کفایت اللہ کا ناللہ

(۱) عبد الحمید بن عبد اللہ بن حنیفہ و محمد بشرط فی صحیح البیہم مجرد المس ولا یشرطان علقوی سی مہما (حلی کبیر) باب تیمم ص ۷۶ ط سہیل اکیدمی (لاہور)

(۲) امر کہ قصر ملان الحج (حلی کبیر) باب تیمم ص ۶۲ ط سہیل اکیدمی (لاہور)

(۳) عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال اذا غسل من الکعبین من الارض فی الدار (صحیح البخاری) باب ما غسل من الکعبین ففی الدار ۸۶۹/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) باب ما جاء فی ارسال الارار ۵۶۵/۲ ط اعدادیہ ملتان

(۵) فی اسنادہ ابو جعفر راجل من ہن المذنبۃ لا یعرف اسمہ و معالم السنن لا بی سلیمان الحطابی، باب ما غسل من الکعبین ففی الدار ۵۹۱/۶ ط انصار السنۃ المحدثہ

(۶) بحوالہ و لہ اعلم انہ امرہ باعادة الوضوء دون الصلوة لان الوضوء مکفر للذنوب کما ورد فی الاحادیث اکثرہ و بدل المجهود فی حل سنن ابی داؤد باب ما جاء فی ارسال الارار ۵۱۵ ط معهد التحلیل الاسلامی کراچی

غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(سوال) اگر سونے کا دانت موالی ہو تو کیونکر اس کے اندرونی حصہ جی جز اور بیرونی حصہ میں غسل جنابت کے وقت پانی پہنچایا جاسکتا ہے اور نہ پہنچے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۲۹۶ عفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۶) اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بچہ لازمہ لہر شات ہونے کے اسی دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (جو رب ۵۹ نذر) (از نائب مفتی صاحب) جب اصلی و خفنی دانت پر سونے کا پتھر چڑھا دیا جائے تو یہ سونے کا خول بچہ شدت اتصال کے کالجری ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہو گا تو یہ ۱۱ بار و در مختار میں ہے (غسل ما فیہ حرج کعبین) وان اکتحل بکحل نحس (و ثقہ اصہ و لا (داخلی قلقة) الخ علی هامش رد المحتار، جلد اول ص ۱۱۳ سونے کا دانت ضرورۃ گویا بی یازینہ دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہ ہوگا۔ فقط حبیب الرحمن مفتی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ۔

(سوال) ہر نماز کے لئے چار وقت وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کر لیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سیم طہارت کا حکم نہیں لگاسکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اور طہارت کے لئے ان اعضاء کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضاء کے دھونے کے بجائے غسل کر لیا جائے تو یہ وضو ہو جائے گا؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۶۷۶ محمد عبد الجبار (رقم نمبر) ۱۰ عفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۷) نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے طہارت کے لئے ان اعضاء کو خاص کیا گیا کہ یہ اعضاء اکثر حالات میں خارجی موثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تکوین کا اثر ان اعضاء پر نسبت باقی اعضاء کے زیادہ ہوتا ہے اس لئے انہیں اعضاء کو دھونے کے لئے مخصوص کیا گیا وضو کی جگہ غسل کر لینا بہرہ رجا اتم کا فی ہے اور غسل کے اندر وضو خود بخود ہو جاتا ہے (لیکن اگر ہر نماز کے لئے غسل کا حکم عام دیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب قریب ناممکن ہو جاتی اس لئے حکم تطہیر میں سوگوں کی آسانی کا لحاظ بھی خدا اے علیم و حکیم و خبیر کے احکام میں موجود ہے طہارت ظاہر کا اثر

(۱) الاصل و حوب الغسل الا انہ یسقط للخرج (رد المحتار) مطلب فی اباحات الغسل ۱۵۳۱ ط سعید

(۲) محبت اباحات الغسل ۱۵۴/۱ ط سعید

(۳) عن عائشہ قالت قال النبی ﷺ لا یوضو بعد الغسل۔ جامع لرمادی باب الوضو بعد الغسل ۳۰۱ ط سعید

طہارت باطن پر پھلک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا ذریعہ ہے اس کے لئے طہارت خاہی شرط کر دی گئی، اور طہارت خاہی میں مکلفین کی آسانی کا بھی پارا نظر رکھا گیا ہے کیونکہ بقول
المدین یسرا عماں وینہ کاہنہ آسانی پر رکھا گیا ہے واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ

وانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل اور وضو نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص صحت و سلامتی اپنے وانتوں پر غرض زینت سونے کا چڑھا کہ اس طرح چڑھائے کہ
دو یا چار وانتوں پر یا ساری پتیلی پر سونے کا خول منڈھا دے کہ جس سے وانت اور مسور ہٹے سب بند
ہو جائیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں فقہائے کرام نے باب الغسل میں لکھا ہے کہ بدن کے جس
جسے میں آٹا چپک کر سوکھ جائے یا پتھر یا خن کے اندر ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچ سکے تو
غسل نہیں ہوگا۔ المستفتی نمبر ۵۳۹ مولوی ظہور احمد (کاٹھیاواڑ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۸
جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۸) وانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھانا جائز نہیں اور محض زینت
کے لئے چڑھانا مکروہ ہے اور ضرورت چڑھایا ہو یا بلا ضرورت بہر صورت غسل وضو کے لئے وہ مانع نہیں
کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے (۱۰) خلاف آئے اور چپکنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں (۱۱) ہے
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

ولا یشد سنہ المتحرك بذهب بل بقصة وجوزهما محمد - تویر الابصار و
در مختار ۱، جلد ۵، الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی -

حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھائی لیا جائے۔
(سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (شیخ
میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۹) جنابت میں کھانا پینا درست ہے، بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے کھائے پئے اور غیر وضو کے
صرف ہاتھ منہ دھو کر کھائی لے تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اولیٰ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و قل سہا الحدت فی الحکمۃ وهو وصف شرعی یحل فی الاعضاء یریل بالطہارۃ (رد المحتار، کتاب
الطہارۃ ۱/۸۵ ط سعید) (۲) الاصل وجوب الغسل الا انہ سقط للخرج (رد المحتار، مطلب فی احکام الغسل
۱/۱۵۲ ط سعید) (۳) والعین فی الطہر یمنع عدم الاعتصان (عالمگیریہ، الباب الثانی فی الغسل ۱/۱۳ ط
ماجدیہ کوئٹہ) (۴) کتاب الطہر والاماحہ فصل فی اللبس ۱/۳۶۱-۳۶۲ ط سعید (۵) وفی الشامیہ قال فی
لحلاصۃ اذا اراد الحب ان یاکل فالمتحب لہ ان یعمل یدہ و ینمضض او تامل و ذکر فی الحلیۃ عن ابی داؤد
وعمرہ (۶) علیہ الصلوۃ والسلام (۷) رد المحتار وجوب غسل کفہہ وفی رواۃ مسلمہ بتوصا وصوبہ للصلوۃ
باب الحس ۱/۲۹۳-۲۹۴ ط سعید

۱۔ انتریت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے!
 (سران) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمال ہوتا ہے اس میں اگر سور کے بال ہوں تو استعمال کرنا ناجائز ہے یہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)
 (جواب ۳۲۰) اگر خنزیر کے بالوں کا برش ہو تو اس کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

وضو میں انگلیوں کا خال کس وقت کرنا چاہیے۔

(سوال ۱) (۱) وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خال انٹوں تک ہاتھ دھونے میں کس وقت کرنا چاہیے؟
 میں یہ کہیں کہ دھوتے وقت سرے؟ سید حمی طرف سے یا الٹی طرف سے؟
 (۲) چوتھنی سر کا مسح یا تمام سر کا مسح کرتے ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸
 مجیدی دو اذیت بمبئی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء
 (جواب ۳۲۱) وضو میں انگلیوں کا خال ابتدا کے وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہیے (۱)
 (۲) حنفیہ کے نزدیک چوتھنی سر کا مسح فرض ہے (۲) اور پورے سر کا مسح سنت ہے پورے سر کا مسح کرنا
 چاہیے تاکہ فرض اور سنت دونوں اہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے۔

(سوال) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے یا مخفی سنت؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی ۱۱ اذیت
 شمس
 (جواب ۳۲۲) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو اس کا استعمال نہیں
 کرنا چاہیے۔

(سوال) دانت صاف کرنے کا برش خنزیر کے بالوں کا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

- ۱۔ حلا حد حبریر فلا بطہر، سور الاصلار و شرحہ الدر المحجر، قال المحقق فی الشامیہ: قوله فلا بطہر ی
 لایہ یحس العین بمعنی انہ ذابہ یحسح، اخراہ بحسبہ حب و مس، الطہارۃ مطب فی احکامہ بدعہ ۱۹۰۴ ع
 سعید
- ۲۔ ان التحلل اما یكون بعد الثالث لایہ سہ التلیث (رد المحتار ۱/ ۱۱۷ ط سعید)
- ۳۔ و مسح راس مرة، سور الاصلار مع رد المحتار، و کذا الوضو اربعۃ ۱/ ۹۹ ط سعید
- ۴۔ و مسح کل راسه مرة مسوعة، سور الاصلار و شرحہ، قال المحقق فی الشامیہ: قوله مسوعة، ہد سہ
 انہ کما حردہ فی الفتح (الذکب نوصو اربعۃ ۱/ ۱۲۱ ط سعید)
- ۵۔ والمسواک سہ مؤکدہ، سور الاصلار و شرحہ الدر المحجر، کتاب الطہارۃ ۱/ ۱۱۳ ط سعید

المستفتی نمبر ۸۳۱ محمد انور (ضلع بالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۳) ولایتی برش جس میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ناک اور آنکھ سے آنے والے پانی کا حکم

(سوال) زکام کے وقت میں جو پانی ناک سے جاری ہوتا ہے ابتداً سفید ہوتا ہے، بعد میں زرد اور بدبو دار
ہو جاتا ہے یا آنکھوں میں درد ہونے کی صورت میں آنسو آتے ہیں یہ ناقض وضو ہیں یا نہیں؟
(جواب ۳۲۴) ناک سے آنے والا پانی جب تک متغیر الملوں والی نہ ہو اسی طرح آنکھ سے آنے
والے آنسو جب تک پانی کی طرح صاف ہوں نواقض وضو میں نہیں ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں۔

(سوال) سونے کا دانت جیسا کہ آج کل لوگ ہواتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ دوسرے دونوں
طرف کے دانتوں پر بھی خول چڑھ جاتا ہے غسل کی حالت میں خولوں کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا اور نہ یہ
خول اتر سکتے ہیں ایسے دانت گنوانے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ غسل واجب لگایا نہیں؟ المستفتی نمبر
۹۳۵ شیخ محمد ابراہیم (مانڈلہ برہ) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۵) ضرورت کی بناء پر یہ دانت گنوانا جائز ہے محض زینت کے لئے تو انکار عہد ہے۔
غسل دونوں حالتوں میں درست ہو جائے گا کیونکہ یہ دانت لٹنے کے بعد جسم کا حکم سے لیتے ہیں (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقض وضو ہے

(سوال) عاجز بہت ضعیف ہونے کے علاوہ اور مختلف امراض میں بھی پتہ رہتا ہے اسے کابھی خون
اور کبھی پیچہ اور مادہ کبھی کبھی زیادہ نکلتا ہے اور کبھی ملوٹ ہو جاتا ہے قوی شامی جلد اس ۱۲ میں ایسے مضر

۱. حلا حلد حشر فلا یظہر، تسویر لا یتدر، و سر حہ لدر، لمحار، قال المحقق فی الشامہ، قولہ فلا یظہر، ہی
لا یحس العین معنی ان ذلک یجمع حراتہ بحسبہ حد و ست، و مطلب فی حکام الداعیہ ۱ ۲۰۴ ط سعید
(۲) کما لا یفصل لو خرج من ذلک و نحوہ کعبہ و نمیہ لہج و نحوہ کصفید، تسویر و شرحہ، قال المحقق فی
الشامیہ، قال فی المحر، و قد یظہر من لظہر، و کن الخارج، فحوا و صدد، المقص سواء کان مع و مع و بدوہ
لا یہما لا یخر حان الا عن علة، و مطلب فی نواقض الوضو ۱ ۱۴۹ ط سعید

(۳) لو تخرجت من ریح و حاف سفوف صفا فسد، و یدھب او یلفض لہ نکی بہ باس، و علی گبرہ، الب العاشر فی
استعمال الذهب و الفضة ۳۳۶ ۵ ط ما حدیہ کوئٹہ

۴. لاص و حوٹ العسل، لا یتلفط لمخرج، رد لمحر، مصب بحار العسل ۱ ۱۵۲ ط سعید

کی حالت میں پہننے کے ناپاک نہ ہونے کو مفتی بہ بتایا گیا ہے مگر سبیلین سے خارج ہونے کو شرع میں منع
اسلام کے ص ۱۱۸ میں اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا ہے کہ سبیلین کے خارج ہونے میں جو سیان خون و
جیپ ہو یہ سیان نہ ہو۔ مجرد و صورت ناقض وضو قرار دیا ہے غالباً نجس ہی ہو گا میری نظر بہت ضعیف
ہوئی قوی پڑھا نہیں جاتا میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ سبیلین سے دل و ہر لکا اگر ظہور ہو تو یقیناً ناقض وضو
اور نجس ہے اور اگر علاوہ دل و ہر لکے خون یا جیپ نکلی تو موافق پہلے قاعدہ مرقومہ کے شاید نجس اور
ناقض وضو نہ ہو جواب تحریر فرمائیں آپ کی تحریر مجھے اطمینان دہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۳

(مروی) محمد مشتاق احمد صاحب (ضلع کراچی) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۶) مخدوم محمد حضرت مولانا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عمر مت
نہ نہ ممنون، منظور فرمایا حق تعالیٰ آپ کے ساتھ عمر مت و فیوض کو تادیر مبسوط رکھے آمین آپ کا وجود
باحت برکات و خیرات سے سبیلین سے بہ خارج نجس و ناقض وضو ہے کم ہو یا زیادہ سبب ہو یا نہ ہو اور
رطوبت در بہر صورت نجس ہے و کذا الدود والحصاة اذا خرج من احد هذين الموضعین
لاستبعا الرطوبة وهی حدث فی السبیلین وان قلت (غنیة المستملی) ۱ اور کسی زخم سے
خون یا جیپ کا تھوڑا تھوڑا مقدار بن لو رہا ہے کو کتہہ بننا شک قبول مفتی بہ نہ ناقض وضو ہے اور نہ اس
سے پہنا ناپاک ہوتا ہے مگر یہ حکم سبیلین کا نہیں ہے ہاں و اسیر میں مخرج سے باہر سے اور مسوں کی جز
میں قروح ہو جاتے ہیں ان میں سے جو خون یا رطوبت نکلتی اور پہلے پر لگتی رہتی ہے اس کا حکم دوسرے
زخموں کا ہے کیونکہ اس سے نکلنے والی رطوبت خارج من السبیلین میں داخل نہیں ہے خارج من
السبیلین میں وہی رطوبت داخل ہے جو مقعد کے اندر سے باہر آئے اور جو حوالی مقعد کے بیرونی مسوں یا
زخموں سے نکلے اس کا حکم مثل دیگر اجزاء جسم سے نکلنے والی رطوبت یا خون و ریم کے ہو گا امید کہ
دعائے خیر میں خود کوید فرماتے رہیں گے۔ محمد کفایت اندکان اللہ دلی ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے 'خو اباقی اعضا
خشک ہوں یا نہ ہوں۔

(سوال) وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ بعد لے سے خشک رہ جائے تو اسی عضو یا جگہ کو دھو یا دوبارہ
دھو کرے اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے تو کیا یہ حکم جب تک ہے جب تک اعضا تر ہیں یا عشاء کے خشک
ہونے کے بعد بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۹ محمد علی صاحب (منظر ۱) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ
مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) فصل فی نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان
۲. نہ المراد بالجرع من السبیل مجرد الطہور و فی غیر ہما عن السبیل و المراد بالمحذر مع رد المحذر
مطلب فی نواقض الوضوء ۱/۱۳۵ ط سعید

(جواب ۳۲۷) صرف خشک رہ جانے والے عضو کو دھو لینا کافی ہے خواہ وہ پانی یا عینا کے خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد، محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دلیلی

دخول حشفہ سے بھی پر بھی غسل واجب ہوگا۔

(سوال) زوجہ پر جو کہ (بچہ خفی کے) حظ جماعت سے مبرا ہے، غسل جنابت لازم ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خاں صاحب (ملک ماہد) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) بقدر دخول حشفہ موقع ہو اور دخول حشفہ ہو جائے تو عورت پر بھی غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں (۶) محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

جنائزہ کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے
(سوال) جنائزہ کے لئے جو وضو کیا ہو کیا اس سے دوسرے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۹ مولیٰ محمد صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۹) جنائزہ کے لئے جو وضو کیا ہو اس سے فرض اور نفل پر نماز پڑھی جاسکتی ہے (۱۰)
محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھنا جائز ہے، زینت کے لئے مکروہ
(۲) دانتوں پر سونے کا چڑھنا یا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں۔
(سوال) (۱) آج کل عام طور پر دانتوں پر سونے اور چاندی کے خول پہنائے جاتے ہیں جو پورے دانت کو ڈھانک لیتے ہیں اور پورا دانت خول میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اس طرح مرد کے لئے دانتوں پر چاندی اور سونے کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

۱، ولو ترك اي ترك التمسطه او الا شقاق او اللعة من اي موضع كان من البدن ما يافى له تذكر ذلك
تخصيص او شقاق او غسل اللعة و بعد ما صلى الخ (حلی کبیر) فرائض العسل ص ۵۰ ط سہیل اکندنی
(لاہور)

۲، الا بلاح فی احد السبلین او بوقت الحشفہ یوجب العسل علی الفاعل والمفعول نہ ابرل اولہ ابرل و هذا هو
المذهب للعامة عالمگیریہ الفصل الثالث فی المعنی الموحیہ للعسل ۱ ۱۵ ط ماحذبہ کوئٹہ
۳، نیمہ لصوفہ الحارہ او السحرة اللاؤۃ حراہ ان یصی بہ المکونہ بلا خلاف، عالمگیریہ، العسل لاؤۃ فی
امور لا بد منها فی النیم ۱ / ۲۶ ط ماحذبہ کوئٹہ

(۲) یہ چاندی اور سونے کا خول غسل کے توابع نہیں ہوتا غسل میں کلی کرنا فرض ہے خول شدہ و انت کی حالت میں غسل کا یہ فرض (کلی کرنا) واجب ہوتا ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۵
سرکاری صاحب محمد انجیکیشن سوسائٹی (کولہا پور انجینئر) ۱۳ ربيع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۳۰) دانتوں پر چاندی یا سونے کے خول بلا ضرورت چڑھانا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے چڑھائے جائیں تو مکروہ نہیں، بلکہ بہر صورت چڑھانے کے بعد یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خال کا کوئی ثبوت نہیں،

(سوال) وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خدل کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فرض آباد ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

(جواب ۳۳۱) سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدل کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسے ترک کر دیا جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

جنہی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں:

(سوال) متعلقہ احکام جنات

(جواب ۳۳۲) جس کو جنات جینی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں مگر یہ ناپاکی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے احکام جاری ہوں۔ یہ ناپاکی حرام ہے یعنی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہونے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے، مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱) لو محرک من رجل وحده سقوطه فسدہ بذهب او بالقضۃ لم یکن بہ ناس عالمگیر بہ الدب العاشر فی استعمال الذهب والفضۃ ۵ (۳۳۶ ط ماحدہ کونہ)

۲) الاصل وجوب غسل الا بالسطح لرح (رد لمحرر مطلب فی حدیث العمل ۱ ۱۵۲ ط سعید)

۳) ان الجنس اما یكون بعد النیت لانه سہ النیت (رد لمحرر کتاب الطہارۃ ۱ ۱۱۷ ط سعید)

۴) و یصح دخول مسجد - وفراة فرائ و مسہ الا بغلافہ و کد حنیفہ ولا ناس بفراة اذعیہ و مسہ و حمیفہ و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح و اکبر و شرب بعد مضمضہ و غسل بدہ (توہید الا بصر و شرح جامع رد المحتار) باب الحیض ۱ ۱۹۳-۱۹۴ ط سعید

۵) ولا یکرہ طحیف ولا استعمال ما مسته من عین او ماء و نحوہما (رد المحتار) باب الحیض ۱ ۲۹۲ ط سعید

کمزور پڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت ہماری کاندیشہ ہو تو
غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے

(سوال) متعلقہ تیمم بوجہ ضعف مرض

(جواب ۳۳۳) بڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمم کرے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر دھوپ کے وقت غسل کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیاں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم عن ابن عباس انہ سئل عن التیمم فقال ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ حین ذکر الوضوء فاعسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وقال فی التیمم فامسحوا وجوهکم وایدیکم مہ وقال والسارق والسارقة فاقطعوا یدیهما فكان السنۃ فی القطع الکفین انما هو الوجه والکفین (۲)

مذہب حنفیہ این است کہ مرغان داخل است در غسل وعند اشافی داخل نیست هذا القیاس فی التیمم ودر قطع یدین مذہب حنفیہ این است کہ قطع تار سعین باشد۔

از ابن عباس سے سوال کرو کہ در تیمم کد ام حکم مقرر است آیا قیاس پر وضو است یا بر قطع ایدی جی اگر قیاس پر وضو شود تا مر فتن صحیح ازمی آید و اگر بر قطع قیاس شود تا مر فتن ازمی آید۔

احال اگر قیاس پر وضو شود بالکل موافق باشد مذہب حنفیہ و اگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از فکان السنۃ فی القطع الکفین الخ معلوم میشود بظاہر از مذہب حنفیہ مخالف باشد تا ہم معتبر نیست زیرا کہ اس اجتہاد حضرت ابن عباس باشد دیگر اس است کہ مخالف از حدیث صریح است کہ در باب تیمم ذکر شدہ ضربین فرمودہ یک ملوچہ و دیگر مذہب ابن دینار۔ تیمم خف وضو است۔ چنانچہ در وضو مر فتن داخل است در تیمم نیز داخل شود۔

امام الدین ۱۲۸۵ھ

(ترجمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بعد تعاقب اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ جس تم اپنے چروں کو اور ہاتھوں کو کہنیاں تک دھوؤ اور تیمم کے متعلق فرمایا جس تم اپنے چروں اور ہاتھوں کا مس کرو اور فرمایا چوری کرنے والے مرد اور

(۱) و یحور التیمم (۱) حاف الحب (۱) اعتسل الماء ان یقله البرد او یمر صہ (عالمگیریہ) الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم ۲۸/۱ ط ماحدہ کوئٹہ

(۲) جامع الترمذی باب عاجاء فی التیمم ۳۸/۱ ط سعید

عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو تو قطع میں مسنون طریقہ کھین کا قطع ہے تو تیمم میں بھی چہرہ اور کھین کا مسح ہے۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعی کے نزدیک داخل نہیں ہیں یہی قیاس تیمم میں بھی ہے اور قطع یہین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کا اُن تک ہے۔

ان عباس سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جائے گا یا قطع ایدی پر؟ یعنی اُروضو پر قیاس ہو تو کہنیاں تک مسح ضروری ہوتا ہے اور قطع قیاس ہو تو صرف کا اُن تک ہوتا ہے۔

اب اُروضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہوگا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ فکان السنة فی القطع الکفین الخ سے معلوم ہوتا ہے تو اُمرچہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر منفر نہیں کیونکہ یہ حضرات ان عباس کا اجتہاد ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمم کے بارے میں آئی ہے کہ دوسریں ہیں ایک چہرے کے لئے دوسری ذراہین کے لئے۔

پھر یہ کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جیسے وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمم میں بھی داخل ہوں گی۔ (نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے حاصل کردہ نمبر ۵۰ ۳۰ واصل

(جواب ۳۳۴) مطلب جواب ان عباس نہ این است کہ مجیب فمیدلکہ ان عباس تیمم اُتار بسغین ثابت می کنند و گویند کہ اگر تار فقیہین بودے حق تعالیٰ الی الموافق ذکر نمودے چنان کہ در آیہ وضو ذکر فرمود و چنان کہ در آیہ قطع ذکر نہایت نیست و ازیں وجہ در ال قصر بر سغین سنت شد ہسچس عدم ذکر نہایت در تیمم مستلزم قصر بر سغین است۔

اما جواب حنفیہ پس قدرے ازاں ذکر آردید و قدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر

۱۳۲۸ھ

(ترجمہ) دیمارک ممتحن۔ حضرات ان عباس کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا ہے بلکہ ان عباس تیمم کو اُن تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمم مرتبین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الی الموافق بھی فرماتا جیسا کہ آیہ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح آیہ قطع میں نہایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کا اُن تک پر قصر کرنا مسنون ہوا اسی طرح تیمم میں عدم ذکر نہایت قصر بر سغین کو مستلزم ہے۔

تین حنفیہ کا جواب تم نے آچھ مٹا اور کچھ چھوڑ دیا۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر ۱۳۲۸ھ

وانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے۔ (از اشعار جمعہ روئے ولی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) : انتوں میں انگریزی دوائی لگانے کے لئے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر "برسبز" لکھی ہوتی ہیں جس کے معنی "موئے خنزیر" ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش ڈبوں کے ہیں تو ضرور خنزیر کے بال ہیں کیونکہ وہی سخت ہوتے ہیں ان کو جیسا چاہے تو بال کی طرح سکر جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

(جواب ۳۳۵) : اگر برش کے متعلق یقین یا ماننا غالب ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنے ہوئے ہیں تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ "موئے خنزیر" ہوتا ہے تو بہر صورت ان کا استعمال اسلامی غیرت و حمیت کے بھی منافی ہے مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں کو جن پر غلط "موئے خنزیر" کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور ایسے برش جن میں خنزیر کے بالوں کا ہونا یقین یا مظنون ہو کہ استعمال نہ کریں، محمد کنیت اللہ غفرلہ

نخت اولی یا سوتی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ (از اشعار جمعہ روئے ولی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) : موزہ اگر پہنے ہو رات کو یا صبح کو نماز کے وضو کی ضرورت ہو تو چمڑے کی موزہ اتارنے کے اس پر تجویز کرنا جائز ہے یا نہیں؟ موزہ سوت یا ریشم یا لون کا ہے؟

(جواب ۳۳۶) : چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے (۱) اگر لوئی یا سوتی موزے بھی اس قدر دیر اور موٹے ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھنے تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے (۲) محمد کنیت اللہ غفرلہ دہلی

حالت جنابت میں تیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا (از اشعار جمعہ روئے ولی مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) : جنابت کی حالت میں پاک تیل لگا کر غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) : ہاں غسل درست ہو جائے گا، (۱) محمد کنیت اللہ غفرلہ دہلی

۱، حلا حد حریر فانہ لا یطہر (سور الانصار و شرحه) قال المحقق فی الشاہیہ (قرئ ولا یطہر) ای لا یطہر بحسب العین بمعنی ان ذاتہ یجمع اخرایہ بحسنہ حیاً و مملاً (مطلب فی احکام الدعاۃ ۱/ ۲۰۴ ط سعید)

۲، المسح علی العین حار و لا حار فیہا مستغیصۃ (ہدایۃ باب المسح علی العین ۱/ ۵۶ ط مکتبہ سرکنت علمیہ ملتان)

۳، (۱) حوزیہ ولو من عول او شعر التختین بحث بمسحی فرسحاً و ینت علی الساق بمسحہ ولا یری ما تحتہ ولا ینف الا ان یعد الی حاف قدر الفرس (سور الانصار و شرحہ مع رد المحتار) باب المسح علی العین ۱/ ۲۶۹ ط سعید

۴، (۱) ادادہ فی المراء فیہ بصل بحری (عالمگیریہ الفصل الاول فی فرائضہ ۱/ ۱۴ ط ماحدہ کوسہ)

بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(سوال) ایک شخص وجع منہ صلی کی بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کو پانی نقصان کرتا ہے اس کو احتیاط ہو جائے تو وہ ہذا صولے نجاست حقیقہ کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جٹن پور

(جواب ۳۴۱) نجاست نگی رہے تو نماز نہیں ہوگی نجاست زائل کرنا ضروری ہے (۱) محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

فصل پنجم۔ حد بلوغ

لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے

(سوال) لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے؟

(جواب ۳۴۲) جب لڑکی کو حیض آنے لگے یا پندرہ سال کی پوری ہو جائے بالغہ ہو جاتی ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

(۱-۳) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے۔

(۲) موئے زمر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں

(۳) حیض آنے کے بعد بھی لڑکی باکرہ کہلائے گی

(۵) لڑکے کی علامات بلوغ

(۶) مراہق و مرابطہ کی پہچان

(سوال) (۱) لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟ (۲) کیا صرف موئے زیر

ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟ (۳) اگر حیض کا آنا بالغہ ہونے کی دلیل ہو

تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو محض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ

کسی اور علامت کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے پھر کیا ایسی لڑکیوں کو ہم بالغہ کہیں گے؟ (۴) یہ ظاہر

ہے کہ بالغہ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے اور ان کی رضا مندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو

معاملہ نکاح میں لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ (۵) خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ

(۱) تطہیر، الحائضہ واجب من بدن المصلی و یحوز تطہیر ہا بالماء و بكل مناع طاهر ۱ ہدایہ ۱ ص ۱۸۳ و تطہیر ھا ۷۱/۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

(۲) نوع الحائضہ بالا احتلام والحیض والحمل فان لم یوجد مبہما فحتی یم کل مبہما خمس عشرة سہہ یعنی (تویر الابصار مع رد المحتار) فصل بلوغ العلام بالا احتلام ۶/۵۳ ط سعید

ہاں ہے یا نہیں؟ (۶) مرنے والے کو پچھان آیا ہے؟ (۷) معاملات میں شہادت باغ ہو یا شرط ہے تو اس وقت ماہر متہدش کوئی چیز تو پائے گی؟ (۸) لڑکوں کے باغ ہونے کی کیا عادتیں ہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳۰ محمد حسین ضلع پٹنہ ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۳۴۳) (۱) نیشہ سے مراد مائل عادت ہوتی ہے پندرہ سال کی عمر پوری ہو جاتا ہے۔ (۲) نہیں۔ (۳) اگر نوسر کی عمر کوئی بڑی ہو یا قاعدہ نیشہ آئے تو وہ باغ قرار دی جائے گی۔ (۴) باقاعدہ نیشہ پندرہ سال کی عمر پوری ہوتا ہے۔ (۵) مائل نیشہ کے بعد ہی واقع ہوتا ہے۔ (۶) ہاں بارہ ماہ کی بھی نیشہ آئے سے بھرت مائل نہیں ہوتی۔ (۷) قریب انہی کو مرابطت کہتے ہیں بڑوں میں اس کی پہچان چھاتیوں کا جھرا نچوڑ ہے۔ (۸) وہی عادتیں ہوں پندرہ سال کی عمر پوری ہو جائے۔ محمد کھیت اندکان اندکان۔

تیسرے باب برتنوں اور کپڑوں کی پاکی

معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے

(سوال) درمختار صفحہ ۲۱۳ پر ایک مسئلہ معذورین کے بیان میں آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے: (و حکمہ الوضوء لا غسل توبہ و نحوہ إلح اس میں شبہ یہ باقی رہا کہ غسل ثوب کا بالتفصیل کوئی عرصہ نہیں بتایا کہ کب تک نہ دھویا جائے اور ثوب معذورین کب تک پاک ہی کے حکم میں رہے گا۔ المستفتی نمبر ۴۳۳، ص ۱۸۳ (تیسرے ضلع آرنال) ۱۶ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء۔ (جواب ۳۴۴) آپ نے درمختار میں عبارت و حکمہ الوضوء لا غسل توبہ کے متعلق دریافت

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

۲۔ متذکرہ لا احادیث لہذا رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۱۵۳، ۱۵۴ ط سعید

۳۔ بلوغ الحریۃ بالا حلالہ والحسن والحسن و دی ممدہ لہا نفع سس (توضیح لا تصد مع رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۱۵۳، ۱۵۴ ط سعید)

(۴) حوالہ بالا

۵۔ رد المحتار لا یکتب توبہ و حصہ فی حکم لا ینکار، ہدایہ باب الاول، و کذا، ۳۱۵ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

۶۔ و ما یجوز لہذا حکمہ بلوغ فی طہر التوبہ رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۱۵۳ ط سعید

۷۔ بلوغ العلام بالا حلالہ والا حلال والا حلال و الحریۃ بالا حلالہ والحسن والحسن و دی ممدہ لہا نفع سس (توضیح لا تصد مع رد المحتار فصل فی بلوغ العلام بالا حلالہ ۱۵۳، ۱۵۴ ط سعید)

فرمایا ہے کہ پھر آپ تک نہ ہوا چاہے اس میں تعین قول ہیں اوس یہ کہ اگر تو نے کے بعد دوبارہ نہیں ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ نہیں ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا واجب نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دھو کر اسے نماز کا موقع مل سکتا ہے حتیٰ دوبارہ ناپاک ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر ناپاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ ناپاک ہو جانے تو دھونا واجب نہیں درمختار نے قول ثانی کو مختار مانتی کہ اس کی تہ تک و حکمہ الوضوء کے پانچ مط کے بعد وہاں سال علی ثوبہ میں موجود ہے۔ (ملاحظہ محمد کفایت اللہ کان ائذہ اولیٰ)

خرید اجوا کوٹ یا واسٹ کا پلید ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں
(سوال) جو کوٹ یا واسٹ مستعمل شدہ یا نام میں خریدے جاتے ہیں جن کے صحن استعمال کرنے والے کا چہ پتہ نہیں اس کو پسن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۵) ان کو دھو کر پسننا بہتر ہے اگرچہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے دھونا واجب نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مٹی کے برتن میں کتانہ ڈالے تو تعین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔
(سوال) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹے میں کتے نے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ اگر برتن بھی نپاٹ ہو گیا تو اس کی پانی کی یہ شکل ہوگی؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار)
۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء
(جواب ۳۴۶) مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے مٹے میں کتانہ ڈال دے تو اس کا پانی بھی نپاٹ ہو جائے گا اور منگا بھی ناپاک ہو جائے گا پانی پھینک دیا جائے اور منگاتین مرتبہ دھویا جائے ہر مرتبہ دھو کر

۱۔ وان سال علی ثوبہ فوق الثوبہ حر لہ ان لا یغسلہ ان کان لوعسلہ تحس قبل الفراغ مہا ای الصلوۃ والا
سبحس قبل فراغہ فلا یحوز برک عسلہ ہو المحتار لمضوی وکذا مر بصل لا یسطر نوما لا تحس فوراً لہ برکۃ سور
لا یضر و شرحہ) قل المصنف فی التذہیب ہولہ و هو المحتار لمضوی . و قبل لا یجب غسلہ اصلاً و قبل ان کان
مقصدان لا یغسلہ مرة اخرى محب وان کان بغسلہ المرة بعد الاخری فلا . لکن فیہا من الراہدی یضاً علی
قوسی صدر . انہ لو بقی طہرہ الی ان یفرغ من الصلوۃ ولا یبقی الی ان یفرغ الوقت مقصدان یصلی بدون غسلہ
جلالاً للشافعی لان الرخصة مفترقة عہ بحر و الوقت مطلب فی احکام المعذور ۳۰۶ ۳۰۷ ط سعید
۲۔ وفي التارخہ من شئ فی ثابۃ او ثوبہ او مدہ اصدتہ لحاسہ او لا فیہ طہر مالمہ یستقی . وکذا ما
سجدہ اقل لشربہ او لعمدۃ من الممسس کلسم و حجر ولا ضعة و ثوبہ . رد المحتار قبل مطلب فی
امداد العسل ۱۵۱/۱ ط سعید

اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ یانی ٹپکنا بند ہو جائے۔

فقار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں، جس جگہ کے واسطے
 بکری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے
 (از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲ء)

(سوال) جیسے کہ خلیفہ کے لئے مشرکوں و جہنم کے لئے مسلمان اپنی دہلیز برتن دے دیں تو چار مذہب یا نہیں؟^{۱۰} اور ان کے ساتھ جہنم کے واسطے بحر افرودخت آریہ سیاست^{۱۱} جس برتن میں جہنم لکھا جائے وہاں کس طرح کیا جائے؟

(جواب ۳۴۷) کفار کو مسلمان اپنے تاجے پھیل لوٹ کے برتن جاریہ یا کرایہ پر دے سکتے ہیں اور اگر مشرکین و کفار ان برتنوں میں ہتھیار یا خیر کا وشت پائیں تو یہ برتن، تنوں سے پاک ہو جائیں گے۔ بہت مٹی کے برتن نہیں، مینے چاہیں کہ ان میں یہ چیزیں پکے کے بعد (اگرچہ شہادہ بھی پاک سے جانتے ہیں) مسلمان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہو جائے کی اور ان کا استعمال کرنے پر قلعہ مطمئن نہ ہوتے کا انی طرح مسلمان کسی مشرب و کاف کے ہاتھ جانور فروخت کر سکتے ہیں میں کوئی حد نہیں ہے۔ چاہے ان کے اس فعل کا نہ وہ اس مسلمان کے مہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ!

کافر کے دھمے ہوئے پیروں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے۔
(الانصار لجمعۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۹ء)

(سوال) مہربان ہو اور کفار کے ساتھ نہ چلے ہو، پھر پچھنے پر فرمایا: "میں نے ان کے ساتھ نہیں چلا، ان کے ساتھ چلنے والے ان کے ساتھ ہی رہے۔" (جواب ۳۴۸) کفار کے ساتھ نہ چلے ہو، پھر پچھنے پر فرمایا: "میں نے ان کے ساتھ نہیں چلا، ان کے ساتھ چلنے والے ان کے ساتھ ہی رہے۔" (جواب ۳۴۸)

١٠. وقد ينسب خلاف أي اشتراط في غيره أي غير معتبر مما يشترط المحاسبة أو سوي لا شتره
للمحتاج مع رد المختار : باب الاختصاص ٣٢٢/١ ط سعد

٢. فإذا عذبته لا يحزنك يسرب إذا كان في العسل ، على الصيغة الدار الرابع عشر في هذا النوع ،
الحكاية التي تعود للمهم ٣٤٧ ط ماحديه كونه)

٣١. وحين يبع عنصر غيب منسجماً انه يحدده حين لا ينعقدية لا تقوم بعينه بل بعد بقدره ، سوبر لاش
سراج، قال المحقق في التذرية قوله لا تقوم للعقيدة بعينه بل حدسه ان الميراث يقوم لعقيدة بعينه بل حدسه
له بعد البيع وصف اخر يكون قد فيه انعقدية ، رد المحتار كتاب الحضر والاحد فصل في بيع ٣٩٩ م
سجل

٤٠ وفي الشارح حذبه عن صف في امره و زوجه او بدينه الحسنة الشجاعة ولا فيقير فظاهر انه بسبب
من حذبه ان لم يترك والحمد لله عن سبب من كان له في حذبه ان لم يترك من سبب حذبه ان لم يترك
الحمد لله (١٥١٩ طبع)

تانبے، پیتل اور لوہے کے برتن جائز تھریب کے لئے
غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

(از اخبار جمعیتہ دہلی مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں سنی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس میں کھانا پکانے کا دیہیہ وغیرہ برتن ورنی قسم
کا، دیگر اسباب ہے وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دینا چاہتا ہے یہ سامان ہندوؤں اور احمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو
کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۹) تانبے، پیتل و دیہی و ایسی وحاشائے برتن جس میں جذب کی سادیت نہیں
ہے، مسلمانوں وغیرہ مسلموں کو کرایہ پر دینے سے ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہو سکتا۔
جائز تھریب میں کرایہ پر برتن دے دینے جائز تو مضائقہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ

جنسی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے

(از اخبار سہ روزہ جمعیتہ دہلی مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء)

(سوال) حالت جنابت میں پہنا جو ناپاک ہو گیا اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہیے یا غسل
جنابت سے پہلے؟ اور حالت جنابت میں پہنا جو سوئے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) حالت جنابت میں ناپاک پہنے کو دھو کر پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو گا۔
یہ خیال ہے کہ جنابت کی حالت میں ناپاک پہنے کو دھو کر پاک کرنے سے پہلے پاک نہیں ہو تا۔
محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(جمعیتہ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) کیا دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

(جواب ۳۵۱) دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

۱. و حار حارۃ بیت لیل حدیث دار و کتبۃ اربعہ سورۃ المائد و شرحہ مع رد المحتار کتاب الطہارۃ والایمان

ماخوذ من فصل فی البیوع ۳۹۲/۱ ط سعید

۲. ولا یکرہ طہارۃ و مستحبات من غسل او ماء او نحوہا رد المحتار باب الحیض ۲۹۲ ط سعید

(۳) و کذا فی طہارۃ مالہ بمنہ من سجدۃ من لیس فیہ الخبث و الخبث من المسلم کاسم والحر والاطعمہ

والقیام (رد المحتار) قبل مطلب احدث العمل ۱۵۱/۱ ط سعید

چوتھا باب صایون

ولایتی صایون جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، کے استعمال کا حکم (سوال) آج کل ولایتی صایون موم استعمال کیا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہو گیا ہے شرعی حکم سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے واجر کم علی اللہ

(جواب ۳۵۲) اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صایون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اگرچہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز و اجتناب نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صایون میں اس کی چربی نہ ہو ورنہ باقی ہو جاوے ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صایون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع ميسر کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعات کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ "اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی اس چیز کو مذہب کے وک استعمال کرتے ہیں" وغیرہ وغیرہ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی کہ اہل علم کی رجحانیں اس چیز کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے استعمال میں مزاحمت نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہر تجارت کے لئے ہے لہذا مسلمان بائشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہو سکتی ہے اور اس سے مال کی حیرت نہ اٹلے اور یہ جو ہندوستان اور اسیاط افریقہ میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے غافل و اکتف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزاء کے استعمال کو حرام مصق سمجھتے ہیں پس موافق اصول تجارت ان کا اولین فرض یہ ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت و ترسیل ان کا مطلب نظر ہے یہی چیزیں نہ ڈالیں جن کی خور ہو جائے پر مسلمان ان چیزوں کے استعمال و حرام سمجھیں اور ان کی تجارت و ایک بڑا صدمہ پہنچے میرا یہ مطلب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہوں گے جس سے اس سے فائدہ اسے ہو کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور اہل یورپ کے نزدیک خنزیر صایون ہے یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی پڑتی ہو یا نہ ہونے کا حکم واجب ہے، لیکن نہیں ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی بات ہے، بہت سی تپا کے چیزوں کو پاک اور پوتر

سمجھتے ہیں گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ مقبرہ تک بھی ہے باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے یہ کیوں نہ صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خرید ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے دک ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں اس لئے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے ملحدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تاہل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم مقرر ہوتا ہے اور نہ صرف صابون بلکہ دیرپ کی تمام مصنوعات کی طہارت و نجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے۔ دینی چیزوں سے اور بالخصوص زمین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں کسے خبر ہے کہ ان رتھوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر ایسا گمان غالب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے تپاؤں کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظریں موجود ہیں جن میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے یہ کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے،
ثانیہ۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابون کا استعمال جائز ہے کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے روایات ملاحظہ ہوں۔

و یطہر زیت نجس يجعله صابوناً به یفتی للبلوی کنتور رش نماء نجس لا ماس بالخیز فیہ (در مختار) ۱۰۔ حق روغن زیتون ناپاک ہو جائے تو صابون بنائینے سے پاک ہو جاتا ہے اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے حور میں ناپاک پانی چمڑک دیا جائے تو اس میں روغن پکانے کا مضائقہ نہیں۔ جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطہارۃ لانہ تعبر والغیر یطہر عند محمد و یفتی به للبلوی ۱۱ (مجتبى کدافی رد المحتار) ۲۔ حق ناپاک تیل صابون میں ڈال دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت پٹ جاتی ہے اور حقیقت کا پٹ جانا ہم محمد کے نزدیک پاک کر دیتا ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

۱۰۔ وفي التبرجانیة من شك في انه و نوره او بده احسنه الحاسة ولا فهو طاهر ما لم يستيقض وكذا ما سحده
اقل الشوك والجمعة من المسلم كالمس والحب والاطعمة واليابا (رد المحتار) قيل مغلب احاث الغسل
۱۱ (ط سعید) وفي الاشياء البس لا تروى بالثبوت الفصل الاول للعائده الثالثه ص ۵۷ ط بیروت

(۲) باب الانجاس ۳۹۵/۱ ط سعید

(۳) باب الانجاس ۳۹۶/۱ ط سعید

فد ذکر هذه المسئلة العلامة قاسم فی فتاواہ وکذا ما سیاتی منہا و شرحا من
اسائل المنطہیر بانقلاب العین و ذکر الادلة علی ذلك بما لا مزید علیہ و حقق و دقق کما
هو دانه و رحمہ اللہ فیر اجمع نہ هذه المسئلة قد فطر عواہا علی قول محمد بالطہارة بانقلاب
العین الی علیہ الفتوی و احارہ اکثر المناسخ خلاف لا بی یوسف کما فی شرح المسئلة
و الفتح و غیر ہما (رد المحتار) ۱۔ حقن اس مسئلہ کو۔ مہر قاسم نے اپنے فتویٰ میں فرمایا ہے کہ
اسی طرح وہ مسائل جو متقدمین میں آئے ہیں جن میں انقلاب بین پر یاں کا اختیار فرمایا ہے اور
مہر قاسم نے اس کے خلاف ثابت تحقیق و تدقیق سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ان کا ہر مقدمہ ہے نہ اتفاق
ان پر باران رحمت نازل فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ متقدمین کا قول پر متقدمین کا ہے۔
ان کے نزدیک انقلاب بین سے پاؤں حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور ان کا مشن نے
اختیار فرمایا ہے امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے جیسا کہ مشن نے بیان کیا ہے اور ان کے ورثہ المورث
علیہا (رد المحتار) ۲۔ حقن متقدمین میں ہے کہ یہ متقدمین نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور ان
مذہب قرار ہے کیونکہ مشن نے وصف نجاست اس حقیقت پر مبنی کیا تھا کہ حقیقت نجس نجس
مقتنی ہو جاتا ہے مقتنی ہو جاتی ہے تو پاؤں پتہ پتہ ہے۔ یوں مقتنی نہ ہو کیونکہ نجس نجس ہو جاتا
ہے مگر نجس پس ہدی اور نجس نجس کہ نجس بن چ میں تو ان کو نجس ہی قرار دیا جائے گا۔ اور ان
مقتنی مشن میں یہ ہے کہ نجس نجس ہے پھر وہ نجس حقن خون۔ نجس بن جاتا ہے وہ بھی نجس ہے پھر وہ نجس
حقن نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے اور شیعہ و ائمہ و پاک ہے پھر نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے پھر نجس بن
کر پاک ہو جاتا ہے اس سے ہم نے جان لیا۔ حقیقت کا پتہ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے۔ اس
حقیقت پر مبنی ہے کہ نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے (رد المحتار) ۳۔ الحمار و الحریر اذا وقع فی
السملحة فصار ملحا او بر الدلوعة اذا صار طبا يظهر عدھما خلافا لا بی یوسف کذا فی
محیط السرحسی (فتاویٰ عالمگیری) ۱۔ اس نجس کا نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔ نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔
میں۔ اور نجس بن چ میں یا نجاست کا نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔ نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔
نہر نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔ نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔ نجس بن کر پاک ہو جاتا ہے۔ اور۔
رہا اذا مات الحمار فی السملحة وکذا ان وقع فیھا بعد موته وکذا الکلب و الحریر لو
وقع فیھا فصار ملحا ظهر عد محمد و اکثر المناسخ احتار و قول محمد و غیہ الفتوی
لان الشرع رتب وصف الحاسة علی تلك الحقیقة و قدر الت بالکلیة فان الملح عبر

(۱) حوالہ مال (صفحہ گزشتہ)

(۲) باب الاحاس و تطہیر ہا ۲۰۹ ط مصر

(۳) باب الاحاس ۳۱۷ ط سعد

۴۔ الباب المناسخ الفصل الاول فی تطہیر الاحاس ۴۵ ط ماحدہ کوئٹہ

العظم واللحم فاذا صارت الحقیقة ملحا ترتب حکم الملح حتی لو اکل الملح حاد و نظیره البطیئة نجسة و تصیر علفة و هی نجسة و تصیر مصعة فتطهر و کذا الخمر تصیر خللا و علی قول محمد فرعو اطہارة صابون صنع من دهن نجس و علیہ ینفرع ما لو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لبدل الحقیقة انتهى مختصراً (عنی۱۔ المستملی شرح مبیۃ المصلی) (ترجمہ) اگر پاخانہ یا کور جاؤں کہ مرد یا بچہ یا بدن کان نمک میں گر کر مر جائے یا مرنے پر چلے اسی طرح تھو خیز مر جائے اور نمک نہ چلے تو نام نہم کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور اگر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لکھا تھا جو پاکیزہ رائل ہوئی کیونکہ نمک اور چیز سے ہڈی و گوشت اور چیز سے پس جب کہ حقیقت نمک نہ بنی تو نمک کا حکم اس پر نہ لگایا گیا ہے۔ اس کا کیا نتیجہ ہو گیا اور اس کی نظیر لفظ ہے کہ وہ ناپاک ہے پھر خون بہہ نہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت ہا و تھوہن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح شراب کہ نجس ہے سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمد نے اس قول پر اس صیغہ کی صدارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تھل سے نکال دیا جائے اور اسی قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ انسان یا کتا صایون کی دیک میں گر کر صایون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدن بنی ان روایات و فتوے سے امور ذیل بھراست نہایت ہوئے۔

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔
(۲) یہ حکم طہارت و نجاست حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صایون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے (اور عتد اور مجتہبی کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا۔ صایون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے ملایا جائے صایون نہ بن جائے۔ بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے روغن نجس یا چربی اور روغن نہ رہا بلکہ صایون ہو کر پاک ہو گیا جیسے مشک اصل میں کون ناپاک ہوتا ہے نین مشک نہ بن جائے۔ بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے پس ولایاتی صایون کے استعمال کے لئے اس تحقیقات کی چوتھ ورت نہیں کہ اس کے اجزاء کیا ہیں؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ حقیقت صایون ہے اس کی طہارت کی ضامن ہے۔

آخر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ ساہلہ سے روغن نجس کے صایون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص کیونکہ اصل اس کی پاک ہے ناپاکی باہر سے اسے

۱۔ منہ ہونے سے پہلے اس سے خنزیر کی چرٹی کے صاف کرنے کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے :-

ولا ملح كان حمرا او خنزيرا ولا فذر وقع في بئر فصار حملا لا انقلاب العین به یفنی (در مختار) ۱۔ منہ وہ نمک پاک نہیں جو دراصل مدحایہ خنزیر تھا اور وہ پیدائی بھی جو کنوئیں میں نہ کر کچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا اس پر فتویٰ ہے قوله لا انقلاب العین عدہ للکل وهذا قول محمد و ذکر معه فی الذخیرۃ والمحیط ابا حنیفۃ (حلیہ) ۲۔ منہ مسنن کا قول کہ انقلاب عین موجب صارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پیدی کے کچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے قال فی الفتح ۳۔ و کثیر من المستأنخ احتاروه وهو المحنار لان التسرع رتب و صف النجاسة علی تلك الحقیقة و تنفی الحقیقة بانتفاء بعض احواء مفید مہا فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حکم الملح و نظیرہ فی التسرع الطمعة بحسنة و تصبر علقۃ وھی نجسة و تصیر مضغة فتطهر والعصیر طاهر فیصیر حمرا فینجس و بصیر حلا فیطهر فعرھا ان استحالة العین تستنع زوال الوصف - ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

- (۱) گدھا خنزیر مگر انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں آچھے خدوت نہیں۔
 - (۲) یہ کان نمک میں گر کر مر میں یا مرے ہوئے کریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میت جو سنس قاتی حرام اور نجس ہے وہ حتیٰ اسی حکم میں شامل ہے۔
 - (۳) انسان جس کے اجزاء سے وجہ حرمت انتفاع حرام ہے اور خنزیر وہیت جن سے وجہ نجات انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر وہیت کا حکم باقی نہیں رہتا بعد بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز انتفاع ہو جاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت طہرہ کی طرف ہو۔
 - (۴) کان نمک میں گرے اور صاف نہ ہو دیک میں گرے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کتبہ میں شرح منیہ کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔
- ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میت یا کتے کی چرٹی سے گرے صاف نہ

(۱) باب الاحاس ۱/۳۲۶ ط سعید

(۲) رد المحتار باب الاحاس ۱/۳۲۷ ط سعید

(۳) باب الاحاس و نظیرہا ۱/۲۰۰ ۲۰۱ ط مصر

کے جواز استعمال میں تردید کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے پس صابون بن چائے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا بنص قرآنی کا معرض ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ یہ معرضہ نہیں بنص قرآنی کے خنزیریت کو نجس بنانا ہے لیکن ممکن یہ صابون بن چائے کے بعد وہ خنزیر یا میت ہی کہاں رہے دیکھو ثاب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے اور سر کہ بن چائے کے بعد باقی وہ پاک اور حلال نہ جاتی ہے پس جس طرح کہ ثاب منصوص النجاستہ پر سر کہ بن چائے کے بعد طہارت و حلت کا حکم کرنا بنص قرآنی کا معرضہ نہیں اسی طرح خنزیر کے صابون بن چائے کے بعد اس کی طہارت کا حکم بنص قرآنی کا معرضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور بعد انتداب جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک بنے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی نہ خیر۔

تنبیہ اول۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیر میت وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابون بنائے کیونکہ قصداً ان چیزوں کو صابون بنانے کے لئے استعمال کرنا ناجائز نہیں اور یہ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنائے اور صابون بن چائے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم۔ انتداب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اتنی بات تو یقیناً ثابت ہے اور فقہائے تصہیحات بھی اس کے متعلق آپ مدظلہ فرماتے ہیں کہ جب انتداب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے لیکن یہ بات ابھی تک قویں تحقیق ہے کہ انتداب حقیقت سے مراد یہ ہے تو واضح ہو کہ انتداب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے ثاب سر کہ ہو جائے یا خون منکدن چائے یا نطفہ گوشت کا الو تھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں ثاب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمر یا اور خون نے اپنی حقیقت دہانہ یا اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت یہ ہو سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ متبدل کے آثار مختلفہ اس میں باقی رہیں جیسا کہ مسئلہ مذکورہ میں پتہ چلتا ہے کہ سر کہ بن چائے کے بعد ثاب کے آثار مختلفہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہونا یا وہ چھت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انتداب نہیں جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آگ میں کچھ ثاب ملا کر کوندہ لیا جائے اور روئی نکالی جائے تو وہ روئی پاک

ہے۔ یہ کہہ کر پانی میں توڑ دو تو یہ شراب یا پیشاب مٹ دیا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ مگر نعمہ رومی بیانی میں اس قلیل اقتدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے پانی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا وہاں چھ قعت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء مٹتے اور آتے کے اجزاء زیادہ اس لئے وہ رومی میں محسوس نہیں پس یہ اختلاط ہے نہ انتداب۔

اسی طرح حقیقت منقلب کی محض کیفیات غیر متحدہ کا باقی رہنا مانع انتداب نہیں جیسے شراب کے مگر کہ نہ جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یہ صابون میں قدرے دوسمٹ روغن نہیں کی باقی رہتی ہے کیونکہ رقت حقیقت میں یہ کے ساتھ اور دوسمٹ حقیقت وہیہ کے ساتھ مختل نہیں ہے پس انتداب میں کی وجہ سے تبدل اور کا ضم کر کے وقت بہت غور و احتیاط کے کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ اوقات انتداب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انتداب کو اختلاط یا اختلاط کو انتداب سمجھ لیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

تنبیہ سوم۔ اس انتداب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ ہم نے تصدیقات فقہاء سے یہ بات ثابت کرائی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انتداب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط۔ اس لئے ان میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں واللہ اعلم و علمہ اتم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ محمد کفایۃ اللہ غفرلہ مدرس مدرسۃ الامینیۃ الواقعۃ بدھلی ۲۵ شعبان

۱۳۳۴ھ

هذا التحقیق صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ
الحواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند

۱۳۳۴ھ

پانچواں باب متفرقات

مستعمل جاری پانی سے وضو کا حکم۔

(سوال) (۱) مین کی سوف کی پانی ہے جس پر ٹیٹے نوے بہت سے لوگ اپنے اپنے لونگوں سے وضو

۱۔ قلت لکن قد یقال ان ادبیس لیس فیہ املاک حقیقة لانه عصر حمد بطح وکذا بسببہ ۵۰ درس واحصط
دھند - حوا ۵۰ فقہ لغیر وصف فقط کس صارحما و موصو صمد و طح صر حوا اختلاف حوا صر حوا
(رد المحتار باب الاغتاس ۱ ۳۱۶ ط سعید)

۲۔ و رد المحتار علی لواء حسن الماء احمد عا المر المختار مع رد المحتار باب الاغتاس ۱ ۳۲۶ ط
سعید

رہے ہیں اب اسکا پانی بہتا ہوا نکالی کے باہر جاتا ہے اگر کوئی شخص غلی کے انچے میں بیٹھ کر وضو کرنے کے اس خیال سے کہ یہ ماء جاری ہے تو کیا اس شخص کے لئے یہ فعل جائز ہوگا کہ نہیں؟

(۲) اگر اس پانی کے علاوہ دوسرا پانی بھی نہ ہو تو دوسرے لوگ کیا کریں؟ آیا وضو اور تیمم دونوں میں یہ نہ فی وضو اور تیمم؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۳۰ فرمایا: حدیث صاحب (مضج یادیں پر) ۷۱۷ جب ۱۲۳۶ھ

م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۳) اگر اس نالی میں صرف وہی پانی بہے کہ جاتا ہے جو دکانوں کے استعمال سے برتا ہے تو وہ سارا پانی غیر مطہر ہے اس سے وضو جائز نہیں لیکن اگر پانی میں وضو کے استعمالی پانی کے علاوہ اور پانی بھی آتا ہو اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اس سے وضو جائز ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

بیوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا،

(سوال) زمیندار جو دائرہ وند نکالنے کے وقت قحوظ سے دائرہ وندوں کے اندر میں سے اللہ وائے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں جو پیشاب پانی نہ غلہ کو روندتے وقت کرتے ہیں ان کو یہ نکالے ہوئے غلہ نکال دینا پاک کر دیتے ہیں جیسے کہ زکوٰۃ تحریر فرمایا میں کہ نکالنے چاہئیں یا نہیں؟ اگر نکالنے چاہئیں تو نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

(جواب ۳۵۴) جو غلہ زمیندار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ روندتے وقت دیلوں نے جو پیشاب پانی نہ بر دیا تھا اس کی طہارت ہو جائے تو زمینداروں کا یہ فعل درست اور تحلیل ہے اس ترکیب سے سارا غلہ پاک ہو جاتا ہے جو سائل کو دیا ہے اور جو باقی بچا ہے اور غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہیے جتنی کہ اندازہ دیوں سے پیشاب پانی سے خراب ہوا تھا ولو بالثمن الحمر علی الحطۃ حال الدوس فذهب بعض الحطۃ فالباقی طاهر وکذا الذائب ایضا (کبریٰ، محتسانی ص ۲۰۳) کما لو بال حمر علی نحو حطۃ تدوسها فقسہ او غسل بعضہ او ذهب بہۃ او اکل او بیع حیث یظہر وکذا الذائب لا حتمال وقوع الحس فی کل طرف (درمختار مختصر) ۲

۱، او مبدلاً کستعمل فالأحرار من المطلق اکثر من نصف حار الطہر بالکل ولا لا وند بعد السعی لئلا فی فی الساقی یحور، فیوض مالہ نعم نساوی المسمعی علی ما حقیقہ فی البحر والظہر، الدر المنہر مع رد المحتار، باب المیاء ۱۸۲/۱ ط سعید

(۲) فروع مشنی ص ۲۰۵ ط سہیل اکیلمی لاہور

(۳) باب الاحماس ۳۴۸/۱ ط سعید

راستوں کی کیچڑ اور پانی میں آثارِ نجاست نہ ہو تو پاک ہیں

(سوال) راستوں کی پیروی اور ناپاکیوں سے اجتناب کی طرف ہے یا نہیں؟

(احواب ۳۵۵) راستوں کی گنجشہ پر مواضع ضرورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا شرط طہیہ اس میں آثارِ نفاست ظاہر نہ ہوں (۱)

اور کتاب حل لکم ۱۰ کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) بی کا مجموعہ مکرر ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ، بلی

کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔

(سوال) آپ نے عنایت نامے میں بہ چند شرعی مسئلے کے ساتھ مسئلہ مستفسرہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس کہ ایک اہم نظر انداز ہو گیا جس کی وجہ سے مسئلے کا جواب نامکمل رہ گیا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ مذکورہ نجاست بدنی کے غیر مسلم (اہل بنود) اشیاء خوردنی کے تیار کرنے میں ایسے جزا استعمال کرتے ہیں جو شرعی نقطہ خیال سے پاکیزہ نہیں ہو سکتے جواب "ارزی صورت پر نہیں بدھ امکانی صورت پر بھی کر سکتے ہوں گے"

مثلاً ایک کنویں میں چوبار کر مر گیا شریعت کی رو سے اس کنویں کا پانی پاک نہیں رہا اور نہ ہی ہے کہ جب یہ پاک نہیں رہا تو حائے پینے کے کام میں کیسے لایا جاسکتا ہے اس کی نجاست کھکی ہی سہی یعنی نہ سہی۔ الجواب "کھکی نہیں بدھ حقیقی ہے"

اس پانی کو پیا تو نہیں چا سکتا۔ جواب "چنا حاکم و ضو کرنا سب ناجائز"

شریعت نے اسے پاک کرنے کا طریقہ تجویز کر دیا لیکن اس میں بالتحقیق یہ معلوم ہے کہ غیر مسلم اس کنویں کو اس طریقہ سے پاک نہیں کریں گے زیادہ تر زیادہ تر اس جانور کو کمال کریم پھینک دیں گے الجواب "بیچھ وہ خود پاک کرنے کی فکر نہ کریں گے لیکن اس کنویں سے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں تو مسلمان اس کو پاک کر لیں گے اور بند و محرام نہ ہوں گے"

کلمہ شریف پڑھنے سہی۔ الجواب "یہ تو پاکی کا طریقہ شرعیہ نہیں"

پانی کا خاتمہ ضروری ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ جن چیزوں میں یہ پانی پڑا ہو ان کا کیا ہے الجواب "اگر مسلمانوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس کا حاکم ناجائز ہے"

نجاست بدنی کے لئے تو مہر دیا کہ خود دیکھ لیجئے کہ اس کے ہاتھوں کی نجاست تو ہمیں تک نہ نہیں آئے پانی کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے کنویں کا یا برتن کا ہے جو شرعی طور پر پاک نہیں ہے۔ الجواب "جب تک کسی پانی کا ناپاک ہونا معلوم اور یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پاک ہے" جیسے غل کا پانی اور تمام ان کنوؤں کا پانی جو غیر مسلم کنوئوں میں ہوں اور وہاں مسلمان پانی نہیں اور خود کنوئیں سے نکالیں۔

اس میں قیاس و فہم کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چیز ہمارے تحقیقی علم میں ہے۔ یہ وہ پانی تو اس طرح سے پاک نہیں کرتے اس طرح کہتے کا بخون ہمارے یہاں ناپاک ہے لیکن وہ اس استعمال سے کراہت بھی نہیں کرتے یہی چیزیں وہ ان اشیاء کے تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ چیزیں مسلمانوں کے نزدیک کس طرح کھانے کے قابل ہوتیں گی اس میں فہم اور قیاس کو دخل نہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ شامبند ہے۔ مگر ہم ایک مسلمان جب پانی یا دودھ یا بھی استعمال کرے گا تو وہ خود کتنی حد تک یہ نہ کہ لیکن ایسی چیزیں جو کراہتوں میں سے ہیں ان کا جو شرعی معیار کے مطابق ناپاک ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ”نجات ہونی کو پانی سے صاف کر لیں تو کافر و مسلم دونوں پاک ہو جائیں گے“ بالکل درست اور حلیہ نجات کو صاف کرنے کے لئے پانی بھی تو پاک ہونا چاہئے نہ یہ کہ خالص نجات وہ پانی سے دھو لیکن جو نجات پانی کے اندر خود موجود تھی وہ صاف ہونے پر پلک سرور علی کا فرق ضرور ہے کہ یہی نجات سامنے نظر آتی تھی یہ دوسری نھر نہیں آتی میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ غیر مسمیٰ محض اس لئے نہیں ہے کہ وہ غیر مسمیٰ ہے بلکہ یہ کہ غیر مسمیٰ چیزوں کو با تکلف استعمال کرتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک نجس ہیں جن میں سے محض تو دیکھی جاسکتی ہیں لیکن اکثر دیکھی نہیں جاسکتیں ان کا استعمال محض اس لئے تو جائز نہیں سمجھتا کہ وہ نظر نہیں آتیں جب کہ ہمارا تہنی تجربہ و عملی مشاہدہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں کے استعمال سے درجہ نہیں کرتے جو مسلمان کے نزدیک نجس ہیں الجواب ”یہ نکتہ درجہ نہیں کرتے لیکن یہ لازم نہیں کہ روزانہ ان کا استعمال ہی ہے“

المستفتی نمبر ۸۸۲ پوچھتی علامہ احمد رضا (شمارہ ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء) (جواب ۳۵۸) اگرچہ آپ کے سوالات میری گزشتہ تحریروں پر عرض کرنے سے حل ہو جاتے ہیں تاہم مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

کنوئیں میں گر کر پانی ہمارے لئے مراد ہوا چوبار جانا تو یہ پانی سلامی احکام میں رات ناپاک ہونا اور جب کسی مسلمان کو حکم یہ صحن غالب ہو جائے کہ کسی ہندو (بندہ مسلمان) نے اس پانی سے کوئی چیز پانی بنے تو اسکا استعمال کرنا ناجائز نہیں مگر یہ پانی ایک ناپاک چیز کے ذریعہ سے پانی میں آئی ہے اس میں کفر و اسلام کا تقوت نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ ہندو اسے ناپاک نہیں سمجھتا اور اس لئے وہ اس کنوئیں کے پانی کو بے تامل استعمال کرے گا لیکن ایسے واقعات کہ کنوئیں میں چوبار گر کر مر جائے کثیر الوقوع اور یہ مسموموں کے کنوئیں کے لئے لازم نہیں ہیں اس قسم کے معاملات میں صحن غالب پر عمل کیا جاتا ہے اور یہاں متعلق ہے۔

۱۔ وہی سیراجہ من سنن فی صلاۃ الوضوء وادبہ حصہ ثانیہ ولا فہر طہرہ لہو بسنن وکتبہ ما نجدہ من انشراح والجهلة من المسلمين كالسمن والحبر والا طعمة والياب (۲) - قبل مطلب الاحداث اعلى ۱۰۱ ط سعد

اس کے علاوہ اگر غیر مسلم کے ہاتھ کی ہٹائی ہوئی مٹھائی وغیرہ کے استعمال سے اس ہاتھ پر بیہ کیا جائے کہ وہ اس قسم کی ناپاکیوں سے احتراز نہیں کرتے تو ایسے واقعات شاذ و نادر ہی وجود میں آتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ اصل مسئلہ پر اس سے کوئی زد نہیں پڑتی اور یہ کہ اسلام نے غیر مسلم کے جسم کو (جب کہ اس پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور جب کہ ہم کسی ہندو کو اپنے سامنے بلا کر اپنے پاک پانی سے اس کے ہاتھ دھوا کر اپنے سامنے اس پانی سے آناؤندھوا کر یا قند کا قوام دوا کر اس کے ہاتھ سے روٹی چوئیں یا مٹھائی دوائیں تو وہ مٹھائی یا روٹی پاک ہے محض غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہونے کی بنا پر وہ ناپاک نہیں۔ میری سادہ تحریرات کا مطلب کی قدر تھا۔

جب کہ مسئلہ کی یہ نوعیت صاف ہو گئی کہ انسانی جسم پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر تو اب صورت مسئلہ آپ کی اس تحریر کے بموجب یہ ہوئی کہ جسم انسانی حیثیت جسم انسانی ہونے کے پاک ہے مگر چونکہ غیر مسلم ہی ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں جو اسلامی احکام کی رو سے ناپاک ہیں اور وہ انہیں ناپاک نہیں سمجھتے بلکہ پاک اور مقدس خیال کرتے ہیں (مثلاً گائے کا پیشاب) تو ان حالت میں مسلمانوں کو ان کی ہٹائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ محض مرتبہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ناپاک سمجھ کر ان کے ہاتھ کی ترچیزوں کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی چیزوں میں مسلمانوں کے ہاتھ نہیں لگنے دیتے اور لگ جائے تو اسے پھینک دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی چیز دیتے ہیں تو نہایت ذلت آمیز طریقے سے اور یہ کہ ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں ان کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے اسلامی غیرت کس طرح اجازت دے سکتی ہے کہ ان کے ہاتھ کی مٹھائی یا چوریوں پچوریاں مسلمان استعمال کریں۔

میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ جس تک ہندوؤں کے عقیدے اور اس سلوک کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان بھی قومی غیرت اور خودداری پر عمل کریں اور جو ہندو ان کے ہاتھ کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی یہ تقاضا غیرت و خودداری ان سے پرہیز کریں ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ جزاء مبینہ سینہ مثلھا کے ماتحت گرفت نہیں مگر یہ یاد رہے کہ اگر مسلمانوں کے نزدیک ہندوؤں کا یہ فعل ناپاک اور خلاف عقل اور ذلیل ہے تو وہ خود اپنے اس فعل کو فی حد ذاتہ صحیح اور موافق عقل و شریعت قرار نہ دیں۔ بلکہ یہی کہیں کہ انسانوں کے درمیان اس قسم کا طرز عمل جاری کرنا غلط اور خلاف عقل اور مبتذل تو ضرور ہے مگر ہم صرف مجازاً کہتے ہیں نہ یہ کہ یہ طرز عمل ہمارے نزدیک مستحسن ہے۔

(۱) فسور الادبی مطلقاً ووجوب "و کھرا" - ظہور و سیر الاضواء شرحہ مع رد المحار مطلب فی السؤد ۲۲۲ ط سید (ولو دخل الکفر والفساد ابلیہم لا سحر ادا لم یکن علی ابلیہم محاسبۃ حقیقہ) حمی کبر فی احکام الحیاص ص ۱۰۳ ط مہل اکیمی لاہور

ہا نحن صاحب نہ ہو اگرچہ یہ بات قطعی تھی کہ نصرانی شہر پر اور شہر اب مملو پر استغاث کرتے تھے مگر یہ استعمال اس خاص پانی کے ہپاک قرار دینے کے لئے کافی نہ تھا امید ہے کہ اس گزارش کے بعد کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

قولید یارو مال سے پاؤں یا جو تا بھارنے کے بعد چہرہ پوچھ لیا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔
(سوان) ایک صاحب کی حالت ہے کہ پیدل نہ کر کے کسی مقام پر پہنچ کر قولید یارو مال جو ان کے پاس موجود ہو جوتے ورج پر مار کر جب تک کہ سرد صاف کر دیتے ہیں اور پھر ان پر نماز پڑھتے اور وضو کر کے باتھ اور منہ پوچھ لیتے ہیں اور احتیاج کیا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ شہد چہرہ دوش کا پاب ہے اور جہانزب دوسروں کا خیال ہے کہ وہ پاک کسی عمر عمر و نہ ور ہے۔ المسئقی نمبر ۹۷۹۔ ۱۵۱۵
خدا صاحب (طلب ماہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۹) قولید یارو مال سے جوئی اور پاؤں بھارنے کے بعد منہ پوچھ لیا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے اور جب کہ رو مال یا قولید پر بھار شہر رہے تو کوئی براہ راست بھی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ نویلی

مقعد میں تھرمائیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(سوان) یہاں پر ایک اسپتال ہے جس میں مخصوص طور پر تپ دق اور غسل کا مکان ہوتا ہے اس پستان میں حمار کے درجہ کو تپانے کے لئے تھرمائیٹر چائے من یا غسل میں رکھنے کے مقعد میں رکھا جاتا ہے وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ منہ یا جسم کے کسی اور جگہ کی گرمی قبل اعتبار نہیں ہے حمار کا درجہ روزانہ اس طور سے کم سے کم چار دفعہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو ناپا جاتا ہے۔

دریافت حسب امر یہ ہے کہ ایسی حالت میں مریض نماز کس طرح کرے اور قرآن شریف اور حرج پتو کے آیات کے مریض ان میں پڑھ دے، فقہائے شافعیہ کے جواب سے مراد یہ ہے۔

المسئقی نمبر ۲۳۳۵ محمد یونس صاحب۔ دن پال۔ ۷ اذیقہ ۱۳۵۷ھ ۹ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۶۰) مقعد میں تھرمائیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ پس مریض اس عمل کے بعد نہ فی وضو یا تیمم کرے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ و فی السرا حید سے سن فی سید و موبہ و بدہ احسنہ حدیثہ او لا یقو ظاہر عدلہ مسیئ رد المحتار: غسل مطلب فی احکامات الغسل ۱۵۱ ط سعید

۲۔ و فی المعنی الموضوۃ للغسل ۱۵۱ ط سعید و فی حدیثی و لثیوۃ من الوحل و لمروۃ و سفۃ الجس من عمر البرال و الحنفی و القاس (مختصر المدوری ص ۷ ط سعید)

۳۔ و کذا فی دحل صعد فی ذرۃ و نہ عجب ان عینا و ادخیا عند الاستحاضۃ نقل و ضویدہ اندر المحتار مع رد المحتار مطلب فی بواقص الوضو ۱۴۹۱ ط سعید

۱۔ ری بیات جو نچر نہ سکے پک کرنے کا طریقہ۔

(سوال) مسجد کی جائزہ ری بیات کی جو نچر نہ سکے پک ہو کئی وہ کس طرح پک ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ ہدایہ (مارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۶) در ری بیات ۱۰ سو روہل و جب پانی پکنا نہ ہو جائے تو دوسری بار دھو اور پھر جب پانی پکنا نہ ہو جائے تو تیسری بار دھو پک ہو جائے کہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جلتے تور میں سنا کرے اور جل کر مر جائے تو تور کا کیا حکم ہے؟

(از اخبار سب روزہ جمعیت مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر جلے ہوئے تور میں سنا کرے اور جل کر مر جائے تو اس تور کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶۷) جلے ہوئے تور میں سنا کر مر جائے تو جب کتا جل کر رکھ ہو جائے یا اس کو نال کر پھینک دیا جائے اس کے بعد تو اس وقت تک کہ روٹی پکائے میں کوئی حرج نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ وفقدت نسلب حداف ی انصاح بشاطرہ فی غردہ ی عمر معصر مد یثرب الحدیثۃ سور الاضار و سرحہ النذر المختار باب الاضاح ۱: ۳۳۴ ط سعید

۲۔ کنوز دین معارف لا ینال دلیلہ فی غردہ ی عمر معصر مد یثرب الحدیثۃ سور الاضار و سرحہ النذر المختار باب الاضاح ۱: ۳۳۴ ط سعید

كتاب الختان والخفاض

ثیف میں کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۳۲۹ محمد بن شاہ (ضلع مٹہرا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۵) عورتوں کا فتنہ جس کو عی میں فتنہ کہتے ہیں حرب میں اس کا رد ان تھا اور ایک حدیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ ایک عورت سے جو عورتوں کا فتنہ کیا کرتی تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس میں مباح نہ کیا بروہیہ بہت قہوڑی سی مقدار قطع کیا کرو کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کا فائدہ ہے (۱) اور عورتوں کے فتنے کو بعض فقہائے سنت اور بعض نے حرمت یعنی ایک انجی اور شرافت کی بات بتایا ہے لیکن یہ سنت مؤکدہ اور ضروری نہیں ہے اگر کیا جائے تو اچھا ہے نہ کیا جائے تو کوئی شرع الزام اور مواخذہ نہیں ہے خلاف نروال کے فتنے کے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے (۲) محمد بن شاہ کا نام اللہ

(۱) کیا بے فتنہ مسلمان کا فتنہ ضروری ہے؟

(۲) بے فتنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۳) بے فتنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح با فتنہ مسلمان کی اور دسے جائز ہے۔

(۴) باغ نو مسلم کا فتنہ گردینا بہتر ہے۔

(۵) کیا بے فتنہ بالغ مسلمان پر فتنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے؟

(۶) بے فتنہ کے پیشاب کی پاکی اور نماز درست ہو سکتی ہے۔

(۷) بے فتنہ بالغ مسلمان کا فتنہ جائز ہے

(۸) بے فتنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۹) بے فتنہ بالغ مسلمان طہارت میں احتیاط کرے تو با فتنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے

(سوال ۱) بے فتنہ بالغ مسلمان کی فتنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بے فتنہ بالغ مسلمان کا نکاح جائز

ہے یا نہیں؟ (۳) بے فتنہ بالغ مسلمان کی اولاد سے با فتنہ بالغ مسلمان کی اولاد کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۴) ایک باغ بندہ مسلمان بہرہ فتنہ کرانا چاہتا ہے کیا اس کا فتنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) بے فتنہ

بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز ہے تو یہ باغیر کے غفلت کے فتنہ سے ہے یا ہو جائے (۶) نہ یہ

ہے کہ بے فتنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس کی نماز بھی درست نہیں

ہوتی؟ (۷) باغ ہونے کے بعد بے فتنہ مسلمان کا فتنہ کرنا حرام ہے تو اگر فتنہ کر لیا تو اس کی سزا کیا

(۱) عن ام عطیة الا بصریة ان امراة کانت تحت بالمدينة فعزل لها البی کلک لا ینفکی وہ ذلت حتی سمرہ واحب للبلل (سنن ابی داؤد کتاب فی الجنان ۴/۳۶۸ طبع اعدادہ ملتان)

(۲) اختصت الروایات فی جنات النساء ذکر فی بعضها انها سة هکذا فی المحيط عن بعض المشایخ و ذکر شمس لاسہ فی ذہب بعضی لمحضوف ح حبان النساء مکرمة غلبہ الملب السبع عشر فی الجنان ۵/۳۵۷ طبع احادیث کتبہ

ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے۔

(سوال) میرا نواسہ ہے اور اس کی ختنہ ہو گئی ہے اس کے دو اہستے ہیں کہ میں اس کا کھانا کروں گا اس میں اگر مجھے بلایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟ کیونکہ میں فی الحال تو ختنہ میں شریک نہیں ہوتا جب تک مجھے معلوم ہوا ہے لیکن کھانے کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۸۵۷ محمد حیات (شعل علی نژاد) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریاء و شہرت کے لئے یہ کام نہ ہو اور قرض ادھار، بیکریہ کام نہ کیا جائے اور کوئی ناجائز کام نہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے؟

(سوال) زید کا بیان ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور بلکہ زہاجرہ بنتی آدمی فی اللہ ہیث میں یہ مسئلہ تحریر ہے لیکن عمر و اس مسئلہ کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے اور نہ زہاجرہ بنتی آدمی فی اللہ ہیث کو ماننا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۲۳ مسماۃ فاضلہ بان صاحبہ (بہسبی) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۸) عورت کے ختنے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسے کہ شامی (۱۰) جلد خامس ص ۵۲۲ میں مذکور ہے، بعض فقہاء اس کو سنت بعض مستحب کہتے ہیں اور اس پر سب متفق ہیں کہ اس کی کوئی تاکید نہیں ہے ختنہ نہ سرائے میں کوئی نہ دیا، امت نہیں ہے اور اللہ و رسول میں حدیث ہے کہ حدیث طیبہ میں ایک عورت عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو فرمایا تھا لا تنہکی یعنی ختنہ میں محال زیادہ نہ کرے۔ اور شامی (۱۰) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ختان الرجال سنة و ختان النساء مکروہة یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے اور عورتوں کا ختنہ مکروہت یعنی مردوں کی خوشنودی کے لئے ہے مطلب یہ کہ مردوں کے ختنے کی طرح سنت مستحبہ مکروہہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱ لا یسعی الخلف عن احیاء الدعوة العامة کدعوة لعرض والحدس و بحولہ و اما اد علمہ فی محصور ولا محصور لانه لا یمرہ حق الدعوة عند سبغہ و باب النبی عشر فی الہدایا والصلوات ۳۴۳ ط ماحدہ کوئٹہ

۲ فی کتاب الطہارۃ من لیساح الوضوح علمہ ان لحدس سة عددا للرجال والنساء و قال النسفی و حب وہب بعضہم سة للرجال مستحب للنساء (رد المحتار مسائل شتی ۷۵۱/۶ ط معبد)

(۳) باب فی الختان ۳۶۸/۲ ط امدادیہ ملتان

(۴) مسائل شتی ۷۵۱/۶

تہ کی دعوت پر نر ہے

(سوال) ختم میں دعوت نرئی درست ہے یا نہیں؟ حدیث طبرانی الخرس والا عذار والنوکیات فیہ بالخیار سے کجائش معلوم ہوتی ہے اور حدیث مند احمد و لیسۃ الحنابلہ مکس بدعی لہا سے مماخت و بدعت ثابت ہوتی ہے پس اس پر اس میں کیا توبیہ ہونی؟ المستفتی نے ۲۳۶۶ محمد بن صاحب التفسیر الاول عدۃ ۳۵۸ مطبۃ ۱۰ جو ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۹) و لیسۃ الحنابلہ لم یکن بدعی لہا کا مفہوم ای قدر ہے کہ یہ قول نہ تو میر ہ غزاس و شامل ہے اس نے فی حدیث ثابت ہے، ہاں آج کل کے مصالک اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں جس قدر کم ہوں بہتر ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

ختم کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

(سوال) ایک شخص اپنے بڑوں کی ختم نہیں کرتا اور اس بات سے بھی انکار کرتا ہے اور اس کے چار سے ہیں جن میں ایک بڑ کی عمر تیس سال اور دوسرے کی چھتیس سال اور تیسرے کی انیس سال اور چوتھے تیرہ سال ہے مگر اس نے کسی کی ختم نہیں کرائی تمام ویسے ہی ہیں اب لوگ اس سے ربات نرت ہیں یا وہ اس سے قطع تعلق کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۵ محمد اسلوب (بدشہ ۲۶) کی اول ۳۵۸ مطبۃ ۱۰ جو ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۰) ختم سنت ہے مگر مسلمانوں کے لئے اسلامی شعار ہے یہ شخص کسی وجہ سے ختم نہیں کرتا چاہے وہ کتنا ہی کم عمر پر مبنی نہیں ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسے پاس سے ختم کرانے پر مجبور نہ کریں اور نہ مانے تو اس کو صحت اور موحلت ہونے کے ساتھ سمجھا میں یہاں تک کہ وہ اپنی ضد سے باز آجائے۔ اگر منہ سے حد تک اس کے ساتھ سختی بھی نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ مگر یہ مراء ہے کہ مسلمان اس واپسی تقریبات شہائی و فنی میں شرکت نہ کریں۔ اس کے یہاں تقریبات میں شرکت نہ ہو۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

۱ لا سعی الحنف عن حدیث ندعوہ اعمامہ کدعوہ لغربس والحن و یوحما علیکبیرہ لب الدی عسری لہدانا و الصافات ۳۴۷ ط ماحدیہ کوثرہ

۲ والا صا الحن سہ گیا حد، فی الحبر و هو من سعاب الاسلام و حصافہ فواجمع حل بدہ غنی بركہ حربہ الامام فلا ینرک الا لعذر (تویر الامصار و شرحہ مع رد المحتار مسائل شفی ۷۵۱/۶ ط سعید)

۳، ول المہبت عرض الحادی فی ہذا لب ن بس صفہ الہجر ب الحد و اند سوح بقدر لحدہ فس کہ من حل الغضبان سسعی الہجر ب بركہ لمکلمہ کہ فی قصہ کعب و صاحبہ، فتح لاری سرح صحیح البخاری باب ما یحور من الہجران لمن عسی ۱۵۱۰ ط مکثہ مصطفی مصر)

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۳۸ء)

(سوال) غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرائی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ واقف فی النہر نعا للہجر، جواز التطیب بالكافر فیما لیس فیہ ابطال عبادۃ، المر المختار، قال المحقق فی الشامیہ (قولہ: واقف فی النہر) - و فیہ اشارۃ الی ان المریض یجوز لہ ان یستطب بالكافر فیما عدا ابطال العبادۃ (رد المختار، فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ۴/۲۲۲-۴۲۳ ط سعید)
(الحمد لله الذي تتم بعمته الصالحات)

دَارُالِشَاعَتْ کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

- بہشتی زیور ہدال مکمل — حضرت مولانا محمد شرف علی تھانوی رحمہ
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے — مولانا مفتی عبد الرحیم لاچھوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے " " " "
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد پیش نظر مولانا محمد تقی عثمانی — اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد — مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کاہل — مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ
اسلام کا نظام اراضی " " "
مسائل معارف القرآن (تفہیم القرآن میں کراچی احکام) " " "
انسانی اعضا کی پیوندکاری " " "
پراوینٹ فنڈ " " "
خواتین کے لیے شرعی احکام — اہل نظریت احمد تھانوی رحمہ
بیمہ زندگی — مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ
رفیق سفر سفر کے آداب احکام " " "
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت — فضیل الرحمن لہلال عثمانی
علم الفقہ — مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمہ
نماز کے آداب احکام — انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت — مولانا مفتی رشید احمد صاحب
دارالحی کی شرعی حیثیت — حضرت مولانا فارسی محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ — مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور — مولانا محمد شرف علی تھانوی رحمہ
ہمارے عائلی مسائل — مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی — شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق — مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں — مولانا محمد شرف علی تھانوی رحمہ
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح " " "

